

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	باب
۲	مصر کی مہم	باب دہم
۲۴	قاہرہ کو روانگی	باب یازدہم
۵۸	ملک شام کی مہم	باب دوازدہم
۹۴	محاصرہ سے دست برداری	باب سیزدہم
۱۲۳	مصر سے مراجعت	باب چار دہم
۱۵۸	ڈائریکٹری کا توڑ دیا جانا	باب پانزدہم
۱۸۵	کانسل کا تخت	باب شانزدہم
۲۲۰	صلح کی استدعا میں نیپولین کا مراسلات بھیجنا	باب ہفتادہم
۲۳۷	فرسٹ کانسل کا دوبارہ	باب ہنزدہم
۲۶۰	کوہستان آپس کا عبور	باب نوزدہم
۲۷۷	میرنگو	باب بستم
۳۰۳	ہونہلڈن	باب بست ویکم
۳۳۲	انگلستان سے صلح	باب بست ودوم
۳۶۵	قومی اصلاحیں	باب بست وسیدوم
۳۹۰	نیپولین کا تہائی عمر کے واسطے فرسٹ کانسل مقرر ہونا	باب بست وچہارم
۴۲۹	ایشیائے صلیبیہ کی شکست	باب بست وپنجم
۴۵۴	بولون کا لشکر گاہ	باب بست و ششم
۰		۰

سلسلہ انجمن ترقی اُردو

نیوین اعظم

جلد دوم

جسکو شیخ محمد معین الدین صاحب شاہجاں پوری نگاشٹ پھر ڈسٹرکٹ اسکول پی بھیت
و مترجم اورنگ زیب نے

جو زلف ایس سی۔ ایبٹ کی انگریزی کتاب لائف نیوین سوزوہن ترجمہ کیا

اوزریر سہ پرتی انجمن ترقی اُردو

باہتمام خاکسار رشید جلد ص ۱

مطبع می علی گڑھ میں طبع ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

باب دوم مصر کی مہم

نپولین کے خیالات طفلی۔ انگلستان کے متعلق فیصلہ۔ مصر۔ نپولین کی ویل۔ اٹلی کا
عظیم الشان تیزی۔ اپنے سپاہیوں کے نام اعلان۔ کپٹن کولون *Soult*
کو ہدایت۔ جہاز میں سوار ہونا۔ نپولین کی ویل فری جزیرہ *Malta* کا مین
ہونا۔ امیر الہرملین *Nelson* کی فوج بحری و مقابلہ۔ اسکندریہ میں جہاز سے
اترنا۔ سپاہیوں کے نام اعلان۔

نپولین کی مہم مصر ایسی عظیم الشان مہم تھی کہ ویسے شاید کسی جاہ طلب انسان نے
۱۷۹۰ء کو ان فرائض کے جنوبی ساحل پر بزرگ گاہ ہے ۱۲ ترجمہ
۱۷۹۰ء کا بحرِ روم میں ایک جزیرہ ہے ۱۲ ترجمہ
۱۷۹۰ء اسکندریہ ملک مصر کا ایک مشہور شہر ہے ۱۲ ترجمہ

صفحہ ۸۶

کبھی اختیار نہ کی ہوگی۔ جب پولین پرتگیزی میں متحلیہ دیگر طلباء کے ایک طالب علم تھا اس کو روشن خیال قدیم سوراؤں پر فریفتہ ہو گیا تھا جو روم اور یونان کے مشہور لوگوں میں ہوتے چلے آئے ہیں۔ جب پولین تنہائی میں ٹلکا کرتا تھا اور غور و فکر میں ڈوبا ہوا تھا تو انھیں ایام طفلی میں وہ مہم اور دھندھلا لیکن عظیم الشان خیال باندھا کرتا تھا کہ مشرق میں ایک ایسی سلطنت کی بنیاد ڈالنا چاہئے کہ وہ اس سب کو جس کا قدیم وجہ تہذیب و تاریخ میں تذکرہ ہے پست و ماند کر دے۔ اس کی نگاہ خلیج فارس اور بحر اربعہ کے ساحلوں پر اسی طرح جیسے کہ وہ نقشوں میں کینچے گئے ہیں پھرتی تھی۔ اور دریائے فرات۔ سندھ اور گنگ کے زبردست سیلابوں کے پیچھے پیچھے جاتی تھی۔ اور قوموں اور فرقوں کو یکتھی تھی جن کی کروڑ ہا کروڑ تعداد مردم شماری وحشیانہ شان و شوکت اور بت پرستی کی تاریکی کے ساتھ ایک فاتح کو بلارہی تھی۔ اس حیرت انگیز لڑکے نے کہا ایرانیوں نے تیمور لنگ کا راستہ روک دیا تھا لیکن میں ایک دوسرا راستہ کھولوں گا۔ ان طفلانہ خیالوں میں وہ اپنے کو ایک فاتح تصور کرتا جس میں سکندر کا سا اقتدار تھا لیکن اس کی سی بدکاری اور کمزوری نہ تھی۔ وہ ان وحشی بڑے ممالک میں جو یورپ والوں کی نگاہ سے بعد کی تاریکی میں نساں ہو رہے تھے شائستگی کے غم و فبات اور داد گستر حکومت قائم کرنے کے خیال باندھا کرتا تھا۔

جبکہ اعلیٰ کے میدانوں میں وہ اسپرما کے ساتھ جنگ و جدل میں مصروف تھا تو مصر اور مشرق کے منصوبے جنگ کے شور و غل اور دھوئیں کے ساتھ غلوں چوتے تھے۔ اسپرما کی فوجوں کی فراری میں جو پولین کے تذحلوں کی تاب نہ لا کر بھاگتی

تیمور لنگ دنیا کا عظیم الشان فاتح۔ تاریخی تھا۔ ہر قد پائے تخت ستارے میں محمود و ملوک کے عہد میں ہندوستان پر کبھی یورش کی تھی۔ دہلی کو خوب لوٹا اور جلاٹا اور باشندوں کا قتل عام کیا تھا

۱۲ مترجم۔

چھوڑ کر بھاگ رہے ہو کر جاری ہونا پڑ لگا۔ ساٹھ ہزار فوج کے ساتھ کوچ کر کے ہم دریائے سندھ کو پار کر سکتے ہیں اور مظلوم و ناراض و سی رعایا کو انگریز غاصبوں کے مقابلہ میں جوش دلا سکتے ہیں اور انگریزوں کو ہندوستان سے نکال سکتے ہیں۔ ہم واپسی کی حکومت قائم کرینگے جو رعایا کے حقوق کی عزت کریگی اور ان کے اغراض کو ترقی پہنچائے اور تمام لوگ ہم کو اس طرح پکارینگے جس طرح رہائی دینے والوں کو پکارتے ہیں۔

ملک شام کے عیسائی اور آرمینیا والے اپنے جھنڈوں کو متحد کر لینگے اور دنیا کی روکا کو بدل دینگے۔ ایسی عالی شان تجویز تھی جس نے اس جاہ طلب دل کو جوش دلا دیا تھا۔ انگلستان نے بغیر کسی استحقاق کے پرتگال کے ہندوستان پر حملہ کیا تھا۔ اس کے پورے مسلح سواروں نے اپنے گھوڑوں کے خونی سمنوں سے بڑل اور ہندوستانیوں کو روندنا تھا۔ توپیں۔ جزا ایل اور ٹنگنیں صرف ایسی کارآمد و لائل تھیں جن سے انگلستان نے حملہ جملہ فتنوں کو چپ کیا تھا۔ گوروں نے اپنی لنگی تلواروں سے جن سے ہمیشہ خون ٹپکتا رہتا تھا صوبجات کو جن میں بے شمار آدمی بستے تھے مغلوب کیا تھا۔ پندرہ ہزار میل کے چکر دار راستے سے جو اس امید

کے گرد ہو کر واقع تھا لندن اور لیورپول کے تجارتی جہازوں کے بیڑے کلکتہ اور بمبئی کو آتے تھے اور اسی بمبئی کے راستہ سے ہندوستان کی دولت انگلستان کو بھی چلی جاتی تھی۔

پرتگال کی یہ محبت تھی کہ وہ بے ضرر مشرقی قوموں کے ساتھ جنگ باق کو نہیں جارا تھا بلکہ وہ مظلوم رعایا کا شریک تھا اور اپنے مشترکہ دشمن (انگلستان) کے مقابلہ میں تلوار کھینچ رہا تھا اور وہ ان کو زبردست غاصبوں سے رہائی دلانے اور آزادی کے بنائیت گراں بہا حقوق عنایت کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ مصر کو وہ تاراج کر کے کی غرض سے نہیں بلکہ اس کو خوش حال بنانے کو۔ غلام کرنے

کے لئے نہیں بلکہ آزاد کرنے کی غرض سے۔ مشرق کی دولت سے اپنے کو امیر بنانے کے مدعا سے نہیں بلکہ مغربی مرفہ الحالی اور اعلیٰ شائستگی اُس کے ساحلوں کو منتقل کرنے کی تمنا سے روانہ ہوا کسی دوسرے جاہ طلب خارج کے پاس کبھی ان سے بڑھکر قابلِ تحسین دلائل نہیں ہوتی ہیں۔ انگلستان کو جس نگاہ سے وہ ہندوستان اور چین کو دیکھتا ہے خاموش رہنا چاہئے اور گورنمنٹ امریکہ (کنگریس) جس توجہ سے وہ امریکہ کے قدیم باشندوں کی جان بچی کے وقت کی کراہوں کو سنتی ہے اور جن قدیم باشندوں کو اس گورنمنٹ نے اُن کے طفلی کے جنگلوں اور اُن کے آباد اجداد کے غاروں سے نکال باہر کیا ہے پولین پرکس منہ سے اعتراض کر سکتی ہے پولین کبھی بشریت کی کمزوریوں سے منتشی نہیں تھا۔ لیکن انگلستان اور امریکہ کے مورخوں کو یہ دعائے منہ سے نکالنا ذیبا نہیں ہے کہ "خدا یا تیرا شکر ہے کہ ہم اس بوناپارٹ کی طرح نہیں ہیں۔"

مصر جس کی گذشتہ عظمتوں کی یاد گاریں شائستہ دنیا کو حیرت و تحسین پر مجبور کرتی ہیں صدیوں تک تاریکی اور فراموشی میں دفن رہنے کے بعد پھر آہستہ آہستہ روشنی میں ابھر رہا ہے اور بے شک و شبہ اُس کی تقدیر میں لکھا ہوا ہے کہ آخر کار وہ علم و محنت کے نہایت ہی بڑے مرکزوں میں سے ایک مرکز ہو گا بحرِ روم اُس کے شمال میں موجزن ہے اور اس سمندر نے مصر کی تجارت کے لئے یورپ کے جزو خوش حال شہر کھول رکھے ہیں اور بحرِ احمر اُس کے مشرقی ساحل پر ہندوستان اور چین کی دولت کا مینہ برسا رہا ہے۔ اور افریقہ کے نامعلوم اندرونی حصوں سے دریائے نیل موجیں مارتا ہوتا ہے اور ختم ہونے والی اندرونی تجارت کے لئے جو نامعلوم قوموں اور باشندوں سے کی جاسکتی ہے ایک شاہراہ بناتا ہے۔

اس ملک مصر میں دریائے نیل کی تمام وادی زیرین شامل ہے جس کا عرض ساحل بحر روم پر ایک سو بیس میل کے قریب ہے۔ یہ وادی جو تخمیناً چھ سو میل طول میں ہے جنوب کی طرف بتدریج تنگ ہوتی گئی ہے جیسے کہ جنوب میں اس پر ریگستان کا ہجوم ہوتا گیا ہے۔ یہاں تک کہ اس کا عرض صرف چھ میل رہ جاتا ہے۔ سالانہ سیلابوں سے جو دریائے نیل میں آیا کرتے ہیں مصر کی زمین میں حیرت انگیز زرخیزی آجاتی ہے ملک حبش کے پہاڑوں کی شدید بارشیں ان سیلابوں کا باعث ہوتی ہیں خود مصر میں کبھی پانی نہیں برستا یعنی صدیاں گزر جاتی ہیں اور ایک چھٹی نہیں پڑتا تاہم انگریزوں کے زمانہ حکومت میں مصر کی مردم شماری دو کروڑ کے قریب اندازہ کی گئی تھی لیکن خود سر بادشاہوں کی سختیوں سے آبادی گھٹ گئی اور اس فرانس کی پورٹش کے وقت مصر میں پچیس لاکھ آدمی آباد تھے۔

مصر کے باشندے چار درجوں میں تقسیم تھے۔ اول کاہن *مصر* جو قدیم مصریوں کی اولاد ہیں اور ان کی تعداد دو لاکھ تھی۔ یہ نہایت ہی ذلیل غلامی کی حالت میں تھے۔ آبادی کا بڑا حصہ یعنی بیس لاکھ کے قریب عرب تھے جو نیم حبشی تھے اور ان کو ان کی مذہب آزمائی اور محنت سے ان کے خود سر اور ظالم حاکموں نے روک دیا تھا۔ ترک یعنی چینی زری جو پورے دو لاکھ تھے۔ اور یہی لوگ بے صواب ظالم عیاش غاصبوں کی استمراری فوج تھے۔ ان غاصب حاکموں نے بے رحمی سے عیاکو۔ دڑے۔ سیف اور رتھوں سے بہت سے نہایت ہی ذلیل غلامانہ حالت

دریائے نیل کے کنارے یا نیا نیاں جہیل کو کل کر عظیم الشان دریا آخر مصر میں پہنچتا ہے اور چار ہزار میل کے طولانی فاصلہ کو طے کر کے بحر روم میں جاگرا ہے ۱۲ - مترجم

۱۳ - اسی نام کے مصر میں یونانی بہت سے بادشاہ ہوئے ہیں ان میں سے پہلے بادشاہ کا سنہ ۲۸۳ قبل حضرت مسیح کے انتقال ہوا۔ ۱۳ - مترجم ۱۴ - یہاں ستور تھا کہ روم سے پھانسی دی جاتی تھی ۱۲ - مترجم

میں رکھ چھوڑا تھا۔ بارہ ہزار مملوک سواروں کی جماعت تھی۔ یہ منکبر۔ قوی۔ اور ناخدا ترس جا رہے تھے۔ ہر سوار کی خدمت میں دو نفر رہتے تھے۔ چوبیس ہلکے تھے جن میں سے ہر ایک کی ماتحتی میں پانچ یا چھ سو مملوک تھے اور ان حیرت انگیز سواروں پر یہ حکومت کرتے تھے وہ خاص بڑے۔ نے مصر کی حکومت کو باہم تقسیم کر رکھا تھا۔

مصر میں خود سر حکومت قدیم تھی۔ ان مغرور حاکموں کی عیاشی اور بربکاری نے رعایا کو بالواسانہ حالت سے پس ڈالا تھا۔ مشرقی طرز کی عیش و عشرت پسندی ان پاشاؤں کا خمیر تھی۔ اور ذلیل فریب دادہ رعایا کے کچے جھجھکڑوں کو گداگری اور بے چارگی نے بدسنا کر دیا تھا۔ پتولین کا ارادہ تھا کہ مصر کی ایسی رعایا کے سامنے اُس کے حامی اور خیر خواہ کی طرح پہنچکر اُس کو اپنے جھنڈے کا شریک کر لے۔

مملوکوں کو مغلوب کرے۔ اور ایسی حکومت قائم کرے جو مصر میں شائستہ زندگی کے تمام علوم و فنون کو زندہ کر دے۔ اور ان فیض ساینوں سے وہ شہرت حاصل کرے جس سے تمام مشرق میں اُس کا نام روشن ہو جائے اور پھر ان مغلوب قبیلوں کے ساتھ جو اُس کو اپنا رہائی دینے والا تصور کریں انگریزی طاقت پر ہندوستان میں حملہ آور ہو اور اس سے اس سمندر کی ملکہ (انگلستان) کو تسلیم کرنا پڑے کہ ہاں شکلی پر بھی ایک ایسی طاقت ہے جو اُس تک پہنچکر اُس کو نیچا دکھا سکتی ہے۔ یہ تجویز اپنی شان کے اعتبار سے بڑی عظیم الشان تھی۔ لیکن مشیت ایزدی نہ تھی کہ وہ پوری ہو۔

آخر کار ڈاکڑوں نے پتولین کی ویلیوں سے مجبور ہو کر اور نیز اُس شک و حد کی وجہ سے جو اُس کی روز افزوں ہرولعریزی سے اُن کو پیدا ہوا تھا اور اس خواہش سے بھی کہ پتولین فرانس سے علیحدہ ہو جائے مصر کی یورش پر اپنی ضمانت دے

لے ہے۔ یعنی پاشا ۱۲ مترجم

نامہر کردی لیکن اس معاملہ کو حد درجہ پوشیدہ رکھنے کی بڑی ضرورت تھی۔ کیونکہ اگر انگلستان کو وہ سمیت معلوم ہو جاتی جہاں اُس پر حملہ ہونے کو تھا تو ممکن تھا کہ وہ اپنی لائن بحری فوج سے فرانسیسیوں کے بیڑے کو روک دیتا اور یہ بھی ممکن تھا کہ وہ مملوکوں کو نہایت ہی شدید مقابلہ پر آمادہ کر دیتا اور اس طرح مہم مصر کے راستہ میں بہت سی دشواریاں بڑھ جاتیں۔ چنانچہ جملہ مباحثے دروازہ بند کر کے ہوا کرتے تھے اور ساری تجویز نہایت ہی مخفی حالت میں رکھی گئی تھی۔

فوجی ترتیب کے متعلق دنیا کی تاریخ میں دیکھا جاتا تھا کہ یہ پہلا موقع تھا کہ عالموں فاضلوں اور صناعتوں نے اُس میں ایسی نمایاں شرکت کی۔ یہ تجویز ہوا کہ نپولین کے ہمراہ چالیس ہزار آدمی جاویں جن میں سے چند افسر علوم لطیفہ کے ماہر۔ انجینیر۔ جغرافیہ داں اور صناعت نپولین خود انتخاب کرے۔ چنانچہ اب نپولین نے نہایت ہی حیرت انگیز غم و محنت سے اپنی تجاویز کی تکمیل شروع کی۔ برقی سرعت سے حکم کے بعد حکم صادر ہوتا تھا معلوم ہوتا تھا کہ نہ اسے دن میں آرام تھا نہ رات میں وہ سوتا تھا۔ ہر چیز کی دیکھ بھال خود کرتا تھا اور بڑی چھرتی سے ہر ہر مقام کو جاتا تھا۔ علماء سے خط و کتابت کرتا تھا۔ جنرلوں سے مشورے کرتا تھا۔ روپیہ فراہم کرتا تھا۔ جہاں جمع کرتا تھا۔ اور رسد کے ذخیرے اکٹھا کرتا تھا۔ اُس کے عیوض اور نہ بٹھکنے والے دماغ نے ذرا ذرا اسی چیز کا انتظام کر لیا۔

ایک شخص نے جس سے سرانجام کار میں کچھ توقف ہو گیا تھا نپولین نے یہ عذر پیش کیا۔ "جناب ہم تمام دن تو کام میں مصروف رہتے ہیں۔ اس کے سوا بھلا اور کیا کر سکتے ہیں" اس پر نپولین نے جواب دیا "کیا آپ کے پاس رات نہیں ہے؟" ایک اور شخص سے نپولین نے کہا "حضرت ذرا جلدی کیجئے۔ یاد کیجئے کہ دنیا چہ دن میں بنی تھی سو اسے وقت کے آپ اور ہر شے مجھے طلب کر سکتے ہیں

اور یہ وقت ہی ایسی چیز ہے جو میرے پاس نہیں ہے۔“

پس نپولین نے اپنے غم و ہمت صد ہا شخصوں میں پھوٹ کر دے تھے۔
اور ایسی تیزی کے ساتھ کام ہونے لگا کہ جس یقین نہیں آتا۔ اُس نے فوج و سپہ
فراہم ہونے کے چار مقام تجویز کئے یعنی ٹولون *Toulon* جنیوا
Genova اجیشیو *Ajaccio* اور سویٹا ویکا *Pivita*
Vecchia اُس نے چار سو پچاس ہزاروں کو مخفی خدمات کے متعلق فرانس
اور اٹلی میں بار برداری کے لئے کرایہ کیا۔ اور اُن کو کوچ کے مقامات پر جمع کیا۔
اور اُس نے اٹلی کی نامور افواج کے تقسیم ہو جانے کے متعلق فوری احکام صادر کئے
کہ وہ جنیوا اور ٹولون کو چلی جاویں۔ اُس نے انسانی صنعت و حرفت کے متعلق ایسے
ایسے ہوشیار لوگ جمع کئے جو یورپ میں میرا سکتے تھے اُس نے شہر روم *Rome*
کے پروٹیکٹیزا *Protektora* کے کلج سے مختلف مشرقی زبانوں کے چہارے
حروف اور چھاپنے والوں کی ایک جماعت ساتھ لی۔ اور فلسفہ اور ریاضی کے
منایت ہی مکمل اے جمع کئے۔ بڑے بڑے مشہور شخص اگرچہ وہ نہیں جانتے تھے
کہ نپولین انہیں کہاں لے جائیگا اس نوجوان جہل کی شمت میں شریک ہونے کی
تمنائیں کرتے تھے۔ جب ایسے بڑے بڑے سامانوں کے ساتھ تیاریاں ہوئیں
تو بھلا کیونکر ممکن تھا کہ یورپ کا خیال اُن کی طرف متوجہ نہوتا۔

طرح طرح کی مختلف افواہیں اڑتی تھیں۔ سب اسی ٹوہ میں تھے کہ نپولین
کہاں جاتا ہے۔ کچھ کہتے تھے بحر اسود کو جاتا ہے ہندوستان کو جاتا ہے
بعض کہتے تھے خاکنا سے سوئز میں نہر کاٹنے جاتا ہے۔ دوسرے کہتے تھے

لے خاکنا سے سوئز پہلے خاکنا سے افریقہ اور عرب کو ملاتی تھی لیکن ملتے میں اُس کو نہر دیا گیا اور

یہ بحرِ روم اور بحرِ احمر کو ملاتی ہے ۱۲ مترجم

نہیں آرٹوئڈ کو جاتا ہے۔ کچھ لوگ کہتے تھے دریائے ٹیمس کو جاتا ہے یہاں تک کہ جنرل کلیئر کو بھی یہی خیال تھا کہ پنولین انگلستان جا رہا ہے اور چونکہ اُس کو یقین تھا کہ پنولین پر کوئی فتح نہیں پاسکتا ہے وہ کہنے لگا: "اگر دریائے ٹیمس کے دہانے میں آتش ہماز داخل کرنا تو اُس پر کلیئر ہی کو مامور کرنا اور دیکھ لینا کہ کلیئر کیا کرتا ہے۔" دربار انگلستان اس بات ہی پریشان تھا۔ اُس کو صاف نظر آ رہا تھا کہ ایک طوفان جمع ہو رہا ہے لیکن یہ نہیں معلوم تھا کہ اس طوفان کا نزلہ کہاں گرے گا۔ بڑی حیرت خیز کوشش سے ایک زیر دست بیڑہ بحر روم میں فراہم کیا گیا اور لارڈ ٹیلیسن کی ہانتی میں دسیرک ہاربت کی گئی کہ بحر روم میں وہ گشت کرے اور فرانسیسیوں کی نقل و حرکت کو دیکھتا رہے۔

۹۔ مئی ۱۷۹۷ء کو اپنی اٹلی کی مہم سے واپسی کے پانچ ماہ بعد اٹلی کی مہم سے بھی زیادہ عظیم الشان مہم کی جملہ تیاریاں کر لینے کے بعد کہ ویسی مہم شاید ہی کسی نے چنتا کی ہو پنولین ٹوٹوں میں داخل ہوا۔ جوزیپھائن اُس کے ہمراہ تھی کیونکہ پنولین کی جواہر تھی کہ جہاں تک ممکن ہو اُس کی دلفریبی سے لطف اٹھائے۔ چونکہ وہ اپنی شان و شوہر کا حد سے زیادہ دلدادہ تھا۔ جوزیپھائن کے ساتھ بھی اُس کے عشق و محبت کا قریب قریب یہی حال تھا۔ شاید اس فرانسیسی بیڑہ سے جواب مقرر کو جانے کے لئے تیار تھا زیادہ شان و شکوہ کا کوئی دوسرا بیڑہ سطح سمندر پر پیشتر کبھی نہ تیار تھا۔ یہ بیڑہ اب اپنے امیر علی کا منتظر تھا۔ اس میں ۳۰ (تیس) جنگی کلاں ہماز اور ۷۲ (بہتر) چھوٹے بلکے ہماز تھے اور چار سو پچاس باربرواری کے ہماز تھے۔ اس پر چھبالیس ہزار جنگی سپاہ تھی۔ سترہ علمائے تھے جن کے ساتھ جملہ آلات علوم و فنون

۱۰۔ آرٹوئڈ۔ انگلستان سے مغرب میں جزیرہ ہے۔ ۱۲ مترجم

۱۱۔ دریائے ٹیمس انگلستان کا دریا ہے جس پر لندن واقع ہے۔ ۱۲ مترجم

لئے جارہے تھے جن کے معاوضہ میں وہ اپنے علوم و فنون یورپ کو لانے والے تھے جن کی مستیدی یا دگاردوں سے خوشہ چینی کی جاسکتی تھی۔ اٹلی کی کارآزمودہ فوج اپنی جنرل کا استقبال کرنے کو صاف بستہ کھڑی تھی۔ اور بڑے پرچوش نعروں سے اُس نے اُس کا خیر مقدم کیا۔ لیکن مزہ یہ تھا کہ فوج کے افسروں میں سے یہ کسی کو معلوم نہ تھا کہ وہ کہاں جائینگے۔ پولین نے حسبِ ذیل اعلان سے اُن میں جوش کی روح پھونک دی۔

”اے شیر مردو۔ اُن افواج کا جو انگلستان کے مقابل کام کریں گی۔ تم ایک بازو ہو۔ تم نے میدانوں شہروں اور پہاڑوں میں توجنگ کی ہے لیکن سمندر پر جنگ کرنا تم کو باقی ہے۔ رومی افواج نے جن کے تم مقلد ہو لیکن ابھی اُن کے برابر نہیں ہو سکتے ہو۔ باری باری سے تری میں اور لڑنا کے میدان میں کایج والوں کے مقابلہ میں جنگ کی تھی۔ اُن کے جھنڈوں کو فتح نے کبھی نہیں چھوڑا کیونکہ اُنھوں نے۔ ولیری۔ اتحاد۔ اور استقلال کو کبھی ہاتھ سے نہیں دیا۔ اے سپاہیو یورپ کی آنکھیں بھاری جانب اٹھی ہوئی ہیں۔ محبتیں بڑے بڑے کام کرنا ہیں اور بڑی بڑی لڑائیاں لڑنا ہیں۔ خطرات اور ماندگیوں کا مقابلہ کرنا ہے تم اپنے ملک کی سرسبزی۔ انسان کی ہیبت و وحشیانہ اپنی شان و شوکت کے متعلق اُس سے زیادہ کام کرنے کو ہو جتنے کہ اب تک تم کر چکے ہو“ اس طرح اس مہم کی شان تو ظاہر کر دی گئی لیکن اسی کے ساتھ وہ پردہ راز میں مخفی رکھی گئی۔

ڈاکٹروں کی خود سرکار دوائیوں پر پولین نے چند مرتبہ اٹھارہ نارضا مندی کیا تھا۔ اور خفیہ وہ بڑا زور دیکر کہتا تھا کہ ”خالفین سرکار کے تشدد اور خود سری سے

۱۔ زمانہ اور کاربج شمالی آفریقہ کے صوبہ الجزائر کے دو قدیم شہر تھے۔ رومیوں کے زمانہ میں باجی

مقام رہے ہیں۔ ۱۲ مترجم

مجھے بڑا خطرہ ہے۔“ وہ کہتا تھا ”ڈاکٹر بہت عرصہ تک اپنی ڈاکٹری پر قائم نہیں رہ سکتے ہیں۔ کیونکہ قوم کے خیال کو وہ بالکل نہیں جانتے ہیں“ لکھا ہے کہ پنولین کی نکتہ چینیوں سے ڈاکٹر اسقدر تنگ آ گئے تھے کہ انھوں نے بڑے اصرار سے پنولین کی گرفتاری کی فکر کی اور فوشے *Fouché* سے اس بارہ میں درخواست کی۔ اس پرتزویرو وزیر صیغہ پولیس نے جواب دیا کہ ”پنولین ایسا شخص نہیں ہے جو گرفتار کیا جاسکے اور نہ تو سے وہ آدمی ہے جو اس کا گرفتار کرنا اپنے ذمہ لے گا۔“ جب بیورین نے پنولین سے پوچھا کیا واقعی ہم مصراحتاً کرنے کا آپ کا ارادہ ہو اور وہاں قسمت آزمائی کیجئے گا۔“ تو اُس نے جواب دیا ”ہاں بیشک قصد ہے۔ کیونکہ اگر میں فرانس میں رہا تو مجھے لازمی ہو جائیگا کہ اس ذلیل ڈاکٹری کو اُلٹ دوں اور خود بادشاہ ہو جاؤں۔ لیکن ابھی ہیں اس بات کا خیال نہیں کرنا چاہئے۔ سبب ابھی بچے نہیں ہیں میری شہرت تو ہو گئی ہے لیکن ابھی وقت نہیں آیا ہے کیونکہ پہلے مجھے چاہئے ہے کہ اپنی مہمات کی شہرت سے ان ڈاکٹروں کی آنکھیں چندھیا دوں۔“ ہزار پر سوار ہونے سے قبل اُس کی آخر کار ڈالی یہ تھی کہ اُس نے ٹولون کی فوجی کمیشن کے نام ایک رحم دل اعلان بھیجا جس کا یہ منشاء تھا کہ ڈاکٹروں کے ایک ظالمانہ فرمان کی یہ کمیشن تعمیل تو کرے لیکن بی سے۔ ڈاکٹروں کا یہ فرمان آوارہ وطن لوگوں کی بابت تھا۔ پنولین نے اس کمیشن کو فہمائش کی۔ اسے شرفا میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ جب بوڑھے مردوں اور عورتوں کو جو آوارہ وطن ہوں مجھ سے سانسے قانوناً پیش کیا جاوے تو تم علیحدہ کہدینا کہ حالت جنگ میں بھی فرانس کے لوگ اپنے دشمنوں کے بوڑھے مردوں اور عورتوں کی عزت کرتے ہیں۔ وہ سپاہی نامزد ہے جو ایسے شخص کے سزا کے حکم پر دستخط کروے جو ہتھیار اٹھانے کے قابل نہیں ہے۔“ شاید فرانس میں

کوئی دوسرا ایسا شخص نہوگا جو موجودہ گورنمنٹ فرانس کے اس ظالمانہ حکم کے خلاف
مقابلہ کرنے کی جرات کرتا۔ پنولین کی اس رحم دل مداخلت سے لوگوں کے دلوں
میں اُس کی طرف سے اور زیادہ گنجائش ہو گئی۔ اور اُس کی ناموری کے سہرے میں
شہرت کا ایک پھول اور اضافہ ہو گیا۔

ٹھیک اُس وقت جبکہ جرمن کی نیلگوں موجوں پر آفتاب طلوع ہو رہا تھا
۱۹ مئی ۱۹۱۸ء کو بیڑہ نے نکلنا اٹھایا۔ پنولین مع یوجین کے اورینٹ سٹیم
جہاز پر جس پر ایک سو تیس توپیں چڑھی ہوئی تھیں سوار ہوا۔ عجیب پر شکوہ صبح تھی اور
آفتاب بے نقاب سما۔ اس سے زیادہ شان دار منظر کبھی نہ چمکا ہوگا۔ یہ بڑا
بیڑہ نیم دائرہ میں اٹھارہ میل سے کم پھیلا ہوا نہ تھا۔ لکھا ہوا ہے کہ پنولین اور جوزیفا
کا اُس وقت ایک دوسرے سے خصمت ہونا عجیب دروانہ نظر تھا۔ وہ بہت چارستی
تھی کہ پنولین کے ساتھ جائے لیکن پنولین کو خیال تھا کہ بڑی تکلیفیں اور مصیبتیں پیش آئیں
جن کو عورت برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ جوزیفا نے ایک بالاخانہ پر کھڑی زار و قطار
رود کرہوائیں ہاتھ سے رومال ہمارہی تھی۔ اور جاتے ہوئے جہازوں کو ٹکٹکی باز
ہوئے جیسے کہ اُن کے بادبان ووری کی وجہ سے چھوٹے ہوتے جاتے تھے
دیکھ رہی تھی حتیٰ کہ افق میں پھر وہ نگاہ سے غائب ہو گئے۔ یہ بیڑہ پہلے صیبا
لو گیا اور وہاں سے آجیٹو کو پھونچا اور سیویا لیکا کو گیا۔ کہ جملہ سامان جو اُن
بندر گاہوں میں فراہم کیا گیا تھا ساتھ لے لے۔ پھر تسمی بیڑہ کو بڑی تیزی سے
رودانہ ہونے کا اشارہ کیا گیا۔

جس وقت بیرہ ملک اٹلی کے کنارے کنارے جا رہا تھا پنولین اورینٹ
کے عرشہ پر کھڑا تھا اور اُس نے دور افق میں کوہ آپس کی برف سے ڈھکی ہوئی
چوٹیاں دیکھیں۔ اُس نے دوہرین منگائی اور اپنی مہمات کے منظر کو بڑی نگاہ

شوق سے دیکھا اور کہا جس وقت میں اٹلی کو دیکھتا ہوں مجھے جوش آ جاتا ہے۔ میں پہاڑوں کے سامنے وہ میدان ہیں جہاں میں نے فرانسیسی فوج سے فتوحات حاصل کی ہیں۔ اب میں مشرق کو جاتا ہوں اور وہی فوجیں میرے ساتھ ہیں۔ فتح میں کوئی شک نہیں ہے۔“

نپولین کی زندہ ولی۔ طباعی۔ اور گفتگو کی فصاحت پر سب فریفتہ تھے۔ چونکہ وہ قدیم واقعات تاریخ کا پورا ماہر تھا۔ ہر ایک جزیرہ۔ خلیج۔ راس اُس کو پراسے ہمارا نہ واقعات کو یاد دلاتا تھا۔ اگر موسم اچھا رہتا تو نپولین تمام دن ہمارے گوشہ پر رہتا اور اُس کے گرد لوگوں کا ہجوم ہوتا جو اس کی فصیح اور شاعرانہ گفتگو سے کبھی سیر نہوتے تھے۔ جملہ مضامین پر وہ کیساں بیعت سے گفتگو کرتا تھا۔ اور نامور فلسفی لوگ جو مختلف علوم کے ماہر تھے حیرت میں تھے کہ اُس کے ہر مضمون پر اس قدر عبور تھا وہ کبھی اوداس یا بتائش نہوتا تھا۔ ساکت اور خیال میں ڈوبا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ مختلف جہازوں سے بڑے بڑے ممتاز عالم اور فہر باری باری سے اُس کے ساتھ کھانا کھانے کو بلائے جاتے تھے اور اُن سے گفتگو کرتے ہیں وہ حیرت انگیز سلیقہ شعاری کا اظہار کرتا تھا۔ اور نہ غلطی کرنے والے ہنر سے ان لوگوں کی بیعتوں کا اندازہ کرتا تھا اور اس طرح اپنے کو مختلف وقتوں کے وقت میں جو پیش آنے کو تھیں مناسب کام کرنے والے آدمیوں کے انتخاب کے لئے تیار کرتا تھا۔

نپولین کی بیعت اور ذکاوت کسی اور بات میں اس قدر نہیں دیکھی گئی ہے جتنی کہ اُس کے برق و ش کی شخص میں خاص عرق لیاقت مشناخت کر لینے میں دیکھی گئی ہے۔ وقت کا ایک لمحہ بھی ضائع نہ کیا جاتا تھا۔ مذہبی تحقیقات کتب خوانی اور فلسفیانہ مباحثوں میں وقت جلد جلد گزرتا چلا جاتا تھا۔ نپولین کا قاعدہ تھا کہ کیسے ہی روادری کے کوچ و مراحل میں کیوں نہ وہ ایک پورا کتب خانہ اپنے ہمراہ رکھتا تھا۔

جس وقت گاڑی میں فوج کے مرحلہ سے مرحلہ کو جاتا تھا وہ اپنے وقت کے لمحوں کو علم حاصل کرنے سے ترقی دیتا تھا۔ جس کے حاصل کرنے میں اس نے بے انداز خواہش ظاہر کی ہے لفظوں کی اس کی رائے میں کوئی حقیقت نہ تھی البتہ خیالات کی بڑی قوت تھی۔ کارنامے۔ تاریخیں۔ تمدن۔ فلسفی۔ اور دوسرے علوم کے رسالے وہ گویا گھول کئے پی جاتا تھا۔ جھوٹے قصوں یعنی سب درجہ کے ناولوں اور افسانوں سے اسے انتہا نفرت تھی کہ ان کے نام سے گویا اسے عصہ آ جاتا تھا۔ اگر کوئی اس قسم کی کتاب پڑھتا ہوتا یا اس کے سامنے لاتا تو اس کو برداشت نہ کر سکتا تھا۔ جب وہ پتا ہنشاہ پھا اور اپنے محل کے ایک کمرہ میں سے جا رہا تھا اس نے دیکھا کہ ایک مصاحب لیڈی کے ہاتھ میں ایک ناول تھا۔ پتولین نے لیڈی کے ہاتھ سے ناول لے کر اس لیڈی کے ایسے محرب اخلاق کتاب بینی سے قصص اوقات کرنے پر بت سخت لکچر دیا اور کتاب کو آگ میں ڈال دیا۔ جب کبھی اس کو وہ ایک لمحے جی بھلانے کو بلجاتے تو وہ ریاضی کی کتابوں سے جی بھلاتا اور اس سے اس کو تعجب ہوتی۔

طعام شب کے وقت کے لئے کوئی مفید مضمون مباحثہ کے واسطے ہمیشہ منتخب کیا جاتا تھا۔ سنسی مذاق یا بخش باتوں کا جوئے نوشتی کے بعد واقع ہوتی ہیں پتولین کو ذوق نہ تھا اور صرف اس کی موجودگی اس قسم کی لغویات کے بند کر دینے کو کافی ہوتی تھی اس وقت وہ صرف ۲۸ برس کا جوان تھا لیکن چھپا لیس ہزار فوج پر اور دوسرے آدمیوں پر جو بیڑہ سے متعلق تھے اس کی برتری کے وہ سکے میٹھے ہوئے تھے کہ کسی کو اس کے خلاف دھم بھی نہ ہوتا تھا۔ باوجودیکہ پتولین کو اپنی فوقیت کا پورا علم تھا لیکن نہ اس میں کوئی شان نہ تھی نہ تکبر تھی اور جب بڑے بڑے آدمی اس کے سامنے اظہار اطاعت کرتے تھے تو اس کو ذرا بھی گھبراہٹ یا پریشانی نہ ہوتی تھی۔ مباحثہ کے واسطے خود پتولین مضمون مقرر کرتا تھا۔ یہ مضامین۔ تاریخ۔ روایات۔ قدیمہ۔ اور طبیعات

پر ہوتے تھے۔ چند سوالوں کے یہ نمونے ہیں یعنی۔ کیا ستیا سے آباد ہیں؟ دنیا کی کیا عمر ہے۔ زمین آگ سے برباد ہوگی یا پانی سے۔ دین اسلام اور مذہب سچی میں کیا کیا متقابل خوبیاں ہیں؟ منجملہ دیگر سوالات کے بعض بعض سوال ایسے ہوتے تھے جو اوپر لکھے گئے۔ اور ان میں اس نوجوان جنرل کو مزہ آتا تھا۔

چونکہ جہازوں میں کثرت سے آدمی۔ تھے اور بہت سے لوگ دریائی نقل و حرکت کے عادی نہ تھے تو بسا اوقات آدمی پانی میں گر پڑتے تھے۔ میدان قتال میں تو نپوٹین خونریزی کو ٹرسے استقلال سے دیکھ سکتا تھا اور بے خوف دم اس دھاووں کے حکم دیتا تھا باوجودیکہ بانٹا کہ ہزاروں کاوارا نیا را ہوگا لیکن تب کوئی شخص ہمدرد میں گر پڑتا تھا۔ جانکاہ خطہ ہوتا تھا تو نپوٹین کی ہمدردی کا کوئی پایاں نہیں ہوتا تھا اور بسبب تک وہ آدمی پانی سے کمال نہ لیا جاتا اس کو چین نہ پڑتا اور جو شخص ایسے حادثہ کے وقت بڑی دلیری اور سرگرمی ظاہر کرتے تو نپوٹین سے بڑے بڑے انعام پاتے۔ ایک مرتبہ رات میں ایک آواز سنی گئی جیسے کوئی پانی میں گر پڑتا ہے۔ اس سے تمام دو ہزار آدمیوں میں جو جہاز پر سوار تھے تلاطم برپا ہو گیا اور یہ خبر سب میں پھیل گئی۔ نپوٹین فوراً جہاز کے عرشہ پر آ موجود ہوا۔ جہاز روک دیا گیا اور کشتیاں نیچے اتاری گئیں۔ لیکن بڑی جستجو اور محنت کے بعد معلوم ہوا کہ ایک بڑا کٹرا گوشت کا رستی کے پندہ سے نکل کر پانی میں گر پڑا تھا اور یہ دھماکا اسی کا تھا۔ نپوٹین نے حکم دیا کہ اس جدوجہد کے صلہ میں معمول سے زیادہ انعام دیا جائے کیونکہ ممکن تھا کہ یہ آدمی ہوتا اور اس موقع پر جدوجہد کی گئی وہ اس کوشش و سعی سے کم نہ تھی جو آدمی کے بھانسنے میں کی جاتی ہے۔

۱۶۔ جون ۱۹۱۷ء کی صبح کو۔ ۲۴ روز سفر کرنے کے بعد مالٹا کی برف سے ڈھکی ہوئی پوٹیاں اور اس مشہور جزیرہ کی فصیلیں جو ٹولون سے ایک ہزار میل کے فاصلہ پر تھا افق میں آفتاب کی نگاہ کو خیرہ کر دینے والی۔ کرنوں سے ابھرتی ہوئی نظر آئی۔

فرانس چھوڑنے سے قبل ہی پنولین نے مالٹا کے نائٹ لوگوں سے ساز کر لیا تھا کہ جزیرہ فوراً فرانسیسیوں کے حوالے کر دیا جائیگا۔ چونکہ یہ نائٹ جانتے تھے کہ جزیرہ خود مختار نہیں رہ سکتا تھا پس انھوں نے ہی پسند کیا کہ بجائے کسی دوسری طاقت کی فرمانبرداری کرنے کے وہ فرانس ہی کی اطاعت قبول کر لیں۔ پنولین نے کہا کہ ”مالٹا تو میں اُسی وقت لے چکا تھا جبکہ میں مانٹو میں تھا“ اس بے گندہ جزیرہ کو بزور فتح کرنے میں بڑے طویل محاصرہ اور زرخیز کے صرفہ کی ضرورت ہوتی اور کثرت سے جاں تلف ہوتیں۔ پس طرفین سے یہ ثابت کرنے کو کہ مقابلہ کیا گیا چند گولے چلے اور فوراً جزیرہ والوں نے اطاعت قبول کر لی اور اُن بڑوں پر سہ رنگا جھنڈا بڑے فخر سے لہرانے لگا جنھوں نے ہر شے کے فتح ٹکر لینے والے ٹکڑوں کی پوری طاقت کا ساللے ماضی میں مقابلہ کیا تھا۔

جب مالٹا کی فیصلوں اور بڑوں کے استحکام اور عظمت پر جن پر صدیوں کے علوم، محنت اور دولت صرف ہوئے تھے غور کیا گیا تو حیرت سو گئی جنرل گیفر کی *affare della* نے پنولین سے کہا ”خوب ہوا ہمارے لئے پچانک کھول دینے کو کوئی شخص اندر موجود تھا کیونکہ اگر یہ مقام خالی بھی پڑا ہوتا تو ہم کو اندر جانے کا راستہ پیدا کرنے میں سخت وقت کا سامنا کرنا پڑتا“ مالٹا کے نائٹ جن کی بعزاد کے خطاب کی پرانی شہرت پر ہوتی تھی اور عیش پسند ہو رہے تھے مالٹا کے سنگین دیاروں اور بڑوں کے عوض میں پنولین سے زر لینے اور فرانس و اٹلی میں سرسبز میدانوں کے درمیان محلات قبول کر لینے پر رضی ہو گئے۔ دنیا کے سب سے زیادہ وسیع اور محفوظ بندرگاہوں میں سے مالٹا کا بھی بندرگاہ تھا یعنی یہ بندرگاہ اتنا بڑا تھا کہ فرانسیسیوں کا یہ بڑا بیڑہ با آرام اُس میں لنگر انداز ہو گیا اور اور سیٹ پانی پر تیرا تھا اور گھاٹ کے نیچے عین پانی موجود تھا۔

اب پولین مالٹا میں نئی بستی قائم کرنے اور اُس کی حفاظت کا بندوبست کرنے میں مصروف ہوا۔ بے شمار باٹریوں پر توپیں چڑھوا دیں اور مالٹا میں حفاظت کر لئے تین ہزار سپاہ چھوڑی۔ جلد ترک جو محس میں مقید تھے رہا کر دئے اور اُن سے بڑی ہیراتی کا بڑا ڈکینا پھر اُن کو تمام جہازوں پر منتشر کر دیا کہ فرانسیسیوں سے براہِ دوستی پیدا ہو جائے۔ اور وہ فرانسیسیوں کی طرف سے شرقی مسلمانوں پر اضافی اثر ڈالیں۔ پولین نے پُرانے مشاق دربر کی طرح جزیرہ کے نیو نپل انتظام کو ترتیب دیا اور جہلہ کارروائیاں ایک ہفتہ سے کم میں سرانجام کر کے بیڑہ کالنگر اٹھایا مالٹا کے بہت سے ناٹ فمختہ جہز کے ہمراہ ہو گئے اور بڑے اظہارِ اطاعت و فوج میں خمدے قبول کئے۔

تمام فرانسیسی فوج جس کو ہر وقت انگریزی بیڑہ سے منٹ بھیر ہونے کا کھٹکہ تھا جنگ کے واسطے تیار رہتی تھی اگرچہ پولین اپنے مقصد یعنی مصر سے دوسری طرف متوجہ نہ ہوا تاہم اُس کو انگریزوں سے مقابلہ کرنے میں کوئی خطرہ نہ تھا۔ ہر طے جانے پر اُس نے پانسو چیدہ آدمی تعینات کئے تھے کہ توپوں پر کام کرنے کی مشق کریں اُس نے تمام بیڑہ کو ہدایت کر دی تھی کہ اگر مقابلہ ہو تو سب کا ایک ہی مقصد ہونا چاہئے یعنی فوراً غنیمت کے جہازوں میں گھس کر بڑی ویلری سے انگریزی جہازوں پر چڑھ جائیں نیلسن نے یہ دیکھ کر کہ فرانسیسی بیڑہ نے بندر گاہ سے کوچ کر دیا بڑی کوشش سے اُس کی جستجو شروع کی لیکن کچھ پتہ نہ چلا۔ نیلسن کو قطعی نہ معلوم تھا کہ یہ ٹیراکماں جا بیگا پس حیران تھا کہ خود کس سمت جائے۔ خود فرانسیسی بیڑہ پر سوا سے دو چار شخصوں کے کسی کو معلوم نہ تھا کہ وہ کہاں جا رہے ہیں اور جب رفتہ رفتہ بیڑہ ساحلِ افریقہ کے قریب پہنچا تو رادکھلا۔ اسب پر سرت کے آثار ظاہر ہونے لگے اور ہر شخص کو یہی آرزو تھی کہ افریقہ کے ساحل کی پہلی جھلک وہ ہی دیکھے۔ اور ٹیٹس نے اندر کے صبح

کروں میں نپولین راتوں میں اندروں اور اہل فن کو جمع کیا کرتا تھا اور مصر کی افادہ گاہ کے متعلق بحث کرتا تھا۔

ایک شب ایسا اتفاق ہوا کہ انگریزی اور فرانسیسی بیڑوں میں صرف پندرہ میل کا فصل تھا یعنی استنہ قریب تھے کہ نیکسن کے جہاز کی توپ کی آواز فرانسیسیوں نے سنی لیکن رات اندھیری تھی اور کمر پڑ رہا تھا اور دونوں بیڑے بغیر میٹ بھیڑ کے کھل گئے بیالیس دن کے سفر کے بعد یکم جولائی ۱۸۰۵ء کو جہاں تک نگاہ جاتی تھی مصر کے ریتیلے ساحل جو فرانس سے دو ہزار میل کے فاصلہ پر تھے اُتی میں دو تک پھیلے ہوئے نظر آتے تھے اور جیسے کہ نرم ہوا کے ساتھ جہاز قریب پہنچے اسکندریہ کے مینار کلی اوپر اٹھتا تھا اور پانی کے ستون ریتیلی پہاڑیوں کے اوپر نظر آنے لگے اور مشرق کی جہت افزا عظمت پر فرانسیسیوں کے دلوں میں شوق کو تحریک ہوئی۔

بیڑہ ایک کھاڑی میں جو اسکندریہ کے بندر گاہ سے قریب تھا پہنچا ابھی صرف دو ہی دن ہوئے تھے کہ فرانسیسیوں کی تلاش میں نیکسن اسی مقام سے ہو کر گذرنا تھا۔ اور یہاں کسی کو نہ دیکھ کر سیلینٹ ٹ کے دبانہ کو چلا گیا تھا۔

اب شام تھی اور تیز ہوا چلنے لگی تھی۔ باوجودیکہ ایسے موج میں ساحل پر اتنا خطرہ تھا لیکن نپولین نے حکم دیا کہ ایک لمحہ ضائع نہ کیا جاوے پس جہازوں سے اُترنا شروع کیا اور تمام شب بڑی تیزی سے اوتار ہوتا رہا بہت سی کشتیاں و لدل میں پھنس گئیں لیکن ایسے حادثات سے کچھ اندیشہ نہ کیا گیا اور کام اُسی طرح جاری رہا گھوڑوں کے اُتارنے میں عجب لطف آیا۔ جہاز سے اٹھا کر گھوڑے پانی میں اتار دیئے جاتے تھے اور ان کے گلوں میں صرف ایک باگ ڈور چھوڑ دی گئی تھی۔ وہ کثرت سے جہازوں کے گرد تیز رہے تھے اور پریشان تھے کہ کدھر جاویں اب

۱۔ ہیلیپانٹ۔ آبنائے بحر مدیترہ کا جنوبی حصہ ہے۔ ۲۔ مصر

چھ گھوڑوں کی باگ ڈوریں پکڑی گئیں اور اُن کو کنارے کی طرف لے چلے۔ ان گھوڑوں کو دیکھ کر باقی جملہ گھوڑے اپنی عقل حیوانی سے ان کے پیچھے ہوئے اور جلد ایک بہت بڑا گروہ تیر کر کنارے کی طرف چلنے لگا اور جہازوں سے لے کر کنارے تک گھوڑے ہی گھوڑے نظر آنے لگے جب یہ گھوڑے کنارے پر پہنچے اُن کی باگ ڈوریں پکڑ لی گئیں اور سواروں کے حوالے کر دیئے گئے۔ صبح کے قریب ہوا کی شدت میں کچھ کمی ہوئی اور طلوع آفتاب سے قبل سواروں۔ پیدلوں اور توپوں کی ایک متکبر فوج صف بستہ ہو کر اپنے جنرل کا انتظار کرنے لگی۔

جس وقت فرانسیسی جہازوں سے اتر رہے تھے اُسی وقت دوسرے ایک جہاز کا مستوں نظر آیا اور یہ خیال کیا گیا کہ انگریزی جہاز ہے۔ پتولین نے کہا۔
 ”ہاں یہ قسمت اس وقت تو میرا ساتھ چھوڑے جاتی ہے میں کچھ سے ایک دوسری مملکت مانگتا ہوں“ لیکن جلد یہ بات معلوم ہو گئی کہ یہ جہاز بھی فرانسیسی تھا اور بیڑہ سے شریک ہونے کو آ رہا تھا ابھی جہازوں سے اترنا ختم نہوا تھا کہ پتولین تین ار فوج سے اسکندریہ پر چڑھ دوڑا۔ اس فوج کو اُس نے ابھی ترتیب دیا تھا۔ کشتی یہاں سے بہت قریب تھا اور پتولین نے ارادہ کر لیا تھا کہ ترکوں کی تیاری سے قبل شہر پر حملہ کرے۔ پتولین سے بڑھ کر وقت کی قدر و سرا نہ جانتا تھا۔ اُس نے ایک اسکول کا ملاحظہ کرتے وقت طلباء سے کہا تھا اے میرے نو عمر دوستو! یہ زندگی کے لئے وقت کا ایک گنٹہ بچتی کا اتفاق ہو سکتا ہے“ اور اسی مشہور مقولہ پر اُس کا عمل تھا۔

کنارہ پر اترتے ہی پتولین نے اپنی فوج کو حسب ذیل اعلان دیا۔
 ”اے مردو۔ اب تم ایسی فتوحات حاصل کرنے کو ہو جو دنیا کی شانگنی اور تجارت کے متعلق بے اندازہ نیتوں سے پرہیزگاری تم انگلستان کو ایسا سخت صدمہ

پہونچاؤ گے جیسا صدہ رگ سے قبل اُس نے کبھی برداشت نہ کیا ہوگا۔ وہ لوگ جن میں ہمیں اب رہنا ہے مسلمان ہیں اُن کے مذہب کا پہلا اصول ایمان ہے لا الہ الا محمد الرسول اللہ۔ خبردار خبردار اُن کے خلاف منہ سے کچھ نہ نکالنا۔ اُن سے وہی بڑاؤ کرنا جو تم نے اُٹلی والوں اور یہود سے کیا ہے اُن کے مفتیوں اور اماموں کی وہی آبرو کرنا جو تم اپنے پادریوں اور یہودیوں کے مقتدایان مذہب کی کرتے ہو۔ رد میوں کی فوج نے بھی سب مذہبوں کی حفاظت کی تھی۔ یہاں تم ایسے رسم و رواج دیکھو گے جن میں یورپ کے رسم و رواج سے زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اُن رسوم کی جو اُن کے موافق عمل میں لائے جاتے ہیں ایسی ہی تعظیم کرنا جو تم زبور اور انجیل کے رسوم کی کرتے ہو اُن کی تعظیم کی عادت ڈالو۔ یہاں عورتوں سے وہ قاعدے نہیں برتے جاتے ہیں جیسے ہم لوگوں میں برتے جاتے ہیں۔ لیکن ہر ملک میں جو عورت کی بے حرمتی کرتا ہے شیطان ہے۔ غارتگری سے دو تہمد وہی چار ہوتے ہیں لیکن اس حرکت سے فوج کی آبرو اتر جاتی ہے۔ فوج کے امدادی ذریعے گھٹ جاتے ہیں اور ایسے ایسے لوگ دشمن بن جاتے ہیں جن کا خیر خواہ رہنا ضروری تھا۔

باب یازدہم

قاہرہ کو روانگی

نپولین کی طرف سے ترکوں کے خیالات۔ مصریوں کے نام اعلان
شائع کرنا۔ نپولین کے مذہبی خیالات۔ اسکندریہ میں جانفشانی کرنا۔
ایبراہیم پاشا کے نام حکم۔ رگستان میں مسافت۔ مملوک سوار
دزیا سے نیل کو دیکھ کر فوج کا خوش ہونا۔ مملوکوں کا پس پا ہونا۔ شیخ عرب
قاہرہ۔ مراد بے کا حملہ۔ قاہرہ میں داخل ہونا۔ مصریوں کا اظہار محبت
جنگ نیل۔ میڈیم بروئرز کے نام پُراثر تعزیت نامہ۔

ابھی سپید صبح کا آغاز بھی ہوا تھا کہ نپولین اپنی پُرجوش فوج کے ساتھ اٹھ کر شہر
پر چلے گئے اور دانہ ہوا جو اسکندر کے نام سے آباد ہوا تھا اور جس نے اسکندر کی معرکہ
آرائیاں دیکھی تھیں۔ نپولین کا قصد تھا کہ اپنے پہلے حملہ کی میبائی اور شدت سے
ترکوں کو یہ یقین دلاوے کہ فرانسیسیوں پر کوئی فتح نہیں پاسکتا۔ مملوک فسیلوں پر
جلہ جمع ہو گئے اور ہندو تلوں۔ توپوں اور نعروں سے فرانسیسی حملہ آوروں کا

مقابلہ کیا۔ لیکن فرانسیسی زینے لگا کر سیلاب کی طرح فصیلوں پر چڑھ گئے اور جو کوئی سنا
 آیا صاف کر دیا۔ جنگ کے نتیجہ میں کوئی دیر نہ لگی اور فرانسیسی سرنگا علمِ فرخ سے اسکندریہ
 پر ہارنے لگا۔ مالٹا کے ٹرکی غلام جو پولین کی شان و شوکت پر اسی طرح فریقہ ہو گئے تھے
 جیسے ہر شخص جو اُس کو دیکھتا تھا فریقہ ہو جایا کرتا تھا تمام اسکندریہ میں منتشر ہو گئے اور
 شر والوں اور فرانسیسیوں میں دوستی پیدا کر لی حتیٰ المقدور کوشش کی۔ چونکہ فرانسیسی
 فوج نے بھی اپنے جنرل کے سے مصلحت آمیز ملکی اصول اختیار کر لئے تھے اور خلافت
 قانونِ ظلم و تعدی سے اجتناب کیا تھا پس غلام رعایا کو اپنے رحم و انصاف و فیاضی
 سے رنگ کر دیا اور اُس نہایت ہی غیر قابلِ برواشت اور پس ڈالنے والے خود سر
 حکومت کے دباؤ سے آزاویا اور عدل و ہمہی کے توازن قائم کئے۔ اب عرب
 اور کاٹس دو نوں حیرت میں ڈوب رہے ہوئے پولین کی مدحت طرازیوں کر رہے تھے
 مشرق کے لئے پولین انوکھا فاتح تھا۔ یعنی وہ قیدِ غلامی سے آزا کرتا تھا۔ خوش حال
 کرتا تھا اُن کی عورتوں کی حرمت کی گئی۔ مال کو کوئی نقصان نہ پہنچایا۔ اور اُن کی جگہ
 ظلم سے محفوظ کی گئیں اور ہر طریقہ سے اُن کی بیہودی کی کوشش کی گئی۔ اور اُس میں
 ترقی دی گئی۔ مصر میں اُس دن سے زیادہ خوش حالی کا کوئی دن نہ ہوا تھا جیسا کہ وہ
 دن تھا جبکہ پولین نے مصر میں قدم رکھا تھا جہاں تک نگاہِ بشر کام کر سکتی ہے
 پولین کی تجویزوں کی تکمیل مشرق کے لئے سب سے بڑی نیکین برکت ہوئی ہوتی
 اس کے بعد پولین نے اُن اعلانوں میں سے ایک۔ اعلان شائع کیا جو اُس کی
 ہمتِ حربی کی طرح اُس کی ذکاوت کے شاہد ہیں :-

» اے مصر کے لوگو۔ ہمارے دشمن تم سے کہیں گے کہ میں تمہارے سب
 کی تحریب کو آیا ہوں۔ کبھی ہرگز اُن کی بات کا یقین نہ کرنا۔ اُن سے تمہارا کہیں

۱۵ قوم کا نام ۱۲ مترجم

آیا ہوں کہ تمہارے حقوق کو بجالا کروں اور اُن لوگوں کو جنہوں نے تمہارے حقوق
بلا استحقاق چھین لئے ہیں گوشتالی دوں اور اہل دین محمدی کو تازہ کروں۔ اُن
بدخواہوں سے تم کہدو کہ مملوکوں سے زیادہ میں خدا۔ رسول اور قرآن کی
عزت کرتا ہوں۔ اُن سے کہدو کہ خدا کی نظر میں سب برابر ہیں اور چھریں انسان
میں امتیاز کا باعث ہیں وہ عقل اور اک اور نیکو کاری ہیں۔ اب وہ کونسی نیکو کاری
ہیں جو مملوکوں کو ممتاز کرتی ہیں اور جنہوں نے مملوکوں کو جملہ زندگی کے لطف
چھین لینے کا سحق بنایا ہے۔ اگر ملک مصر اُن کا خرمن گاہ ہے تو وہ دستاویز
ٹھیکہ جو مملوکوں نے خدا کی درگاہ سے حاصل کی ہے دکھائی جس کے ذریعہ سے
انہوں نے مصر پر قبضہ کیا ہے۔ کیا مصر میں کہیں کوئی خوبصورت ریاست ہے
اگر ہے تو بس وہ مملوکوں کے باوا کی ہے! یا مصر میں کوئی حسین لونڈی اور اچھا
گھوڑا۔ عمدہ مکان ہے؟ اگر ہے تو وہ سب مملوکوں کے دادا کا ہے۔ لیکن غور
پڑا کریم و رحیم ہے اور اُس نے قضا و قدر میں لکھ دیا ہے کہ مملوکوں کی حکومت ایک
دن ختم ہو جائیگی۔ خوشحال اُن کا جو ہمارے شریک ہونگے اور اُن کی دولت
اور اُن کے مناصب میں ترقی ہوگی۔ خوش قسمت ہیں وہ جو علیحدہ رہیں گے
اور اُن کو ملت ملیگی کہ وہ ہم کو بچائیں اور پھر وہ ہماری فوجوں کے ساتھ نصف
ہو کر گھڑے ہونگے۔ لیکن بڑی خرابی ہے اُس کی جو مملوکوں کی طرف واری
کرے گا اور اُن کی طرف سے مسلح ہوگا اور ہمارے خلاف لڑے گا۔ اُس
کے لئے کوئی امید نہیں اور وہ برباد ہوگا۔“

فوج کے ایک افسر نے لکھا کہ اے پیرس کے لوگو جو اپنی عقل پر زور
ہو۔ تم پولین کے اس اسلامی اعلان پر بے ساختہ ہنس پڑو گے۔ لیکن پولین
ایسا نہیں ہے جس پر تمہاری طعنہ زنی سے اثر ہو۔ اس اعلان نے حیرت انگیز

اثر کیا ہے۔ عربوں نے جو ملوکوں کے قدرتی دشمن ہیں جس وقت یہ اعلان پڑھا ہمارے تیس آدمی جو انھوں نے قید کر لئے تھے ہمارے پاس واپس بھیج دیئے اور کہلا بھیجا کہ ملوکوں کے خلاف وہ ہماری ہر طرح خدمت کرنے کو حاضر ہیں۔ پولین کے چال چلن پر یہ بڑی لطف خصوصیت تھی کہ جملہ مذاہب کی وہ تسلی دقت کرتا تھا کہ وہ اُن کو انسان کے دماغ کی ضروریات تصور کرتا تھا۔ اُس نے اپنے کو کبھی اجازت نہ دی کہ مذہبی جوہش کی ذلیل سے ذلیل میوہ دگیوں کا حقارت سے مذکور زبان پر لاتا۔ مسیحی مذہب اُس کے سامنے اُسی صورت میں پیش ہوا تھا جیسا کہ پوپ صاحب کی گرجا نے ظاہر کیا تھا۔ انجیل تشریف کے اخلاقی مقبول اور اصولوں کی وہ نہایت گہری حیرت آمیز بداعی کرتا تھا اور ایک پکے زہاد اور دیندار ہونے کی خواہش ظاہر کیا کرتا تھا۔

لیکن جیسا پوپ صاحب اور مذاہب اور پادری لوگ ہر بات کو دھمکی سا دہی ہونے کا دعویٰ کرتے تھے پولین اس سب کو تسلیم نہ کر سکا پوپ صاحب کے روحانی اقتدار کو اُس نے ایک نہایت زبردست اثر کا وسیع تسلیم کیا اور یہ تسلیم کر کے اُس نے اُس کی پیچھے جی سے عزت کی اور اُس کا ادب کیا اور اُس سے بدگفت کی جستجو کی۔ اُس نے ہر ایک اثر پر جو انسان کے دل پر قابو پا سکتا تھا اختیار حاصل کرنے کی کوشش کی۔ یہی حال اُس کے نزدیک مسلمانوں کا تھا وہ ان کے مذہب کو بڑی پُر جلال طاقت کا ایک عنصر خیال کرتا تھا۔ اُس کے گرو فلسفی اور جہل ہر وضع مذہب کو نگاہِ تحقیر سے دیکھتے تھے لیکن پولین جس پر اعلیٰ ترین فلسفہ کا اثر تھا سب مذہبوں کو نگاہِ غلط سے دیکھتا تھا۔

ریوولوشن *Remotest* کے زمانہ سے فرانس میں کسی قسم کا مذہب

باتی نہ تھا اور لوگوں کے دلوں سے خدا کے وجود کا خیال تک مٹ گیا تھا۔ تیسری سپاہی نرے چوان تھے جن میں بہت سی اعلیٰ اور بہت سی زبون طبعی تحریکیں وجود تھیں۔ اپنے محبوب جنرل کے حکم پر وہ ایک مذہب کو بھی اختیار کر لینے پر اسی طرح مستعد تھے جس طرح وہ کسی باٹری پر لہ کر دینے کو تیار تھے۔ چونکہ مصر میں نپولین نے مذکورہ بالا طریقہ اختیار کیا تھا اس پر ریاکاری کا الزام لگایا گیا۔ اُس نے مابعد کا ہے ”میں نے کسی ہسلائی اصول کی پروا ہی نہیں کی۔ میں نے کبھی مساجد میں عبادت نہیں کی۔ نہ میں نے شراب سے اجتناب کیا اور نہ میرا ختنہ ہوا۔“ بیسے صرف یہی کہا تھا کہ میں مسلمانوں کا خیر خواہ ہوں اور اُن کے پیغمبر کی عزت کرتا ہوں اور بات سچ تھی اور میں اُن کے رسول کی اب بھی عزت کرتا ہوں۔“

اسکندریہ میں نپولین صرف چھ دن رہا اور ان ایام میں اُس نے اُس عزم و بہت اور جفاکشی سے کام کیا کہ سب کو حیرت ہو گئی۔ یعنی اُس نے انصاف کے قوانین ترتیب دیے۔ پولیس کا انتظام کیا اور ملک کی آمدنی کے ذریعوں پر غور کیا اور جس وقت شہر میں یہ سب قائم ہوا اسی وقت موصوّر متاع اور انجامیر کام میں مصروف ہو گئے۔ اور مغربی وضع پست و ذلیل اسکندریہ میں پویست ہو گئی۔

بندر گاہ کو ترقی دینے کے لئے فوراً تیاریاں ہونے لگیں۔ فصیلوں کی مرمت ہوئی کا خانے قائم ہوئے۔ کوٹھیاں تعمیر ہوئیں۔ اسکولوں کی بنیادیں ڈالی گئیں اور قدیم یادگاروں کی تحقیقات شروع ہوئی۔ سربراہ اور وہ شہریوں کے ہاتھ میں ملک کا انتظام دیا گیا جن کو نپولین کی عدل گستراور عاقلانہ حکمت عملی کے ترقی دینے میں دلچسپی تھی۔ اُس دن سے۔ دولت۔ جمالت۔ افلاس۔ ظلم و مصائب کی نصف صدی اب مصر پر گزر چکی ہے۔

اگر نپولین اپنی تجاویز میں کامیاب ہو جاتا تو یہ بات قرین قیاس ہے کہ مصر

بھی ایک شائستہ اور زر پرز ملک ہو گیا ہوتا۔ اور مشرق اور مغرب کی تجارت سے لالہ ہو جاتا اور دریائے نیل کے منبرہ زاروں اور ماسوں میں خوبصورت اور شائستہ دیوتا موجود ہو گئے ہوتے۔ اور ملک ملک کے سامان عیش سے لدے ہوئے و خانی جہاز اُس کی زبردست امواج پر چلتے ہوتے اور بحر احمر کے ساحل جواب اس متدر سنان اور ویران پڑے ہیں خوش وقت محنتی لوگوں کی آوازوں سے گونجتے تھے اور ان ساحلوں کے جنگل کی لکڑی سے جہاز بننے اور سمندر میں پڑتے اور خوشحال اور بالامال شہر بستے ہوتے جہاں اب خانہ بدوش بدو کو ویران اور اجاڑ ساحل نظر آتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ مشیت ایزدی یہی تھی کہ ان سب امیدوں کا مایوسی کے ساتھ خاتمہ ہو لیکن یقینی ہے کہ جب تک پولین مصر میں رہا تمام ملک کو وہ تحریک رہی جو صدیوں پیشتر سے معلوم بھی نہ تھی۔ عقل انسانی اُس سے بڑھ کر معاملات کی کجوز نہیں کر سکتی جیسا پولین نے بخوبی کیا تھا۔ یعنی قسمت آزمائی پر آمادہ کرنا۔ محنتی لوگوں کو دلوں دلانا۔ اور ملک کی آمدنی کے ذریعوں کو ترتیب دینا۔

اسکندر یہ کہ حملہ میں تیس فرانسیسی سپاہی کام آئے تھے۔ پولین نے فوراً اُسی خیال کے موافق جو اُس کے دل میں بڑی بڑی باتوں کے متعلق موجود رہتا تھا اُن کو پاسپی کے ستون کی جڑ میں دفن کرایا اور اُن کے نام اس یادگار پر کندہ کرا دیئے۔ اور اُن کی یاد اب صدیوں تک قائم رہیگی۔ اُن کی تجویز و تدبیر میں تمام فوج شریک ہوئی۔ صفوں میں جوش پھیل گیا اور فرانسیسی سپاہی جو نام آوری کے شہاب ثاقب کی ضیاء سے چونڈھیاے ہوئے تھے اور اپنے ان مقتول ساتھیوں کی شہرت کو لازم وال خیال کرتے تھے اُن کی صدمہ پر رشک کرنے لگے۔ پولین سے بڑھ کر کسی فلاح نے نہ سمجھا کہ انسانی فطرت کے بجھتے ہوئے غم و ہمت کے فیصلہ کو اکسانے کے لئے کون سے تاروں پر مضرب

لگانا چاہئے۔

اسکندریہ میں جہل کلیر کی مکتی میں جو اسکندریہ کے حملہ میں زخمی ہو گیا تھا تین ہزار سپاہ چھوڑ کر نپولین بقیہ فوج کے ساتھ ریگستان طے کر کے قاہرہ پہنچنے کو روانہ ہوا۔ بیڑہ محفوظا مقام میں نہ تھا اور نپولین نے امیر البحر بروژ کو تاکید کی حکم دیا کہ جس وقت فوج کنارے پر اتر جائے فوراً وہ خلیج ابوکر کو چھوڑ کر خلیج اسکندریہ کو روانہ ہو جاوے اور اگر بڑے جہازوں کو اس میں جگہ نہ ملے تو تعجیل تمام جزیرہ کر فیو کو چلا جائے لیکن چونکہ امیر البحر بروژ نے نپولین کے ایسے حکم کی تعمیل میں تغافل کیا جس پر نپولین نے بڑا زور دیا تھا ایسا حادثہ پیش آیا جس سے ساری مہم کا ستیاناس ہو گیا۔

نپولین نے بہت سے جہاز۔ رسد۔ توپوں۔ گولہ بارود اور دیگر سامان سے بھردا کجہر روم کے کنارے کنارے دریا سے نیل کی مغربی شاخ کو روانہ کر دیے تھے اور حکم دے دیا تھا کہ یہ سب جہاز دریا کی دھار پر چڑھ کر اس مقام پر جا پہنچیں جہاں فوج ریگستان طے کر کے دریا سے نیل پران سے ملے گی اور پھر فوج اور یہ جہاز ساتھ ساتھ کوچ کر کے پچاس میل دریا کی دھار پر چڑھ کر قاہرہ جا پہنچیں گی۔ فوج کو کھانا میل کا ریگستان طے کرنا تھا جو حدود جہدیران تھا اور جہاں کسی قسم کا سامان آرام میسر نہ آسکتا تھا۔ جلتی ہوئی ریگ پر خوفناک تیز دھوپ پڑتی تھی اور کوئی دشت لکھا کاٹکا آنکھ کو خوش نہ کرتا تھا۔ اور اس ریگستانی جلتی ہوئی راہ میں پانی کا کوئی چشمہ بھی نہ بنتا تھا۔ کہیں کہیں اس بے نشان راہ میں کھاری پانی کے چاہات تھے جن پر کاروانوں کا گزر ہوتا تھا لیکن ان کھاری کنوؤں کو بھی عوبوں نے یا تو پاٹ دیا تھا یا زہر آلود کر دیا تھا۔

۶۔ جولائی ۱۷۹۸ء کو طلوع آفتاب سے قبل ریگ رواں کے ناپید اکٹا

میدان پر فوج نے کوچ شروع کیا۔ کوئی جاندار سوائے چند عرب سواروں کے نظر نہ آتا تھا جو آفتی میں نظر آتے اور پھر غائب ہو جاتے تھے یا ریگ کے ٹیلوں کی آڑ میں چھپ کر گم کردہ راہ لوگوں کو جو صفوں سے علیحدہ ہو جاتے تھے یا بیماری اور ماندگی سے پیچھے رہ جاتے تھے قتل کر ڈالتے تھے۔ رگستان عبور کرنے میں بے انداز مصیبت کے چاروں طرف صرف ہوئے۔ سپاہیوں کی عادت آرام و تسکین کی تھی اور آٹلی کی افراط اور وادیوں میں اُن کا قیام ہو چکا تھا۔ پس وہ حد درجہ بے دل ہو گئے تھے کہ افسروں تک کا قدم بٹا دے گئے لگا۔ اور لائسن اور مرآت نے مایوسی کی انتہائی حالت میں اپنی اپنی ٹوپیاں زمین پر دے ماریں اور اُن کو پیروں سے روند ڈالا۔ بہت سے لوگ پیچھے رہ گئے اور اس لمبی مسافت ویران میں مر گئے لیکن گھنے کالم ساعت پر ساعت۔ بھوکے۔ حواس باختہ۔ مصیبت جھیلے ہوئے بڑھتے چلے گئے اور اُن کے بے سایہ سروں پر تیز دھوپ برابر پڑ رہی تھی اور سستی ہوئی ریت نے اُن کے پُر آبلہ پاؤں کو جھلسا دیا تھا۔ اس مہم کو شروع کرتے وقت پنولین نے ہر سپاہی کو سات ایکڑ زمین دینے کا وعدہ کیا تھا لیکن جب ان سپاہیوں نے اپنے گرد ریگ کا صحرا سے ناہید اکٹرا دیکھا تو اُنھوں نے ازراہ طرانت پنولین کی کفایت شناسی پر کہ اُس نے صرف سات ایکڑ کا وعدہ کیا تھا یوں کہا۔

”یہ نوجوان دعا باز ہم کو اتنے ایکڑ دینے کا وعدہ کر سکتا تھا جتنا ہمارا جی چاہتا اور پھر اُس کی خوش قسمتی کا ہم بے جا استعمال نہ کرتے؟“

پنولین کے اُس انوکھے اختیار کو جو اُسے اپنی فوج پر حاصل تھا اس واقعہ سے بڑھ کر کوئی بڑا نتیجہ برآمد نہیں ہو سکتا تھا کہ ایسے تنگ

حالات میں بھی کسی نے اُس کے خلاف بات زبان سے باہر نہ نکالی۔ وہ فوج کے آگے آگے پیدل چلتا تھا اور مصیبت میں سب سے اونی درجہ کا شریک تھا اسی کی طرح رات میں وہ ریگ پر لیٹ رہتا۔ ریگ ہی کا تکیہ ہوتا تھا اور خفیہ کسی قسم کی راحت نہ اٹھاتا۔ وہ خود سپاہیوں کی طرح مٹروں پر لیٹ کر رہتا تھا جو سپاہیوں کو اس سفر میں ویسے جاسکتے تھے۔ رات میں وہ سب سے آخر سونے کو لیٹتا اور فجر کو جو شخص سب سے پہلے زمین سے اٹھ کھڑا ہوتا تھا وہ پوچھتا ہی تھا۔ سپاہی اُس کو رمنٹ کو جس نے انھیں اس ویرانہ میں بھیجا تھا سخت و شنام دیتے تھے اور یہ دیکھ کر کہ علم طبعیات کے ماہر قدیم ایشیا کی تحقیقات کے لئے بھڑکتے تھے سپاہی اُن پر اس ہم کے بانی ہونے کا الزام رکھنے لگے اور اُن پر بھونڈے بھونڈے فقرے چست کرنے لگے اور اس طرح اپنے جی کے پھپھولے پھوڑتے تھے۔ یہ بات بھی دیکھی گئی کہ دوسرے تو سپین میں بنا جاتے تھے لیکن نیپولین کی جین پر ایک نظر بھی سپین کا ہوتا تھا۔ اس بلاخیز کوچ میں نیپولین کی زبان یا اُس کی چتون سے کوئی پریشانی یا ہراس ظاہر نہ ہوا۔ ایک دن وہ افندروں کے ایک ایسے گروہ کے قریب پہنچا جو ناراض ہو گئے تھے اور ان افندروں سے اُس نے حسب ذیل کرٹے لہجے میں اس طرح کہا کہ اُن کے ہوش بھٹیک رہ گئے۔

”تھاری زبان مفسدانہ ہے۔ ذرا ہوش سمہال لینا۔ یہ دو گز کا ڈھینگ سا لمبا ڈیل تم کو دو گھنٹے کے اندر گولی مار دے جانے سے نہ بچائے گی۔“

ریگستان میں جبکہ ہر دل پر یایوسی اور اوداسی قبضہ کر چکی تھی فوج کے مسافر چنڈیل پر ایک شفاف جھیل نظر آنے سے فوج میں ہنایت ہی خوشی کا اظہار ہوا اُس کے صاف عین میں دیہات اور کھجوروں کے جھنڈ نہایت خوبصورتی سے

معکوس ہو رہے تھے۔ پس اُس کے فرحت افزا پانی میں پھاند پڑنے کو سناڑھی لپٹی ہوئی اور بانہنی فوج بڑے اشتیاق کے ساتھ چھٹی۔ ساعت کے بعد ساعت گزرتی چلی جاتی تھی لیکن فوج اُس جنت کے قریب جو اُن کے سامنے تھی نہ پہنچتی تھی۔ اور جب سپاہ نے دیکھا کہ یہ سب دھوکا تھا اور وہ ایک بے آب رگستانِ سراب کا پھیکا کرہی تھی تو اُس کی یابوسی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اس موقع پر نپولین اصل فوج سے ذرا آگے نکل گیا اور ایک یا دو افسر اُس کے ہمراہ تھے۔ عرب سواروں کے ایک غول نے جو ریگ کے ٹیلے کے پیچھے پوشیدہ تھا اُس کی حرکات کو غور سے دیکھا۔ لیکن ایسی حالت میں کہ نپولین بالکل اُن کے قبضہ میں تھا اُھفوں نے نہ معلوم کیوں اُسے کوئی گزند نہ پہنچایا۔ نپولین کو جلد معلوم ہو گیا کہ وہ کس خطرہ کی حالت میں تھا اور جلد وہ صحیح و سالم اپنی فوج میں واپس چلا آیا۔ اور اپنے سپاہیوں سے مسکرا کر بڑے اطمینان سے کہا:-

”روح محفوظ نہیں لکھا ہے کہ میں عربوں کے ہاتھ سے مارا جاؤں۔“
فرانسسیسی فوج دریا سے نیل کے جتنی قریب پہنچتی جاتی تھی ملوک سواروں کی تعداد بڑھتی جاتی تھی اور اُن کے حملوں کی کثرت اور بے باکی زیادہ ہوتی جاتی تھی۔ اُن کا نظر اُن کے حملہ کی تیزی بڑی موثر چیز تھی۔ ہر ایک صبارِ قتارہ تازی گھوڑے پر سوار ہوتا تھا۔ اور تلخی۔ سیف۔ قرابین اور بھلکڑ سے مسلح ہوتا تھا۔ قرابین ایک چھوٹی سی بندوق تھی جس سے چھوٹی سی گولی نہایت ٹھیک نشانہ سے لگائی جاتی تھی اور یہ بھلکڑ یا شیرچم بھی چھوٹی نال کی بندوق تھی لیکن اس کا تیر یعنی سوناخ بہت بڑے منہ کا تھا اور اُس میں بہت سی گولیاں تھیں اور بغیر نشانہ کے مارے جاتی تھیں۔ اور اس سے بہت نقصانِ جان ہوتا تھا۔ نہ خوفناک جنگجو سوار بچہچن سے سواری کے عادی تھے نہ لبیان خوبصورت قطاروں

میں نمودار ہوتے تھے اور ایک دم ریگ کے ٹیلوں کے پیچھے سے نگار گئے تباہ
ہاندھے۔ اُن کے طرے ہٹے ہوئے پرچم ہاتھ میں لئے زر روزی درویشان اپنے
شہاب کی چمک دمک سے ہوا کی طرح تیزی کے ساتھ اُن کا باہر نکلتا قابلِ ملاحظہ
ہوتا تھا۔ وہ بگولہ باد کی طرح حملہ آور ہوتے تھے اور اپنے خوفناک نعروں سے ہوا کو
چیرتے تھے اور اُس حالت میں کہ اُن کے گھوڑے ہوا سے باتیں کرتے ہوئے تھے
وہ اپنی قراہنیں فرانسیسیوں پر جھونکتے تھے۔ پھر ایک دم رکتے تھے اور مگر ایسی جی
اور چابکی سے واپس چلے جاتے تھے کہ اگلی کی فوج کے بڑے اکمل سوار چیرتے
رہ جاتے تھے۔

ان پڑاں گلوں کے لئے یہ وسیع ریگستانی میدان نہایت ہی موزوں تھے
اور اسی حرکت یا ہوا کی سنسک سے گرد کا بادل اٹھ کھڑا ہوتا تھا جس سے آنکھیں بند
ہو جاتی تھیں دم گھٹ جاتا تھا اور فرانسیسیوں کی سانس رُک جاتی تھی لیکن بظاہر عرب
سوار یا اُس کے رہنما کو کوئی ایذا نہ ہوتی تھی اگر کوئی تھکا ہوا گم کردہ راہ شخص کشاں
آگے بڑھتے ہوئے کالم کے پیچھے رہ جاتا تھا یا اگر کوئی فرانسیسی سپاہی حرات کر کے
ان ملوکوں کے گستاخ حملوں کے وقت اُن کے تعاقب میں فوج سے علیحدہ
ہو جاتا تو فوراً اور یقیناً طعنے مل رہا ہوتا تھا یعنی ایک وحشی غول گرد کے بادل میں
نہاں دوسری دنیا کے آسیوں کی طرح اُن پر لوٹ پڑتا اور اُن کو اپنی تیز و شہابی
تواریخ سے کاٹ کر مگر نہ کر دیتا اور پھر قبل اس کے کہ اُس پر بند و قہر چھینا
جائے وہ ریگستان میں نظروں سے نہاں ہو جاتا تھا۔

پانچ دن کی بے اندازہ مصیبت کے بعد ریگستان کے ریشیہ ٹیلوں میں
دنیا سے نیل جس کی عرصہ سے چاہت ہو رہی تھی اور جس کے کنارہ پر نہایت
ہی کثرت سے شادابی تھی نظر آیا۔ مانپتے ہوئے سپاہیوں کو یہ منظر خواب

طلبہ معلوم ہوا۔ اور صفوں سے خوشی کے نعرے بلند ہوئے اور سب انتظام و ترتیب بالائے طاقت گیا۔ تیس ہزار سپاہیوں کی کل فوج مع گھوڑوں اور اونٹنوں کے شور بجاتی ہوئی آگے بڑھی اور انتائے خوشی کے ساتھ پانی میں گھس پڑی۔ اور ایسی مسرت کے ساتھ جو قیاس میں نہیں آسکتی۔ انھوں نے ٹھنڈے تر و تازہ کرنے والے پانی میں مزے اڑانا شروع کئے۔ وہ پانی میں لوٹ لوٹ جاتے تھے اور دشتیانہ ستر سے کھیلتے اور شور مچا رہے تھے۔ اور نتیجہ سے بے پروا وہ بار بار پانی پیتے تھے گویا اس خوش گوار پانی سے اُن کو کسی طرح سیرمی نہ ہوتی تھی۔

شورِ مسرت۔ اور جوش کا یہی حال تھا کہ دور فاصلہ پر گرد کا بادل نظر آیا اور گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازیں سنائی گئی۔ قریب ایک ہزار ملوک سواروں کے جن میں سے ہر ایک برق رفتار عربی گھوڑے پر سوار تھا اس سب کی سرعت سے فراموشی کی طرف آتے ہوئے معلوم ہوئے۔ دھوپ میں اُن کی تلواریں جھللا رہی تھیں اور اپنے خوفناک نعروں سے آسمان سروں پر اٹھائے ہوئے تھے جیل اور بگل سے غلطہ کا اعلان ہوا اور کارکن مودہ سپاہیوں نے جو گلوں کی طرح نہایت ہی کامل قواعد کے مشاق تھے دشمن سے مقابلہ کرنے کو مہلے بنائے اور مربعوں کے زاویوں پر توپخانے قائم کر دیے اور ایک اکن واحد میں ملوک اُن پر ہوا کے جھوکے کی طرح اُٹوٹے۔ لیکن یہ چھو کا پہاڑ کے مقابلہ میں تھا۔ ایک صف کو بھی جنبش نہوئی چھیدنے والی سنگینوں نے گھوڑوں کے سینہ کا مقابلہ کیا اور اس صدر سے گھوڑے گھوم گئے۔ اور توپوں اور بندوقوں کی آتش فشانی بارہ نے سیکڑوں گھوڑوں اور سواروں کو خاک میں غلطاں بچا کر دیا۔ اور باقی ماندہ ملوک اپنے نہ رکنے والے گھوڑوں کو کاوا دے کر اسی شاہ کی تیزی کے ساتھ جس سے وہ آئے تھے۔ غائب ہو گئے۔

اب جہاز ہی نظر آنے لگے۔ اور معینہ موقعہ پر اسی وقت جو پنولین نے مقرر کیا تھا آپہونچے یہ کوئی امر اتفاقیہ نہ تھا یہ اس حیرت انگیز قوت و مانع اور وسیع نقضت کا نتیجہ تھا جس نے پنولین کو دونوں خشکی اور تری کے راستوں کی وقتوں سے کافی آگاہ کر کے اُس سے ایسا حکم دلویا تھا جس کی تعمیل ہو سکتی تھی اور ہوئی۔ پنولین کے خبروں کا قول ہے کہ مصر کے ایک ہفتہ کے قیام میں پنولین مصر سے اس طرح واقعہ ہو گیا تھا گویا مصر اس کا زاد بوم تھا۔

ملک کی حالت بہت ہی فوج کے دل کی حالت بھی بدل گئی۔ سپاہی جو پہرہ کا میں مصروف ہونے کی صلاحیت رکھتے تھے اپنی مصیبتوں کو بھول گئے اور اب ہر شے کی افراط سے شادمان ہو کر انجمیر اور کجھور کے درختوں کے نیچے ناپنے اور گانے لگے۔ میدان شاداب فصلوں سے لملہا رہے تھے۔ کبوتروں کی کثرت تھی۔ فوج میں مزے دار تہروز اس کثرت سے آئے کہ فرج ہو سکے۔ لیکن دیہات غریب اور گندے تھے۔ اور مکانات کچے جھونپڑے تھے اور اب اُس نفرت کے بجائے جو ریگستان میں سپاہی بڑی شدت سے ظاہر کرتے تھے دل لگی اور خوشی ہونے لگی۔ وریاے نیل کے کنارے کنارے ساتھ ساتھ روڈ تک وہ بڑی مستعدی سے چلے گئے اور ملک کی شادابی پر ان کو حیرت تھی۔ لیکن رعایا کو افلاس اور خواری پران کو تاسف تھا۔ وہ کہنے لگے ”قاہرہ حبیبی کوئی چیز ہے سو نہیں اور لٹل کار پور مل نے اپنے کو ایک بھولے بچہ کی طرح اس مصیبت خیز ملک میں قاہرہ جیسے شہر کی تلاش کے واسطے منتقل ہو جانے دیا ہے جس کا ریگستان کے سراب کی طرح کوئی وجود نہیں ہے۔“

کوچ کی حالت میں پنولین ایک اعرابی شیخ کے مکان پر ٹھہرا۔ مکان کے اندر کی گندگی اور افلاس سے نفرت پیدا ہوتی تھی۔ لیکن مالک مکان کے بابت

مشہور تھا کہ امیر آدمی ہے۔ پتولین اس شیخ سے بتلطف پیش آیا اور ایک ترجمان کے ذریعہ سے پوچھا کہ وہ اس تکلیف کی حالت میں کہ کوئی سامان راحت موجود نہیں ہو کیون رہتا ہے اور شیخ کو یقین دلایا کہ صاف جواب دینے میں اُس کو کوئی گزند نہ پہونچے گا اس پر اس اعرابی شیخ نے جواب دیا کہ چند سال ہوئے مینے اپنے مکان کی درستی کی تھی اور سامان مہیا کیا تھا۔ یہ خبر قاہرہ میں پہونچی اور ثابت ہوا کہ میں امیر آدمی ہوں اور ملوکوں نے مجھ سے ایک کثیر رقم طلب کی اور پھر میرے یہاں تک درجے مارے کہ مینے مجبور ہو کر وہ رقم ادا کی۔ میرے تلواروں سے دیکھئے جو اُس اذیت کے جو مینے سہی ہے گواہ ہیں۔ اُس وقت سے میں نہایت تنگ حالت میں رہتا ہوں اور اپنے گھر کو درست کرنے کا خیال نہیں کرتا۔ اس غریب کے وحقیقت ایسے درجے مارے گئے تھے کہ ساری عمر کے واسطے وہ لنگڑا ہو گیا تھا۔ ملوکوں کا ظلم اس حد کو پہونچا ہوا تھا۔ مصر والے اپنے ان بے رحم خداؤں کے ایسے غلام تھے کہ ان نا خدا ترسوں کی خود سر رصی کی تعمیل میں اپنی بیوی۔ بچے اور خود اپنے کو اُن کے حوالہ کر دینے پر مجبور تھے۔

فوج کے ارد گرد ملوک سواروں کے بے شمار گروہ جو دنیا میں سب سے زیادہ خوفناک سوار ہیں ہمیشہ منڈلاتے رہتے تھے اور اُن کے حملہ کے مقابلہ کو ہر وقت تیار رہنا پڑا ضروری تھا۔ جس صورت میں پتولین نے اپنی فوج کو ترتیب دیا تھا اس صورت سے بڑھ کر کوئی دوسری صورت اس نئے طرز جنگ کے مقابلہ میں کارگر نہیں ہو سکتی تھی۔ یعنی اُس نے اپنی فوج کے پانچ مربعے بنائے تھے۔ مربع کا ہر ضلع چھ ضلعوں کا تھا جو ایک دوسرے کے پیچھے بھتیں۔ مربع کے زاویوں پر توپخانے رہتے تھے مربع کے اندر گرانڈیل ہندو پتھروں کی کپینیاں مربعوں کی صورت میں بھتیں کہ حملہ کے موقع پر مدد دیں۔ جنرل اور ماہرین علوم کے غول اور

سامان مرکز میں رہتے تھے۔ یہ مربع متحرک اینوہ تھے۔ کوچ کی حالت میں سب کا ایک جانب رخ رہتا تھا۔ دو ضلع بازوؤں پر یعنی واسپے اور بائیں چلتے تھے اور جب اُن پر ملوکوں کے حملے ہوتے تھے تو وہ فوراً بٹھرتے تھے اور چاروں سمت رخ پھیر لیتے تھے۔ سب سے باہر والی صفیں ووزانو ہوجاتی تھیں تاکہ پچھلے سپاہی اُن کے سروں پر سے ہذوقیں چلا سکیں اور اس طرح ساری فوج چھیدنے والی سنگینوں کا زندہ قلعہ نظر آتی تھی۔

جب وہ کسی مقام پر دھاوا کر کے اُس کو اپنے قبضہ میں لانا چاہتے تھے تو پہلی تین صفیں ربع سے جدا ہوجاتی تھیں اور حملہ کرنے والا کالم بنجاتی تھیں اور دوسری تین صفیں پیچھے رہتی تھیں اور ہنوز مربع قائم رکھتی تھیں کہ حملہ کرنے والا کالم پھر اُن میں آئے۔ عرب سواروں کے حملہ کی طاقت کا ان شعلہ فشاں قلعوں نے اس طرح مقابلہ کر رکھا تھا کہ اب دشمن کے حملوں کو فرانسسیسی دل لگی خیال کرنے لگے تھے۔ باہرین علوم کو جو فوج کے ساتھ تھے سواری کے لئے گدھے دیے گئے تھے کہ اُن پر خود چڑھیں اور اپنے آلات علوم لاویں اور جیسے ہی کہ ملوک فاصلہ پر نظر آتے تھے تو اعداد کا گڑ دیا جاتا تھا ”مربعے باندھو اور علما اور گدھوں کو بیچ میں لے لو“ یہ آرڈر قنقموں کے ساتھ صف بصف گونجتا تھا اور سپاہی ان گدھوں کو ”نیم عالم“ کہہ کر جی خوش کرتے تھے۔ اگرچہ سپاہیوں کو اپنے اس مذاق میں مزہ آتا تھا لیکن وہ ان میں سے بہت سے علما کی بڑی عزت کرتے تھے جو جنگ کے وقت بڑی شجاعت کا انہار کرتے تھے سات دن کوچ کرنے کے بعد جن میں کثرت سے غور و خیز چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہوتی رہیں فوج قاہرہ پہنچی۔

مراوبے نے یہاں قطعی جنگ کے واسطے اپنے ملوکوں کا ایک بڑا حصہ یعنی قریب دس ہزار کے جمیع کر رکھا تھا اور اس قومی اور مغرور سواروں کی

جماعت کی مدد کو چوبیس ہزار سپاہی نوح جو منصوبہ نامات پر موروثی تھے، فریاد کیا۔
 کئی۔ قاہرہ و ریائے نیل کے سیدھے کنارے پر واقع تھا اور پنولین مغربی ایشیائی
 اسٹے کے ارد پر آرہا تھا۔ ۲۱ جولائی ۱۸۹۸ء کو پنولین نے یہ یقین کر لیا کہ قاہرہ قریب
 ہے اپنی نوح کو علی الصباح متحرک کر دیا تھا اور میں اُس وقت جبکہ بے ہوا آسمان پر
 آفتاب طلوع ہو رہا تھا سپاہیوں نے اپنے اسٹے ہاتھ کی طرف قاہرہ کے قریب
 جو نکلتے ہوئے آفتاب کی منویں چمک رہے تھے دیکھے اور اپنے سیدھے ہاتھ کی گینٹیا
 کے کنارہ وہ ریشم الشان ابراہیم مصر رکھے، بظاہر نہ ختم ہونے والے میدان
 میں سپاہیوں کی مانند بلند تھے۔

تمام فوج خود بخود ڈک گئی اور بڑے استعجاب سے ان پرانی یادگاروں کو دیکھنے لگی
 پنولین کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا اور جیسے کہ وہ اپنے گھوڑے پر سوار صفوں کے
 سامنے سے نکلا اُس نے باؤں بلند کیا اُسے شیر مرد۔ ان چوٹیوں سے
 چالیس صدیاں بھٹکارے کارہائے نمایاں کا انتظار کر رہی ہیں۔
 سپاہ کے جوش کا کوئی اندازہ نہ رہا تھا اور پرجوش باجوں اور لہراتے ہوئے
 پر جموں کی چمک سے جوش میں آکر وہ دشمن سے ہمارے ہونے کو جلد جلد آگے بڑھی
 اُس کے سامنے وہ تمام میدان جو ابراہیم کے قریب تھا وسیع آبیوں سے بھرا ہوا
 تھا۔ دس ہزار سواروں کے دشمن سپاہ گری سے بے اندازہ شان و شوکت
 کے ساتھ جھلجھلاتے ہوئے آگے۔ یروں کا ہلنا۔ اور متیل کئے ہوئے فولاد
 اور سونے سے جگمگاتے ہوئے ہتھیار نہایت ہی ہیبت، تاک، منتظر تھا۔ فرانسیزیوں
 نے بے وسواس اپنی جمعیت کو پانچ مربعوں میں تقسیم کر لیا اور آگے بڑھے۔
 اس کے سوا فرانسیزیوں کو کوئی چارہ کار نہ تھا کہ ملکوں کے مورچوں پر حملہ
 ۱۸۹۸ء میں نہایت پرانے زمانہ کی محرومی و معیشت کی عمارتیں ہیں جن کو تیار کیا جاتا ہے تہہ

کریں جن کے عقب میں چھپیں ہزار زبردست فوج بند و تھپوں کی ہندو قوں اور توپوں سے مسلح نیپولین کی فوج پر مارا مار کرنے کو مستعد تھی اور دس ہزار سواروں کی قوی عجات جو صبار قمار تازی دھواروں پر سوار تھی حملہ کی منتظر کھڑی تھی کہ نیپولین کی صفوں میں ذرا بھی درہمی برپا ہوئے پر اُس شدت سے جو خونریزی کی تحریک سے پیدا ہو سکتی تھی اُس کے مجروح اور پامال رملوں میں گھس پڑے۔

نیپولین کے لئے یہ نہایت سخت تردد کا ہنگام ہوگا۔ لیکن جیسے کہ وہ اپنے گھوڑے پر ایک رمل کے مرکز میں بیٹھا ہوا تھا اُس نے اپنی دوربین سے بنور دیکھا کہ دشمن کی فوج کس طرح قائم ہے۔ اُس کے ہنر سے ذرا بھی پریشانی ظاہر نہ ہوتی تھی۔ وہ بہت دیر تک بنور دیکھتا رہا۔ اُس کی تیز تجسس نگاہ نے دیکھ لیا کہ دشمن کی توپیں گازیوں پر چڑھی ہوئی نہ تھیں اور اس لئے وہ اُس رخ سے ہٹ کر وہ قائم تھیں پھر نہ سکتی تھیں۔ کسی اور افسر نے اگرچہ اُن کے پاس بھی نیپولین کے عمدہ دوربینیں تھیں یہ بات نہ دریافت کی۔ پس فوراً بغلی کوچ کر کے نیپولین اپنی فوج کو اہرام کے واسطی جانب لے گیا کہ اُس کے رملے دشمن کی توپوں کی زد سے الگ ہو جائیں اور وہ دشمن پر ایک پہلو سے حملہ کر سکے۔ مراد بٹے نے جیسے ہی نیپولین کا یہ موڑ دیکھا وہ فوراً اُس کے مطلب کو سمجھ گیا اور بڑی حربی فراست سے اُس نے اُسی وقت حملہ کر دینے کا غزم کیا۔

مغرور لے نے کہا کہ ”اب تم دیکھو گے کہ ان کتوں کو میں کس طرح خیار تر کے ماتہ کاٹے ڈالتا ہوں“

واقع میں یہ بڑا خوفناک وقت تھا۔ دس ہزار سوار بڑی زرق برق وہ پیاں چمک رہے تھے۔ دنیا کے سب سے زیادہ صبار عرت مندوں پر سوار فوج چکاں منیر ہو رہی تھیں۔ ہزاروں کو گرم کر کے ساعت دشمن عرت و عہدے کے ساتھ اپنے لشکروں

سے آسمان سروں پر اٹھائے اور اپنے قوسوں کے آہنی سموں کی گرج سے زمین کو دھلاتے ہوئے پولین کی فوج پر جو الماس کے مثل کڑی تھی آپڑے۔ نتیجہً حرب میں کوئی واقعہ اس حملہ سے بڑھ کر سہل نہیں دیکھا گیا ہے۔ دس ہزار سواروں کی بہت بڑی جماعت ہوتی ہے ایسے ایسے سوراہوں سے خطروں کے خورگ ہوئے تھے اس وقت کو بہت بڑا ہیبت ناک مرحلہ سمجھے۔ ایسے بڑے بحرانج کو روک لینا غیر ممکن معلوم ہوتا تھا۔ پولین کی صفوں میں ستانا تھا اور کمان افسروں کی آواز کے سوا کوئی آواز نہ سنی جاتی تھی۔ چونکہ جوش کی رگوں کو اس وقت حد درجہ کی حرکت تھی ہر حکم کی حیرت انگیز تیزی اور صحت کے ساتھ تعمیل ہو رہی تھی۔ سپاہیوں نے سانسیں روک لی تھیں اور اپنی سنگینیں سامنے کئے دوش بدوش ملوکوں کے آنے کے منتظر تھے۔

جس وقت مملوک سوار زو میں آگئے تو پچانوں نے جو زادیوں پر قائم تھے مملوکوں کی صفیں پھاڑنا شروع کر دیں اور بند و فحشوں نے ان کے سپروں پر علی الانصار گولیوں کی پوچھا روں سے بے رحم بربادی کا طوفان برپا کر دیا۔ صد ہا گھوڑے اور سوار گولوں گولیوں کے صدمے سے ریگ پر غلطاں پچاں ہو گئے اور فوراً ہزار ہا گھوڑوں کے آہنی سموں سے جو گرد اور دھوئیں میں پنہاں تھے پامال ہو کر ریزہ ریزہ ہو گئے۔ لیکن پولین کے مربے اہرام مصر کی طرح جن کے قریب وہ لڑ رہے تھے مستحکم ہے۔ ایک سپاہی بھی صف سے جدا نہ ہوا اور ایک میں بھی نقص نہ آئی۔ بہادر مملوک اپنی مایوسی اور غیظ کے جوش میں بڑی بے پروائی سے اپنی جانوں پر کھیل رہے تھے۔ انھوں نے اپنے گھوڑوں کو موڑا اور پھپھے ہٹایا کہ گھوڑوں کی دو لہیتوں سے زندہ آدمیوں کے خفاک قلعہ کو توڑ ڈالیں اور اس طرح پر بھی صفوں کو توڑنے کے ناقابل ہو کر وہ اس قدر غیظ میں بھر گئے

کہ اپنے طینچے اور قزاقین فرانسیزیوں کے سردوں پر پھینک مارے۔ زخمی مملوک نہیں پر گھٹنوں کے بل چلتے تھے اور اپنی سیفوں سے اپنے نڈر دشمنوں کے پیروں پر وار کرتے تھے۔ مملوکوں نے فوق العادہ شجاعت کا اظہار کیا اور یہی شجاعت صرف ایک نیکو کاری ہے جو مملوکوں میں پائی جاتی ہے۔

لیکن پتولین کی قواعد و اصول فوج کی متواتر آتش باری نے مملوکوں کی صفوں کو خالی کر دیا اور انجا مکار وہ ہنایت پریشانی سے اُٹھ کر بھاگے۔ سوچوں سے پیدا سپاہ سواروں کی ہزیمت دیکھ کر جس کو وہ لافٹ خیال کرتی تھی اور پتولین کے نہ لٹنے والے مرلےوں سے لگاتار آتش فشانی شعلہ باری دیکھ کر خوف زدہ ہو گئی اور سواروں کے ساتھ فرار میں شریک ہوئی۔ اب پتولین نے بڑی سختی سے تعاقب کیا اور اب بے حد پریشانی اور غمزدگی کا منظر پیش آیا۔ یہ بڑا میدان فراریوں سے بھرا ہوا تھا۔ یعنی سوار پیدل سب بھاگ رہے تھے اور خوف سے بدحواس اپنے خطرناک دشمنوں سے پناہ کی جگہ ڈھونڈ رہے تھے۔ ہزاروں تو دریا میں پھاند پڑے اور تیر کر دوسرے کنارے پہنچنے کی کوشش کی لیکن گولیوں کی پوچھا رہے جو گرگ کے مثل ان پر بڑبڑ رہی تھیں دریا کا پانی خون سے لال ہو گیا تھا دوسرے منہ اٹھائے بدحواسی سے ریگستان میں بھاگے۔

فتح مندوں نے اپنی معمولی چستی سے تعاقب کیا اور بھاگتے ہوئے دشمن کی گھنی صفوں میں توپوں اور ہندو قوتوں کی ہنایت خوفناک بارشیں باریں مملوکوں کو شکست فاش ہوئی جس میں سخت اتلاف جان ہوا۔ ابھی آفتاب نصف النہان تک نہ پہنچا تھا کہ مسلح مملوکوں کی سپاہ سے مطلع صاف ہو گیا اور جہاں تک نگاہ جاتی تھی میدان میں مقتول و مجروح نظر آتے تھے۔ تمام لشکر کا مال غنیمت جس میں مشرقی دولت شامل تھی فتح مندوں کے ہاتھ لگا۔ اور فرانسیزی سپاہی

اشریفوں کی ہمایوں۔ جہاں گھوڑوں۔ خوبصورت ہتھیاروں اور قیمتی شالوں سے مالا مال ہو گئے اپنی جہاں
 آرائش پر مملوک بہت حریف کرتے تھے اور اپنے ہمراہ بہت زر نقد رکھا کرتے تھے۔ اس وقت
 ہر مملوک کے ساز و براق اور زلفہ کی مقدار جو اُس کے پاس پایا گیا چھ ہزار فرانک
 سے لے کر دس ہزار فرانک تک تھی۔ علاوہ اُن کے جو جنگ میں مقتول ہوئے
 قریب ایک ہزار کے یہ زبردست سوار وریا میں ڈوب گئے۔ بہت دنوں تک
 فرانسیسی دریا سے مال غنیمت نکالتے رہے اور فرانسیسی کمپوز افراسے مالا مال کیا
 اس سنگین لڑائی میں فرانسیسیوں کی جانب صرف ایک سو کے قریب مجروح و مقتول
 ہوئے اور غنیم کے دس ہزار سے زیادہ کام آئے۔ پولین ان مملوکوں کی شجاعت
 کو نظر حیرت سے دیکھتا تھا اور اُس نے کہا "کاش ان مملوک رسالوں کو میں اپنے
 پیدل فرانسیسیوں کے ساتھ شامل کر سکتا تو پھر میں اپنے کو ہفت اقلیم کا مالک بنال
 کرتا۔"

اس جنگ کے بعد پولین بلا زحمت مصر کا مالک ہو گیا۔ اور رات میں دہراؤ
 کے وہی ایوان میں شب بانش ہوا۔ کوئی مشرقی زیب و زینت ایسی نہ تھی جو اس محل میں
 نہ ہو۔ فرانسیسی افسر بے شمار گاؤں کیلئے اور کمروں میں اعلیٰ اعلیٰ قالین اور ریشمیں پردے
 جن میں سنہری جھالریں لگی ہوئی تھیں دیکھ کر حیرت زدہ ہوئے تھے۔ ان مغرور و خود
 حاکموں کی نفس پروری کی خاطر مصر واسطے بھی یک مانگنے کے ہو گئے تھے بہت
 رات کا حصہ اس عجیب و غریب محل کی دیکھ بھال میں صرف ہوا۔ باغ بہت وسیع
 اور نہایت شاندار تھا انگور خوشوں سے لدے ہوئے تھے اور ہزاروں سپاہیوں
 نے جو گلگشتوں اور درختوں کے سایہ میں آرام کر رہے انگوروں کی ساری فصل کی
 فصل اُجاڑ دی۔ مربعوں اور اچاروں کے مرتبانوں انواع و اقسام کی ہٹھائیوں
 کو ہزاروں سپاہیوں کی سپاہ دہن چٹ کر گئی۔ ہزار ہا قسم کی چھوٹی چھوٹی آرائش

کے سامان جو یورپ - ایشیا - اور افریقہ نے اس شاہی ایوان کی عیاشانہ زینت کی طرح فراہم کئے تھے سپاہیوں کے جھولوں میں پھونک گئے۔

اس جنگ نے جس کا پولین نے اہرام مصر کی جنگ نام رکھا ہے۔ ایشیا اور افریقہ کے اندرونی حصوں میں دور دور تک پولین کی دھاک بٹھادی۔ مغرور بے رحم۔ عیاش حاکموں کو مہروائے بدعائیں دیا کرتے تھے لیکن ان کو لاف خیال کرتے تھے گرا بتوہ کمر کے مانند پولین کی ذکاوت اور ہنر کے سامنے ایک ساعت میں ناپید ہو گئے قاہرہ کے آنے والے کاروانوں کے افریقہ کے اندرونی حصوں میں دور

دور مشرقی مبالغہ کی آبے تاب کے ساتھ اس خوفناک رسالوں کی بربادی کے حال بیان کئے جنہوں نے عرصہ دراز سے مصر پر ظلم کر رکھا تھا اور جن کی حربی شجاعت سو دور دور کی توہیں کا پتی تھیں۔ پولین کا نام یورپ کی طرح ایشیا۔ اور افریقہ میں بھی مشہور ہو گیا اسکندریہ کے ریگستان پر قدم رکھے ہوئے پولین کو صرف تین ہفتے ہوئے تھے اور اب وہ مصر کا سلطان تھا۔ مصر والوں نے بھی اُس کا اسی طرح خیر مقدم کیا جیسے راہی دینے والے اور فیض رساں کا کرتے ہیں۔ آگ کی چادروں سے جو پولین کی صفوں سے متواتر شعلہ منشاں ہوئی تھیں۔ مصر والوں پر ایسا اثر ہوا کہ انھوں نے پولین کو سلطان کے طور پر خطاب دیا۔

سب ملوکوں کی مستورات قاہرہ میں رہ گئی تھیں۔ پولین نے ان کے ساتھ بڑے پاس و لحاظ کا برتاؤ کیا۔ اُس نے مراد بے کی ملکہ کے پاس پوجین کو بھیج کر یقین دلایا کہ وہ کچھ پریشان نہ اور اُس کی ہر طرح سے حفاظت کی جائیگی۔ پولین نے اس ملکہ کا کل اسباب و سامان محفوظ رکھا اور ملکہ کی چند درخواستیں جو جو اُس نے پولین کے سامنے پیش کیں اُس نے منظور کیں اور اس طرح پولین سے جہاں تک ہو سکا اُس نے جنگ کی نہ ٹلنے والی مصائب کو کم کیا۔ پولین کی نوازشوں سے

اس ملک پر ایسا اثر ہوا کہ اُس نے بڑے عزت و احترام کے ساتھ یوہین کی ضیافت کی اور خصصیت کے وقت اس کو میٹ بہا الماس کی ایک انگشتری تذر دی۔

قاہرہ میں تین لاکھ آدمی رستے تھے لیکن شہری خوار و بے حرمت اور خوفناک تھے۔ شہر میں پریشانی پھیل رہی تھی کیونکہ مشرقی فلاح کے راستہ کی شناخت ہمیشہ غارتگری۔ آتش زنی۔ اور خونریزی سے ہوئی ہے لیکن نپولین نے فوراً اپنی فوج کا ایک دستہ بھیج کر انتظام کیا کہ شہر میں سب کو تسلی دی جائے اور عوام کی لوٹ کھسوٹ سے جان و مال محفوظ رکھے جاویں۔ تیسرے دن نپولین اپنی مظفر و مضور فوج کے آگے آگے بڑے کردار سے شہر میں داخل ہوا۔ اور مراد بے کے محل پر قبضہ کیا۔ حیرت انگیز غزم و ہمت اور چستی سے اُس نے اس نو مفتوح ملک کے بہترین مقاصد کی ترقی میں اپنے کو ہمہ تن مصروف کر دیا۔

نپولین کی نگاہ سے کوئی شے نہ بچی۔ اُس نے ساجد۔ حرم سراؤں۔ مستورات کی حالت۔ دیوانی اور دینی افادہ گاہوں۔ حالت زراعت۔ علوم و فنون اور مختصر آنکہ ہر شے پر جس میں ملک کی سرسبزی اور ہیو دی مقصور تھی اپنی توجہ مبذول کی۔ وہ با اثر عرب لوگوں سے ملا اور اُن کو اپنی دوستی۔ اُن کے مذہب کی وقعت اُن کے حقوق کی حفاظت اور مصر کو اُس کی قدیم شان و شوکت پر پہنچانے کے اپنے مصمم ارادہ کا یقین دلایا۔ اُس نے مصر پر باوٹا ہت کرنے کے دعویٰ سے انکار کیا۔ بلکہ ایسی حکومت کی تجویز کی جو خود ملک والوں کے ہاتھ میں ہو نپولین لوگوں کے اعتماد اور اُن کی مداحیاں حاصل کرنے میں پورا کامیاب ہوا اُس نے ایک کانگریس قائم کی جس میں قاہرہ کے بڑے نامور لوگ شریک ہوئے تاکہ وہ قانون اور عدالت گسٹری کی تجویزیں قائم کریں۔ دیگر صوبجات میں بھی اسی قسم کے جلسہ قائم ہوئے جو قاہرہ کی بڑی کانگریس میں اپنے دکلا بھیجتے تھے۔

اُس نے مصر میں ایک مشہور انسٹیٹیوٹ (افادہ گاہ) قائم کیا جس سے مصر کے نعلی روشنی اور علوم سیکھیں۔ اس انسٹیٹیوٹ کے بعض ممبروں کو اُس نے مصر کا صحیح نقشہ کھینچنے اور ملک کا حال لکھنے کا حکم دیا۔ بعض کو ملک کی پیداوار پر غور کرنے کو مامور کیا کہ آدنی کے ذریعے جزیر سی اور استعلا سے ترتیب پائیں۔ ایک فرقہ کو مصر کی قدیم کہنہ اور افادہ عمارتوں کی تحقیقات کا حکم دیا کہ علم تاریخ پر ایک نئی روشنی پڑے۔ ایک اور گروہ کو لوگوں کے اخلاقی حال دریافت کرنے کی فمائش کی کہ وہ اُن کی سیبوسی کی مناسب تجویزیں۔ دستکاری۔ انار۔ شرکوں۔ کارخانوں اور دریائے نیل کے کنارے سرکاری عمارتوں کی تعمیر کے ذریعے سے سچیں۔

منجملہ دیگر امور کے جو نوٹیں نے اس انسٹیٹیوٹ کے سامنے پیش کئے حسبِ نیل امور سے اُس کی وسیع تجویز کی شہادت ملتی ہے: پن چکیوں اور پون چکیوں کی سب سے بہتر ساخت کی تجویز کیجئے۔ باپلے کے بجائے جو مصر میں نہیں ہوتا کوئی اور چیز دریافت کیجئے جو باپ کا کام دے۔ کہ یہ شراب تیار ہو۔ ایسے مقامات منتخب کیجئے جو انگور کی کاشت کے واسطے موزوں ہوں۔ سب سے اعلیٰ طریقوں کی جستجو کیجئے جن سے قاہرہ کے قلعہ میں پانی پونچھے۔ رگستان میں ایسے مقام مناسب تجویز کیجئے جہاں کنوے تعمیر ہوں۔ دریائے نیل کے پانی کے ٹھنڈے اور صاف کرنے کے ذریعوں میں فکر کیجئے۔ کوئی ایسا مفید استعمال سوچئے جس میں قاہرہ اور مصر کے دوسرے قدیم شہروں کا کوڑا جس سے وہ اٹے پڑے ہیں کام آئے

بار دو بنانے کے لئے چیزیں فراہم کیجئے۔ یہ بات باور نہیں آتی کہ جب تک پتلیوں نے رواج نہیں دیا۔ مصر والوں کو پون چکی۔ دستی آہ اور ایک پیٹہ کی گاڑی کا حال معلوم نہ تھا۔ انجینئر نقشہ نویس۔ اور علم طبعیات کے ماہر فوراً مصر کے صوبوں

علاہ باپ ایک درخت ہے جس سے شراب بنتی ہے۔ ۱۲ متر جم

میں منتشر ہو گئے۔ اسکندریہ۔ روسیٹا۔ ڈیڈیٹا اور قاہرہ میں ایسا باریک آٹا پسینے لگا ہوا
پیرس میں پسینے کا تھا۔ روٹی کے سرکاری گوداموں کی بدولت روٹی کی افراط
ہو گئی۔ اسپتال قائم ہو گئے ہر مریض کو چار پائی دی گئی۔ شورہ بنائے اور بارود
تیار کرنے کے کارخانے قائم ہو گئے۔ لوہا گلانے کا ایک کارخانہ قائم ہوا جس کی
بہیٹوں کا شور ہوا میں گونجتا تھا اور نقل سازوں۔ اسلحہ بنانے والوں۔ قالین بانوں
رسن سازوں۔ روگردوں اور گاڑیاں بنانے والوں کے لئے بڑی بڑی دکانیں
قائم ہوئیں چاندی کی صراحیاں اور تقرنی ظروف تیار ہونے لگے۔ حوی اور فریج
زبانوں کا ایک چھاپہ خانہ قائم ہوا اور حرفت کی شلخ میں بے حد جوش پیدا کر دیا گیا
نپولین کی وہ دکاوت تھی جو کبھی نہ ٹھکتی تھی وہی سب باتوں کی ایجاد کرتی تھی اور وہی
سب کی رہنمائی کرتی تھی۔

صدیوں کی بیکاری اور نحوست کے بعد یہ دن جواب آئے تھے بہت
خوش نصیبی کے دن تھے۔ سڑکوں کی پیمائش ہوئی اور وہ ایسی نروں کے تھینے ہوئے
جن میں جہاز چل سکیں۔ ایک تو قاہرہ کے قریب بحرا بحر کو دریا سے نیل سے جوڑنے
والی تھی اور دوسری۔ خاکنا سے سوئز بحیرہ میں بحرا بحر اور بحر روم کو ملانے
والی تھی۔ ڈھائی کروڑ فرانک اور دو برس کی محنت اس عظیم الشان کام کو مکمل کرنے
کے لئے درکار تھی۔ اور ہر سہ ہزار غلطوں کے لئے سنت جگ شروع ہو جاتا۔ یہ
غیر ممکن ہے کہ ان واقعات پر کھنڈ ادب میں نہ ملے جائیں جنہوں نے ان سرسبز
مالک پرانے نوافلاس اور وحشت کا بادل چھا دیا۔ ان عظیم الشان تجویزوں کی
مکمل دریا سے نیل اور فرات کے کناروں پر وہی ازبس و زخشاں غم و بہشت
کرویتی جواب دریا سے آچھو *Amn* اور دریا سے سیستنی *Amn*

اسے یہ دونوں مالک متحدہ امریکہ کے دریا ہیں ۱۲ متر جم۔

کے کناروں پر مالک متحدہ امریکہ میں دیکھے جاتے ہیں۔ ٹیلی گراف کا قول ہے: ”پہلے
یہ تین سے باہر ہے کہ پنولین کتنے کامیوں کی تکمیل کرنے کے لائق تھا۔ وہ ہر ایک شخص
واحد سے زیادہ کام انجام دے سکتا تھا۔ یہ نہیں بلکہ ہر ایک چار آدمیوں سے زیادہ
کام کر سکتا تھا جن کو میں نے دیکھا ہے اُس کی ذکاوت احاطہ خیال سے باہر ہے
اُس کی جفاکشی۔ اُس کی ہمت۔ اُس کے کام کرنے کا سلیقہ۔ اور اُس کے منصوبے
سے کوئی شے بالاتر نہیں ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ اُن سب آدمیوں سے
زیادہ جہت اٹکاتا جو میں نے دیکھے بلکہ مجھے یقین ہے کہ وہ اُن سب آدمیوں کی ریڈیوٹ لکیر تھا جو میرے زمانہ
یا بہت سے زمانوں میں ہوئے۔ پنولین کے تمام عزم و ہمت و حافی۔ ان بڑے عظیم الشان اور فاعا
کے کاموں میں مصروف تھے۔ عیاشی اُن کے سامنے کوئی ایسی صورت پیش نہیں کر سکتی تھی جس
سے وہ لغزش میں آجائے۔ اُس کا قول تھا کہ عورتوں اور قمار بازی کی طرف سے تو مجھ میں جذبات
پیدا ہی نہیں کئے گئے۔ میں تو زرا مصالح ملکی کا بنا ہوا آدمی ہوں۔“

عربوں کو حیرت تھی کہ ایسا شخص جو لوہوں کو استعمال کرتا ہو اور ایسا بے تعلقی
اور رحم دل ہو۔ مشرق میں تو ایسی فیض رسانی اور فیض کشی کبھی سنتے میں بھی نہ آئی تھی
عرب اس کا بھیجید سمجھتے ہی نہ تھے تو ہمیں سے اُن کی مستورات امن میں تھیں۔ اُن کے
جان و مال کی حفاظت تھی۔ تیس ہزار فرانسیسیوں کی جماعت۔ مصر والوں کے آرام
و آسائش اور یہودی کے لئے محنت کر رہی تھی۔ عرب پنولین کو رسول کا خلف اور
اللہ تعالیٰ کا محبوب کہتے تھے۔ انھوں نے اپنے خطبوں میں پنولین کی تعریف و خل
کی تھی اور مسجدوں میں قرأت سے پڑھتے تھے۔ یعنی ”وہ کون ہے جس نے کہ
نصرت و ظفر کے محبوب کو سمندر کے خطرات اور اعدا کے غصہ سے حفاظت میں
رکھا؟ وہ کون ہے جو شجاعان مغرب کو بحفاظت تمام دریائے نیل کے کناروں
پر لایا؟ وہ اللہ تعالیٰ ہے۔ مملوک اپنے رہواروں پر بھر دسہ کرتے ہیں اور

پہریلوں کو جنگ کی صفوں میں آراستہ کرتے ہیں لیکن نصرت و نطفہ کا محبوب ملوکوں کے سواروں اور پیادوں کو برباد کر چکا۔ جس طرح صبح کا کمر آفتاب کی شعاع کے منے ناپید ہو جاتا ہے اسی طرح ملوکوں کی فوج شجاعانِ مغرب کے سامنے منتشر ہو گئی کیونکہ شجاعانِ مغرب اللہ تعالیٰ کے نزدیک آنکھ کی پتلی کی طرح ہیں۔“

صفحہ ۹۴

نپولین اپنے تئیں ان لوگوں میں پیوند کرنے کے لئے اور ان کے چال چلن سے اچھی طرح ماہر ہونے کی غرض سے ان کے قومی جشنوں اور عام عبادتوں میں جایا کرتا تھا۔ اگرچہ اس نے حکومت شیخوں کے ہاتھ میں دے رکھی تھی تاہم ان پر سخت تاکید تھی کہ اپنے فیصلوں میں وہ حدودِ جہ کی بے تعلقی اور عدم طرفداری کو کام میں لائیں۔ ریگستان کے قزاقوں کا جو سرحد پر صدیوں سے غارتگری کرتے تھے نپولین نے بڑے زبردست ہاتھ سے استیصال کیا اور اس کے باغ و سرحدت میں مصر کے اندر جان و مال اسی طرح محفوظ تھے جیسے فرانس اور انگلستان میں تھے۔ مصر دانوں میں فرانسیسی سپاہی نہایت ہرول و عزیز تھے وہ ان کے مکانوں میں گھر والوں کے درمیان بے جملے حقے پیتے اور ان کے امور خانہ داری میں مدد دیتے ہوئے نظر آتے تھے اور ان کے بچوں سے کھیلتے تھے۔

ایک دن نپولین اپنے محل میں بٹیا بہت سے شیخوں اور دوسرے ممتاز آدمیوں سے باتیں کر رہا تھا کہ اتنے میں اس کے پاس خبر آئی کہ چند قزاقوں نے ایک غریب تنہا کاشتکار کو ہلاک کیا اور اس کا گلہ لے گئے۔

نپولین نے اپنے اسٹاف کے ایک افسر کو فوراً حکم دیا کہ اچھا ابھی تین سو سوار اور دو سو اونٹ لے جاؤ اور قزاقوں کا تعاقب کرو ان کو گرفتار کرو اور اس قتل کا بدلہ لو۔“

شیخوں میں سے ایک شیخ نے حقارت سے کہا ”کیا وہ تیرا ابنِ عم تھا کہ اس کی

موت پر تجھے اس قدر غصہ آگیا ہے۔“ ۹۔

پنولین نے جواب دیا: ”وہ ابن عم سے بھی بڑھ کر تھا۔ وہ اُن شخصوں میں سے ایک شخص تھا جس کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے مجھے سونپی ہے۔“

میٹخ نے جواب دیا: ”عجب ہے! یہ تو اس طرح گفتگو کرتا ہے جیسے صاحبِ وحی کیا کرتے ہیں۔“

ترکی سرداروں نے چند مرتبہ اس نیت سے قاتل بھیجے کہ پنولین کو قتل کر ڈالیں لیکن مصر داروں نے حبِ اخوت سے اُس کی حفاظت کی اور ان تجویزوں سے پنولین کو موقعہِ موقعہ سے آگاہ کیا۔ اور قاتلوں کو اپنی تجویزوں میں کامیابی نہ ہوئی۔

انھیں حیرتِ زاکامیاہوں کی حالت میں فرانسیسی فوج پر ایک لا علاج شہید اور اچانک حادثہ ہوا۔

امیر البحر برنوز جس کو پنولین سے بڑی الفت تھی پیشتر اس کے کہ پنولین کو اُس کی قسمت پر چھوڑے یہ معلوم کرنے کے لئے بہت متروک تھا کہ آیا پنولین کا مصر میں قدم جم گیا یا نہیں اور اسی لئے پنولین کی تاکید اور ہدایت کے خلاف خلیج ابو کر سے بیڑہ اٹھانے اور جائے امن میں لیجانے میں اُس نے تساہل کیا۔ قاهرہ میں پہنچنے کے دوسرے روز مراسلات کے ذریعہ سے پنولین کو معلوم ہوا کہ بیڑہ ہنزور خلیج ابو کر ہی میں تھا اور دشمن کے حملوں کے سامنے کھلا ہوا تھا۔ اس خبر پر اُسے تعجب ہوا۔ اور اُس نے بہت جلد تمام ایک قاصد روانہ کیا کہ جاکر امیر البحر برنوز سے کہے کہ اُس کے اس تساہل پر پنولین سخت ناراض ہے اور بلا توقف ساعت یا وہ اسکندریہ کے بندرگاہ میں چلا جائے جہاں اُس کو امن ملیگا اور انہیں توجہِ زیرہ کر فیو کا راستہ لے۔ مگر یہ قاصد راستہ میں عربوں کے ہاتھ سے مارا گیا۔ لیکن یہ قاصد اگر مارا نہ جاتا تو بھی بیڑہ کی بربادی سے قبل نہ پہنچتا۔ اسی اثنا میں لارڈ ملین

کو معلوم ہوا کہ فرانسیسی مصر میں اتر گئے ہیں اور وہ فرانسیسی بیڑہ کی تجویزیں اٹھ پاون پھرا۔
یکم اگست ۱۸۸۲ء کی صبح بجے شام کو اہرام مصر کی جنگ کے دس دن بعد انگریزی
پر شکوہ بیڑہ خلیج ابو کرین داخل ہوا۔ اور اپنے شکار سے آجھڑا۔ فرانسیسی بیڑہ میں پندرہ
بڑے اور چار چھوٹے جہاز تھے اور ہلالی شکل میں جیسا سمندر کا ساحل نیم دائرہ کی صورت
کا کھٹا کھڑے تھے۔ ٹیلیسن کے حملہ کی تجویز میں ذکاوت کی جدت اور سادگی تھی۔ پہلے
ہی لمحہ سے فتح یقینی تھی۔ جیسے رنیلین نے فرانسیسی بیڑہ کے مقام قیام کو دیکھا اس نے
عزم باجزم کیا کہ اپنے کل جہازوں سے دشمن کے آدھے جہازوں کو آگے پیچھے سے
گھیرے اور یہ وہی طریقہ تھا جس کو شکسٹ میں نپولین نے اسفند کا مہاب پایا تھا۔ ٹیلیسن نے
حکم دیا کہ اس کے جہازوں میں سے آدھے جہاز تو فرانسیسیوں کے آدھے جہازوں
چھپے سے گھیریں اور آدھے سامنے رہیں اور اس طرح فرانسیسی ایک جہاز پر انگریزی دو
جہازوں کی مار ہوگی۔ باقی فرانسیسیوں کے جہاز ہوا کے رُخ کے خلاف کھڑے تھے
اور ان کا اپنے اہل رمیدہ و دوسوں کی مدد کو آنا آسان نہ تھا۔

امیر البحر برڈن کو خیال تھا کہ وہ ساحل سے اسفند طبعی کھٹا کہ انگریزی جہاز اس کے
جہازوں کے عقب میں نہ آ سکتے تھے لیکن ٹیلیسن نے فوراً طے کر لیا کہ جس مقام پر فرانسیسی
جہاز کو چھو لینے کی گنجائش تھی اس کے جہاز کو کھڑے ہونے کی ضرورت تھی۔ ٹیلیسن
کے کپتانوں میں سے ایک کپتان نے جبکہ اسے حملہ کی تجویز سے آگاہی ہوئی فرط
مسرت سے کہا کہ ”اگر ہم کو فتح ہوئی تو دنیا کیا کہے گی؟“ اس پر ٹیلیسن نے جواب دیا ”آپ
معاملہ میں اگر کی گنجائش نہیں۔ یہ امر تو یقینی ہے کہ ہماری فتح ہوگی۔ یہی بیات کہ اس
قصہ کو بیان کرنے کے لئے کون باقی بیگیا یہ سوال ایک جدا سوال ہے۔“

فرانسیسی قابل تعریف ستاعت سے سباز ہوئے۔ یہ نابرابر جنگ پندرہ گھنٹہ
کامل ہوئی رہی یہاں تک کہ شب تار آہوچی۔ خلیج ابو کرین شمس پھاڑ کی ایک

دریائی نیل کی جنگ

دس بیس چادر نظر آ رہا تھا جو گدھک کے تاریک سے تاریک دھوئیں کے غلافوں میں لپٹا ہوا تھا۔ بحر اعظم میں اس سے خوفناک اور سنگین تر جنگ کبھی نہیں ہوئی۔ گیارہ بجے شب کو اورینٹل سمندر جہاز میں آگ لگی۔ اس بڑے جلتے ہوئے جہاز سے دھوئیں کا بادل بڑے کالے بھارہ کے مثل آسمان میں چڑھ گیا۔ اور اس دھوئیں کے درمیان سے شعلوں نے لیکا ایک بلند ہو کر بڑی چمک دکھائی۔ اس سے افق کو روشن کر دیا۔ حتیٰ کہ اُس کا بڑا میگزین جس میں صد ہا سپرے بارود تھی اوڑا اور ایسا صیب صدمہ ہوا کہ جلد جہاز بالکل کانپ گئے۔ توپوں کی متواتر گرج سے یہ آواز سبقت لے گئی۔ فریقین سناٹے میں آ گئے تو پانچاؤں نے اپنا کام بند کر دیا اور قبرستان کی سی خاموشی چھا گئی۔ لیکن ایک لمحہ کے بعد پھر جنگ شروع ہو گئی۔ موت اور بربادی رات کی خوشگوار تاریکی میں چمچ کے درمیان جتن اڑا رہی تھی۔ ہزارا عرب اس خوفناک تماشے کے دیکھنے کو ساحل پر جمع تھے۔ تمام رات صبح کو۔ اور اس وقت بھی جبکہ آفتاب آسمان میں بہت بلند ہو چکا تھا متواتر جنگ ہوتی رہی۔ پھر رفتہ رفتہ توپچاؤں کی گرج میں کمی ہوئی اور فرانسیسی بیڑہ غارت ہو گیا۔ صرف چار جہاز بچے اور ان کو راہی ہوئے لیکن انگریزی جہاز بھی اس قدر پاش پاش ہو گئے تھے کہ فراہیوں کا تعاقب نہ کر سکے۔

امیر البحر برنر آغاز جنگ ہی میں مجروح ہو گیا تھا۔ لیکن وہ عرصہ سے بیچھے نہیں گیا اور اُس نے کہا: "ایک امیر البحر کو زیبا ہے کہ فوج کو حکم دیتا رہے اور مرے۔ پھر اُس کے توپ کا ایک گولہ لگا اور اس کے جسم کے پُرزے ہی پُرزے فقط دستیاب ہوئے۔ بلیسن *Bliss* کے سر میں بھی زخم آیا اور جب وہ نیچے جہاز کے تہ خانہ میں خون سے شرابور لیجا یا گیا تو اُس نے بڑی فیاضی سے اُن ہاتھیوں سے پہلے جو تہ خانہ میں اُس سے قبل مجروح لائے گئے تھے اپنا زخم

(صفحہ ۹۵)

بزدھوائے سے اڑکا کر کیا اگرچہ اس شدت سے خون بہہ رہا تھا کہ نیلسن کی جان کا خطرہ تھا۔ اُس نے کہا یہ میں اپنے ہاؤس کا تھپوں کے بعد جب میری باری آئیگی اپنا زخم بندھواؤں گا، نیلسن کو واقع یقین تھا کہ وہ جانبر نہ ہو گا اور اُس نے پازری کو بلا کر کہا ”لیڈی نیلسن سے میرا آخری سلام کہہ دیجیگا“ جب ڈاکٹر نے اُسے زخم دیکھا تو معلوم ہوا کہ اوچھا زخم تھا۔

تمام کشتیاں اور جہازیں جن کے ذریعہ سے پولین کے سپاہی اور جہاز سائن کنارجہ پر گیا تھا ہنوز بندرگاہ میں موجود تھے اور یہ سب محفوظ رہے اسلئے کہ نیلسن کے پاس ہلکے جہاز نہ تھے جن کے ذریعہ سے اُن تک اُتھلے پانی میں جاتا۔ فرسنگوں تک کنارہ کنارہ شکار جہازوں کے پچھے کھچے حصے اور قتلوں کی لاشوں کے ٹکڑے پڑے تھے۔ باوجودیکہ ان لاشوں کے عرق کر کے کیست سی تدبیریں کی گئیں لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ یہ بڑے شان و شکوہ کا بیڑہ جو چار ہفتے قبل ٹولون سے چلا تھا بالکل برباد ہو گیا۔ انگریزوں کی طرف قریب ایک ہزار کے اٹلاف جان ہوا اور فرانس کی جانب پانچ ہزار کام آئے اور تین ہزار قید کر لئے گئے۔

جب کامل فتح ہو چکی نیلسن نے جہاز والوں کو نماز شکرانہ ادا کرنے کے لئے جمع ہونے کا حکم دیا اور تمام فوج میں گویا یوم السبت کی سی خموشی چھا گئی اور اس ناموس فتح کے بارے میں خداوند تعالیٰ کا شکرانہ ادا کیا گیا۔ آدمی کا دل بھی نہایت ہی عجیب و غریب شے ہے۔ انگلستان تمام شاکستہ دنیا کو جنگ سے برباد کر رہا تھا کہ فرسہ پسی حکومت جمہوری قائم کرنے سے باز رہیں اور شخصی سلطنت قائم کریں اور ایسے خوزیر ہنگام میں جبکہ بیچ آکر ہزاروں لاشوں سے پٹا پڑا تھا جن کو انگریزوں کے زبردست اسلحہ نے ہلاک کیا تھا وہ نہایت غیر قابلِ اعتراض صدق دل سے خدا کا شکر اور حمد کر رہے تھے اور انگلستان کے ہزاروں گروں اور سکانون

سے لاکھوں راست باز دل آلو کی فتح کے متعلق خدا کی درگاہ میں بڑے چوش سے
شکرانے پہنچ رہے تھے۔

یہ ذریعے نیل کی مشہور جنگ تھی۔ کیونکہ اس جنگ کا اُس دن سے ہی
نام ہے۔ یہ پڑی فتح تھی اور انگلستان کی فتوحات میں سے یہ نامی فتح شمار کی جاتی ہے
لیکن مقاصد انسانی کے خلاف اس جنگ سے زیادہ ملک جنگ بھی شاید کوئی
دوسری نہیں ہوئی ہے۔ ترقی کرتی ہوئی مصر کے لئے یہ جنگ صد مہرگ تھی۔
اسی جنگ نے مصر کی شانلنگی اور علوم کی روشنی کو جو ابھی اُس کے سسناناں اُبل
پر روشن کی گئی تھی بجھا دیا اور آدھی رات کا سا اندھیرا کر دیا۔ بے رحم ناخدا ترسوں
نے ایشیا اور افریقہ کو پھر اپنے نولاوی پنج میں گالسا لیا اور اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ جہاں
شداید اور مظالم نے ان ممالک کو جھلس دیا اور اس بات کو اب آدھی صدی
بھی ہو چکی۔

پتولین نے فوراً معلوم کر لیا کہ اُس کی سب امیدوں کا خاتمہ ہو گیا۔ یہ صد مہرگ
لا علاج تھا۔ پتولین کا گویا یورپ سے رشتہ قطع ہو گیا۔ کیونکہ اب اُس کو کوئی
سامان نہ مل سکتا تھا اور نہ وہ لوٹ سکتا تھا۔ مہر اُس کا زندان ہو گیا تاہم اُس نے
اس بڑے حادثہ کو غیر متزلزل استقلال سے برداشت کیا۔ اُس کے بشر نے
پان زبان سے کوئی ایسی بات ظاہر نہ ہوئی جس سے معلوم ہوتا کہ وہ پریشان خاطر ہے
اُسی سرگرمی سے جس میں ذرا بھی کمی واقع نہ ہوئی وہ اپنی تجاویز کی پیروی کرتا رہا اور
سپاہیوں کو یہ صدمہ فراموش کروا دینے میں جلد کامیاب ہوا۔ اُس نے جنرل کلیمبر
کو لکھا "ہم کو اس ملک میں یا تو یقیناً مارٹریگا یا ہم اُس سے اس شان عظمت
سے باہر نکلیں گے جیسے قد ماہر تھے۔ یہ امر ہم کو اُن سے بھی بڑے بڑے کاموں
کے کرنے پر جیسا ہمارا ارادہ تھا مجبور کر دیا۔ ہم کو تیار ہی کرنا چاہئے اور انجام میں

دریائے
نیل کی جنگ
کا خلافتی
بیتر

پتولین
جنگ نیل
کا اثر

”آج تک بڑا غنیمت انسان ترکہ چھوڑینگے۔“
جنرل کلیر نے جواب میں لکھا: ہاں بیشک ہم کو بڑے بڑے کام کرنا چاہئے ہیں
اپنے تو اسے فطرتی کوسمماں رہا ہوں۔“

یورپ میں اس فریق شاہی کی فتح پر بے حد و نہایت مسرت و انبساط کا ظہار
ہوا۔ انگلستان نے فوراً نینلس برن آف وی نائل کا خطاب دیا اور دولت
تک دو ہزار پونڈ سالانہ کی مشین مقرر کی۔ شاہ ترکی (سلطان روم) شاہنشاہ روم
سارڈینیا اور نیپلس کے بادشاہوں اور ایٹ انڈیا کیپنی نے اسے گراہنا سونو
بھیجیں۔ یورپ میں شخصی حکومت جس کو پولین کے ہاتھ سے بڑے بڑے صدے
پہنچ چکے تھے خوش حال ہونا اور اس میں از سر نو جان پڑنا شروع ہوئی۔ تازہ آذر
لوگ (رعایا) جو آزادی کی زندگی کے لئے جھگڑ رہے تھے بیدل ہو گئے۔ بائیں بائیں
انگلستان نے نئے جتنے قائم کئے کہ یورپوں خاندان کو فرانس کے تحت پڑھیں
اور رعایا کی آزادی اور ہمہ سہی کو پامال کر ڈالیں جس نے فرانس میں قدم جمانے شروع
کر دیے تھے۔ بادشاہی یورپ میں جشن نوروز تھا اور جمہوری یورپ میں گھر گھر صاف
بچھی ہوئی تھی۔

اس نژدہ فتح پر یورپ کی جگہ بادشاہی و باروں میں مسرت کی موجیں جوش مارنے لگیں
لیڈ ہیٹلن۔ نیپلس کی بدنام ملکہ کے متعلق لکھتی ہے جس پر اس فتح کی خبر سے حسب ذیل اثر ہوا تھا
”اُس کی خوشی کا بیان ممکن نہیں ہے۔ وہ روتی تھی۔ وہ اپنے شوہر اور بچوں کے بوسے
لیتی تھی۔ اونچیلوں کی طرح کمرے میں اوھر سے اوھر جاتی تھی۔ پھر زار زار رونے لگتی تھی۔ اور ہر ایک
کو جو قریب تھا بغلیکہ کرتی تھی اور جوش مسرت سے کہتی تھی ”اوشجاع یلین۔ اوضاوند تعالیٰ ہم سے
بہادر بچائے۔ واسے نیلسن کو برکت دے۔ اور اپنی امان میں رکھ۔ اونلسن اولیس تیرام پر کیا کیا کچھ
احسان بخشے۔ اسے اتنی کوری دینے والا۔ کاش میرا یہ رجوش دل خود تیرے سامنے اظہار
کرسکتا تو میرے ہر کچھ کیا کیا احسان ہیں“ مصنف ۱۲

فرانس کے لئے جنگ اڑ کر کاؤن اتھی مصیبت کا دن تھا۔ اپنے خاں دوستوں سے پوچھیں اس مصیبت کو کہ وہ کیسی بڑی مصیبت تھی پوشیدہ نہ رکھ سکا۔ ایک ذرا سی دیر کے لئے ایسا معلوم ہوا کہ وہ جانکاہ فکر میں ڈوب گیا۔ اور اس لوگوں نے لا بیان اضطراب سے دو تین مرتبہ کہتے سنا "ہائے کجنت بروئز تو یہ کیا کر بیٹھا" لیکن اس مصیبت خیر خیر کو سنے ہوئے ایک گھنٹہ بھی نہ ہوا تھا کہ پوچھیں کے معمول جو اس اور استقلال قائم ہو گئے اور سپاہ کا غم دالم دور کرنے میں وہ جلد کامیاب ہوا۔ اس لاعلاج نقصان کے جملہ نتائج کو اس نے ایک نظریں دیکھ لیا اور اس واقعہ سے اس کے دل کا بخوبی حال معلوم ہوتا ہے کہ اس خطرناک آپسی کی حالت میں وہ اپنا غم بھول گیا اور اپنے دوست امیر البحر بروئز کی بیوہ کو ایک تعزیت نامہ لکھا۔ ایک پرانہ خاطر شخص ایسا موثر تعزیت نامہ جیسا پوچھیں نے نہیں بروئز کو لکھا ہے ہرگز نہیں لکھ سکتا۔ وہ لکھتا ہے :-

میدیم - آپ کا شوہر اپنے جہاز کے عرشہ پر دشمن سے جنگ کرتے ہوئے توپ کے گولہ سے مارا گیا۔ وہ اس طرح مرا کہ اسے ذرا تکلیف نہ ہوئی۔ یہی وہ موت ہے جو سب سے زیادہ آسان ہے اور جس پر ہمارا در شک کرتے ہیں۔ آپ کے غم پر مجھے بڑا صدمہ ہے۔ وہ لمحہ جو ہم کو ہماری زندگی کی محبوب چیزوں سے جدا کر دیتا ہے بہت گراں ہوتا ہے۔ ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ ہم دنیا میں اٹھیلے رہ گئے اور ہم کو قریب قریب وہی تکلیف ہوتی ہے جو سکراتِ موت کے وقت پیش آتی ہے۔ قوائی روحانی کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور پھر اس روح کا دنیا سے ایک درد انگیز تخیل کی طشت سے تعلق باقی رہ جاتا ہے جو ہر شے کو پریشان کر دیتا ہے۔ اسی حالت میں ہم کو محسوس ہوتا ہے کہ اب کوئی شے نہیں جو دنیا سے ہمارا رشتہ قائم رکھے اور خیال آتا ہے کہ مر کھینا بہت آسان ہے۔ لیکن جب ایسی حق بجانب اور ناگزیر مصائب پر ہم اپنے

بچوں کو اپنے کلیجہ سے لگاتے ہیں تو آنکھوں سے آنسو اُبلتے ہیں اور رُپے شہادتِ آمیز خیال پیدا ہو جاتے ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ انھیں بچوں کی خاطر دنیا قابلِ برداشت ہو جاتی ہے۔ بیشک میڈم بھی آپ کے بچے آپ کے سینہ میں محبت کے چشمہ کو جاری کرینگے۔ آپ ان کی طفلی میں ان کی پرورش اور ان کے شباب میں ان کی تربیت کرینگے۔ آپ ان سے اُن کے باپ کا ذکر کرینگے اور اپنے موجودہ بچ و نعم کا حال کرینگے اور اُس نقصان کا ذکر کرینگے جو ان بچوں اور فرانس کی جمہوری حکومت نے امیرِ بحرِ ہندوئی مخالفت پر برداشت کیا ہے۔ محبتِ مادرانہ کے رشتہ سے اس زندگی کے تعلقات کو از سر نو اختیار کر لینے پر شاید آپ کو اُس دلچسپی اور ہمدردی سے کچھ تشفی ہوگی جو میں اپنے دوست کی بیوہ کے معاملات میں ہمیشہ ظاہر کرتا رہا ہوں گا۔

فرانسیسی سپاہیوں نے اُسی طبیعت کے موافق جس میں ہر رنگ کے اختیار کر لینے کی صلاحیت تھی اور جس نے ہر ایک سبک و دل قوم کو ممتاز کیا ہے یہ کچھ کہ فرانس کو واپس جانے کی سب اُمیدیں منقطع ہو گئیں اپنی معمولی لبثاشی اختیار کر لی اور سرگرمی سے پولین کی تجویزوں میں اُس ملک کی بہبودی کے لئے مصروف ہو گئے جو معلوم ہوتا تھا کہ بہت دنوں تک اُن کا وطن رہیگا۔

باب دوازدهم

ملک شام کی مہم

جنرل ڈیزے کی حکومت۔ بحرا بحر کے کنارہ گشت۔ نیولین کے خلاف تاجداروں کا
جھگڑا قائم ہونا۔ قاہرہ میں مفسدہ برپا ہونا۔ سائنڈنی سواروں کا رسالہ۔ شدید
مصائب۔ العریش۔ حیص و بیص۔ بارش ہونے پر سپاہیوں کی خوشی۔
مشورہ جنگ۔ بیورین کا بیان۔ عکا یعنی ایکری پر یورش۔ احمد پاشا کے نام
خط۔ وبائے طاعون۔ کلبر کے دستہ پر حملہ۔ نیولین کا جا پہنچنا۔ سرحد کے انتقام
کی لاپس دلانے والی پیشکش۔ بم کا گولہ۔

اگرچہ اہرام مصر کی جنگ کے بعد نیولین مصر کا بلا مزاحمت غیرے مالک ہو گیا
تھا تاہم باقی ماندہ بہادر مملوکوں کے تعاقب اور ان افواج کے مقابلہ کو جن کی بابت
توقع تھی کہ انگلستان اور ترکی نیولین کے خلاف بھیجیں گے نیولین کو بہت کچھ کرنا
باقی تھا۔ مراد بے اپنے چند ہزار مملوکوں کے ساتھ بالائے مصر میں بھاگ گیا اور
نیولین نے جنرل ڈیزے کو وہ ہزار سپاہ کے ساتھ اُس کے تعاقب میں روانہ
کیا۔ چند خیز غاروں کے بعد جنرل ڈیزے نے آبشاروں تک بالائے مصر پہنچا

قبضہ کر لیا۔ پتولین کی سی رحم دلی اور مصالح ملکی کا پابند ہو کر وزیر سے اپنے رحم و انصاف کے لئے دور دور تک مشہور ہو گیا۔ اس فوجی دستہ کے ہمراہ علماء کا بھی ایک گروہ تھا اور ہر مفید شے اور دلچسپ مقام کو دیکھتا بھالتا جاتا تھا اور اُس فی الحال مولیٰ اور چار پھل بیناروں، معبدوں اور مقبروں کے ٹھیک ٹھیک نقشے اتار لئے۔ جو اپنی سنسان عظمت کے ساتھ چار ہزار برس کے زمانہ کی دست درازی کا متقاضی تھے۔ وزیر نے کی رحم دلی اور نرم لیکن زبردست حکومت کو مہر والے آج کی گھڑی تک محبت سے یاد کرتے ہیں۔ اور ترکوں کی ظالم بادشاہت سے ڈرو کی حکومت کو ہمیشہ متقابلہ کرتے ہیں۔

اسی آثار میں پتولین بذات خود بحراجر کے ساحل پر گیا کہ زیر تجویز نہر کو بحراجر کو بحر روم سے ملانے والی تھی معائنہ کرے۔ نہ ٹھکنے والی چستی و مانع سے اُس نے سونہر کی بندرگاہ کے استحکام کے لئے نئی تعمیروں کا حکم دیا اور ایک جدید بحری فوج کے قیام کرنے کی تجویز کی۔ ایک دن جبکہ اُس کے ہمراہ بہت ہی تھوڑے خاصہ کے ہمراہی تھے وہ بحراجر کی اُس مشہور جگہ پر گیا جس کی بابت روایت ہے کہ نبی اکرم نے وہیں سے عبور کیا تھا۔ جو اُس وقت اتر چکی تھی اور پتولین ایشیائی کھلے ہوئے میدان پر چلا گیا۔ شام کے قریب تک وہ مختلف دلچسپ چیزیں دیکھتا رہا اور پھر لوٹنا شروع کیا۔ شام کی سرخی زائل ہو چکی تھی اور جلد تاریکی چھا گئی اور یہ چھوٹا سا گروہ راہ بھول گیا۔ جبکہ وہ ریگ کے ٹیلوں میں پریشانی سے راہ کی جستجو کر رہا تھا۔ سمندر

علاء ابوالہولی۔ انگریزی میں اس کو *علاء* کہتے ہیں اصل اس کے یہی معنی ہیں کہ یہ ایک خیالی جانور ہے جس کا چہرہ عورت کے چہرہ سے مشابہ ہے اور جسم شیرنی کے جسم کی طرح ہے لیکن مقرر میں اس صورت کی سورتیں ہیں جو قد میں بہت بڑی ہیں اور قدیم زمانہ میں بنائی گئی تھیں۔ ۱۲ مترجم

بارہ نے اُس کو کیا۔ تاریکی اور بڑھ گئی اور جدم بڑھتے ہوئے پانی میں گھوڑے گھبراہے ہوئے پھرنے لگے۔ اب پانی گھوڑوں کے تنگ تک آگیا اور سواروں کے پیروں میں ٹھوکریں مارنے لگا۔ اہل برسر رسیدہ معلوم ہوتی تھی۔

اس مہلکے سے بھی پنولین نے انھیں حواسوں اور جلد فیصلہ کر لینے والی طبیعت کی بدولت جھٹوں نے کبھی اُس کا ساتھ نہیں چھوڑا خلاصی پائی۔ یہ بڑا ڈر اور ناہیبت کا وقت تھا۔ تاہم اس تاریکی اور سمندر کی بڑھتی ہوئی موجوں میں پنولین کے استقلال کا وہی حال تھا جو اُسے سیلپرہنے اپنے کمرے میں حاصل تھا۔ اُس نے اپنے ہارپو کو د اُردوں میں اپنے گرد جن کا ایک ہی مرکز تھا جمع کیا اور ہر سوار کا جو دائروں کی مختلف صفوں میں تھا باہر کی جانب رخ پھیر دیا اور پھر اُس نے ہر ایک کو ایک خط مستقیم میں آگے بڑھنے کا حکم دیا اور کہا کہ جب اس آگے پیچھے چلنے والی قطار کے سب آگے والے سوار کے گھوڑے کے قدم اکٹھا جائیں اور وہ تیرنے لگے تو یہ قطار فوراً واپس آئے اور اُس قطار کے پیچھے ہو جائے جس کے گھوڑوں کے قدم نہیں اکٹھا رہے ہیں۔ اب سواروں کے یہ نصف قطر مختلف سمتوں میں چل دیے اور یکے بعد دیگرے واپس آئے اور انجام کار یہ سب نصف قطر اسی ایک قطار کے پیچھے ہو گئے جس کے قدم ابھی تک جمے ہوئے تھے اور یہ سب سمندر کے باہر نکل آئے۔ یہ سوار آدھی رات سے قبل شکی میں نہیں پہنچے تھے۔ اور اس تمام وقت میں وہ پھلتی پھلتی پانی میں پھرتے رہے تھے۔ اُس مقام پر جہاں یہ گروہ پھنسا تھا بائیس اینٹ اونچی جو اُڑتی ہے۔ پنولین بولا۔ ”اگر میں فرعون کی طرف اس مقام پر بڑھتا ہوں تو تمام عیسائی دنیا کے داعظوں کو میرے خلاف اپنے دمنوں میں خوب ہی خوب فتنے برپا کرنے کے موقع ملے گا۔“

انگلستان نے اپنی ابوکر کی فتح سے جان تازہ پا کر یورپ کی جملہ افواج کو جوہر کی

(۹۹)

حکومت کے خلاف آمادہ کرنے میں دو چاند سعی کی نیولین کو بڑی فکر تھی کہ قسطنطنیہ کے سلطان سے اُس کی جنگ نہ ہو۔ ملوکوں نے دولت عثمانیہ کے خلاف بناوت کی تھی اور اُس کے دل کو اس طرح سمجھا دیا تھا کہ اسے خراج پر صلح کو خرید لیا تھا نیولین نے جاپا کہ سلطان کو معمولی خراج بھیجتا ہے کہ ملوکوں کے غلام ہاتھوں سے مصر کے ٹکٹے اور متبر ہاتھوں میں پہنچنے سے سلطنت ترکی کی عزت کم نہ ہو۔ اس پر تو سلطان ترکی کو رنج نہوا کہ مصر ملوکوں کے ہاتھ سے نکل گیا لیکن اس کو ضرر ترکی نے حسد کی نگاہ سے دیکھا کہ یورپ کی ایک فاتح قوم اُس کے سر پر سلطنت کے قریب آ پہنچی۔

نیولین کے بیڑہ کی غارتی نے نیولین کو بحر لیوانٹ کی حکومت سے محروم کر دیا اور انگلستان کو برتری دیدی اور انگلستان کے انجینئر ترکی کو ابھارتے اور شمشیر بکف کرنے میں کامیاب ہوئے کہ وہ صوبہ مصر کو جو ترکی سے ملوکوں نے قبل اُس کے نیولین اُسے ملوکوں سے چھینے چھین لیا تھا۔ پھر اپنے قبضہ میں لے لے۔

روس کو بھی مع اُس کی وحشی افواج کے انگلستان کے نصیحتے جنگ پر آمادہ کر دیا کہ اس مصیبت کے وقت میں وہ فرانسیسی جمہوری سلطنت پر حملہ آور ہو۔ اور فرانسیسیوں کے استیصال کو مصر پر اُس کی افواج شمال سے آکر دستار پوشش ترکوں کی مشرک ہوں۔ اپنے مشترکہ خطرہ کے وقت جو ان کو حکومت جمہوری کی طرف سے تھا دونوں طاقتوں نے اتفاق کر لینے میں اپنی پرانی عداوتوں اور دوسری ریختوں کو دل سے قطعی بھلا دیا۔

آبنائے باسنفس میں ہو کر روسی بیڑہ بحر اسود سے گولڈان ہارن کو پہنچا اور قسطنطنیہ پر۔ اسکیوٹری کی پراثر ہام سڑکوں کے لاکھوں آدمیوں نے نعرائے خیر مقدم بلند کئے اور توپوں کی سلامیوں کے ساتھ یہ روسی بیڑہ ترکی بیڑہ کا آکر شریک ہو گیا۔

گولڈان آرن۔ یہی وہ لب سمندر مقام ہے جہاں شہر قسطنطنیہ آباد ہے۔ لکھا ہے کہ دنیا کو سب سے خوبصورت مقاموں میں سے پہلی ایک ہے۔ (ترجمہ)

جیکہ پانچتمبر کی صاف دھوپ میں یہ شاندار بیڑہ سلیپانٹ کے خوبصورت سمندر میں
ہو کر چلا تو فی الواقع قابل دید منظر تھا۔ یورپ اور ایشیا کے ساحلوں پر جو اس
مشہور آبناے سے جدا ہوتے ہیں لوگوں کے بڑے گروہ جمع تھے اور یہ ہلالی
اور صلیبی پھر پرے دوستی سے ملے جلے ہوا میں لہرا رہے تھے۔ پھر یہ متحدہ جہیں
بڑھ کر بحرِ روم میں پہنچیں کہ انگلستان کے فتح مند بیڑے سے جواب سمندر کا بلا دھمکتا
بحیرے مالک تھا جالیں۔ مذہبی عداوتیں جو سب سے زیادہ سخت ہوتی ہیں اور قومی
محاضمتیں جو سب سے زیادہ زبردست ہوتی ہیں صرف اس لئے فراموش کر دی
گئی تھیں کہ رعایا کی آزادی کے اصولوں کا دباؤ جو سلطانِ ترکی اور زارِ روس
دونوں کی شخصی حکومتوں کے اٹ و سینے کی دھمی دے رہا تھا تذکرہ بالا عداوتوں
سے بھی زیادہ دشمنی سے بھرا ہوا تھا۔

سلطانِ ترکی نے بیس ہزار فوج حسبِ زیرہ روڈس میں جمع کی تھی اور یہ فوج
متحدہ بیڑہ کے ذریعہ سے مصر کو جانے کو تھی جہاں وہ اس بیڑہ کی توہوں کی حفاظت
میں ساحلِ مصر پر اترتی اور ایک اور بڑی فوج شام میں جمع کی گئی تھی کہ
رنگستان کے راستہ سے مصر میں فرانسیسیوں پر بڑھے اور بیڑہ کی فوج سے
ملکر فرانسیسیوں پر حملہ آور ہو۔ اور انگلستان اور بوروبون خاندان کے پیچھے ہوئے
ایجنٹ اُس روپیہ سے جو یورپ کے بادشاہوں سے لے کر فراہم کیا گیا تھا
شام کے ساحل پر بڑی چستی سے لائق لائق فوجی انجنیر اور سامانِ حرب
کے ذخیرے اتار رہے تھے۔ برٹش گورنمنٹ ہندوستان میں بھی ایک
بڑی فوج کھڑی کر رہی تھی کہ وہ جہازوں کے ذریعہ سے بحرِ اجمیر میں بھیجی جاوے
اور فرانسیسیوں پر پیچھے سے حملہ آور ہو۔ سسٹریا، سارڈینیا اور نیپلس کو بھی اپنا
شہریک کر لینے میں انگلستان کا مایاب ہوا کہ فرانسیسی اٹلی سے نکال دیے

جاویں اور بڑی بڑی ٹنڈی دل فوجوں سے فرانس پر حملہ کیا جاسے۔ پس فرانس کی ڈائرکٹری کو اپنے دو رافتا وہ جنرل نیپولین کے لئے کمک بھیجنے کا خیال تک محض فضول تھا۔ کیونکہ جب نیپولین پر اس طرح چاروں طرف سے بے شمار فوج کی چڑھائی ہوتی تو وہ ہر آسانی دشمن کا شکار ہو سکتا تھا۔ اب یکا یک چاروں طرف سے فرانس کو خطرہ نکھیں دکھانے لگا۔

اپنے فاتح دشمن کی بربادی کی توقع سے جوش میں اگر مراد بے نے ایک بڑی لمبی جوڑی سازش کا جال بچھایا۔ اور ملوکوں اور ترکوں کے جملہ خیر خواہوں کو اس میں شریک کر لیا اور یہ تجویز ہو کہ تمام ملک میں ایک ساعت کے اندر فرانسسی ایک ایک مار دیا جاوے یعنی یہ سازش کرنے والے اپنے نہ شبہ کرنے والے شہنشاہ پر خنجر اور تلواریں لے کر ایک دم ٹوٹ پڑیں۔ لیکن اس جمع ہونے والے خطرہ کی تاریکی میں نیپولین کی ذکاوت نئی فوفاک ضیا کے ساتھ درخشاں ہوئی۔

اس زمانہ میں قاہرہ میں بہت تھوڑی فوج تھی کیونکہ کسی خطرہ کا خیال نہ تھا اور فرانسسی تمام مصر میں تشر تھے اور رفاہ عام کی تجویزوں میں مصروف تھے۔ ۲۱۔ اکتوبر ۱۷۹۸ء کی پانچ بجے شام کے نیپولین اس خبر سے چونک پڑا کہ شہر میں بغاوت ہوئی پھانگوں پر عرب سواروں کے غول کے غول جمع ہیں۔ اور چند افسر اور بہت سے سپاہی قتل ہو چکے ہیں۔ نیپولین نے ایک مصاحب کو حکم دیا کہ گارڈ کے سپاہی لے جا کر فوراً اس مفسدہ کو فرو کرے۔ لیکن تھوڑی دیر میں انھیں سپاہیوں میں سے ایک سپاہی لٹولمان واپس آیا اور خبر لایا کہ باقی سب اس کے ساتھی مارے گئے۔ یہ بڑا ہی پرخطر وقت تھا۔ لیکن نیپولین نے اس کا بڑے استقلال۔ ہر جہمی اور بڈری سے مقابلہ کیا۔

فوراً گھوڑے پر سوار ہو وہ گارڈ کا ایک جرنل ہراہ لے کر اسی مقام پر پہنچا

جہاں بلوائیوں کا بہت زور تھا۔ اور فوراً نیولین کی موجودگی کا اثر محسوس ہوا۔ گراب۔
 سیل اور توپ کے گولوں نے سڑکوں پر بربادی پھیلا دی۔ خون کے دھارے
 بہ گئے۔ پریشانی کی حالت میں مفسد شہر کے نہایت آبا و حصد کی طرف بھاگے۔ اور
 نیولین ملک الموت کی طرح اُن کے پیچھے ہوا اور گراب سے مارکر اُن کی لاشوں
 کے ڈھیر لگا دیے۔ اب انتہائے پریشانی سے گردہ کے گردہ بے دم بدحواس
 مسجدوں میں جا کر پناہ گیر ہوئے۔ لیکن توپ کے گولوں نے مسجدوں کا ڈھیر کر دیا
 اور آگ لگا دی اور اندر کے مصیبت زدہ آدمی جل کر راکھ ہو گئے۔ نیولین کے متعلق
 لیکن خطرناک انتقام نے جو اُس نے فرانسیسیوں کے قاتلوں سے لیا معرئیں لیا
 پھیلا دی۔

نیولین کی یہ زبان انتقام بڑی خوفناکی کے ساتھ فصیح تھی۔ وہ سنی گئی اور اُن
 توجہ ہوئی اور اُس نے وہ مقصد پورا کر دیا جس کی غرض سے وہ بولی گئی تھی اسلئے کہ
 نہ پھر ترکوں نے اور نہ عربوں نے نیولین خلاف غنیہ تلوار اٹھانے کی جرأت کی۔
 مصر میں زبردست فاتح کے سحر کا اثر محسوس ہوا اور ملک میں خاموشی رہی۔ اور اب
 نیولین نے انگلستان ٹرکی اور روس کی مجتمع طاقتوں کے مقابلہ کی تیاری کی۔
 نیولین کا قول تھا ”میرے سپاہی میرے بچے ہیں۔“

تیس ہزار فرانسیسیوں کی جانیں اُس کی حفاظت میں تھیں۔ اگر بے رحم ترکوں
 پر اس وقت رحم کیا جاتا تو کمزوری پر محمول کیا جاتا۔ اور نیولین اور اُس کے سپاہیوں
 کی ٹپوں سے ساحل فوراً سفید ہو جاتا۔ جنگ تو سرتاپا غریزی اور ظلم کا نظام ہے
 اور اُس کی پورے تکمیل کے لئے نہایت کرد و لطفیلوں کی ضرورت ہے ہم کے گولے
 محبت سے نہیں پھینکے جاتے۔ رسالوں کے دھاوے۔ حلیم اور بدو با طبعیت
 کے ساتھ نہیں ہوتے۔ سرخ انکارہ سے گولے بلائے۔ شہر میں گرتے ہیں بھلا ممکن ہے کہ

(صفحہ ۶۹)

شیر خوار بچوں کے گواروں اور جاں بلب لڑکیوں کے بستر رنج سے اس جان نازہ
جاسکے اور دنیا میں ہی تماشے ہوتے رہینگے جب تک دنیا کی قومیں جنگ نہ
ترک کرنا نہ سیکھ جائیں گے۔

شروع جنوری ۱۸۹۹ء میں نپولین کے پاس خبر آئی کہ شام کی فوج کے
ہراول نے زبردست توپ خانوں کے ساتھ جہانگستان نے مہیا کئے تھے
پر چڑھائی کر دی اور وہ شام کے بڑے ریگستان کے کنارے پر پہنچا۔ اور
العلیش کو لے لیا۔ نپولین نے سرعتِ باد کی مانند اس ریگستان کو عبور کر کے شام
کی حرکت پر شدید سستی کرنے کا عزم بالجزم کر لیا کہ دشمن پر بے خبری کے عالم میں چاروں
اور پیشتر اس سے کہ یہ فوج روڈس کی فوج سے ملکر لیدی طاقت حاصل کرے
اسے کا ٹکڑے کر دے۔

نپولین نے ارادہ کیا کہ وہ لبنان کے عیسائیوں کو اپنے جھنڈے کا شریک کرے
اور شام کی جملہ عیسائی قوموں کو اپنا طرفدار بنالے جو اُس کی آمد کا بڑے تڑو سے
انتظار کر رہی تھیں اور دولت عثمانیہ سے رشتہ دوستی پیدا کر کے ایک لاکھ فوج
کے ساتھ انڈیمینڈ ملک عبور کرے اور ہندوستان پر حملہ آور ہو اور ہندوستان
سے انگریزوں کو نکال دے اور چونکہ انگلستان لاکھام سمندر کا مالک تھا پس
جمہوری فرانس کے لئے ہندوستان ہی وہ مقام تھا جہاں وہ انگلستان
اپنے بیدرد دشمن پر حملہ کر سکتی تھی۔ جب نپولین اُس اقتدار اور سلطنت کا جو اُس
کے خیال کے سامنے پیدا ہوتے تھے خیال کرتا تھا تو خدا معلوم اُس کے خیال
کہاں کہاں پہنچتے تھے۔

ایسی بڑی مہم کی تکمیل کے لئے یہ جاہ طلب جنرل صرف دس ہزار فوج کے
ساتھ ریگستان عبور کرنے کو روانہ ہوا۔ جو ٹوڑھ سویل علین تھا اور افریقہ کو ایشیا

جہاں پہنچا تھا۔ تمام شام والے۔ احمد الخاٹب بقصاب پر اس کی ہوناک چھی
 سراج سے نفرین کرتے تھے۔ پنولین کے پاس عیسائی قوموں کے وکیل اکرا تھا
 کر چکے تھے کہ وہ آکر ان کو غیر قابل برداشت ظلم سے رہائی دے۔ اور اس کو
 یقین دلایا تھا کہ وہ اس کی شرکت کو تیار ہیں۔ انگریزوں نے پنولین کے خیال
 شام کی جانب سے پھیر دینے کے لئے اسکندریہ پر گولہ باری شروع کر دی
 لیکن پنولین ان کے بیکا مقصد کو سمجھ گیا اور کچھ پروانہ کی۔ پنولین نے ایک نئی قسم
 کی فوج تیار کی تھی جو سانڈنی سواروں کے رسالے تھے۔ ہر ایک سانڈنی پر دو
 سوار آگے بچھے سوار ہوتے تھے اور ان سانڈنیوں کے قتل اور طاقت کا یہ
 حال تھا کہ دو سوار نے کر بے آب و دانہ اور بغیر آرام کئے نوے میل جا سکتے تھے
 پنولین نے یہ رسالے اس لئے قائم کئے تھے کہ عرب قزاقوں کا تعاقب کیا
 کریں جن کے خوفناک حرامی غول مصر کے لئے ایک بلا تھے۔ ان قزاقوں پر
 ایسے خوفناک تعاقب کرنے والوں سے خوف چھا گیا تھا پنولین خود بھی ایک
 سانڈنی پر سوار تھا۔

دس ہزار سپاہیوں کی فوج اس کے توپ خانوں۔ سامان حرب
 اور گھوڑوں کو ایستہ بظاہر نامید اکنار۔ یک رواں کے رگستان کے درمیان
 لیجا نابڑی بڑی مصیبتوں کا باعث ہوا۔ سپاہیوں کی مایوسی کم کرنے کو پنولین
 استقلال کے ساتھ کیسی ہی مصیبت کا وقت کیوں نہو بڑی جوانمردی سے
 پیدل ہو لیتا اور ادنیٰ ادنیٰ اسپاہیوں کے ساتھ چلتی ہوئی رینگ پر پیدل
 چلتا اور اس کی مصیبت میں شریک ہوتا۔ اس مایوسی سے بھر دینے والے
 رگستان کو عبور کرنے میں پانچ دن صرف ہوئے فوج کے لئے شکوں میں
 پانی ساتھ لیا گیا تھا اکثر انتہائے مایوسی میں سپاہی جن کا پیاس سے دم

لٹکتا ہوتا تھا ہمت ہار جاتے تھے لیکن پنولین کے پہنچنے ہی اُن میں جان تازہ اور توانائی آ جاتی تھی اور یہ سپاہی جب اپنے نوجوان - دُبلے پتلے جنرل کو جس کی صحت میں سخت دستور دافع ہو گیا تھا اپنے ساتھ پیدل چلتے ہوئے دیکھتے تھے اور اپنی مصیبتوں اور تکلیفوں میں خوشی سے شریک پاتے تھے تو اُن کو شکایت کرنے سے شرم آ جاتی تھی۔

اس جلتے ہوئے رگستان کی گرمی جو صاف آسمان کی دھوپ کی حرارت سے تپتا رہتا تھا غیر قابل برداشت تھی ایک ایسے موقع پر جبکہ حرارت آفتاب کی شدت سے پنولین کا دم رک جانے کے قریب ہو گیا تھا فوج کا ایک اُقتادہ عمارت کے قریب سے گزرا اور ایک سپاہی نے ایک ٹوٹے ہوئے ستون کا ذرا سا سایہ تلاش کر کے پنولین کو بتایا جس میں پنولین نے چند ساعت اپنے سر کو پناہ دی۔ اس پر پنولین نے کہا کہ ”اس سپاہی کی یہ غنا و ذرا سی عنایت نہ تھی“ ایک اور موقع پر سپاہیوں کی ایک جماعت رگ کے ٹیلیوں میں راستہ بھول گئی اور قریب رگ ہو گئی۔ پنولین نے اپنے ساتھ سائڈ نیوں پر چڑھ کر اُن کی تلاش میں روانہ ہوا۔ اور جب ان سپاہیوں کو پایا تو کیا دیکھتا ہے کہ پیاس - ماندگی اور بالواسی سے اُن کی جان لبوں پر رہی ہے۔ ان میں سے بعض نوجوان سپاہیوں نے شدتِ بدحواسی میں اپنی بند و قفوں کو توڑ کر پھینک دیا تھا اپنے محبوب جنرل کو دیکھتے ہی ان بالواس سپاہیوں میں جان تازہ آ گئی اور اُن کے ہوش بجا ہونے لگے پنولین نے اُن سے کہا مت گھبراؤ۔ پانی اور کھانا قریب ہے“ اور پھر اُن سے کہا۔ ”لیکن اگر تم کو اندازہ اور زباؤہ دیر میں پہنچتی تو کیا تمہارا اس وجہ سے شکی ہونا اور ہمت ہار جانا قابلِ معافی ہو سکتا تھا؟ نہیں! اسے شیر مرد و آبرو

کے ساتھ مرنا سیکھو۔“

پانچ دن کے کوچ کے بعد پنولین العرش جا پہنچا۔ یہ ایک چھوٹا سا مستحکم قلعہ دار فصبہ ہے اور اس کو بھی اُسی جو رولقدی نے جس سے سارا ملک شام پایاں تھا بہ صورت اور مفلس کر دیا تھا۔ العرش مصر کی حدود میں تھا۔ ترکوں نے اسے لے لیا تھا۔ اور یہاں بہت سا عربی سامان جمع کیا تھا۔ آدھی رات کو پنولین العرش کی فصیلوں کے نیچے پہنچا۔ اور ترک جن کو جیال بھی نہ تھا کہ کوئی دشمن قریب ہے پنولین کے توپ خانوں کی گرج سے جن کے گولے دیواروں کو ہلارہے تھے اور چھتوں کو ٹوٹھا رہے تھے بیدار ہوئے ترک فوراً اپنی توپوں پر سوپنے اور فصیلوں کی آڑ سے اپنی جانی مانی سخاوت کے ساتھ لڑنا شروع کیا لیکن تھوڑی دیر کی خونریز لڑائی کے بعد ترک پس پا ہوئے اور پریشانی سے بھاگے۔

ستر کی فوج جو قریب دو ہزار کے قریب تھی قید کر لی گئی۔ لیکن پنولین سخت مصیبت میں تھا کہ ان قیدیوں کا وہ کیا کرے۔ اُس کے پاس صرف دس ہزار سپاہ تھی جس سے اُسے سلطان ترکی کی پوری طاقت کا جس کی ملک کو انگلستان اور روس کے بڑے موجود تھے مقابلہ کرنا تھا اور اُس کے لشکر میں کھانے کی اس قدر قلت تھی کہ یومیہ راشن سپاہیوں کو بہ وقت پہنچایا جاتا تھا۔ ان قیدیوں کو وہ اپنے ہمراہ بھی نہ رکھ سکتا تھا کیونکہ وہ اُس سب کھانے کو جس کی نو پنولین کی فوج کو حاجت تھی کھا لیتے پھر اُن کی حفاظت کے لئے ایک زبردست گارڈ کی بھی ضرورت تھی۔ لیکن فرانسیسی فوج عینم کے مقابلہ میں اس قدر تھوڑی تھی کہ ایک سپاہی بھی چاق و دھتھک حذات سے بچا نہیں جاسکتا تھا۔ جنگ کے خطرناک موقع پر ممکن تھا کہ یہ قیدی بغاوت کر بیٹھتے اور اس طرح شاید ساری

فرانسیسی فوج کی بربادی کا باعث ہوتے پس ان قیدیوں کو لشکر میں رکھنے کا تو خیال بھی نہ کیا جاسکتا تھا۔ یہ بات بھی خطرناک تھی کہ ان کے ہتھیار لے کر ان کے قول و قسم پر ان کو رہا کر دیا جاتا کیونکہ وحشی ترکوں میں غیرت کا کچھ پاس و لحاظ نہ تھا۔ کافروں کے ساتھ اپنے قول و قسم پر قائم رہنے کے خیال پر وہ ہنستے تھے۔

ترکی فوج کے وہ سب قریب والے حصہ سے جا ملتے اور اس کی تعداد کو ایک تودہ ویسے ہی بڑی تھی اور بھی بڑھا دیتے اور اگر نپولین کی پوری ہزیمت کا باعث نہوتے تو اس کی فوج کے بہت سے سپاہیوں کی اتلاف جان کا تو ضرور ہی سبب ہوتے۔ یہ بھی نہوسکتا تھا کہ ان کو سامان خوراک و دیگر اور ایک گارڈو ساتھ کر کے ریگستان پار مصر میں بھیج دیا جاتا۔ ان کو بے رحمی سے قتل کر دینا انہیں کے خلاف تھا۔ مگر نہیں نپولین نے بڑی فیاضی سے یہی ارادہ کیا کہ ان سے اس بات کا قول و قسم لے کر کہ وہ اس کے خلاف پھر نہ جنگ کریں گے انھیں رہا کر دے۔ پھر قول و قسم پر قائم رہنے ہیں ان کی امداد کرنے کو اس نے اپنی فوج کا ایک دستہ ایک منزل تک ان کے ہمراہ بھیجا اور ان کو بغداد کی جانب روانہ کر دیا جہاں جانے کا اٹھوں نے وعدہ کیا تھا۔ لیکن جیسے ہی کہ فرانسیسی گارڈوں نے پشت پھیری یہ سپاہی تو تعداد میں ایک اور دو ہزار کے درمیان تھے اپنے قریب سے غورہ و شمنوں کی سادہ لوحی پر ہنستے ہوئے جاقہ (یانہ) کے قلعہ کو چلتے ہوئے لیکن نپولین وہ شخص نہ تھا جس پر کوئی ہنستا۔ کیونکہ بہت جلد ان سپاہیوں کی یہ خوشی و ادبلا سے تبدیل ہو گئی۔ یہ سپاہی یا فہ میں جا کر احمد قصاب کی تو اعداء فوج میں جا ملے۔ ان سپاہیوں کو اس خوشخوار پاشا نے پھر مسلح کیا اور اپنی فوج کی اگلی صفوں میں جبکہ وہی کہ نپولین کی چھوٹی سی جماعت پر گولیوں کا مینہ پڑنا العیش مصر میں ہے اور ان سنگین میناروں کی قطار سے جو ایشیا اور افریقہ

کی حدود پر ہیں اٹھارہ میل ہیں۔ پنولین نے اب ایک بیابان اور ویران ملک میں کوچ شروع کیا۔ ڈیڑھ سو میل کا رگستان عبور کرنے کے بعد ملک کی حالت تبدیل ہوئی۔ آسمان پر جو اب تک صاف گرمی سے نجات ہوا تھا بھاری رات کے سہرے دیکھنے سے سپاہی شادماں ہوئے اور ان کی آنکھوں کے سامنے جو رنگِ رواں اور برہنہ چٹانوں کو دیکھتے دیکھتے تھک گئی تھیں پھولوں سے لہلہاتے ہوئے ہرے بھرے دامانِ کوہ۔ داویاں۔ زیتوں کے باغات اور سبز جنگل خوابِ طلسم کی مثل نظر آ رہے تھے۔ رگستان کے اس سفر کا پنولین نے اکثر اشارہ کیا ہے اور کہا ہے کہ اُس کے دل کے لئے یہ منظر بڑا تسلی دینے والا تھا۔ اُس نے کہا کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میں نے رگستان میں سفر کیا ہو اور میرے قلب میں بڑا زبردست جوش نہ پیدا ہوا ہو۔ میرے خیال کے نزدیک یہ بیابانی کی تصویر تھی جس کی کوئی حد ہی نہ معلوم ہوتی تھی نہ اُس کی ابتدا تھی نہ اُس کی انتہا تھی۔ انسان کے قدموں کے لئے وہ بحرِ اعظم تھا۔ جس وقت شام کے کوہِ شام میں فوج پہنچی آسمان بادلوں سے تاریک ہو گیا اور جب مینہ کے قطرے گرنا شروع ہوئے اور یہ وہ منظر تھا جو سپاہیوں نے مہینوں سے نہیں دیکھا تھا۔ تو سپاہیوں میں بڑی خوشی کا جوش برپا ہو گیا اور تمام لشکر میں شور مچ گیا اور عجیب و غریب نظرات اُٹھا یعنی سپاہی مینہ پھیلا پھیلا کر مینہ کے قطرے اپنے مینہ میں لیتے تھے اور اپنے جھانے ہوئے خشک ہونٹوں کو تر کرتے تھے۔

لیکن جب مشب تاریک آلی اور مشبِ باشی کے لئے وہ بھیگی شہر اور دریاں اپنے برستے ہوئے مینہ میں لیلیٰ زمین پر لیٹے تو وہ مصر کا بے ابر و بارش ملک اور صاف تاروں بھرا آسمان یاد کرنے لگے۔ چند روز کی مسافت کے بعد وہ غارِ پہونچے اور یہاں ترکی فوج کے ایک اور جزو سے مقابلہ ہوا۔ اگرچہ اُس کا

سردار خود احمد فوجوار تھا تاہم ایک گھنٹہ کے اندر فرانسسویوں کے زور کے جاسکتے
والے حملہ کے مقابلہ میں ترک منتشر ہو گئے اور جلد سا ان حرب جو اس مقام پر جمع تھا
فتح مندوں کے ہاتھ لگا۔ لیکن اس قسمت آزاد ماروہ کے گرد مصیبت جلد جلد جمع ہوئی
تھی۔

اس نہ تھکنے والے ولیفتح کی ترقی روکنے کو انگلستان اپنے لائق بیڑہ سے
فوجیں۔ سامان حرب۔ توپخانے اور یورپ کے انجینیر ساحل پرتا رہا تھا اور روس
اور ترکی بیڑے ساحل پر بند لا رہے تھے کہ ان حربی سٹانوں کو جو اسکندریہ سے
نیپولین کو بھیجے جاسکتے تھے راستہ ہی میں روک لیں۔ دمشق میں ترکوں کی
تیس ہزار سپاہ قواعد میں مصروف تھی جس میں سوار اور پیدل دونوں قسم کی
سپاہ تھی۔ بیس ہزار فوج جزیرہ رودس میں جمع تھی۔ شام کی جگہ گھاریوں
سے دستار پوش سلمان اپنی مہلکتی ہوئی تلواریں لئے ان مخاصمانہ فوجوں کی
تعداد بڑھانے کو جو بظاہر نیپولین کو برباد کرنے کے لئے تہتا کافی تھیں چلے آ رہے
تھے۔ لیکن نیپولین اب بھی بڑی بڑی سے سرعت کے ساتھ اپنے ہتھمنوں
میں گھسٹا چلا گیا۔ ۳۔ پارچ کو قہارہ چھوڑنے سے ۲۳ دن بعد نیپولین یاق پہنچا
یہ مقام جس میں کثرت سے فوج جمع تھی ایک مضبوط شہر نہاہ سے جس پر برج
بنے ہوئے تھے محصور تھا۔ نیپولین کے پاس بھاری قلعہ شکن توپیں تھیں
کیونکہ ان بھاری توپوں کا ریگستان میں کھینچنا غیر ممکن تھا لیکن اس نے
حکم دیا تھا کہ تھوڑی بھاری توپیں چھوٹے جہازوں کے ذریعہ سے اسے
اسکندریہ سے بھیج دیئے جاویں کیونکہ یہ چھوٹے جہاز ساحل سے ملے ہوئے
چل سکتے تھے مگر نیپولین کی ان توپوں کو انگریزی نگران جہازوں نے راہ
میں گرفتار کر لیا۔

لیکن ایک ساعت بھی ضائع نہ کی جاسکتی تھی۔ محیطِ دائرہ کے ہر نقطہ سے جس کا مرکز نیولین کا چھوٹا گروہ تھا دشمن اُس کے مقابلہ کو چلا آ رہے تھے۔ اُن جہازوں سے سمندر سفید ہو رہا تھا اور اُن کی فوج کے گھنے کالموں کے قدموں کی آواز سے زمین دہل رہی تھی۔ اگر کوئی امید تھی تو اسی میں تھی کہ نیولین بہت جلد نقل و حرکت کرتا کہ ان سب فوجوں کے جمع ہونے سے قبل ان کو الگ الگ شکست دیدیتا۔ نیولین نے اپنے ملکہ توپ خانوں سے یا فہ کی فسیل میں ایک شگاف کر دیا اور پھر اس عرض سے کہ خونریزی ہو اُس نے یا فہ کے کمانڈر کو پیغام بھیجا کہ وہ اطاعتِ تسبیح کر لے لیکن وحشی ترکوں نے جنھیں شائستہ قواعد جنگ کی اصلا پر روانہ تھی پچارہ پیغامبر کا قتل کر دیا اور اس خوفناک خون آلودہ سرکوبج پر ایک بلی سے آویزاں کر دیا۔ گویا یہ دلیل تھی کہ یا فہ والے مقابلہ کر سکیں۔

پرغیظ فرانسسی سپاہیوں نے حیرت انگیز شجاعت سے شگاف پر حملہ کر کے سخت انتقام لیا اس میں فرانسیسیوں کا سخت نقصان ہوا اور طرفین سے بہت آدمی مارے گئے لیکن حملہ آوروں کے عرصہ کو کوئی چیز نہ روک سکی کیونکہ آہستہ آہستہ قتل و خونریزی کا بازار گرم رہا اور اگر شیطاؤں میں بھی جہنم کے درمیان جنگ ہوتی تو اس جنگ سے سہقت نہ لیجا سکتی تھی۔ دنیا میں اس سے زیادہ کوئی منظرِ خوفناک نہیں ہوتا جیسا کہ کسی شہر کو ہلکے کر کے فتح کیا جائے فوجوں میں عام قاعدہ ہے کہ سب سے زیادہ اوباش آدمی جمع رہتے ہیں اور اس بات کے خیال سے کہ ایک آباد شہر میں مکاؤں کے اندر دس ہزار پرغضب شیطان گھس پڑیں تصور بھی تو خوف سے تھجک جاتا ہے۔

پنولین اُن حرکات سے جو شہر میں واقع ہو رہی تھیں ڈر گیا۔ اور سپاہیوں کا غصہ فرو کرنے کو اُس نے دو افسر بھیجے کہ فوراً اس قتل عام کو روکیں۔ سپاہیوں نے اس رحم بھرے ہوئے حکم پر عمل کیا اور وہ ایک بڑی عمارت کی طرف بڑھے جہاں غنیم کی سپاہ کے ایک جزو نے پناہ لی تھی اور جب وہ دریچوں سے نظر آتے تھے سپاہی اُن کے گولیاں مارتے تھے۔ پھر دروازوں کو گولوں سے توڑ کر مکان میں آگ لگا دی کہ سب جل کر خاکستر ہو جائیں۔ لیکن یہ ترک سپاہی بھی بڑاچی توڑ کر لڑے لیکن اتفاقاً بے یزدی سپاہی تھے جنہوں نے العرش میں پنولین کی اطاعت قبول کر کے اُس سے قول و قسم کیا تھا اور اپنے معاہدہ کو توڑ ڈالا تھا اور اب اُنہوں نے پھر اطاعت کرنا چاہی بشرطیکہ اُن کی جاں بخشی کی جائے۔ پنولین کے بھیجے ہوئے افسروں نے بڑی کوشش سے مجنوں سپاہیوں کے غصہ سے ان کو بچایا اور قریب دو ہزار کے قیدی بنا کر وہ فرانسیسی کپڑوں لے گئے۔

پنولین اپنے خیمہ کے سامنے ٹہل رہا تھا اور اُس نے اس گروہ کو آتے ہوئے دیکھا اور وہ سب خوفناک معاملہ جو پیش آنے والا تھا اُس کی نگاہ کے سامنے پھر گیا اُس کا چہرہ اتر گیا اور وہ بڑے غمناک لہجہ میں کہنے لگا: اُن کو میرے سامنے کس غرض سے لائے ہو۔ کیا ان کے واسطے میرے پاس کھانا دے رہا ہے۔ یا میرے آپس جہاز میں کہیں انھیں مہر بھیج دوں۔ آپ نے میرے ساتھ یہ سلوک کیوں کیا؟ اس پر دونوں افسروں نے یہ غصہ کیا کہ ”ہم نے ان کو صرف اس لئے قید کیا کہ آپ ہمیں قتل و غارتگری بند کرنے کو بھیجا تھا“ پنولین نے تا سَف سے جواب دیا: ہاں۔ ہاں۔ میں نے تم کو بھیجا تھا اور میرا تو اسی قدر مشتاق تھا کہ بچوں۔ عورتوں۔ اور اُن شخصوں کو جو صلح پسند ہیں اور جنگ نہیں کرتے قتل ہونے سے بچاؤ۔ لیکن مسلح سپاہیوں سے میری مراد نہ تھی۔ تمھارا فرض تھا کہ تم مارے گئے ہوتے اور ان

پہنچتوں کو تیرے پاس نہ لائے ہوتے۔ اب تمہیں بتاؤ کہ میں ان کا کیا کروں۔
 ان قیدیوں کی قسمت کا فیصلہ کرنے کو نیپولین کے جینہ میں جنگی کونسل ہوئی۔
 بہت دیر تک کونسل ہوتی رہی لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا اور کونسل دوسرے دن کے لئے
 ملتوی کر دی گئی۔ دوسرے دن پھر کونسل ہوئی اور فوج کے جملہ افسر طلب کئے گئے
 گھنٹوں ممبران کونسل نے بڑے بڑے تردد سے مشورہ کیا اور وہ بڑی صدق دلی سے
 چاہتے تھے کہ کوئی ایسی تجویز نکلتے کہ ان کجست اسیروں کی جان بچ جائے لیکن فرانس
 سپاہی سخت شاک اور فریادی تھے کہ ان کا قلیل کھانا ان قیدیوں کو دیاجار ہاتھا
 اور کہتے تھے کہ یہ لوگ ہرگز رہا نہ کئے جاویں کیونکہ انھوں نے اپنے قول قسم کو توڑا
 تھا اور بہت سے فرانسیسی سپاہیوں کی ہلاکت کا باعث ہوئے تھے۔

جنرل بان General Bonaparte نے کونسل میں بیان کیا کہ سپاہیوں
 میں اس قدر سخت ناراضی پھیلی ہوئی ہے کہ اگر ان قیدیوں کی بابت فوراً کوئی تجویز نہ ہوئی
 تو فوج میں مفسدہ کا سخت اندیشہ ہے، لیکن اس پر بھی کونسل ملتوی ہوئی اور تیسرا
 دن آیا لیکن اب تک ان اسیروں کی جانوں کے مفید کوئی بات قرار نہ پائی
 تھی۔ نیپولین اس موقع پر بڑے تردد سے غور کرتا تھا اور خلافت امیر توقع کرتا تھا
 کہ کوئی فرانسیسی جہاز نظر آجائے کہ وہ اس بار سے سبکدوش ہو جائے۔ لیکن مصیبت
 بڑھتی گئی۔ شکایتوں کی آواز زیادہ بلند ہو گئی۔ معلوم ہوتا تھا کہ فوج میں بغاوت
 کا خطرہ واقعی اور ہر سرسیدہ تھا اور جتنی دیر ہوتی جاتی تھی خطرہ بڑھتا چلا جاتا
 تھا۔ ان قیدیوں کا اب زیادہ عرصہ تک کمپو میں رکھا جانا غیر ممکن تھا اور ان کو رہا
 کر دینا گویا احمد قصاب کی فوج میں اسی قدر تعداد سپاہ اپنے ہاتھوں سے
 بڑھاتا تھا اور اس سے شاید نیپولین کو کافی ہزیمت ہوتی اور اس کی ساری فوج
 برباد ہو جاتی۔

ترک کبھی قیدی کو زندہ نہ رکھتے تھے اور جب کبھی کوئی اون کے ہاتھ پڑ جاتا تھا بڑی خوفناک ایذاؤں کے ساتھ مارا جاتا تھا۔ کونسل نے آخر کار یک زبان ہو کر تجویز کیا کہ یہ قیدی ضرور قتل ہونا چاہئے۔ پنولین نے نہایت ہی مجبوری سے اس ہلکے حکم پر دستخط کئے اور یہ جماعت یالوسی کے سناٹے میں نہایت مضبوطی سے پاؤں لگا سمندر کے کنارے ریگ کے ٹیلوں پر پھینچی گئی اور وہاں چھوٹے چھوٹے رملوں میں تقسیم کی گئی اور متواتر بند و تھوں کی باز تھوں سے مار کر ڈھیر کر دیے گئے۔ یہ ہونا کتنا شہ جلد ختم ہو گیا اور سب قیدی موت کی خواب گراں میں خاموش ہو گئے۔ ان کی ہڈیوں کا تو وہ ریگستان میں اب تک موجود ہے اور خطرات جنگ کی ہولناکیاں دہا رہے۔

فیصل پنولین کے چال چلن پر نہایت ہی سیاہ و سب خیاں کیا گیا ہے۔ لہذا یہ بات قرین الصاف ہے کہ ہم اس کی صفائی خود پنولین کے لفظوں میں پیش کریں پنولین نے سینٹ ہلینا میں کہا ”میں ہزار بارہ سو قیدیوں کو گولی سے مار دیئے جانے کا حکم دیا تھا۔ شہر یافہ کے قلعہ کی فوج میں بہت سے ایسے ترک سپاہی پائے گئے جن کو چندے قبل میں نے العرین میں گرفتار کیا تھا اور بغداد کو بھیجا یا تھا کیونکہ انھوں نے مجھ سے وعدہ دیا تھا کہ ایک برس تک وہ میرے ساتھ میں جنگ کرینگے میں نے ان کو چھتیس میل تک اپنی فوج کے ایک دستہ کے ہمراہ بغداد کے رستہ پر پہنچا دیا تھا۔ لیکن بجائے اسکے کہ وہ بغداد کو جیلے جاویں وہ یافہ میں داخل ہو گئے اور شہر کی حفاظت میں آخر دم تک جنگ کرنے رہے اور میرے بہت سے ہمدرد سپاہیوں کو قتل کیا۔ اس کے سوا میں نے یافہ پر تہ کرنے سے قبل ان کے پاس صلح کا جھنڈا بھیجا تھا لیکن چند ہی عرصہ میں میں نے یہ دیکھا کہ میرے پیغامبر کا فیصل پر ایک بی سے آویزاں ہے۔ آ۔

اگر میں اُن کو دوبارہ رہا کر دیتا یا اپنی سپاہ کا ایک جزو اُن کے ہمراہ کر کے تھوڑے فاصلہ تک اُن کو بھیج بھی دیتا تو کیا نتیجہ ہوتا۔ یہی نتیجہ ہوتا کہ یہ جا کر اِکری (حکما) میں داخل ہو جاتے اور دوبارہ وہی مزہ چکھاتے جہاں میں چکھایا تھا۔

اپنے سپاہیوں کی جانوں کے ساتھ انصاف کرنے میں جیسا ہر جنرل کو چاہیے کہ اپنے کو اپنے سپاہیوں کا پدر مہربان خیال کرے اور سپاہیوں کو اپنا تحت جگر سمجھے۔ میں نے اس مزہ کو دوبارہ چکھنا نہ چاہا۔ یہ غیر ممکن تھا کہ ان قیدیوں کے لئے میں اپنی فوج کا ایک جزو اس خیال سے کہ یہ قیدی پہلے معاہدہ شکنی کر چکے تھے بطور گارڈ کے مخصوص کر دیتا۔ اس وجہ یہ تھی کہ میری فوج کی تعداد بہت تھوڑی تھی اور اس میں شک نہیں کہ سوائے اُس تجویز کے جس پر میں نے عمل کیا اگر میں کسی اور تجویز پر عمل کرتا تو یقینی تھا کہ میری ساری فوج برباد ہو جاتی۔ پس میں نے حقوق جنگ سے فائدہ اٹھا کر جن سے یہ اختیار حاصل ہے کہ ایسے گرفتار کئے ہوئے قیدیوں کو قتل کر دیا جائے جیسے کہ میں نے گرفتار کئے تھے حکم دیا کہ یہ قیدی جنھوں نے اِعتنا اختیار کرنے کے بجائے مقابلہ کیا تھا اور میرے خلاف مسلح پائے گئے تھے جیتنے کے جاویں اور گولی سے مار دیئے جاویں۔ اور اس میں میں نے اُس استحقاق سے کام نہیں لیا کہ شہر کو میں نے ہلک کر کے فتح کیا تھا اور مجھے نزکوں سے انتقام لینا واجب تھا۔ شناخت کے بعد بہت سے ایسے قیدی تھے جن کو میں نے رہا کر دیا۔ اگر یہی حالات پھر پیش آئے تو کل ہی کر لے کو میں پھرتیا رہوں ہی وٹلیگٹن یا دوسرا جنرل کر لگا چو انھیں حالات میں فوج کا سپہ سالار ہو گا۔

یہ تو کہا نہیں جاسکتا کہ آئے والی نسلیں اس مقدمہ میں کیا فیصلہ دینگیں لیکن کیا کوئی شخص نہیں ہے جو اس فعل سے پتو لین کی سرشت میں ماورزا و ظلم پسندی کا اظہار ثابت کر سکے۔ اس فعل کو پتو لین نے جنگ کی ضروریات میں سے ایک اشد

ضرورت خیال کیا۔ نظام جنگ جس شے کا نام ہے وہ تو ستر پاپٹوں ہے۔ سجا غور ہے کہ ہم کے گولے شہروں میں کس غرض سے برسائے جاتے ہیں؟ اسی غرض سے برسائے جاتے ہیں کہ دو شیزہ لڑکیوں کے کدوں اور شیر خوار بچوں کے گواروں میں پھٹیں اور بے کس و بے گنا ہوں کی اتفاقیہ بربادی کا اس میں کچھ لحاظ نہیں کیا جاتا جنگ کے لئے تو بڑی قابل نفرت خونریزیاں لازمی اور ضروری ہیں۔ یہ کہنا کہ نیپولین کو ان قیدیوں کو قتل نہ کرنا چاہئے بتا گیا یہ کہنا ہے کہ وہ جنگ سے دست بردار ہو جانا اور خود اپنی فوج کو ترکوں کی شفقت بھری مہربانی کے حاکم روٹیا اور انگلستان۔ اسٹریا اور روس کو اجازت دیدیتا کہ غلامی سے آزاد کی ہوئی فرانسیسی قوم پر کردہ بوربون خاندان کی حکومت کو پھر حیرہ قائم کر دیں۔ انگلستان فرانس کے شہروں پر گولے برسا رہا تھا کہ ایک ملعون اور نفرت کئے گئے بادشاہ کو پچھت نشین کرنے میں ایک مغرور قوم کو مجبور کرے۔ فرانسیسی اپنے حفاظت میں میں ہندوستان پر پوریش کر کے جاں سے انگلستان پر حملہ ہو سکتا تھا اسنے زبردست دشمن کے حملہ کو روکنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اور یقینی اس جنگ کی جو ابھی حملہ آوروں کے ذمہ ہے فرانسیسیوں کے ذمہ نہیں ہے جس چرسل ہو رہا تھا۔

برٹش پارلیمنٹ اور تمام قوم انگیزی میں ایک زبردست فریق تھی جو اصلاح اور رعایا کی آزادی کی حامی تھی اور اس جنگ میں اُس کو فرانسیسیوں سے پوری ہمدردی تھی اور یہ فریق بڑی صدق دلی سے اس جنگ کے خلاف تھی جس کو وہ معاملات ملکی اور نیز انصاف کے خلاف خیال کرتی تھی لیکن بادشاہ اور امراء اعلیٰ رہے۔ اور چونکہ فرانسیسی اُن کے تحکم کی تعمیل میں عاجزی سے گردن نہ جھکاتے تھے بس ساری دنیا میں خون کا طوفان برپا ہو گیا تھا اعلیٰ ترین

صاحب فرماتے ہیں: یہ بات سب سے آسان تھی کہ ان قیدیوں کے ہتھیار لے لئے جاتے اور ان کو چھوڑ دیا جاتا۔ یہ اسے ایسے ممتاز اور فصیح مورخ کے جیسے ایلین مینہ صاحب ہیں مثلاً نہیں ہے اس کے تو صرف یہی معنی ہیں کہ فرانسیسی جنگ سے دست برداری کر لیتے اور انگلستان کے مطیع ہو جاتے اس موقع پر یہ اسے دینا البتہ زیبا تھا کہ اس سے زیادہ کوئی بات آسان نہ تھی کہ انگلستان فرانس کو اجازت دیدتا کہ اپنی حکومت کی وضع کو فرانس خود انتخاب کرے۔ لیکن بھلا انگلستان اس کو کیونکر گوارا کر سکتا تھا۔ اگر انگلستان ایسا کرتا تو انقلاب کے بھونچال سے انگلستان کے بادشاہ کا تخت اور اس کے امراء کے ایوان الٹ نہ جاتے۔ - اسے برہال حضرت انسان!

بیورین نے جس کو نپولین نے عہدہ سکرٹری سے معزول کر دیا تھا اور اب وہ اپنے آقا سے سابق نپولین کا مخالف ہو گیا تھا اور لوی سپہبد (بادشاہ فرانس) کا وزیر ہو گیا تھا اور اس کی خوشامدیں لگا ہوا تھا یورپ کے تاجداروں کے اس بڑے رقیب یعنی نپولین کا بڑی جلائے والی تلخی سے کارنامہ لکھا اور ان قیدیوں کے قتل کے متعلق وہ اپنے بیان کو ان لفظوں سے ختم کرتا ہے: "میں نے صحیح لکھا اور سب سچ لکھا۔ میں نے جملہ مشوروں اور بحثوں میں مدد دی تھی۔ گو یہ امر واقعی ہے کہ مجھ کو مباحثوں میں کوئی با اختیار اسے زنی کا مجاز نہ تھا لیکن یہ بات میں راست راست کہتا ہوں کہ اگر مجھے اسے دینے کا مجاز ہوتا تو میں ان قیدیوں کے قتل ہی کے لئے جلنے کی اسے دیتا۔ مباحثوں کے نتیجے اور فوج کے حالات مجھے قتل ہی کی رائے دینے پر مجبور کرتے۔ بڑی قسمت کی بات ہے کہ جنگ ایسی ایسی مثالیں پیش کرتی ہے اور یہ مثالیں شاؤ نہیں ہوتیں کہ ایک جماعت کثیر کی عافیت کے مقابلہ میں چند اشخاص کی جانوں کی پروا نہیں کی جاتی بلکہ رحم سی چیز بھی بالاسے طاق رکھ دی جاتی۔

جاتی ہے۔ یہ ناگزیر قانون ہر زمانہ اور ہر قوم میں ایسا ہی حکم دیتا ہے۔ یہ تو میں آنے والی
 نسلوں کے لئے تجویز کرنا چھوڑتا ہوں کہ بونا پارٹی کی بھی اُس وقت یہی نازک حالت
 تھی یا نہیں لیکن مجھے تو یقین دلائل سے کہ سینگ اُس کی نازک حالت تھی اور یہ نازک حالت
 ایک واقعہ سے اور بھی نازک ہو گئی تھی یعنی کونسل کے جملہ اراکین قتل کی رائے میں ایک
 زبان تھے اور پس یہ حکم اُن کے فیصلہ کے بعد دیا گیا تھا۔ مجھ پر یہ بیان کر دینا بھی فرض
 ہے کہ پولین نے نہایت انتہائی حالت پر جا کر ان ممبروں کا کنا مانا تھا اور شاید نچوڑا
 شخصوں کے جنہوں اس قتل کو نہایت ہی گہرے تاسف سے دیکھا بونا پارٹی بھی ایک
 شخص تھا۔

مختصر ہے کہ۔ سرواٹر اسکاٹ بھی جو ہستی سے اپنے لوری میلان طبع سے اپنے
 لئے غور کے ہوئے تاہم مستند صف میں یہ لکھنے کے بعد کہ ”یہ ظالمانہ فعل پولین
 کے چال چلن پر ہمیشہ گہرا وحشتہ رہیگا“ تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ باایں ہمتہ ہم اس
 فعل کو اس نگاہ سے نہیں دیکھتے کہ وہ ماوراءِ ظلم پسندی کے شوق سے کیا گیا تھا۔ اسلئے
 کہ بونا پارٹی کے کارنامہ میں ہمیں کوئی ایسی بات نہیں ملتی جو بونا پارٹی میں اس خباثت کے
 وجود کو ظاہر کرتی ہو۔ بلکہ اُس کے کارنامہ میں بہت سی ایسی باتیں ہیں جن سے معلوم
 ہوتا ہے کہ اُس کا مزاج فطرتی جہیم تھا۔

اب پولین نے ایکرمی (عکا) پر حملہ کی تیاری کی جو ملک شام میں سب سے زیادہ
 کارآمد فوجی مقام تھا اُس کی تفصیلوں کے اندر احمد قصاب نے اپنی تمامی فوج جمع
 کی تھی اور جب سامانِ حرب فراہم کیا تھا اور سب سے زیادہ مستقل مقابلہ کا عزم تھا۔
 کرنل فلیٹو نے جو پولین کا سابق اسکول فیلو تھا اور جس کو بوربون خاندان نے اپنا

علی لوری۔ دربار انگلستان میں دفریق تھے۔ ایک دگ جو آوازی اور ہمسری کا حامی تھا۔ دوسرا فریق
 لٹری تھا یہ بادشاہ اور اراکی برتری کے طالب تھے ۱۷ مترجم

س (۱۰۲)

سفیر کے بھیجا تھا کامل انجیری کے فن سے ایکری کی نصیلوں پر توپیں چڑھا لیں
اور شہر کی حفاظت کا اہتمام کیا تھا۔ احمد نے سرسڈنی اسمتھ کو جو بریوانٹس
اپنے جہاز لئے گشت کر رہا تھا آنے والے حملہ کی فوراً اطلاع کی اور وہ ایک دم ایکری
کو روانہ ہوا اس کے ہمراہ دو بڑے اور چند چھوٹے جہاز تھے اور وہ فرانسسویل کے
ایکری پہنچنے سے دو دن قبل بندرگاہ میں داخل ہو گیا اور احمد کی طاقت کو بہت سے
انجیروں - گولڈازوں - اور گولہ بارود سے - بڑھا دیا۔

پولین کے لئے یہ بڑی قسمتی کی بات ہوئی کہ سرسڈنی اسمتھ نے بندرگاہ میں داخل
ہونے سے قبل ان فرانسسویل چھوٹے جہازوں کو جو کارسل (Carnel) کی راہ
کے نزدیک بڑی ہوشیاری سے ساحل سے ملے ہوئے اسکندریہ میں سامان
حرب لا رہے تھے گرفتار کر لیا۔ اور یہ قطعہ شکنی کا سامان جس میں چوالیس بڑی توپیں
تھیں ایکری کی نصیلوں پر چڑھا دیا گیا۔ اور ان پراگریزی سپاہی متعین ہو گئے۔

پولین کا یہ ایسا نقصان ہوا کہ جس کا کوئی علاج نہ ہو سکتا تھا لیکن اس پر بھی اپنے تھوڑے
ہی سامان سے محاصرہ کرنے والے کم و کاست سرگرمی سے محاصرہ کا کام جاری کیا۔
پولین نے اب ایک مراسلہ دیکر ایک قاصد احمد کے پاس صلح کے جھنڈے سمیت
آشتی اور صلح کی گفتگو کرنے کو بھیجا۔ پولین نے اس خط میں لکھا تھا کہ میں ایک بوڑھے
شخص کو جس سے میری ملاقات نہیں چند سال کی باقی ماندہ زندگی سے کیوں مجروح
کروں۔ اس سے کیا برج ہے کہ چند فرسنگ زمین میں ان مالک میں جن کو میں نے
فتح کیا ہے اور اضافہ کر لوں۔ چونکہ خداوند تعالیٰ نے فتح میرے ہاتھ میں دی ہے میں
چاہتا ہوں کہ خدا ہی کی طرح میں بھی رحم کروں اور معاف کروں اور یہ رحم و معافی
صرف رعایا کے لئے نہیں ہے حاکموں کے لئے بھی ہے۔

اس خوشی ترک (احمد) نے صلح کر جھنڈے کی پروا نہ کر کے قاصد کا سر کاٹ لیا

بادجو دیکہ پولین احتیاطاً جھنڈے کے ہمراہ ایک ترک قیدی بھی بھیج دیا تھا اور پھر احمد نے اس مقتول سپہامبر کا خونناک نصیب پر ایک بلی سے آویزاں کر دیا۔ گویا یہ وحشیانہ مقابلہ کی نشانی تھی۔ احمد نے اس مقتول سپہامبر کے تن بے سر کو ایک پورے میں بھی کرسمسڈ میں ڈال دیا۔ اس کے بعد پولین نے شامیوں کو ایک اعلان بھیجا جس میں لکھا تھا کہ ”میں شام میں اس لئے آیا ہوں کہ ملکوں اور پاشا کی فوج کو یہاں سے نکال دے۔“ احمد کو کیا حق تھا کہ اُس نے اپنی فوج مصر میں مجھ پر حملہ کرنے کو بھیجی۔ اُس نے مجھے جنگ کے لئے مشغول کیا ہے اور پس میں اُس سے لڑنے آیا ہوں لیکن اسے شامیوں جنگ کے خطرات کو تم سے کوئی واسطہ نہیں۔ چین سے اپنے گروں میں بیٹھے رہو اور وہ لوگ جنہوں نے دوسرے گھر چھوڑ دیئے ہیں گھروں کو واپس چلے آئیں۔ ہر شخص کے مال کی جو اس کے قبضہ میں ہے اس میں حفاظت کروں گا۔ میں چاہتا ہوں کہ تیرا صنی بدستور اپنا کار منصبی عدالت کے متعلق کئے جائیں۔ مذہب کی خاص طور سے حفاظت کی جائیگی۔ مسجدوں میں سب مومن جماعت کی نمازوں کے واسطے جمع ہوتے ہیں جتنی اچھی بھی باتیں ہیں سب خدا کی جانب سے ہیں اور وہی ہے جو فتح روزی کرتا ہے۔ خارہ اور یافہ کی جہازوں سے تم کو آگاہ ہونا چاہئے کہ میں اپنے دشمنوں کے ساتھ کیسا سخت ہوں لیکن میں اپنے دوستوں پر مہربان ہوں اور غریبوں پر میں سب سے زیادہ رحم کرتا ہوں اور اُن کے ساتھ بڑی فیاضی سے پیش آتا ہوں۔“

اب طاعون جو مشرق کی ایک بلا ہے تھراؤ دے پولین کی فوج میں شروع ہوا۔ یہ عجیب نیا خطرہ تھا۔ اس سے ہونا ک پریشانی پھیل گئی۔ سپاہیوں نے اپنے بیمار ساتھیوں کے قریب جانے سے انکار کیا اور چونکہ یہ مرض متعدی تھا اطبائک کا یہ حال ہوا کہ بیماروں کو مر جانے کے لئے چھوڑ دیا اور اُن کی کوئی مدد نہ کی۔ پولین فوراً اسپتالوں میں جا پہنچا اور مریضوں کی چار پائیوں کے قریب بیٹھا اور اُن کے

بنجار سے پھٹکے ہوئے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا اور حتیٰ کہ اُن کے پیپ اور ہڈی ہٹے ہوئے پھپھوروں کو اپنے ہاتھوں سے دبا کر دیکھا اور اُن کو تسلی دی جاں بلبسا ہی اپنے سوراخ پر ہمدردی و خیر خواہ کو شکر گزاری کی پر غم آنکھوں سے دیکھتے تھے اور وعائیں دیتے تھے۔ اُن کو ڈھارس بندھی اور از سر نو طاقت آئی کہ اُن کی طبیعت اس خوفناک مرض کو دفع کرے۔ ایک گراٹرل سپاہی نے جس پر مرض کا اتنا غلبہ ہو چکا تھا کہ وہ کوئی عضو بدن نہ ہلا سکتا تھا کما ۛ جنرل تم سچ کہتے ہو کہ تمھارے گراٹرل اسپتالوں میں مرنے کو نہیں پیدا ہوئے تھے۔

اطباء و نپولین کی شجاعت دیکھ کر ٹرائے اور اپنے فرائض منصبی پر مستعد ہوئے اور سپاہیوں نے اپنے سپہ سالار کی بہادری دیکھ کر اپنے ساتھیوں کی تہادری شروع کی اور اس طرح مرض کی ترقی فوج میں گھٹ گئی۔ اطباء سے ایک طبیب نے نپولین کو ملامت کی کہ وہ بڑا کوتاہ اندیش ہے جو اس طرح اپنے کو معرض خطر میں ڈالتا ہے اس پر نپولین نے استقلال سے جواب دیا ”حکیم صاحب میرا تو یہ فرض منصب ہے۔ میں سپہ سالار چاہوں۔“

اب نپولین نے ایکری کے محاصرہ پر زور دیا اور شام میں ہی ایک ایسا قلعہ تھا جو اس کی ترقی کو روک سکتا تھا اور اس قلعہ کو فتح کر لینے سے وہ شام کا بلا تعرض ملک تھا۔ نپولین نے دروزیئر اور دوسری عیسائی قوموں سے اتحاد پیدا کر لیا تھا جنھوں نے ترکوں کے استحصال بالجبر کی وجہ سے کوہ لبنان میں جا کر پناہ لی تھی۔ اور اُن کو صرف یہی انتظار تھا کہ نپولین ایکری فتح کر لے اور وہ اگر اُس کے شریک ہو جائیں اور مسلاوا کی اطاعت کا غیر قابل برداشت جو اگر دونوں سے اُتار کر پھینکیں۔ نپولین کے خیمے اکثر اُن کے معزز و کلاء کی جماعتیں آتی تھیں اور وہ فرانسیسیوں کی فتح کی وعائیں سننے

اور وزیر عیسائیوں کا ایک گروہ جو کوہ لبنان اور قرب وجوار میں اب بھی رہتا ہے۔ مترجم ۱۲

اس امر سے انکار نہیں ہو سکتا کہ پنولین مخلوق کی آزادی کے لئے لڑتا تھا اور متحدہ بادشاہ خود سرزماں ردائی کے واسطے جنگ کر رہے تھے۔ تنگ بھی کاہل نہ تھے بڑی سعی و یمن سے انہوں نے تمام قوم مسلمانان کو آمادہ کر لیا کہ عیسائی گنتوں کے تباہ کرنے کو وہ رسول کے نام پر آمادہ ہوں اور ایک بہت بڑی فوج مسلمانوں کی کھڑی ہو گئی اور محصور شہر کی امداد کو روانہ ہوئی۔ دمشق سے ہزاروں مسلمان آموجود ہوئے۔ خوفناک مملوکوں کی کچی کھچی فوج اور ریگستان کے بدو سوار جمع ہوئے کہ ایسی بڑی جماعت سے جس کا کوئی مقابلہ نہ کر سکے اپنے گستاخ و دشمن پر حملہ آور ہوں۔

پنولین دس دن سے ایکری کی فصیلوں پر متواتر حملہ کر رہا تھا اور اب اس کو ترکوں کی بڑی فوج کی آمد کی اطلاع ہوئی۔ اس میں قریب تیس ہزار کے سپاہ تھی جس میں بارہ ہزار دنیا کے سب سے زیادہ خوفناک اور قواعد والے سوار تھے۔ پنولین کے پاس صرف آٹھ ہزار کا رہا۔ فوج تھی جس سے اسے پورہ بین اور ترکی قواعد والے افواج کا جو ایکری کے اندھنیں اور ان بے شمار فوجوں کا جو ایکری کی امداد کے لئے آرہی تھیں مقابلہ کرنا تھا۔ پنولین نے اپنی معمولی تیزی سے کام کیا۔ دو ہزار سپاہ اس غرض سے کہ محاصرہ جاری رکھے اور موجدوں کی حفاظت کرے ایکری کے سامنے چھوڑ کر وہ ایسی تیس ہزار فوج کے مقابلہ کو جو پنولین کی بربادی کے خیال سے خوش تھی صرف چھ ہزار فوج کے ساتھ روانہ ہوا۔ جبرتن کلیر کو تین ہزار فوج دیکر بطور ہرا دل کے آگے بھیج دیا اور تین ہزار فوج لے کر خود جلد پیچھے سے روانہ ہوا۔

جیسے کہ کلیر اپنی چھوٹی جماعت کے ساتھ کوہ میبر کے دامن کی ایک تنگ گھاٹی سے نکلا تو وہ ایک وسیع میدان میں پہنچا۔ یہ ۱۶۔ اپریل ۱۷۹۹ء کی صبح تھی اور آفتاب فلسطین کے پہاڑوں پر نمودار ہو چلا تھا۔ کلیر نے تمام ترکی فوج کو اپنے سامنے مسلح دیکھا۔ اس عالی شان منظر سے نگاہ خیرہ ہوتی تھی یعنی نورانی صبح کی روشنی میں

شوخ رنگ و تاریں۔ طروں کے پر متقل کئے ہوئے اسلحہ اور شاندار جھنڈے جھل جھل ہو رہے تھے۔ بارہ ہزار سوار چلے سامان جنگ سے آراستہ اور رفتار عربی گھوڑوں پر سوار ہر سو چمک رہے تھے اور ترکوں نے جس وقت اپنے لشکار کو میدان میں لائے ہوئے دیکھا انتقام اور خوشی کے نعروں سے ہوا گونجنے لگی۔ فرانسیسی فوج کو جسے اپنے بھروسہ تھا کہ کسی تعداد کے مقابلہ میں قدم پیچھے نہ ہٹا گی شکل سے اتنی مہلت ملی کہ پولین کے لائنچ مربعوں میں اپنے کو تقسیم کرے۔ جبکہ سارا سالوں کا طوفان جھلکا ہوئی تلواریں ہاتھوں میں لئے چھپتا ہوا اُس پر کاٹا۔ فرانسیسی فوج کے ہر ایک سانیسی کو معلوم تھا کہ اُس کی جان کی خیر اسی میں تھی کہ وہ اپنی جگہ سے جھٹک نہ کرے اور ہر ایک دوش بدوش پتھر کی چٹان کے مانند اپنے ساتھ سے ملا ہوا کھڑا رہے۔

سنگین کی آہنی کے مقابلہ میں گھوڑے کو آگے بڑھا دینا غیر ممکن ہے گھوڑے کو اپنی حفاظت کا ایک فطرتی خیال اور سمجھ عطا کی گئی ہے جن پر کسی مہمیز کی طاقت تھا نہیں اسکتی سنگین کی نوک تک تو وہ لایا جاسکتا ہے لیکن اگر اُس کے سینہ کے مقابل سنگین مضبوط رہے تو وہ پیچھے کو ہٹتا ہے۔ پشیم چھینکتا ہے اور گھوم پڑتا ہے اور پھر اُس کا سوار اُس کو سنگین کے مقابلہ میں بڑھانے کی کتنی ہی کوشش کیوں نہ کرے وہ آگے نہیں بڑھتا۔ جب یہ سواروں کا بڑا گروہ رعد کے مثل فرانسیسی مریج پر آیا فوج کے سپاہیوں نے آتش نشانی گولوں اور گولیوں کی کچھل شروع کی اور سوار معہ رہواروں کے خاک میں غلطاں بچاں ہو گئے چھیلے والے نیزوں کی طرح سنگین سامنے تھیں جو اس آگ برسانے والے زندہ قلعہ کے چاروں طرف نظر آرہی تھیں اور مربعوں کو توڑ کر اندر گھس جانا غیر ممکن تھا چہ گھنٹہ تک یہ درسا گروہ اس نابرابر لڑائی کے صدمے جھیلے گیا۔ ترکوں کی توپوں سے اُن کی صفوں میں کچھ اثر نہوتا تھا اور اسی طرح بے فائدہ چاروں طرف سے گھوم گھوم کر سوار اُن پر

بیکار چلے کرتے تھے۔ فرانسیسیوں نے اپنی متواتر بارٹھوں سے اپنے گروہ سواروں اور گھوڑوں کے پشتے باندھ دیئے تھے۔

اپنی مہلک سنگینوں کے پیچھے سے اپنے دشمنوں کے غیظ و غضب کا فزائیسی مقابلہ کرتے رہے مصیبت کے ساتھ گھٹنے گدگئے اور جنگ بے کم و کاست شدت سے جاری رہی اب دوپھر کا آفتاب اس تھکے ہوئے گردہ کے سروں پر چمک رہا تھا اور گولہ بارود بھی ختم کے قریب آگیا۔ باوجودیکہ فرانسیسیوں نے بہت کشت و خون کیا تھا لیکن ترکی فوج کی طرح گھٹتی ہوئی نہ معلوم ہوتی تھی اور یہ نابرابر لڑائی اب زیادہ عرصہ تک قائم نہیں رکھی جاسکتی تھی۔ بڑے عالی خیال سپاہیوں کی طرح فرانسیسی جان بازی کر رہے تھے اور یہی غم کر لیا تھا کہ وہیں پزارے جا بیٹھے لیکن انر سپاہی ایک اپنی جان بڑی گراں قیمت پر بچے گا۔

معاملات کی یہ حالت تھی کہ ایک بجے پتولین اپنی تین ہزار فوج لئے ہوئے اُن بلندیوں پر پہنچا جہاں سے یہ معرکہ جنگ آ رہا تھا۔ میدان بے شمار آدمیوں سے بھرا ہوا تھا جو خوفناک پریشانی اور شور و غوغا کے ساتھ ادھر سے ادھر جا رہے تھے۔

دھوئیں کے تاریک پردہ میں وہ پوشیدہ تھے جس میں یہ جنگجو شکل سے نظر آتے تھے۔ پتولین نے فرانسیسیوں کو صرف اس قرینے سے پہچاننا کہ اُن کی صفوں سے

باقاعدہ متواتر بارٹھیں چل رہی تھیں اور متحرک انبوه کے درمیان جس میں وہ گھومے ہوئے تھے ایک جگہ سے اُن کی ٹوپوں اور بندرتوں کے شعلے نظر آتے

تھے۔ تجویز قائم کر لینے کے اُس فطرتی مادہ سے جس سے پتولین برقی سرعت کے ساتھ نہایت ہی اہم معاملات فیصلہ کر لیا کرتا تھا اُس نے ایک تجویز قائم کر لی یعنی

اُس نے اپنے چھوٹے گروہ کے دو مربعے بنائے اور اس طرح چلا کر کلیہ کے مربعے سمیت ان تین مربعوں نے ایک مثلث بنالیا اور اس مثلث میں ترکوں کو

گھیر لیا اور اُس مہیا کی سب سے جس کی نظر نہیں ہے اُس نے چھ ہزار سے تیس ہزار کو گھیرا۔
اور یہ تیس ہزار وہ خوشخوار اور جری سپاہی تھے جس سے بڑھ کر دنیا میں کبھی نہیں دیکھے گئے
تھے۔

بڑی احتیاط اور خاموشی سے یہ دونوں مربے اپنے رفیقوں کی رہائی کو جلد
جلد بڑھے اور اپنی آمد کی کوئی اطلاع نہ دی جب تک کہ میدان میں نکلنے کے قریب
نہ ہو گئے پہاڑیوں پر ایک توپ کی آواز نے ان کو بھٹکے ہوئے شیروں کو مسرت پہنچا
تعب سے چونکا دیا اور انھوں نے فوراً پولین کو جو ان کی ملک کو آ رہا تھا پہچان لیا
اور ایک دفعہ سے ایک دشمنانہ نعرہ مسرت جو عالم ہیوشی کا ساتھ تھا بلند ہوا۔ بونا
پارٹی! بونا پارٹی! بس پولین کے نام نے ایک قلب پر طلسم کا کام کیا
ان خون سے نہاے ہوئے کار آزمودہ سپاہیوں کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے
اسلئے کہ اب ان میں زیادہ مقابلہ کرنے کی جان باقی تھی اور انھوں نے اپنے اسلحہ
کو عزم و ہمت کے مضبوط ہاتھوں سے پکڑا اور اپنے بے شمار دشمنوں پر نہایت ہی
سخت اور زند حمل کیا اور ترکوں پر اب اس مثلث کی تین اطراف سے خونریز مار پڑنے
لگی۔ اور اُس مہیا کی استقلال سے بے دل ہو کر جس نے اب تک اُن کو سپر پائی
کیا تھا اور ترے حملے سے بدحواس ہو کر وہ منتشر ہو گئے اور فرار ہوئے۔

یہ زبردست فوج امواج بحر کی مانند تمام میدان پھیل گئی۔ اور اس حالت
بدحواسی میں اُس کا لیکا ایک ایک تازہ دم مربع سے سامنا ہو گیا۔ اور لوٹتی ہوئی
موج کی طرح وہ خوف زدہ ہو کر پچھلے پاؤں بھاگی اور اب وہ خوفناک منظر پیش آیا
جو احاطہ قیاس سے باہر ہے۔ ترکوں کو کسی سمت بھاگنے کا موقع نہ رہا تھا۔ پیروں کا
نہ سہانے والا انہوہ۔ سوار۔ تو بچانے۔ سامان کی گاڑیاں ایک دوسرے پر
بڑی دشت نیز خوفناکی سے گڑبڑ ہو گئیں۔ فرانسیسی مربعوں سے برابر آگ کی چھپکا

ہو رہی تھی۔ تو میں علی الاقصاں گرج رہی تھیں اور فرانسسی جو اعلیٰ درجہ کے قواعد
و اس تھے ایسے صبح اور ایسی سرعت سے فیر کر رہے تھے کہ ترکوں کو یہ بات فوق العادہ
معلوم ہوتی تھی۔ اس خم غیر میں جس تل رکھنے کا ٹھکانا تھا گوئے گراب اور گویاں
برس رہی تھیں اور سنگینوں سے لوٹیک رہا تھا۔

مرات محلہ اپنے مغزور سالہ کے اس جنگ میں موجود تھا۔ یہ وہی مرآت
تھا۔ جس کی بابت پولین نے کہا ہے کہ جنگ میں شاید وہ سب دنیا کے بہادروں
سے زیادہ بہادر تھا۔ مرآت بڑا ایل شل جوان تھا۔ نہایت ہی اعلیٰ فوجی سجاد سے بد
کو سمجھے ہوئے اور بڑے زوردار و عجب گھوڑے پر سوار وہ سب جوانوں سے بلند
نظر آتا تھا۔ بڑے جوش و خروش سے وہ ان دستار پوش سردوں اور تلواروں
کے اُبلتے ہوئے مد و جز میں حملہ آور ہوا اور جیسے کہ اُس کا گھوڑا تلواروں کی تلواریں
ضربوں میں جو چاروں طرف سے پڑ رہی تھیں اُچھلتا اور پیچھے ہٹتا تھا مرآت کی کٹنی
کا سفید چرس نے ہمیشہ مسخ کی رہنمائی کی تھی اس پر شورابوہ میں جھنڈے کی طرح
چمک رہا تھا۔

انسان کی بھی عجب لایان سرشت ہے۔ یعنی مرآت نے کہا۔ مجھے ہنس
ہونک معرکہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کا خیال آیا کہ اسی مقام پر اُن کی تبدیلی
ہمیت کی گئی تھی جس کو دہزار برس کا عرصہ ہوا اور اس خیال سے مجھ میں چند
ہمت و دلیری بڑھ گئی۔ ایک فرانسسی سپاہی کے چال چلن سے اس امر کی
مثال ملتی ہے کہ ان خوفناک منظروں سے مزاج میں کیا سرشت پید ہوجاتی
ہے۔ سپاہی ایک کاری زخم سے جاں بلب ہو گیا تھا لیکن بائیں ہاتھ وہ
رینگ کر ایک ملوک کے قریب گیا جو اس سے بھی زیادہ خستہ جان تھا اور بالکل
قریب مرگ تھا۔ اس سپاہی نے اس ملوک کا گلا پکڑ لیا اور اُس کے ذم

نکال ڈالنے کی کوشش کی۔۔۔۔۔ یہ دیکھ کر ایک فرانسیسی افسر نے اس خوشخوار آدمی سے کہا "ایسی حسرت کا حال ہے تو ایسی زبان حرکت کا مرتکب ہوتا ہے" سپاہی نے جواب دیا "یہ باتیں صرف اس لئے ہیں کہ آپ ہٹے کٹے ہیں۔ آپ صحیح اور مستعد آدمی ہیں اور میں جو مر رہا ہوں پس کیونکر ہو سکتا ہے کہ جب تک امکان میں ہے میں بھی مر نہ لوں"۔

پنولین کو کامل فتح حاصل ہوئی یعنی ترکی فوج صرف فتح ہی نہ کر لی گئی بلکہ برباد کر دی گئی جیسے کہ آفتاب نقاب و خاں منہ پر ڈالے ہوئے کرہ آتش کی مانند کوہ لبنان کے پیچھے ہوا۔ یہ تمامی پر شکوہ فوج جو مصر کے حملہ کے لئے جمع ہوئی تھی اور جس کو فتح تھا کہ آسمان کے ستاروں اور ریگستان کے درختوں سے بھی زیادہ بے شمار تھی کہیں نظر نہ آتی تھی۔ تمام ترکی لشکر گاہ۔ چار سو اونٹ اور بے شمار مال غنیمت فرانسیسیوں کے ہاتھ لگا۔

یہ نامی فتح پنولین نے کھلے ہوئے میدان میں ایک جی ہوئی لڑائی میں صرف چھ ہزار سپاہ سے حاصل کی اور ایسی نامی فتوحات کا بیان تاریخ میں بلا اظہار استعجاب نہیں ہو سکتا۔ وہ بڑا مقصد جس کے لئے پنولین شام میں آیا تھا حاصل ہو گیا اور اب وہ ایکری کو لڑنا کہ محاصرہ کا کام بڑے شد و مد سے شروع کرے کیونکہ گو یہ بڑی فوج جو اُس کی پالی کو جمع ہوئی تھی اب برباد ہو چکی تھی لیکن اُس کے وسیع و مانع میں تو اور بہت سی بڑی بڑی تدبیریں سمائی تھیں۔ ایک مرتبہ شام کو پنولین اپنے سکرٹری بیورین کے ہمراہ اُس ٹیلہ پر کھڑا تھا جس کو اب تک رچرٹو شیر دل کا ٹیلہ کہتے ہیں اور اپنے گرد و خیزری اور بربادی کے اُداس منظر کو غور سے دیکھ رہا تھا کہ غلطی سے سکوت کے بعد کہنے لگا۔

"ہاں بیشک اے بیورین اس منحوس قلعہ نے میرا بڑا نقصان کیا اور اب

معاملات اُس حد کو پہنچ گئے ہیں کہ آخری کوشش ضرور کرنی چاہئے۔ صرف ایک ہی کی فتح پر مشرق کی قسمت کا فیصلہ ہے یہی مسطظینہ یا ہندوستان کی کلید ہے اگر اس ذیل قلعہ کے فتح کرنے میں ہم کامیاب ہو گئے تو میں پاشا کے خزانہ پر قبضہ کروں گا اور اُس کے اسلحہ بونگا جو تین لاکھ سپاہیوں کے لئے کافی ہیں اور پھر میں شام کے سب جوانوں کو ابھار کر مسلح کر دوں گا کیونکہ احمد کے ظلم سے یتیم آگئے ہیں اور اُس کی بربادی کی دعائیں مانگ رہے ہیں اور پھر میں دمشق اور حلب پر بڑھوں گا اور جس قدر میں آگے بڑھتا جاؤں گا ناراض رعایا کو فوج میں بھرتی کر کے فوج کی تعداد بڑھاتا جاؤں گا۔ میں لوگوں پر اعلان کروں گا کہ میں اُن کی بیڑیاں کاٹنے آیا ہوں۔ اور پاشاؤں کی ظالمانہ حکومت کا استیصال کرنا چاہتا ہوں۔ کوہ لبنان کے عیاشیوں کو صرف ایک ہی کی فتح کا انتظار ہے اور وہ اگر میرے شریک ہو جائینگے۔ دمشق کی گنجیاں تو میرے سامنے پیش کی جا چکی ہیں۔ میری مسلح فوجیں مسطظینہ تک پہنچ جائیگی اور سلطنت اسلام الٹ جائیگی۔ میں مشرق میں ایک زبردست جدید سلطنت قائم کروں گا جس سے میرا نام ورتبہ نسلاً بعد نسل قائم ہو جائیگا۔

ان ان خیالات سے اپنے منصوبہ کو تازہ کر کے اور پورے اعتقاد سے کہ وہ قسمت کا قابل ہے جہاں تک اس سے ہو سکا اُس سے ایک ہی کی محاصرہ میں کوشش کی لیکن اُس کی بند گاہ میں انگریزی۔ ترکی اور روسی بیڑے موجود تھے اور مستحکم قصبوں کے پیچھے بڑی جدوجہد۔ سب حملہ آوروں کے مقابل میں ہمسرتوت۔ علم اور شجاعت کے ساتھ انگریزی جنرل۔ فرانسیسی انجینئر اور یورپائی کے سپاہی پہلو بہ پہلو کھڑے تھے۔

کسی قلم کی مجال نہیں کہ اُن خونریز منظروں اور نہایت ہی ہولناک معرکوں کو جواب پیش آئیں جیٹ تحریریں لاسکے۔ دنوں۔ راتوں۔ ہفتوں۔ متواتر قتل و خونریزی کا

بازار گرم رہا۔ اس مخدہ سے اب چند قلم شکن توپیں جہازوں کے ذریعہ سے فرانسس
 سنگا لینے میں کامیاب ہوئے اور ایکری کی دیواریں سمار کر کے سیاہ دھیر کر دیا۔ مگر
 پرگولے پڑ رہے تھے اور مکان ہم کے گولوں سے اڑ رہے تھے۔ خون سے لہجڑے
 ہوئے سپاہی جو دھوئیں سے کالے ہو گئے تھے اور جن کے کپڑے جل گئے تھے
 اور پھٹ گئے تھے خون فشاں تلواریں اور سنگین لے لے کر ایک دوسرے
 پر حملہ آور ہوتے تھے اور ان کے نعروں سے توپوں کی گرج مات ہو گئی تھی۔ شور
 توپوں کے شعلے۔ گدھک کا چھاجانے والا دھواں دن کو خوفناک رات بنا دیتا
 تھا اور متواتر توپوں اور بندو قوں کی آگ رات کو منحوس اور دھندلاؤں کر دیتی
 تھی اور سپاہیوں کی شکلیں جو آسمان کی طرح تیزی اور دیووں کی سی خوشخواری
 سے جلا آور ہوئے تھے۔ بوق وقرنا کی آوازیں ہلکی علی اور جاں طلب مجروحوں کی
 سچیں وہ منظر تھا کہ نہ کسی زبان کو یاد رہے کہ بیان کرے اور نہ کسی تصور کی مجال
 ہے کہ خیال کر سکے۔

مردوں کے ذہن کرنے کی ایسے میں بھلا کہاں صلت تھی اور صد ملامتوں
 کے تیز دھوپ میں سڑ جانے سے نہایت پریشان کن خطرہ بڑھ گیا تھا۔ فلکی اردو
 کو جو آسمانی حملوں میں ملی جلی محبت و الفت سے رہتی ہیں یہ سب تماشائو ایسا تماشہ
 معلوم ہوتا ہوگا جو ایک شیطان گاہ کے نمایاں تھا لیکن تاہم انسان کا دل
 ایسا بے دروہ ہے کہ وہ اکثر ایسے منظروں کی زبونت بھول کر ان کی اظہار و انکسار
 اور استقلال پر خیال کرنے سے ایک عجب مسرت حاصل کرتا ہے۔ فی الواقع
 ہم آدمی لوگ بھی ایک بڑی ذلیل مخلوق ہیں۔

کبھی کبھی اس خطرناک طوفان میں خاموشی بھی ہو جاتی تھی کہ فریقین اور زیادہ
 شدت سے بھڑنے کو تیار ہو جائیں۔ حملہ آور گہری گہری سرنگیں اکیڑی کی تفصیلوں

صفحہ ۷۰

اور بروجوں کی بنیادوں کے نیچے وڈا کر صد ہا پیسے بارود سے کوہ آتش فشان کے ہا کی طرح آدمیوں اور چٹانوں کو اڑا کر خوفناک ڈھیر کر دیتے تھے۔ اور اس بربادی کی حالت میں جبکہ آسمان تاریک ہو جاتا تھا حملہ آور خون بھری سنگین ہاتھوں میں لے کر حملہ کرنے کو جھپٹتے تھے۔ فرانسیسی اُس سیبا کی اور خوفناکی سے حملہ آور ہوتے تھے۔ جو انسان کی طاقت میں ہوا اور اُسی مستقل نڈری اور شجاعت سے محصورین اُن کو پس پا کر دیتے تھے۔

سر سڈ نے آہستہ ترکی اور انگریزی افواج کے ساتھ اس محاصرہ کا کارپرداز تھا اُس نے کامل ہزار اور لاسخ استقلال کا اظہار کیا اور ہر ایک کا گر گر کر آہ حرب سے کام لیا۔ چونکہ وہ جانتا تھا کہ فرانسیسی فرانس لوٹنے کو دیوانہ ہو رہے تھے اور اپنے بیڑہ کی بربادی سے یاس ہو گئے تھے اور اب وطن پہنچنے کی کوئی صورت باقی نہ تھی اُس نے فرانسیسی سپاہیوں میں ایک اعلان شائع کر دیا جس میں وعدہ تھا کہ جو فرانسیسی نپولین کا جھنڈہ چھوڑ کر بھاگ آئیگا وہ خیریت سے فرانس پہنچا دیا جائیگا اور بہت سے اس قسم کے ہشتیار سپاہیوں کے سامنے دیواروں سے نیچے ڈال دیئے اس سے بڑھ کر لالچ دلانے والی کوئی دوسری بات نہو سکتی تھی تاہم ایک فرانسیسی سپاہی کی بابت یہ بات نہیں سنی گئی کہ اُس نے اُس سے فائدہ اٹھایا ہو۔ نپولین نے اس کے جواب میں ایک اعلان شائع کیا جس میں لکھا کہ وہ اُسی سر سڈ نے آہستہ کو قتل و مروع ہو گیا ہے سر سڈ نے آہستہ کو اس پر ایسا غصہ آیا کہ اُس نے نپولین کو لکھا کہ میدان میں اگر اُس سے دوبارہ جنگ کر لے۔ اس پر اس نے جو ان جنرل نے بڑے تکبر سے جواب دیا۔ اگر سر سڈ آہستہ مار لے گا تو وہ *Marshall de France* کو اُس کی قبر سے اٹھا کر بھیجے گا تو البتہ اُس سے

سلا مار لے گا انگلستان کا مشہور جنرل تھا۔ ملکہ ایلی کی عہد حکومت میں جس نے آہستہ سے آہستہ جنگ

حکومت کی اس جنرل کے کارنامے مشہور ہیں۔ ۱۲ مترجم۔

میں لڑکتا ہوں اور اگر سرسٹلے آسمتھ کو خود شوق مبارزت ہے تو میں اپنا ایک گرانڈیل بھیجتا ہوں اور یووار کے ایک شگاف کو چند لمحوں کے لئے قوا عرجنگ سے مستثنیٰ کئے دیتا ہوں اُسے اور نہٹ لے۔

محاصرہ کے دوران میں جنرل گیفرلی کے کاری گولی کا زخم لگا اور اٹھارہ دن تک بڑی تکلیف جھیل کر انتقال کیا۔ نپولین کو اس جنرل سے بڑی محبت تھی اور ہر روز دو مرتبہ جا کر اُس کو دیکھتا تھا۔ نپولین کا اس جنرل پر اتنا اثر تھا کہ اگرچہ وہ اکثر غافل و بیہوش رہا کرتا تھا لیکن جہاں نپولین کا نام سنتا تھا اُس کے حواس صحیح ہو جاتے تھے اور وہ بڑی ہوشیاری سے باتیں کیا کرتا تھا۔

سپاہیوں نے نپولین کو اپنی جان نثاری کے اکثر ثبوت دیے ہیں۔ ایک دن دوسرے کے قریب کھڑا ہوا نپولین کچھ ہاتھیں دے رہا تھا کہ ایک بم کا گولہ جس کا شناہ بڑی تیز سے اسے سلگ رہا تھا اُس کے پیروں کے قریب آکر گرا۔ دو گرانڈیلوں نے نپولین کو اس خطرے میں دیکھا اور جیت و ڈر کر اُس کو اپنے ہاتھوں کے حلقہ میں لے لیا۔ اُس نے یہ ان کو اپنے ہاتھوں سے بالکل چھپا لیا۔ یہ گولہ پھٹا اور اتنا بڑا گڑھا زمین میں ہو گیا کہ ایک گاڑی مع دو گھوڑوں کے اُس میں اچھی طرح سما سکتی تھی اور نپولین اور وہ دونوں گرانڈیل لڑتے لڑتے اُس گڑھے میں گر پڑے اور پتھروں اور خاک سے نہٹ لگے۔ ان میں سے ایک گرانڈیل کے ذرا زیادہ چوڑا آئی اور نپولین خفیف چوٹ کھا کر باہر آگیا۔ اور دونوں مورماؤں کو ترقی دے کر افسر بنا دیا۔

نپولین نے کہا ہے کہ ”مجھے یقین ہے کہ کسی جنرل کے سپاہیوں نے اُس کے ساتھ وہ جان نثاریاں نہیں کیں جو میرے سپاہیوں نے میرے ساتھ کی ہیں۔ آؤ کوئی ایک مقام پر کرنل میورن میرے سامنے آگیا اور اُس نے کو اپنے اوپر لے لیا

جو میرے اوپر تھی اور وہ میرے قدموں کے سامنے گرا۔ اُس کے خون کا فوارہ میرے
 چہرہ پر آیا۔ میری جگہ مصائب میں میرے سپاہی نمک حلائی میں کبھی کم نہیں پائے
 گئے۔ کسی انسان کی اُس کے سپاہیوں نے ایسی وفا شکاری سے خدمت
 نہیں کی جیسی میرے سپاہیوں نے میری کی۔ مینے یہاں تک دیکھا ہے کہ آخری
 قطرہ خون کے نکلنے تک میرے سپاہیوں کے لبوں پر یہی جملہ ہوتا تھا۔ ”پہوین
 زندہ ماناد“

باب سیر دوم

محاصرہ سے دست برداری

صفحہ ۱۰۵

سخت خوزیزی - تلخ یابوسی - اپنے دشمنوں کے ساتھ پتوئین کی فیاضی - ڈیوئیل
 سے نفرت - اعلان - فرانسیسیوں کا آئیری (عکس) چھوڑ کر چلا جانا - بیارو
 کے ساتھ پتوئین کی رحم دلی - بیرن لارے - پتوئین کا غصہ - اُس کا قاہرہ پہنچنا - جب
 قاصد - ابوکریں بڑی فتح - بونلپارٹی کا فرانس کوٹنے کی بابت غم -

اب محاصرہ کو ساٹھ دن ہو چکے تھے اور تناوار و طاعون سے پتوئین کے تین ہزار
 سپاہی مر چکے تھے۔ مجروحوں اور مریضوں سے اسپتال بھرے پڑے تھے
 اس پر بھی پتوئین اپنی کوششوں سے باز نہ رہا۔ وہ کہتا تھا فتح اُسی کو ہوتی ہے
 جو سب سے زیادہ مستقل ہے۔ پتوئین کے اب سب گولے ختم ہو چکے تھے۔
 ایک عجیب الونکی تجویز سے اُس نے نئے گولے ہم پہنچائے۔ اُس نے
 ساحل پر اپنے سپاہی بھیجے اور اُن کو کام میں مصروف کیا جس سے ظاہر
 معلوم ہوتا تھا کہ وہ مدد نہ باندھ رہے ہیں جس پر لوپ خانہ قائم کرنے کی نیت

یہ دیکھتے ہی سرسبز نے ہاتھ فزاع انگریزی جہازوں کے مقابلہ میں اپہونچا اور اپنی جہازی باٹریوں سے گولوں کا مینہ برسانا شروع کر دیا۔ فرانسیسی سپاہی جو اس کارروائی کا پورا مطلب سمجھے ہوئے تھے اسقدر منتہی تھے کہ آفتوں میں بل پڑ جاتے تھے اور دوڑ دوڑ کر ان لوگوں کو جو رگ پر لڑا ہلکے تھے اٹھا اٹھا کر جمع کرتے تھے۔ نیولین نے فی گولہ پانچ فرانک قیمت لگا دی تھی جب یہ ذخیرہ ختم ہو جاتا تھا وہ کچھ سوار اور گاڑیاں ساحل پھینچتا تھا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی کارآمد حرکت میں مصروف ہیں اور انگریزی سپہ سالار فوراً سمندر میں مقابل پہونچ کر اپنے معمولی گزنیوں سے ایک اور بڑی لوگوں کی تعداد اندر دیتا تھا۔ بہت دنوں تک اسی طریقہ سے نیولین اپنے ذخیرہ کو مدد دیتا رہا۔

ماہ مئی میں سپہ کو تیس جہازوں کا ایک بیڑہ سمندر میں دور سے نظر آیا اور یہ ایک مکی اکلہ کی طرف آرہا تھا۔ سب لوگ اسی طرف بھڑو دیکھنے لگے اور اس منظر سے حائر اور محسورین دونوں کے دلوں میں ایک عجب تردد پیدا ہوا۔ فرانسیسیوں کو تو یہ توقع تھی کہ فرانس یا اسکندریہ سے ہمارے لئے مدد آ رہی ہے اور محسورین کی یہ امید تھی کہ یہ بیڑہ ان کے کسی رفیق بادشاہ کا ہے اور ہماری مدد کو آرہا ہے اور اب ہم اپنے خوفناک دشمن کو پوری طرح ہزیمت دینگے۔ انگریزی جہاز چلیج سے نکلا اس بیڑہ کے ساگھاٹ کو جس کا حال انھیں معلوم نہ تھا باہر کھڑے ہو گئے۔ لیکن یہ دیکھ کر کہ ترکوں اور انگریزوں کا متحدہ بیڑہ چلیج کی طرف آرہا ہے فرانسیسیوں کی ایوسی کی کوئی حد باقی نہ رہی۔ یہ ترکی بیڑہ بارہ ہزار فوج اور بہت بڑی مقدار سامان حرب کی لایا تھا۔

(صفحہ ۱۰۶)

نیولین کو صرف یہی ایک موقع باقی تھا کہ اس فوج کے اترنے سے قبل ایکری پر قبضہ کر لے۔ یہ اندازہ کر کے کہ چھ گھنٹے سے کم میں یہ فوج جہازوں سے اتر سکتی تھی اس نے فوراً حملہ کرنے کا غم کیا۔ نیولین کے مستحکم کالم شام کی چنگتی ہوئی تاریکی میں خاموشی سے نہایت مستقل حملہ کے لئے بڑھے۔ محسورین کو معلوم تھا کہ اگر وہ چند گھنٹہ اور

دشمن کو روکیں تو ملک کا انا لیتنی تھا پس بڑی جاں بازی سے مقابلہ پر کمر بستہ ہوئے اور خوزیری کا سخت ہولناکی منظر پیش آیا۔ جہازوں سے افواج بڑی سرعت کے ساتھ کشتیوں میں اتاری گئیں اور اپنے ہارستے ہوئی دوستوں کی کمک کو بڑی تیزی سے خلیج میں چھٹیں۔ سرمد نے استمٹھ اس جہاز والی فوج کا نو سردار بنا اور چھپوں سے اس مسلح کر کے شگاف پلایا۔ حملہ آفرینوں کے اس افتادہ تودہ پر جس کو شمار کر کے انھوں نے انھوں نے ڈھیر کر دیا تھا چڑھ گئے اور بار بار تک ہوا کر پاشا کے باغ میں درپے لیکن جینی زری کا ایک تازہ گردہ ان پر اگر اجن کے ایک ہاتھ میں تیز تلوار اور دوسرے میں خنجر تھا اور ایک ساعت میں سب فرانسیسیوں کے تنوں سے سر جدا کر دیئے ترک پناہ نہ دیتے تھے اور بے رحم قصاب اپنے محل کے صحن میں بیٹھا ہوا بڑی فیاضی سے ہر ایک سر کی بابت جو اس کے سامنے لایا جاتا تھا انعام دیتا تھا اور سردوں کے انبار کو جو اس کے سامنے لگا تھا دیکھ کر مسکراتا تھا۔

ہاں سرمد نے کو بالضرور بار بار اپنے رفیقوں کے افعال پر غور کرنے سے شرم آتی ہوگی۔ مگر وہ تو جمہوری افتادہ گاہوں کی ترقی روکنے کو لڑتا تھا اور ایسی خدمت انجام دینے کے لئے ترکوں کی تلوار موزوں نہ تھی۔ اسی مقصد کے لئے چند سال قبل بھائی اور نبراہر کیمر، خون کا لوفان برپا کر چکے تھے۔ پنولین احمد قصاب کے ہاتھ سے پہلوی تلوار چھین لینے کی کوشش کر رہا تھا اور سرمد نے اس کی قی میں یہ تلوار احمد کے ہاتھ میں باقی رہے۔

سرمد نے استمٹھ۔ وزیر و سربراہ شام کی دوسری عیسائی قوموں کے پاس اعلان بھیج کر لکھا کہ وہ مسیحی سو۔ (سرمد نے استمٹھ) کے سچے عقیدے بھروسہ رکھیں اور ایک بے اصولے مرتد (پنولین) کا خیال نہ کریں۔ لیکن سخت افسوس ہے کہ کتا فتح میں سوری سورمانے پچارہ وزیر اور دوسری شام کی قوموں کو بالکل جی سے

بھلا دیا اور ہمدردی کا ایک لفظ کے بغیر ان کو چھوڑ دیا کہ مسلمانوں کے لبوہری تلوار کے نیچے اس زمانہ تک جس کی انتہا معلوم نہیں پڑے سسکتے تھے۔ فرانسیسیوں کا ایک کالم دوسرے کے بعد بڑھتا تھا اور ہولناک خونریزی کے ساتھ پس پائیا جاتا تھا۔ ہر ساعت دشمن کی تعداد بڑھتی جاتی تھی اور ہر لمحہ پولین کی فوج قلعہ کی باڑیوں کی راستہ گھلٹی جاتی تھی۔ اس خوفناک معرکہ میں ہمارے ہزاروں سپاہی دست بستہ لڑ رہے تھے یہ بات ثابت ہوئی کہ ترکوں کی تلوار یورپ والوں کی سنگین سے زیادہ زبردست اور قتل تھی۔

اب کامیابی کی امید باقی نہ رہی اور پولین کے غم کے ساتھ محاصرہ اٹھالینے کی تیاریاں کیں اسے معلوم تھا کہ ایک زبردست ترکی فوج روسی اور انگریزی بڑے کی مدد کے ساتھ روڈس سے بڑھ کر جانے والی تھی اور اس فوج کے مقابلہ کو دلچسپ جانے میں ایک ساعت کی دیر نہ کی جاسکتی تھی۔ اگر ان کی جبری جنگ میں پولین کا بیڑہ برباد نہ ہو گیا ہوتا تو اس کے لئے ایک نئی فتح کر لینا بہت آسان تھا اور ان نتائج پر غور کرنے سے جو اکیڑی کی فتح کے بعد پیدا ہوتے خیال گم ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر سرسٹن کے ہتھم کی دلیری، بندرہستی اور غم و ہمت درمیان میں نہ ہوتے تو اس بیڑے کے نہونے پر بھی اکیڑی فتح ہو جاتی اور نصاب کا فونی دور حکومت ختم ہو جاتا۔ پس کوئی کلام نہیں ہے کہ پولین کی پیش بندیوں میں ناکامی بڑی بھاری بابوسی کا مقام ہے یہ پولین کی زندگی کی بہت بڑی امید کا خاتمہ تھا۔ ایشیا کی کروڑوں مخلوق کی طیریاں کاٹنے کی نیت جو ان کو نہایت ہی ذلیل غلامی میں جکڑی ہوئی تھیں اور ایک بے انتہا اور بے حد سلطنت قیام کرنے کا ارادہ جیسی کہ دنیا نے کبھی دیکھی نہ تھی اس سے انسان کی جسمانی ذہنی اور اخلاقی ہیرو دی مدعا ہو ایک بست و نہ سالہ جوان کے دل میں بڑا عالی شان جوصلہ تھا۔

تایخ نہ غلطی کرنے والی صداقت سے آدمی کی کارروائیوں اور اُس کی مسئلہ تجویزوں کو تفصیل کے ساتھ لکھ سکتی ہے۔ ایک دوسرے سے جھگڑنے والی تجویزوں کی تصویر کھینچنے کا ارادہ جو بودے انسان کے دل کو تحریک دیا کرتی ہیں خطرناک ہے۔ نہایت ہی عاجز مزاج عیسائی بھی اپنے بہترین افعال میں نازیبا تجویزیں مخلوط پاتا ہے۔ نپولین عیسائی نہ تھا اُس نے مسیحی اسکول میں کوئی سبق نہ پڑھا تھا۔ کیا اُس کا یہی منشا تھا کہ اپنے کو بڑھائے اور دنیا کا سب سے بہتر اور سب سے بڑا بادشاہ ہو کر خود اپنی شہرت کو پیدا کرے اور اُس کو ہمیشہ کے لئے قائم کر دے یہ مسیحی خیال تو نہیں ہے۔ لیکن یہ خیال ایسا بھی نہیں ہے جس نے نیرو کے دل کو شیطانی بنا دیا تھا نہ ہی ہشتم بادشاہ انگلستان کی شہوت پرستی کو تحریک دی تھی اسکندر کے سینہ کو جس کے ہمراہ لافٹ آواز تھیں جوش سے بھر دیا تھا اور جس نے تیمور لنگ کو میدان قتال میں مہمیز کیا تھا۔

ایسا پڑھوس فاتح جو صلح طلب ملک پر یورش کرتا ہے اور آتش و شمشیر کے زور سے بڑوں اور بے کس قوم کو مطیع کرتا ہے کہ وہ غلامی کے جوئے کے پیچھے اپنی گریبوں رکھ دیں اور یہ فاتح اُس قوم کو ذلت و جہالت کے سمندر میں ڈبوئے اور قید خانہ۔ تلوار اور دُروں کے بل سے اُس کے خزانے چھین لے اور جو فاتح کر درو مخلوق کو کچے ذلیل جھونپڑوں اور افلاس و مصیبت میں رستے کو مجبور کرے تاکہ وہ خود اور اُس کے حکمران دستر خوانی بلاؤ عیش و عیاشی میں جشن اڑائیں دنیا کی لعنت کا مور دہے۔ مشرقی بادشاہوں کا یہی حال تھا۔ لیکن اسی سختی کے ساتھ ہم اُس شخص کی جوس پر الزام نہیں لگا سکتے جو بیڑیاں تیار کرنے کی غرض سے نہیں بلکہ بیڑیاں کاٹنے کی مدعا سے۔ خود سر بادشاہت قائم کرنے کی منشا سے نہیں بلکہ خود سر مصلوب پر حملہ کرنے کے ارادہ سے مخلوق کو مفلس بنانے اور ذلیل کرنے کے مقصد سے

۴۰

نہیں بلکہ اُن کی ترقی اخلاق - ہمدردی - اور دولت بڑھانے کی نیت سے یورپ سے لائے گئے تھے اور وہاں کی پونجی زبردستی چھین کر عیش و عشرت میں بسر کرنے کو نہیں بلکہ مصیبتیں اور ہر قسم کی تکلیفیں اور بے آرامی صرف اس مدعا سے خود بخوش برداشت کرتا ہوں کہ اپنا سچ تو مول کو قسمت آزمائی محنت اور کفایت شعاری پر آدھ کرے پنولین کی ہوس ایسی ہوس تھی اور اس میں کیا شبہ ہو سکتا ہے کہ وہ بڑی وسیع الشان ہوس تھی۔

ایکری پر ناکام رہنے کے بیس برس بعد جبکہ سینٹ ہلینا میں پنولین مقید تھا اُس نے اپنے شروع جوانی کے خیالات کی طرف اس طرح اشارہ کیا تھا کہ اگر ایک مرتد ایکری فتح کرنی جاتی تو فرانسیسی سپاہ اڑ کر حلب اور دمشق پہنچتی اور پھر دم زدن میں وہ دریا فرات کے کنارے ہوئی۔ شام اور ارمینیا کے عیسائی اور وزیر میری فوج میں لڑتے اور مشرق کے کل آدمیوں میں جوش پیدا ہو جاتا۔

کسی نے اس پر کہا کہ آپ کی فوج میں ایک لاکھ آدمی بھرتی ہو جاتے۔

پنولین نے جواب دیا "نہیں یوں کہو کہ چھ لاکھ آدمی بھرتی ہو جاتے۔ کون اندازہ کر سکتا ہے کہ کیا ہوا ہوتا۔ میں مسطینیہ پہنچتا اور ہندوستان پہنچتا اور دنیا کی دکان بدل دیتا۔"

جس حیرت انگیز استقلال سے پنولین نے اس مایوسی کو برداشت کیا اُس کی تصدیق پنولین کے اس بیان سے ہوتی ہے "ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قدرت نے اندازہ کر لیا ہے کہ میں بڑی بڑی مایوسیاں برداشت کرونگا اُس نے مجھے سنگ کا دل دیا ہے۔ گرج سے اُس پر شکن نہیں آتی اور نیرگولی وغیرہ صرف قریب سے ہو کر ٹکل جاتے ہیں۔" اُس کے نہایت ہی بے تکلف دوستوں کو بھی معلوم نہوا کہ اس حادثہ پر اُس کو کوئی نارضا مندی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اُس کو صرف اسی قدر خیال تھا کہ مشرق میں سلطنت کی بنیاد اُن کی تقدیر میں نہ تھا۔ پس تقدیر پر قانع

رہ کر اُس نے دوسری مہمت کی طرف اپنی توجہ پھیر دی۔ نیپولین نے سرسڈ نے سمجھنے کی طرف نہایت ہی نیک دلی سے اشارہ کر کے کہا کہ ”اُس آدمی نے میری تقدیر کا لکھا مٹا دیا۔“

اپنے دشمن کی صفات نیک تسلیم کرنے میں نیپولین حیرت انگیز فیاضی کا اظہار کیا کرتا تھا۔ سرسڈ نے سمجھنے کی طرف سے اُس کے دل میں ذرا کاوش نہ تھی۔ باوجودیکہ سرسڈ نے سمجھنے ہی وہ شخص تھا جو ایکری میں نیپولین کی ناکامی کا اصل باعث ہوا تھا۔ ورم سر کے متعلق جس سے اُٹلی میں نیپولین کی سخت معرکہ ارائیاں رہیں وہ کہا کرتا تھا کہ ورم سر بڑا فیاض دل دشمن تھا اپنی فتح مندی کی حالت میں نیپولین نے ورم سر سے اس قدر عنایت کا برتاؤ کیا کہ نیپولین اگر کسی اپنے خالص دوست پر بھی فتح پاتا تو اس سے بڑھ کر بڑاؤ نہ کر سکتا تھا۔

شاہزادہ چارلس کے بارہ میں جس سے وائسٹ کی یوریش میں نیپولین کی سخت لڑائیاں ہوئیں نیپولین کا مقولہ ہے کہ ”شاہزادہ چارلس ایک نیکو صفات شخص ہے اور جب لفظ نیکو صفات کا اطلاق کسی شاہزادہ کے متعلق کیا جاتا ہے تو اُس میں سب کچھ آجاتا ہے۔ پرنس چارلس سے ممکن نہیں کہ وہ کوئی نازیبا فعل کر سکے۔“ اپنے ایکری کے متلون مزاج اور غیر قائم طبیعت دشمن (سرسڈ نے سمجھا)

کی بابت نیپولین بڑی چچی تلی تجویز سے بے رورعایت کہتا ہے۔ سرسڈ نے سمجھنا بہادر سپاہی ہے فرانسیسیوں سے مصروف خالی کرانے کے صلح نامہ میں اُس نے بہت بڑی شرافت کا اظہار کیا اس بات سے بھی بڑی فیاضی پائی جاتی ہے کہ لارڈ کیتھ گرنٹ کا انکار دوبارہ عہد نامہ صلح نامہ اُس نے جنرل کلیر کو فوراً بھیج دیا جسے فرانسیسی فوج بچ گئی۔ اگر یہ انکا رسات آٹھ روز اور پوشیدہ رکھا جاتا تو تاہرہ ترکوں کے حوالہ کر دیا جاتا اور فرانسیسی فوج کو انگریزوں کی اطاعت بتول کرنا پڑتی۔ اُس نے اُن

فرانسیسبروں کے ساتھ بھی جو اُس کے یہاں قید تھے نہایت سلوک اور مدارات کا برتاؤ کیا۔ وہ بڑا چست۔ ذہین۔ جوڑ توڑ کا اور نہ تنکے والا شخص ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ نیم خطی ہے۔ ایکری میں ناکامی کا یہ سبب ہوا کہ اُس نے میری توہین اور قلعہ کشی کا سامان جو چھوٹا چھوٹے جہازوں پر آکر ہی تھیں سمندر میں گر قار کر لیا۔ اگر یہ نہ ہو گیا ہوتا تو باوجود سرسٹے تھے کہ میں ایکری تک کھینچ لیتا۔ اُس نے بڑی بہادری سے کام کیا۔ اُس نے ایک فٹنٹ کے ذریعہ سے صلح کے جھنڈے کے ساتھ مجھے دوبارہ جنگ کرنے کا پیغام بھیجا۔ میں اس پر سنہنے لگا اور میں نے جواب دیا کہ اگر وہ مار لبرہ کو بھیجے تو میں جنگ کو آمادہ ہوں۔ باوجود اس کے میں سرسٹے کے چلن کو پسند کرتا ہوں اُس میں بہت سی اچھی صفات ہیں اور ایک دشمن کی حیثیت سے میں اُس سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔

فطرت انسانی کو نظر و قیاس سے دیکھنے والا ممکن ہے کہ اس الوکلی صداقت میں اصول کی سنجیدگی نہ پاسکے کیونکہ دل نرم نگاہی کے قابل نہیں رہتا جبکہ حق و ناحق کی عین صداقت کی اُس کو جستجو ہوتی ہے۔ یہ بلا کم و کاست صحیح ہے کہ میدان جنگ میں نپولین اپنی اعداء کا اُسی خیال کے ساتھ مقابلہ کرتا تھا جس سے بازی شطرنج میں وہ اپنے حریف کا سامنا کرتا تھا۔ یہ لڑائیاں بادشاہوں اور رعایا میں سخت جنگیں تھیں۔ نپولین بادشاہوں سے خفا نہ تھا اسلئے کہ وہ اپنے حقوق کی حفاظت میں لڑتے تھے۔ یہ قدرتی ہے کہ غصے کے لمحے ہوتے تھے لیکن اُس کے خیالات لگتا یہی تھے کہ اُس کے دشمن فتح کئے جائیں مجرم قرار نہ دیے جاویں۔ ایک موقع پر نپولین کو سخت تعجب ہوا کہ اسکندر شاہنشاہ روس نے اپنی شرکت جنگ میں ذاتی مخالفتوں کو دخل انداز ہونے دیا تھا۔ ایک شاطر اپنے مخالف کے شاہ کو بازی شطرنج میں شکست دینے پر غصے دیکھنے سے نپولین سے زیادہ غیر مصنوعی انداز تعجب نہیں کر سکتا۔ اکثر ایسا معلوم ہوا ہے کہ نپولین نے کسی گہرے اخلاقی حیر سے کام نہیں کیا ہے

اُس کا انصاف بیاضی۔ الطاف۔ ایک اعلیٰ فطرت کی طبعی تخلیق تھیں نہ کہ عین عقیدہ
فرائض کے نیچے تھے۔ پنولین کے کارنامہ میں ہم کو چند ہی ایسے موقعے ملتے ہیں
جہاں اُس نے قوم پر ایمان کی نزاکت سے کام لیا ہے۔ اس قوت کے لئے تربیت
کی حاجت ہے اور پنولین کو یہ تربیت نصیب نہ ہو سکتی تھی۔
اُس کا عقیدہ تھا کہ اُس کے دل کو تقدیر سے تحریک ہوتی ہے جس سے وہ آگے
چلتا ہے۔

ڈرامی فنڈیل *Maedda* کا قول ہے کہ مجھے اچھی طرح یقین ہے کہ جب
کی مجھے تعلیم دی گئی ہے کہ انسان خود کچھ نہیں کرتا وہ موج کے جھاگ کے مثل ہے
جو پیدا ہوتا ہے اور بٹلے پیدا کرتا ہے اور پھر بٹلے جاتا ہے اور یہ سب خود اُس کی سعی
سے کچھ نہیں ہوتا بلکہ تقدیر کی قوی تحریک سے ہوا کرتا ہے جو اُس کو مجبور کرتی ہے
یہ اصول جس کو پنولین تقدیر کہتا تھا اور پرستے *Maedda* فلسفیانہ
ضرورت سے موسوم کرتا ہے اور کالون نے قضا و قدر نام رکھا ہے ہر ایک
دل میں جدا جدا متبادل صورت سے اُس نام کے موافق جو ہر ایک نے اُس کو دے
رکھا ہے اثر اختیار کرتا ہے یعنی کہیں وہ بہادر سے بہادر ہو گیا اور کسیوں کی توفیق دیتا ہے
اور کہیں یہ اصول زبوں بد کاریوں کا سبب ہوتا ہے۔

پنولین ڈیولکل کا سخت مخالف تھا اور اپنی فوج میں اس کی سخت ممانعت
کر دی تھی۔ مصر میں ایک شب ایک بڑے جلسہ دعوت میں لے *Annuaire*

ڈیولکل کے معنی ہیں کہ دشمن بزدل یا تلوار کے اپنے یا ہمیشہ تانہ کوٹے کریں۔ اس کا پہلے زیبا
رسم مخصوص فوج میں۔ اسی طرح بہا ہوتا تھا کہ دو سرسبز یا دو شخص ایک دوسرے کے لئے بدعا
کیا کرتے تھے۔ ڈیولکل کا ایک لفظ سے صحیح ترجمہ نہیں ہو سکتا۔ مترجم ۱۲۔

ص

نے حالت فوج پر کچھ طنز آمیز گفتگو کی جو تو سمجھا کہ یہ اشارہ خود نمونین پر تھا۔ جو نمونین کی گویا پستش کرتا تھا اور اس کو فوراً غصہ آگیا۔ اور لے لسی

سے بولا کہ تو نمک حرام ہے۔ اس کے جواب میں لے لسی نے کہا ”تو کینہ ہے“ یہ کہنا تھا کہ دونوں کی میان سے تلواریں باہر آگئیں اور تمام جلسہ کے لوگ کھڑے ہو گئے۔ کیونکہ یہ لفظیں ایسی تھیں کہ دونوں میں سے ایک کا خون ہوتا۔

جو تو نے سخت لہجہ میں کہا ”میں نے آپ کو نمک حرام کہا اور میں نہیں خیال کرتا کہ آپ نمک حرام ہیں۔ آپ نے مجھے کینہ کہا اور آپ جانتے ہیں کہ میں کینہ نہیں ہوں۔ لیکن باوجود اس کے ہم لڑینگے اور ہم میں سے ایک کا خاکہ ہونا چاہئے۔ مجھے آپ سے نفرت ہو گئی ہے اسلئے کہ آپ نے ایسے شخص کے خلاف گفتگو کی ہے کہ اگر خدا سے بڑھ کر نہیں تو اس کے برابر جب بھی میں اس کو عزیز رکھتا ہوں اور اس کا ثنا خواں ہوں۔“

رات اندھیری تھی اور مشعلوں کی روشنی میں ساری جماعت باغ کے کنارے گئی جو دریا سے نیل کی طرف ڈھلوان ہوتا گیا تھا اور دونوں غصہ سے متوالے جنرل تلواریں لے کر ایک دوسرے پر چھپٹے لے لسی کا سر شکاف ہو گیا اور جو نو کے ایک ہاتھ ایسا لگا کہ آنتیں باہر نکل آئیں۔ دوسری صبح کو جب یہ خبر نمونین کے پاس پہنچی تو وہ منایت غصہ ہوا اور کہنے لگا۔

”ارے کیا ان کا ارادہ ہے کہ ایک دوسرے کو ذبح کر ڈالیں کیا ان کا جی چاہتا ہے کہ نیل کے ترکلوں میں جا کر گرہوں سے جنگ کریں۔ ملوکوں۔ عربوں اور طاعون سے شاید ابھی سیری نہیں ہوئی۔“ اور پھر وہ اس طرح کہنے لگا گویا جو تو اس کے سامنے موجود تھا۔ ”مالتیہ جو تو تم اس کے مستوجب ہو کہ صحت ہو جسے پر ایک مہینہ حوالات رہو۔“

ایکری کا محاصرہ چھوڑنے کی تیاری میں پولین نے اپنی فوج کو حسب ذیل علما بھیجا۔

”اے سپاہیو۔ تم نے اُس ریگستان کو جو ایشیا کو افریقہ سے جدا کرتا ہے عرب افواج کی تیزی کے ساتھ طے کیا۔ وہ فوج جو مصر پر حملہ کرنے کو جا رہی تھی برباد ہو گئی تم نے اُس کے جنرل کو پکڑ لیا۔ تو میں۔ اونٹ اور سامانِ حرب چھین لیا۔ تم نے وہ سب تحکم مقامات جن سے ریگستان میں جاہات کی حفاظت ہوتی تھی لے لئے تم نے گوہرِ کبیر کے قریب اُن سب بد معاشوں کو جو مصر میں لوٹ کی امید سے ایشیا کے تمام حصوں سے جانے کو تھے پرانگندہ کر دیا۔ وہ تیس ہزار بارہ دن ہوئے جن کو تم نے ایکری کے بندر میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا اسکندریہ پر حملہ کرنے کی عرض سے جمع ہوئے تھے۔ لیکن تم نے انھیں مجبور کر دیا کہ بجائے اسکندریہ پر حملہ کرنے کے ایکری کی مدد کو دوڑیں۔ دشمنوں کے بہت سے جھنڈوں سے مختاری فوج کو جبکہ دمخ و فیروزی کے ساتھ مصر میں داخل ہو گئی زیبا نش ہو گئی۔ تین مہینے تک مٹی بھر آرمیوں سے جنگ جاری رکھنے کے بعد اور وہ بھی عین شام کے بیچ میں۔ اور غنیم کی چالیس توپیں اور پچاس جھنڈے چھین لینے اور چھ ہزار سپاہ کو اسیر کرنے اور غارہ۔ یافہ اور ایکری کی فصیلوں کو سمار کر دینے کے بعد ہم مصر واپس چلنے کی تیاری کرتے ہیں جہاں دشمن کے حملہ کا خطرہ ہے اور ہماری موجودگی کی سخت ضرورت ہے۔ اگر تم حیدر و زریاں اور ٹھہر سکتے تو ہم پاشا کو اُس کے محل میں قید کر لیتے لیکن ایسی حالت میں ایکری اتنی بچی قیمتی نہیں ہے کہ تین دن ضائع کئے جاویں یا سپاہیوں کی جانیں تلف کی جاویں جو نہایت ضروری خدمات کے لئے درکار ہیں اسے سپاہیو اب ہمیں نہایت خطرناک مصیبتوں میں کام کرنا ہے۔ اس مرحلہ کے بعد ہم اپنے کو مشرقی محلوں سے محفوظ کر لیں گے اور مغربی محلوں کا دفاع کرنا باقی رہے گا“

۲۰ مئی ۱۹۱۷ء کو پنولین نے پہلی دفعہ بتایا کہ ایک مہم کو مکمل چھوڑا۔ پنولین کے
 موبچوں سے اُدھر تو متواثر گولہ باری ہوتی رہی اور اُدھر سامان میدانوں میں کام دینے
 والی توپیں اور پیار پیچھے کو روانہ ہونا شروع ہوئے تاکہ ترکوں کو پیشہ بہنٹو کہ محاصرہ
 محاصرہ چھوڑے جاتے ہیں۔ پنولین نے اپنی سپاہ کے تین ہزار آدمی ایکری کی ایک
 میں دفنوں چھوڑے اور یہ یا تو لڑائی میں کام آئے تھے یا طاعون سے مرے تھے
 وہ اپنے حملہ کا ضروری اور اصل مقصد پورا کر چکا تھا۔ وہ ان ٹڈی دل انہوہوں کو
 بذکرہ کے حملہ کے لئے جمع ہوئے تھے برباد کر چکا تھا۔ اور اُس ملک میں اپنے ٹڈی
 کی لمبی خراب حالت کر چکا تھا کہ وہ مصر پر حملہ کرنے کے قابل نہ رہے تھے۔
 اُس کی گولہ باری سے ایکری جگہ ایک ٹھہر ہو گئی تھی۔ اپنی مشرقی نورانی فتح کے
 خیالات اُس نے سپاہیوں پر ظاہر نہ کئے تھے اور وہ یہی جانتے تھے کہ انھوں
 نے بڑی فحتمندی کے ساتھ اُس مقصد کو پورا کر دیا جس کا اُن پر اظہار کیا گیا تھا۔
 یعنی ترکوں کی بڑی فوج کو ستیا ناس کر دیا تھا۔ فحتمندوں کے سے بکر سے پھول کر
 انھوں نے نوٹنے کی تیاری کی اور بڑی تیزی سے روانہ ہوئے کہ ایک بڑی فوج
 کا مقابلہ کریں جو رڈس ~~مصر~~ میں اس غرض سے جمع ہوئی تھی کہ مخالف
 بیڑہ کی مدد سے مصر کے ساحل کے کسی حصہ پر جا اترے۔ اور اس طرح اگرچہ
 پنولین اپنی نہایت ہی عظیم الشان اور مخفی تجاویز میں ناکام ہوا تھا لیکن دنیا کی نگاہ میں
 وہ لاف فاف تھا۔

اسپتالوں میں بارہ سو مریض و مجروح تھے۔ جن کو گھوڑوں پر یا ڈولیموں میں
 لیجانے کو تھے۔ پنولین نے مجروحوں کے لئے اپنا گھوڑا چھوڑ دیا تھا اور اُس نے
 سپاہیوں کے ساتھ جلتی ہوئی ریگ پر سیاہ چلتا تھا۔ اور وزیر اور دوسری
 قوس میں جن کو سلطان سے مخالفت تھی نہایت پریشان بھتیں کیونکہ اب اُن کو فرانسیسیوں

کی واپسی کا حال معلوم ہوا۔ وہ جانتے تھے کہ احمد قصاب سخت انتقام لے گا۔ متحدہ بادشاہوں کی فتح نے اُن کے لئے نئی بیڑیاں تیار کیں اور خوف زدہ دیہات سے باپوں۔ ماؤں۔ بچوں کی فریاد و زاری نے اُس تشدد سے جواب ترکوں کے ہاتھوں سے اُن پر پور ہا تھا بلند ہو کر تمام مسیحی دنیا کے کانوں کو جھنجھنایا۔ لیکن انگلستان تو اتنا دور تھا کہ اُس کے خدا ترس ایوانوں میں بھلا یہ جھنجھکیو نہ مچ سکتی تھیں۔

یاد میں منجملہ بہت سے بیماروں کے سات قریب مرگ پائے گئے یہ طاعون سے مر رہے تھے اور ہمراہ نہیں لئے جا سکتے تھے پولین بے خطر اسپتال میں خود گیا اور اُس کے سب کمروں میں پھر اور بیماروں سے تسلی دلا سکی باتیں کیں۔ جاں بلب مریض اُس کو دیکھ رہے تھے اور لایان محبت سے اُس پر لگا ہیں دلتے تھے جیسے کہ ایک کمرے سے وہ دوسرے کمرے کو جاتا تھا۔ اُن سات بیماروں متعلق جن کا ساتھ لے جانا غیر ممکن تھا پولین بڑے تردد سے غور کرتا تھا اور اس خیال کو برداشت نہ کر سکتا تھا کہ اُن کو چھوڑ جائے اور وہ ترکوں کے ہاتھ پڑیں کیونکہ ترک ہر ایک قیدی کو بڑی ایذا دے کر قتل کرتے تھے پس اُس نے ڈاکٹر سے ایک تجویز کا اشارہ کیا اور وہ یہ تجویز مٹی کر اُن کو ایفون کی ایک ایک گولی دے دی جاوے جس سے بہت جلد اُن کی مصیبت آسان ہو جائے اور وہ ظالم دشمنوں کے ہاتھ نہ لگیں۔ اس پر ڈاکٹر نے نہایت ہی قابلِ تعریف جواب دیا کہ "میرا کام چمکا کرنے کا ہے ہلاک کرنے کا نہیں ہے۔"

پولین ایک لمحہ سوچتا رہا اور پھر اس معاملہ میں کچھ نہ کہا۔ بلکہ پانسوسپاہیوں کا ایک چند اول اُن کے ہمراہ چھوڑ دیا کہ اُن کے پاس موجود رہیں جب تک کہ آخر سپاہی کا انتقال ہو اس ایفون کی گولیاں کے اشارہ کرنے سے پولین پر بڑی

بڑی نکتہ چینیاں ہوئیں۔ مسیحی انصاف کو اس اشارہ سے چاہے جس قدر غلط لگا ہی ہے
دیکھنا بت ہو لیکن اس سے یہ تو ثابت ہو نہیں سکتا کہ پولین عالم مزاج کا شخص تھا۔
یہ اُس کی رحم و ملی اور اپنے سپاہیوں کے ساتھ الفت تھی جس نے اُس سے
یہ تجویز کرائی تھی۔ ایک بے دروشتیطان کو کیا پڑی تھی کہ ان چند بیکار اور جان بلب
آدمیوں کے خیال سے اپنے دل کو تکلیف دیتا بلکہ اُن کا ذرا بھی خیال نہ کر کے اُن کو
اُن کی قسمت پر چھوڑ دیتا۔ اُس بے رحمی کے متعلق جس سے پولین پر اس واقعہ
کی بدولت بھر مار ہو رہی تھی پولین نے سینٹ ہلینا میں کہا ہے :-

”میری دانست میں ان مرصیوں کو ایون دے دینا کوئی بُھرم نہ تھا۔ بلکہ جرم
تو کجا میری رائے میں ثواب تھا۔ بیچارے چند مرصیوں کو جن کو ہرگز صحت نہ ہو سکتی تھی
اس عرض سے چھوڑ دیا جانا کہ ترک اپنے دستور کے موافق اُن کو بڑی اذیت دیکر
قتل کریں میرے خیال میں ظلم کی بات تھی۔ جزل کو اپنے سپاہیوں سے وہی
کرنا چاہئے جو وہ خود اپنے ساتھ کیا جانا پسند کرتا ہے۔ اب یہ دیکھنا چاہئے کہ کوئی
شخص جس کے حواس بجا ہوں ایسی حالت میں چند ساعت قبل آسانی سے مرتے
کو ترجیح دیگا یا نہیں جب اے اس کے کہ ظالموں کے پنجہ میرا پھنکنا ایدائیں جھیلے
اور مرے۔ اگر میرا خود بیٹا۔ اور میں اپنے بیٹے سے اسی قدر محبت کر سکتا ہوں
جتنی کوئی دوسرا باپ کر سکتا ہے۔ ایسی حالت میں ہوتا جیسی ان مرصیوں کی ہو رہی
تھی تو میں ہی تجویز کرتا۔ اور اگر میری خود ایسی حالت ہوتی تو میں اسی تجویز پر اگر
مجھ میں حواس اور کافی طاقت ہوتی اصرار کرتا۔ مگر معاملات کی ایسی نازک حالت
نہ تھی کہ میں اُن کے ہمراہ کچھ آدمی نہ چھوڑ سکتا۔ چنانچہ میں نے اُن کے ہمراہ آدمی
چھوڑ دیئے۔ اگر میں اس ایون کی تجویز کو ضروری خیال کرتا تو میں جنگی کونسل
جمع کرتا اور اُس کی ضرورت کا اظہار کرتا اور یومیہ احکام میں اس حکم کو بھی وجہ کر دیتا

اور یہ بات محض نہ رہتی۔ کیا یہ بات تمھاری سمجھ میں آتی ہے کہ اگر مجھ میں اپنے سپاہیوں کو خفیہ زہر دینے کا مادہ ہوتا اور اس طرح ایک ضروری فعل کو پوشیدہ کرنے سے اُسے بجرانہ فعل بنایا کرتا یا میں ایسا ظالم ہوتا کہ اپنی گاڑی کو اپنے مجروح سپاہیوں کے جسموں پر جن سے ہنوز خون بہ رہا تھا دوڑایا کرتا تو کیا میرے سپاہی اُسی جہاں نشاندہی اور محبت سے جس کی نظیر دنیا میں نہیں میرے لئے جنگ کرتے۔ اگر ایک تہہ میں ایسا کبھی لیتا تو دوبارہ مجھے ایسا کون کرنے دیتا۔ جس وقت میں صفوں کے سامنے سے جاتا ہوتا کوئی سپاہی میرے گولی مار دیتا یا ہاں تک کہ مجروحوں میں سے کوئی مجروح جس میں بندوق کا گھوڑا چڑھانے کی طاقت ہوتی میرا کام تمام کر دیتا۔ میں نے اپنے تمام ملکی دور میں ایک جرم بھی نہیں کیا۔ میں یہی بات اپنے آخری لمحہ میں کہہ سکتا ہوں اگر میں جرائم کا مرتکب ہوا ہوتا تو آج میں سیٹھ ہلینا میں ہوتا یا میںے بوربون خاندان کو قتل کروا دیا ہوتا۔ یہ فقط میری مرضی پر تھا اور دنیا سے اُن کا نشان معدوم ہو جاتا۔ اس نکتہ اخلاقی پر میں نے ہمیشہ غور کی ہے اور ہمیشہ یہی بہتر خیال کیا ہے کہ آدمی کو اپنی تقدیر کا لکھا پورا کرنے کی آخری دم تک اجازت دی جائے اور یہ قسمت کیسی ہی کیوں نہ ہو اپنے رفیق و یو را ک کے معاملہ میں بھی میں نے یہی تجویز کیا تھا جس کی سرسئی اچھوں کے سامنے نہیں باہر نکل آئی اچھیں اور وہ مجھ سے بار بار التجا کرتا تھا کہ اُس کی مصیبت کا خاتمہ کر دیا جاوے۔ لیکن میں اس سے یہی کہتا رہا "اے رفیق تیری مصیبت پر مجھے بڑا غم ہے لیکن کیا تیرے کروں۔ آخر دم تک تجھے یہ اذیت برداشت کرنا پڑے گی"۔ سر رابرٹ ولسن تحریر فرماتے ہیں "اس بے رحم اور خون کے سیا شیطاں نیپولین نے یافہ میں اپنے مریض و مجروح پانسوا سسی ساسی کو صرف اس غرض زہر دے دیا کہ اُن کی خبر گیری کے بارے میں سبکدوش ہو جائے"۔ یہ بیان تام کویرپ اور امریکا میں شہر ہوا اور بہتوں نے

اس پر یقین کر لیا۔ اور ایسے ہی بیانیوں کو دیکھ کر اب بھی ہزاروں آدمی نیپولین کے چل چلن کا اندازہ کرتے ہیں۔ سر رابرٹ کو بعد کو معلوم ہوا کہ اُس نے بڑی غلطی کی اور پھر وہ نیپولین کا موافق ہو گیا۔ اسی بدنام کرنے والے بیان کے متعلق کسی شخص نے نیپولین کے سامنے سر رابرٹ ولسن کی طرف سے غصہ کا اظہار کیا۔ اس پر نیپولین نے کہا:۔

”تم کو آدمیوں اور آدمیوں کے جذبات کا حال معلوم نہیں ہے جن سے اُن کو تحریک ہوتی ہے تم نے کس بات سے جان لیا کہ سر رابرٹ ولسن مرگرم اور تند جذبات کا آدمی نہیں ہے۔ اُس نے وہی لکھا ہے جس کے صحیح ہونے کا اُسے یقین تھا۔ ممکن ہے کہ اُسے غلط اطلاع ملی ہو یا اُس کو کسی نے دھوکا دیا ہو۔ اور اب اُس کو اپنی تحریر پر تاسف ہو۔ ممکن ہے کہ اب وہ ہمارا اُسی قدر بھی خواہ اور مخلص ہو جیسا پہلے جو تھا۔“

اس کے بعد نیپولین نے پھر کہا ”یہی نہیں ہے کہ میں نے کوئی جرم نہیں کیا نہیں بلکہ جرم کا تو میں نے دل میں بھی کبھی خیال نہیں کیا۔ میں تو ہمیشہ پچاس ساٹھ لاکھ آدمیوں کی رائے پر چلا ہوں۔ باوجود ان بدنام کرنے والی افواہوں کے مجھے تو شہر اپنی شہرت کی طرف سے خطرہ نہیں ہے۔ میرے ساتھ تو آنے والی سلیس انصاف کر نیگی۔ سچائی کھل جائیگی اور وہ بھلائی جو میں نے کی ہے میرے قصوروں سے مقابلہ کی جائیگی اور نتیجہ کی طرف سے مجھے ذرا بھی اندیشہ نہیں ہے۔“

سر رشتہ جی میں *Baron Larrey* کے ایک خاص افسر تھا۔ نیپولین نے او میرا *O'Meara* سے کہا: ”لارے سب سے زیادہ ایماندار آدمی تھا اور جتنے آدمی میں نے اب تک دیکھے ہیں اُن سب میں وہ سپاہی کا سب سے بڑا خیر خواہ تھا۔ مجروحوں کی دیکھ بھال سے وہ کبھی نہ تھکتا تھا جس وقت ٹائی ہو سکتی تھی وہ نہ جان بوجہ کی ایک جماعت ساتھ لے کر یہ دیکھتا پھرتا تھا کہ کس کس میں

جان کی بقیہ باقی ہے۔ اپنے ماتحتوں کو دم لینے کی فرصت نہ دیتا تھا اور ہمیشہ اُن کو اُن کے کام پر مستعد رکھتا تھا۔ وہ جنروں کو چیراں کڑا لیتا تھا اور انہوں میں اُن کو سوتے سے جگا دیتا تھا جب بھی اُس کو مجروحوں یا مریضوں کے لئے رہنے کی جگہ یا کسی اور کی ضرورت ہوتی تھی۔ سب جنرل اُس سے ڈرتے رہتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اگر لارے کی مرضی کے موافق اُس کی مدد نہ کی جائیگی تو وہ مجھ سے شکایت کرے گا۔ یورپ واپس آنے پر لارے نے طب کے متعلق ایک کتاب لکھی اور اُس کو پیولین کے نام سے اُس غور پر وخت کی شکرگزاری میں جو پیولین نے مریضوں اور مجروحوں کے متعلق کی تھی معنون کیا *السیڈیو لینی* *admiranda* جو ایک مشہور و معروف طبیب تھا لکھتا ہے ”پیولین نے جو ضرورت کے موقع پر بڑے کام کا آدمی ہے۔ چند موقعوں پر بیماری لگ جانے کے خطرہ کا اندازہ سے مقابلہ کیا۔ میں نے اُسے یاد کے استپنا لوں میں دیکھا ہے کہ بیماروں کے کمرے ملاحظہ کرتا پھر تا تھا اور اُن سپاہیوں سے جنہیں طاعون ہو گیا تھا ہی بے تکلفی سے اپنی کرتا تھا۔ اس بہادرانہ نظیر سے فوج میں خطہ گھٹ گیا۔ بیماروں کو تسلی ہوئی۔ اور اسپتال کے ملازمین کی ہمت بڑھی جن کو مرض کے متعدی ہونے کے خطرہ نے بڑا پریشان کر رکھا تھا۔“

صفحہ ۱۱

جلتے ہوئے ریگستان پر یلہا کوچ نہایت مصیبت خیز تھا۔ بہت سے مجروح و مریض تو جان بحق ہو گئے فوج کی مصیبتیں خیال سے باہر ہیں۔ بارہ سو تو ایسے شخص تھے جو سڑت مرض سے ناتوان ہو رہے تھے یا شکستہ ٹپوں اور بدنما زخموں کی وجہ سے جاں کنی کے جوہر میں مبتلا تھے اور ناہموار تکایف وہ رستہ میں گھوڑوں پر لیجا کر جلد رہے تھے اور ان میں بہت سے درد اور مرض سے اس قدر کمزور تھے کہ گھوڑوں پر بارہ دیئے گئے تھے اور اسی حالت میں جلد جلد آگے لیجاے جا رہے تھے بعض

مجروح ایسے تھے کہ ان کے اعضا تازہ کے ٹھوڑے تھے اور ڈھریاں پاش پاش تھیں۔ فوج کا نشان ان مردوں سے لگتا تھا جو رستہ کے کنارے پڑے تھے۔ مریضوں اور مجروحوں کے لئے کافی گھوڑے نہ تھے اگرچہ خود پولیس اور اس کے جنرل پیدل چل رہے تھے۔ تو میں ریگ کے ٹیلوں میں چھوڑ دی گئی تھیں کہ گھوڑے مریضوں کے کام میں آسکیں۔ بہت سے مجروح اور مریض بہ ضرورت رستہ میں چھوٹ گئے۔ بہت سے ایسے مصیبت زدہ تھے جن کو یہ معلوم تھا کہ اگر رہ گئے تو ترکوں کے ہاتھ پڑینگے اور بڑی اذیتوں سے مارے جائینگے۔ اور ان کو گھوڑے میسر نہ آئے تھے۔ خون بہتے ہوئے زخموں سمیت انتہائی درد کی حالت میں اپاچوں کی طرح لنگڑا لنگڑا کر چلتے تھے۔ بڑی خوشامد سے گرہ بیکار وہ اپنے ساتھیوں سے امداد کی ہستہ عا کرتے تھے مصیبت کے وقت رحم کیل باقی رہتا ہے۔ جنگ کے خطرات اور اس کے بد اخلاق نتائج کا جیسا اس بچپس دن کے سفر میں اظہار ہوا ہے شاید اس سے زیادہ کسی موقع پر نہوا ہوگا۔

اس مصیبت کے منظر سے جو پولیس کے گرو تھا اس پر بڑا اثر تھا۔ ایک دن جیسے کہ وہ تنہا ریگ پر کشاں کشاں پیدل جا رہا تھا اور ملک شام کی تیرہھو پہا اُس کے بے پناہ سر پر پڑ رہی تھی اور مریض و مجروح اُس کے گرد تھے وہ کیا دیکھتا ہے کہ ایک ہٹا کٹا افسر گھوڑے پر چڑھا چلا جا رہا ہے اور اپنا گھوڑا بیمار کو دینے سے انکار کرتا ہے۔ اس پر پولیس کو ایسا سخت غصہ آیا کہ اپنی شمشیر کا قبضہ اُس افسر کے اس سٹت سے مارا کہ وہ زمین پر گر پڑا اور اس کا گھوڑا ایک مجروح سپاہی کو دے دیا۔ اس فعل پر تمام فوج میں تعریفوں کے نعرے گونج گئے۔ کراٹا کا تین اس فعل ظلم کو جو پولیس سے اس افسر کے بارہ میں سرزد ہوا ہے اب اشک سے مٹا دینگے۔

مورخ کو یہ استحقاق نہیں ہے کہ نفرت خیز خطرات جنگ پر نقاب اخفا ڈالے
 اگرچہ اس کا جی یہی چاہتا ہے کہ ڈراونی داستانوں سے اپنے صفحہ کو محفوظ رکھے لیکن
 نہیں انسانیت کا یہی تقاضا ہے کہ وحشیانہ حرکات - جرائم اور جنگ سے واقعہ ہونے
 والے ظلموں کی تصویر کھینچی جاوے۔ اکثر سپاہی مجروحوں اور مرلویوں کی ذرا بھی مدد نہ
 کرتے تھے۔ انھیں ڈرتھا کہ جو شخص تندرست نہ تھا طاعون میں مبتلا تھا۔ اور یہ وہ
 جہاں بلیوں کو جو ریت پر گر پڑتے تھے (رٹینے کی تشبیہ کو ششیں کرتے ہوئے دیکھتے
 تھے تو بے طرح تھمتے لگاتے تھے۔ ایک کستا تھا، دیکھتا وہ اپنے دن پورے
 کرچکا، دوسرا کستا تھا، ہاں اب وہ آگے جا بیگا، اور جب نیچان الیا کرتا تھا
 کہ پھر نہ اٹھ سکتا تھا تو یہ سپاہی بڑی بے پروائی سے کہتے تھے "لو وہ تو بیکار کاٹنے
 ہو گیا۔"

اس کوچ میں فوج کو عرب سواروں سے جو اس کے گرد منڈلاتے رہتے تھے
 تکلیف پہنچتی رہتی تھی۔ اپنے کو حملہ سے محفوظ رکھنے اور حملوں کا انتقام لینے کے
 لئے وہ دیہات میں آگ لگاتے جاتے تھے اور اناج کے کھیت جلاتے جاتے تھے
 اور درندوں کی سی شدت سے چھیٹی ہوئی بوڑھی عورتوں اور کنواری لڑکیوں کے پیچھے
 دوڑتے تھے۔ فوج کے رستہ میں بھی تماشے ہوتے جاتے تھے کیونکہ بد معاشر
 سے بد معاشر آدمی کی کھپت صرف فوج ہی میں ہے۔ پولین بھی بعض وقت نواسر ہوتا
 ہو جاتا ہو گا جبکہ وہ دیکھتا ہو گا کہ اپنے مقصد کے پورا کرنے کے لئے وہ کیسے جسمی و مالی
 سے کام لے رہا تھا۔ پولین کی طرف سے جو عذر پیش کیا جاسکتا ہے وہ صرف یہی عذر
 ہے کہ اس زمانہ میں بھی اور اب بھی دنیا کا یہی عقیدہ ہے کہ جنگ مع اپنی نہ ٹلنے والی
 آفتوں کے ایک ضروری بلا ہے سپاہی خوش ہوتے تھے اگر کسی مکان سے
 ان پر گولی آتی تھی کیونکہ اس سے ان کے ہاتھ ایک عذر آتا تھا کہ اس مکان میں

گھس جائیں اور اُس کے پوشیدہ کمروں میں ناکردنی افعال کے مرتکب ہوں۔

طاعون کے مریض اصل فوج سے کچھ فاصلہ پر چلتے تھے اور شب میں بھی فوج سے علیحدہ ٹھہرتے تھے اور ایسے دلیر سپاہی جو باٹریوں پر بے خوف و ہراس حکم کر سکتے تھے ان مریضوں کے قریب نہ جاتے تھے۔ لیکن پولین کا خیال اُن کے قریب کھڑا کیا جاتا تھا اور شام کو وہ ہمیشہ خود جا کر دیکھتا کہ مریضوں کی حواج پوری ہوئیں یا نہیں اور صبح کو وہ خود کھڑا ہو کر پدرانہ شفقت سے دیکھتا کہ وہ ٹھیک طور سے دانہ ہو گئے ہیں یا نہیں۔ پولین کی رحم دلی نے جو اپنی شہرت سے دنیا کو بھر رہا تھا سپاہیوں کے دلوں کو فریقیت کر لیا تھا۔ وہ سپاہیوں کی محبت کا مستحق تھا اور آج کے دن تک یہی حال ہے کہ پولین کے وقت کی لڑائیوں کے معذور و مجروح سپاہی جو شہرِ سر کے دارالمعذ و رین میں ہیں پولین کا نام سنتے ہی بیتاب ہو جاتے ہیں۔ زمانہ موجودہ یا زمانہ گزشتہ کا کوئی شخص پولین بونا پارٹ کی طرح مجرب و ہرولعزیز نہیں ہوا ہے اور وہ لوگ جو اُس کو سب سے اچھی طرح جانتے تھے اُس سے سب سے زیادہ محبت کرتے تھے۔

فوج کی واپسی کے وقت ایک دن ایک عرب قبیلہ کے کچھ لوگ پولین سے ملنے آئے اور اپنی خدمات بطور ہرقہ کے پیش کیں اور اس قبیلہ کے سردار کا دوازدہ سالہ بیٹا ایک سانڈنی پر پولین کے ساتھ ساتھ چلنے لگا اور بڑی۔ بے تکلفی سے باتیں کرتا جاتا تھا۔

یہ گبر و عرب بولا: ”سلطان کبیر اب چونکہ تم قاہرہ جا رہے ہو یہ تم کو ایک مشورہ دیتا چاہتا ہوں۔“

پولین نے جواب دیا: ”کہو کیا مشورہ ہے اگر تمھارا مشورہ اچھا ہو گا تو میں اُس پر عمل کر دوں گا۔“

عرب نوجوان کہنے لگا: ”میں تم کو وہی مشورہ دوں گا جو میں خود کرتا اگر میں تمھاری

جگہ پر پہنچا یعنی جیسے کہ میں قاہرہ پہنچتا۔ میں چوک کے سب سے امیر کنیزوں کے تاجروں کو طلب کرتا اور سب سے زیادہ حسین بی بی عورتیں اپنے واسطے منتخب کرتا۔ پھر میں سب سے دولت مند جو ہر لوہ کو بلاتا اور ان کے سرمایہ کا بڑا جزو لے لیتا اور دوسرے تاجروں کے ساتھ بھی ہی کرتا۔ اسلئے کہ باوشاہ اور صاحب اختیار ہونے سے آخر نتیجہ ہی کیلئے۔ اگر دولت جمع نہ کی جائے۔“

اس پر پولین نے جواب دیا: ”اے دوست تم نے سچ کہا۔ لیکن فرض کرو کہ اگر یہی فعل زیادہ نیا شانہ ہو کہ یہ سب چیزیں جن کا تم نے ذکر کیا میں دوسروں کے لئے چھوڑ دوں۔“

یہ نوجوان وحشی عرب ایسی۔ وسیع۔ شائستہ۔ اور اخلاقی ہوس کا احاطہ کرنے میں گھبرا گیا۔ اس کے بعد پولین نے کہا ”مگر یہ نوجوان بہت ہونہار نظر آتا تھا۔ وہ بڑا دل چلا اور بہادر تھا اور اپنے سپاہیوں کو بڑی شان اور ترتیب سے لے چلتا تھا اور شاید اس کی تقدیر میں لکھا ہے کہ قاہرہ کے چوک میں ایک دن وہ اپنے احکام کی تعمیل کر اٹھ گیا۔“

تین مہینے باہر رہنے کے بعد آخر کار پولین قاہرہ پہنچا۔ شہر میں وہ بڑے کروڑ سے داخل ہوا۔ مصر میں واپس آنے پر اسے معلوم ہوا کہ فوج میں بڑی ناراضگی پھیلی ہوئی تھی۔ ایک سال سے زائد ہو چکا تھا کہ سپاہی فرانس سے علیحدہ تھے اور چھ مہینے سے انھوں نے وطن کی کوئی خبر نہ سنی تھی کیونکہ ایک بھی فرانسیسی جہاز بحیرہ روم عبور کرتے کے لائق نہ ہوا تھا۔ پولین نے یہ دیکھ کر کہ مشرق میں سلطنت قائم کرنے کی امیدوں کا خاتمہ ہو گیا بس سے تمام مشرق اندہ ہو جاتا اپنی توجہ فرانس واپس جانے کے متعلق مصر کو کر دی۔ لیکن اسے معلوم تھا کہ روڈس میں ایک اور بہت بڑی فوج جمع تھی اور روس اور انگلستان کے بیڑوں کی مدد سے مصر پر پیش کریگی پس اس توئی فوج کا قلع قمع

کئے بغیر وہ مصر میں اپنی فوج کے چھوڑ جانے کا خیال نہ کر سکتا تھا۔ اسے یہ معلوم نہ تھا کہ یہ فوج کس مقام پر انگریزی پس اُس نے اُس کا ایشوار شروع کیا۔

جولائی ۱۸۹۹ء کی ایک شام کو نپولین ایک دوست کے ساتھ قاہرہ سے قریب اہرام مصر کے پیچھے ٹھہرا ہوا تھا کہ ایک عوب سوار گرو کے بادل میں لپٹا ہوا رگستان کی سمت سے بر سرعت تمام اُس کی طرف آتے ہوئے نظر آیا۔ یہ اسکندریہ سے ایک محترماً لایا تھا جس سے معلوم ہوا کہ چلیج ابوکریں ایک بڑا زبردست بیڑہ نظر آیا اور اٹھارہ ہزار غوفناک ڈیڑھ ترک سپاہی جو بذوق پستول اور تلوار سے مسلح تھے کنارہ پر اتر آئے اُن کے ساتھ بے شمار توپیں ہیں اور ان توپوں پر انگریز افسر ہیں۔ اور روس۔ انگلستان اور ترکی کا متحدہ بیڑہ بڑے سامانوں کے ساتھ چلیج میں کھڑا ہے اور مراد بے بہت سے مملوک سواروں کے ساتھ بالائے مصر میں رگستان عبور کر رہا ہے کہ حملہ آوروں کا اگر شریک ہو جائے۔ ابوکریں کی بستی پر ترک قبضہ کر چکے ہیں اور بستی کے فرانسیسی سپاہی قتل ہو چکے اور گنڈہ کو لے لیا اور اس طرح مصر پر طوفان آٹوٹا ہے۔

نپولین فوراً اپنے قیام گاہ کو روانہ ہوا۔ اور تین بجے صبح تک فوج کے فوری کوچ کے متعلقہ اور اُس سپاہ کے لئے جو قاہرہ میں رہنے کو تھی احکام لکھوا تا رہا۔ چار بجے ہزار کوہ کھڑے پر سوار ہوا اور فوج نے کوچ شروع کیا۔ بہ ضرورت تمامی فرانسیسی فوج مصر میں بھلی ہوئی تھی۔ یعنی کچھ تو بالائے مصر میں تھی جو قاہرہ سے آٹھ سو میل تھا۔ اور کچھ رگستان کی حدود پر تھی کہ شام کے حملوں کو روکے اور کچھ فوج اسکندریہ میں تھی۔ پس نپولین اپنے ہمراہ صرف آٹھ ہزار فوج لے سکا۔ رات دن دم بند کر دینے والی گرو میں جلتی ہوئی ریگ پر جھلسا دینے والے آفتاب کی شعاعوں کے نیچے نپولین کی فوج بھوک پیاسی فولادی پٹھوں کے ساتھ قریب قریب دوڑی چلی گئی اور وہ حیرت انگیز ستر لیس طے کیں جس سے دنیا دنگ ہو گئی۔ سات روز میں نپولین چلیج ابوکریں پہنچا۔

۴۵۔ جولائی ۱۹۱۹ء کی نصف شب کا وقت تھا کہ چھ ہزار فوج کے ساتھ پولین ترکوں کے سامنے جو مضبوط مقامات پر مورچہ بندھے جا پہنچا۔ ترکوں نے ریگ میں خلیج کے کنارے مورچے قائم کئے تھے۔ پولین ایک بلندی پر چڑھ گیا اور خوابیدہ دشمن کی مورچہ بندی کو غور سے دیکھا اُس نے چاندنی میں دیکھ لیا کہ متحدہ بیڑہ خلیج میں لنگر انداز تھا۔ اور اُس کی مشاق نگاہ نے اس زبردست دشمن فوج کے پیدلوں۔ رسالوں اور توپخانوں کی تعداد کو شمار کر لیا۔ اُسے معلوم ہوا کہ ترکوں کو مصر کے زبردست سواروں اور بہت سی پیدل لگاک کا جو ایکری اور دوسرے مقامات سے آنے کو کھتی انتظار تھا۔ جنرل کلیبر ایچی دو ہزار فوج کے ہمراہ نہیں آیا تھا۔ لیکن پولین نے فوراً حملہ کرنے کا عزم کر لیا باوجودیکہ ترک پورے اٹھارہ ہزار تھے۔

اس میں شک نہیں کہ یہ برابر کی لڑائی نہ تھی۔ یہ ترک سب سے زیادہ خوفناک۔ بے رحم اور بہادر تھے اور اُن کے عزم و ہمت کی انگریزی افسروں اور فرانسیسی انجینئروں نے رہنمائی کی تھی۔ یہ وہی سمندر کا کنارہ تھا جہاں ٹھیک ایک سال قبل پولین اپنی افواج کے ساتھ اُتر آیا تھا اور اب جس مقام پر یہ متحدہ بیڑہ غور سے کھڑا تھا اُسی جگہ پر فرانسیسی بیڑہ غارت ہوا تھا۔ اس حادثہ کی آتش انتقام سے پولین کا کلیجہ جھٹکا ہوا تھا جیسے کہ وہ خاموش اس منظر پر غور کر رہا تھا۔ مرآت اُس کے قریب کھڑا تھا اُس نے اُن بڑے بڑے تیپوں کو جو اس جنگ کے آغاز سے پیدا ہو سکتے تھے پہلے سے دیکھ لیا۔ یعنی شکست کی لچت میں اُس کی قطعی بربادی تھی۔ اور اگر اُس کو جلدی فتح ہوتی تو یہ جنگ بہت عرصہ تک جاری رہ سکتی اور پھر عزت کے ساتھ مصر چھوڑنا اور فرانس کو جانا غیر ممکن تھا۔ لیکن ہاں اگر وہ اپنے دشمنوں پر قطعی فتح پاتا اور اُن برباد کر دیتا تو لاف فلاح کی طرح وہ اپنی فوج کو اطمینان و حفاظت کے ساتھ مصر میں چھوڑ کر مرس کو لوٹ سکتا تھا۔ اور رشتہ نگاہ پر دازیوں کے سبب سے اُس کو شبہ نہ تھا کہ اُس کے سامنے نشان و شوکت کا رستہ

کھلا ہوا تھا۔ اُن بڑی بڑی باتوں کے خیال سے جن کی بابت اُس کو یقین تھا کہ وہ پیدا ہوا تھا اُس پر ایسا اثر ہوا کہ وہ کہنے لگا۔ "مراۓ جنگ و دنیا کی قسمت کا فیصلہ کر دیں گی۔ یہ سارا کا متنازعہ کا نڈر۔ پولین کے عظیم الشان خیالات کی بڑی وقت کرتا تھا اور وہ کہنے لگا کہ سے کم یہ جنگ اس فوج کی قسمت کا ضرر فیصلہ کر دیں گی۔ یعنی فرانسیسی سپاہی غم بالجرم کر چکے ہیں کہ یا تو فتح کرینگے یا ایک ایک کر کے مہاجینگے اور آپ یقین فرمائیں کہ رسالوں سے اگر کبھی بیدوں پر اُن کے منہ تک حملہ کیا ہے تو کل میرے رسالے اسی قسم کا حملہ کرینگے" مشرق میں سپیدہ صبح آغاز ہوا تھا کہ ترکی فوج فرانسیسیوں کے قدموں کی دہل اور اُن کے گولوں کی بوچھاڑ سے جو ترکوں کے مورچوں میں برس رہے تھے بیدار ہوئی۔ اور اب اُن نایت ہی ہونک رٹائیوں میں سے جن کا صفحہ تاریخ میں تذکرہ ہے ایک رٹائی شروع ہوئی۔ اس موقع سے بڑھ کر پولین کی ذہانت کسی اور موقع پر باؤ خوفناکی سے ظاہر ہوئی۔ وہ ساکت مستقل۔ غیر مضطرب اور بے رحم ایک ٹھہلوان ہاٹھی پر کھڑا تھا۔ اور نہ روکے جاسکے والے ہنر سے خوزیزی کی ہدایت کر رہا تھا۔ فرانسیسی پھیرلوں کے مانند حلّا اور ہو رہے تھے اور ترک غالوں کی طرح بھاگ رہے تھے ہر شخص کو یاد تھا کہ مغرور فرانسیسی پڑھ اسی خلیج میں برباد ہوا تھا۔ ہر سپاہی کو معلوم تھا کہ یورپ کے تاجداروں نے فرانسیسی جمہوری حکومت کے برباد کرنے کو ایک کیا تھا ہر شخص کو اس بات سے مسرت تھی کہ چھ ہزار جمہوری فرانسیسی انگلستان۔ روس اور ترکی کے متحدہ پورے میں ہزار سپاہیوں پر حملہ آور تھے۔ حملہ کی ترکیب اور بے باکی سے ترک بدحواس ہو کر ایک دوسرے پر تہ و بالا چو گئے۔ فرانسیسی ایسی سرعت سے ہندو قس بھرے اور فیر کرنے کے مشاق تھے کہ معجزہ معلوم ہوتا تھا۔ گولوں۔ گولیوں اور سیل کے گول کا ترکوں پر طوفان برپا تھا۔ ترک پاش پاش کر دیے گئے تھے۔ کاٹ ڈالے گئے تھے اور انگینوں سے چھید ڈالے گئے تھے اور گھوڑوں کے اہنی ٹمنوں سے پامال ہو گئے

تھے۔ پریشانی اور ہرجو اسی کی انتہائی حالت میں ہزاروں سوار پیدل سمندر میں پھانڈ
 پڑے اور مجنوں کی طرح یہ کوشش کی کہ تیر کر جہازوں تک جا پہنچیں جو تین میل پر سمندر
 میں کھڑے تھے غم و ہمت کے نہایت ہی خوفناک سکوت سے فرانسیسیوں نے ان
 ڈوبتے ہوئے ترکوں پر اپنی ہاڑیوں سے طوفان برپا کر دیا اور پانی پر اولوں کی طرح گر آئے
 کاہنہ برسے لگا۔ ترکی فوج جزیرہ نہاکی نوک پر تھی۔ اور خشکی میں ہو کر بھاگ جانا غیر ممکن
 تھا۔ انہوں نے پناہ نہ طلب کی اور پولین کی خاموشی اور مغرور طبیعت اس غم سے
 مشغول تھی کہ ایسی فتح حاصل کرے جس سے ابو کر کا نام فرانسیسی فوج کے لئے نصرت
 لے۔ رات نے جیسا کہا تھا ویسا ہی کیا یعنی وہ ترکوں کے نہایت ہی گھنے انہوں میں
 رسالے کر گھس گیا اور اپنے بے خطر زبردست گھوڑے کو یہاں تک مہم کیا کہ
 وہ فوج کے مرکز میں جہاں مصطفیٰ پاشا کھڑا تھا جا پہنچا۔ اس تنگبر پاشا کو تشکل
 سے اتنی مہلت ملی کہ اپنا اپتول رات پر سر کرے جس سے رات کو ایک اوجھلا
 زخم پہنچا۔ لیکن رات۔ نہ اپنی تلوار سے مصطفیٰ پاشا کی کلائی سے اُس کا اوجھا ہاتھ
 کاٹ دیا۔ اور اس طرح ترکی فوج کا سردار مجروح ہو کر گرفتار ہو گیا اور بڑی شادمانی
 سے پولین کے سامنے بھیجا گیا۔

حسن وقت یہ نامور قیدی پولین کے سامنے آیا پولین نے اُس کو اُس کی فاش پڑ
 پڑتی دستکی دی اور کہا کہ میں آپ کی ہادرمی کا حال جو اس جنگ میں آپ نے ظاہر کی
 ہے سلطان کو لکھو گا اگر یہ ہمتی سے آپ یہ جنگ ہار گئے ہیں۔

اس پر مغرور ترک نے تکبر۔ یہ جواب دیا۔ ”آپ کو تکلیف فرمانے کی کوئی حاجت نہیں
 ہے میرا قاتل ہے اُس سے زیادہ اچھی طرح جانتا ہے جیسا کہ آپ جان سکتے ہیں۔“
 چار بجے شام سے قبل تمام ترک فوج برباد ہو چکی تھی اور تشکل سے ایک آدمی بھی بھا
 جان سلامت لے گیا تھا۔ قلعہ میں قریب دو ہزار کے سپاہ قید کر لی گئی اور باقی سب یا تو

مارے گئے یا ڈوب گئے کس سرنڈ نے استھ جس نے ترکی فوج کے لئے یہ جگہ منتخب کی تھی بہتر
دشواری گرفتار ہونے سے بچ۔ اس قتل و خونریزی کے ہنگامہ میں وہ ایک کشتی کے ذریعہ
سے ایک جہاز تک پہنچ گیا تھا۔ بارہ ہزار سے زیادہ ترکوں کی لاشیں خلیج ابو کر کی
لال موجوں پر اتر رہی تھیں۔ چنڈی ماہ قبل اس وقت فرانسس اسی خلیج میں مارے جا چکے
تھے۔ صفحات تاریخ میں ایسی خونریز لڑائیاں کم نظر آتی ہیں۔ اگرچہ جگہ میں خدا فرسیو
سے ناراض تھا تو فرانیسیسیوں کے دشمنوں پر برسی جگہ میں اسی قدر کے ساتھ خدا کا غضب
نازل ہوا۔

اب بحرِ روم کی امواج کے نیچے آفتاب ڈوبا۔ نپولین اپنے غم کے دروازے
پر کھڑا خاموشی سے اُس منظر پر گہرا تھا جہاں سے اُس کے دشمن قطعی اور یکایک ناب
ہو گئے تھے۔ اب دو ہزار فوج کے ساتھ کلیبر بھی آ پہنچا۔ جس کا نپولین نے انتظار کیا
تھا۔ یہ نامور مرد میدان سچا جو عرصہ سے نپولین کا دل دادہ تھا اس فتح کی غنیمت پر غور کرنے
سے حیرت میں ہو گیا اور فرطِ جوش سے اپنے محبوب جنرل کے گلے میں ہانپیں ڈال کر
کہنے لگا آگے ذرا آپ سے بنگلیہ تو ہوں۔ آپ تو اکیلے ایک عالم کے برابر ہیں۔
اب مصر میں خاموشی ہو گئی تھی اور کوئی دشمن باقی نہ تھا جس کا مقابلہ کیا جاتا۔ اور
کسی جانب سے فوراً حملہ ہونے کا خدشہ باقی نہ رہا تھا۔ اور مصر کی شیرخوار نوآبادی کے
یومیہ امور انتظامی کے سرانجام کے سوا کوئی دوسرا کام نہ تھا۔ جس کو کسی مخصوص وقت
وانے شخص کی حاجت نہ تھی اور اُس کو ایک غنیمت دار اور اعلیٰ طرح کر سکتا تھا۔

لیکن یہ فتح جو اس قدر مصائب اور اتلافِ جان کے بعد حاصل کی گئی تھی ایک بے
فتح تھی۔ اب فوج کو ہندوستان کے حملہ کا خیال کرنا بیکار تھا۔ کیونکہ وہ تہوار گئی تھی
اور اُس کے تعلقاتِ یورپ سے قطع ہو گئے تھے۔ فرانسس سپاہیوں نے گویا تانہ
نچ کیا تھا۔ یعنی اب ایسی حالت میں مصر میں نوآبادی قائم کرنے سے کیا فائدہ تھا کیونکہ

روسی انگریزی اور ترکی بڑے بحرِ روم میں منڈلا رہے تھے اور انھیں جہازوں کی وجہ سے فوج کا فرانس کو ٹھکانہ غیر ممکن تھا اس طرح فاتحِ فرانسیسیوں نے اپنی فتح و فیروزی کے عین شہسباب میں خود اپنے لئے ایک محبس تیار کیا تھا جس سے وہ ٹکڑ ٹکڑ بھاگ نہ سکتے تھے اگرچہ اپنے دشمنوں کو اس کے قریب سے پس پا کر سکتے تھے۔ رہی مہر کی بادشاہت تو وہ اتنی چھوٹی تھی کہ پولین کے بے پایاں ہوس کی پیاس نہ بجھا سکتی تھی۔ پولین نے صوفی خیال کیا کہ تقدیر نے مشرق میں اسے اس لئے سلطنت قائم کرنے نہیں دی کہ وہ مغرب میں ایک سلطنت کی طرف اس کی رہنمائی کر رہی تھی۔

اب دس مہینے سے پولین کو یورپ کے متعلق کوئی خبر معلوم ہوئی تھی۔ سرسبز سمندر نے یا تو بہت سی شہادتیں اخلاقی یا حاکم۔ انہ سرست سے ان حادثات کی خبریں دہینے کو فرانس پر یکے بعد دیگرے پڑ رہی تھیں پولین کو ایک پلزدہ اخباروں کا بھیچا جان میں فرانس کے متعلق نہایت ذلیل کرنے والی خبریں درج تھیں۔ اب مخالف بیڑہ نے اپنے اٹھارہ ہزار آدمی یا تو پانی میں غرق یا ریگ میں دفن چھوڑ کر لنگر اٹھایا اور غائب ہو گیا۔

صفحہ ۱۱۳

پولین تمام رات یہ کاغذات بڑے شوق سے پڑھتا رہا اور اس کو معلوم ہوا کہ فرانس کی سمیت نازک حالت ہو رہی تھی اور رعایا کو نالائقی و اڑکھٹوں سے جو نہایت ہی مہل تجویزیں پیش کرتے تھے سمیت نفرت اور بے پروائی پیدا ہو گئی تھی اور بادشاہوں اور قتلہ کی گرم بازاری ہو رہی تھی۔ اس کو اس سے سمیت تعجب ہوا کہ یورپ کے بادشاہوں سے فرانس کی بچہ جنگ لگتی تھی اور اسٹریٹوں نے فرانس پر از سر نو حملہ شروع کر دیئے تھے اور فرانسیسیوں کو وہ آپس کے پار بھگا دیا تھا اور بدحواس جمہوری فرانس کی سرحدوں پر متحدہ بادشاہوں کی فوجیں چڑھی چلی آ رہی تھیں۔

پولین نے بیورین سے کہا: "ہاے افسوس دیکھو نا۔ میرے خیالات ٹھیک ٹھیک

ان اہم ڈاکٹروں نے اٹلی کو ہاتھ سے کھو دیا۔ اور میری جملہ فتوحات کا پھل ضائع ہو گیا۔ اب میں مصر میں نہیں رہ سکتا۔ مجھے فوراً فرانس واپس جانا چاہئے۔ اور اگر ممکن ہو تو ان بگڑے ہوئے معاملات کو درست کرنا۔ اور فرانس کو بربادی سے بچانا چاہئے۔

پنولین کے دماغ میں یہ خاص خصوصیت تھی کہ اُس کے فیصلے فوری اور طبعی ہوتے تھے اور عام قاعدہ کے موافق بہت سے سوچ بچار کے بعد نہیں کئے جاتے تھے۔ برقی سرعت کے ساتھ وہ سوال کے جملہ پہلوؤں پر نظر ڈال جاتا تھا اور فوراً نتیجہ نکال لیتا تھا۔ پنولین کی تجویز جو بظاہر سرسری معلوم ہوتی سب دوراندیشیوں کا احاطہ کر لیتی تھی اور ایسی تجویز ہوتی تھی کہ دوسرے شخص بڑے دوسرے کے بعد بہتوں کی کاہشوں اور مباحثہ کے بعد شاید نہ نکال سکتے تھے۔ اس طرح میدان جنگ میں جبکہ مختلف مقامات پر بازارِ قتال گرم ہوتا وہ ایک ساعت کے واسطے بھی متفکر نہ معلوم ہوتا تھا اور کبھی اس پس و پیش میں نہوتا تھا کہ کونسی تجویز اختیار کرے بلکہ فوراً بغیر ذرا سی بھی غلطی کے اُسی تجویز پر رائے قائم کر لیتا تھا جس کی طرف بڑے عموماً بحشتگی کے مباحثے اُس کی رہنمائی کرتے۔ اُس کے فیصلوں کی یہ طبعی سرعت اُس کی زبردست طاقت کا بڑا راز تھی اور یہی بات ہر امر میں دیکھی جاتی تھی جس سے بشر کے دماغ کو کام پڑ سکتا ہے اور اسلئے وہ لمحوں میں اُس قدر کام انجام دے سکتا تھا جس میں دوسروں کو دن لگ جاتے تھے۔

اسی طرح معاملہ موجودہ میں اُس نے فرانس کی واپسی کے وقت کو انتخاب کیا۔ اپنی مراجعت کے متعلق ہر ایک امر فوراً اُس کے دل میں طے ہو گیا یعنی فوج کس کام میں لگائی جاوے۔ رستہ میں انگریزی جہازوں سے کس طرح بچے اور اپنے ساتھ کون کون سے اشخاص لے۔ اُس نے بیورین۔ برتھیر۔ اور گین بھیوم کو بلایا اور اپنے ارادہ سے آگاہ کر کے معاملہ کو سخت پوشیدہ رکھنے کی ہدایت کی کہ مبادا اُس کی

تیار یوں کی خبر متحدہ بیڑہ کو پہنچ جائے۔ اُس نے گین تھیوم *Gentheum* کو حکم دیا کہ اسکندریہ کی بندرگاہ میں دو چھوٹے جہاز اور دو چھوٹی کشتیاں جن میں دو ماہ کے لئے چار سو آدمیوں کا کھانا موجود ہو تیار رکھے۔

پھر نپولین مع فوج کے قاہرہ کو لوٹا اور ۱۰ اگست ۱۷۹۹ء کو قاہرہ جا پہنچا اور پھر ایسے فاتح کے کردار کے ساتھ جس کو کوئی روک ہی نہ سکتا ہوا وہ شہر میں داخل ہوا۔ اور مصر کی تحقیقات کے واسطے ایک مہم کی تجویز کر دینے سے اُس تمامی شہر کو روکنے یا جو اُس کی مجوزہ مراجعت کے متعلق سپاہ میں پیدا ہو سکتا تھا۔

ایک دن اُس نے اعلان کیا کہ وہ دریائے نیل کے دلتوں کی جانچ کو جاتا ہے جہاں اُسے چند روز درکار ہو گئے اور اُس نے چند ہمراہی اپنے ساتھ لئے اور تیزی سے ریگستان عبور کر کے بہت جلد اسکندریہ جا پہنچا اور یہاں ۲۲ اگست کو وہ داخل ہوا اُسی دن رات کی اندھیری میں آٹھ رفیقوں کے ہمراہ شہر چھوڑ دیا اور گارڈ کے چند لوگ اُس کے ساتھ تھے۔ بڑی سرعت اور خاموشی سے وہ خلیج کے سُنان مقررہ موقع پر آیا اور اس جماعت کو حیرت تھی کہ وہ کہاں جا رہا ہے یہاں تازیکی میں دو چھوٹے جہاز کچھ فاصلہ سے سمندر میں لنگر انداز معلوم ہو سکے تھے اور چند چھوٹی مچھلیاں پکڑنے کی کشتیاں کنارہ سے لگی کھڑی تھیں اور بظاہر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی کی منتظر تھیں۔

اب نپولین نے اپنے رفیقوں سے کہا کہ ہم فرانس جاتے ہیں۔ اس جماعت کی مسرت کا کوئی اندازہ کر سکتا ہے گھوڑے کو کنارہ پر چھوڑ دئے گئے کہ اسکندریہ کو چلے جائیں اور محمد زرداری کشتیوں میں چڑھ لے اور تاریک سُنان رات میں جہازوں پر جا پہنچے۔ فوراً بال کھول دئے گئے۔ اور سپید صبح کے آغاز سے قبل نیچے ریگ کے مصری کنارے سمندر کی نئی میں نظروں کو نہاں ہو گئے۔

سلاطین اس قلعہ زمین کو کھتے ہیں جو ریہ کے دمانہ کے قریب دریائے نیل کی شاخوں کی شکل سے گھرجاتی ہے۔ ۱۲ خزیم۔

باب چہارم

مصر سے مراجعت

(صفحہ ۱۱۳)

فرانس کی ملکی حالت۔ پولین کا اندازوں کی بابت اندازہ۔ بحری سفر کے خطرات۔
پولین کی کتب بینی میں مصروفیت۔ ملحدوں کو جواب۔ مسیحی مذہب کی شہادت۔ کوسکیا
میں پہنچنا۔ فریکس میں اترنا۔ پولین کی آمد کی خبر پر فرانس کے دارالسلطنت پر میں
جوش۔ رعایا میں دلورسرت۔ جوزیٹا کن کا تردد۔ پیرس والوں میں پولین کا خیر مقدم
پولین اور جوزیٹا کن کی ملاقات۔

انسان کی تجویز کی ہوئی مہمات میں سے مصر کی مہم بھی ایک نہایت ہی عظیم الشان
مہم تھی اور اگر اس سے بڑھ کر کوئی مہم عظیم الشان تر ہو سکتی ہے تو وہ مہم پولین کی فرانس
کی مراجعت ہے جس میں اخلاقی عظمت کی عوض اور بھی زیادہ شامل تھی۔ اگر فرانسیسی
پیرہ کی دیر سے نیل کی جنگ میں ہولناک تباہی نہ ہو گئی ہوتی تو پولین کی مشرق کے
متعلق تجاویز غالباً بڑی شاکاوی سے کامیابی کو پہنچتیں۔ اور اس میں شک نہیں ہو سکتا
کہ کم سے کم تمام مشرقی دنیا میں بڑی بڑی تبدیلیاں ہو گئی ہوتیں۔ اب وہ تجویزیں تو
بیکار ہو چکی تھیں فوج تنہا رہ گئی تھی اور جہاز سالوں سے اس کا علاقہ قطع ہو گیا تھا

پس سب سے بہتر تجویز جو نیولین فوج کے لئے کر سکتا تھا وہ یہ تھی کہ وہ فرانس کو مراجعت کرنا اور اُس کو ملک بھیجنے کی حتی المقدور سعی کرتا۔ نیولین کا مراجعت کرنا ثابت کرتا تھا کہ اُس کو اپنی فوج سے جس کو اُس نے بہ ضرورت پیچھے مصر میں چھوڑا تھا حد درجہ اہمیت تھی۔ اپنی کامیابی کے لئے معاملہ کو حد درجہ مخفی رکھنے کی بڑی ضرورت تھی۔ اگر اس تجویز کا اظہار ہو جاتا تو انگریزی جہاز اور بھی زیادہ ہوشیاری سے چوکی کرتے اور نیولین کو اپنے ارادہ میں کامیابی نہوتی۔ یہ مراجعت جو اس جہارت سے اختیار کی گئی تھی دنیا کی حیرت کا باعث ہے۔

اس مراجعت کے اخلاقی پہلو کو ایک لمحہ کے لئے سوچو۔ تین کروڑ آدمیوں کی ایک قوم ستوازدس سال سے نہایت ہی خوفناک انقلاب کی بدولت پریشان خاطر ہو رہی تھی۔ کون سے وہ جرایم اور باغیاں تھیں جو اس بدبخت اور برباد ملک میں ہوئی تھیں ایک جذبہ کا طوفان جو ذلیل انسان کے دل کو خوار کر سکتا ہے فرانس کے شہر اور قریوں میں باؤسموم کے مثل چل چکا تھا۔ امداد کے ایوانوں کو انتشار دگی نے جسدا کر خاکستر کر دیا تھا اور سبزے۔ جہاں بچے کھیلنا کرتے تھے۔ باپ بیویں کے ہوسے لال ہو گئے تھے۔ مکانات و آرائشیات اور ہر قسم کا اسباب لوٹ مار کا نشانہ تھا۔ اور لاکھوں بڑے بڑے مالدار شخص خوار و محتاج ہو گئے تھے۔ یا قتل کر دے گئے تھے۔ اور خدا سے مقابلہ کرنے والی عیاشی نے زنا کو مباح کر دیا تھا اور فرانس جس میں اب کوئی مذہب باقی نہ تھا معصیت اور بدنامی کا کردہ گودام ہو گئی تھی۔

قانون نے دست خود کشتی سے اپنی گردن کاٹ لی تھی اور قانونی عدالتوں کے فیصلے طوفان بدتمیزی کی مکروہ چٹخوں کے فرماں بردار ہو گئے تھے اور گلوٹن جس کے تہوں پر انسان کے تارے ہوئے تھے تھکے جھے ہوئے تھے صرف ایک بُراں قاطع تھی کہ جس کو طوائف الملوک نے ازراہ شفقت اختیار کیا تھا اور اسی سے خلاف

کھنے والے کی زبان کافی طور سے روکی جاتی تھی۔ ایک کونسل کے بعد دوسری کونسل ایک ہی شب میں کوکرتے کی طرح پیدا ہوتی اور ایک ہی دن میں کوکرتے کی طرح ناپید ہو جاتی تھی۔ بڑی خونریز فوجا کی کے ساتھ فرانس میں خانہ جنگی کا بازار گرم تھا۔ اور یاروسلاہ غیظ کی حالت میں فریق شاہی کے موافقین و مخالفین ایک دوسرے سے پجہ کشی کر رہے تھے۔ یورپ کے متحدہ بادشاہ جنہوں نے ایک جتھہ باندھ کر اس شعلہ غیظ و ہربادی کو اور ہوا دی تھی اس تنازعہ کو خطرناک لگا ہوں سے دیکھتے تھے اور فرانس کو اپنی بحری و فوجی افواج سے گھیر رہے تھے۔

بادشاہوں اور امیروں نے رعایا کو صدیوں سے غلام بنا رکھا تھا اور ان کا ظلم نہایت قابل نفیرن اور غیر قابل برداشت ہو گیا تھا۔ رعایا غصہ سے ہوا ز بلند کر رہی تھی کہ ہم کروں اب تمہاری عیاشی پرستی اور گھمٹ کے لئے سامان مہیا نہ کریں گے۔ بادشاہ اور امراء کہتے تھے نہیں تم کو ضرور مہیا کرنا ہوگا اور ہم تمہاری فریادیں بجا پر کان نہیں دھرتے، ”پوپ صاحب فرماتے تھے۔ ”نہیں تم کو ضرور سامان مہیا کرنا ہوگا اُدھر و آساکے ایوانوں سے یہی صدا آتی تھی اور کریم لُن کے گندوں اور رکی کے جلو سے یہی آوازیں آرہی تھیں اور زیادہ دھکی۔ مستعدی اور مضبوطی سے پارلیمنٹ والے آزادی پسند انگلستان سے بھی یہی آواز آرہی تھی۔

اس زمانہ میں فرانس کوہِ آتش فشاں ہو رہا تھا اور اُس کے پگھلے ہوئے مادہ کی دھاروں سے یورپ میں طوفان آرہا تھا۔ رعایا جان پر کھیلنے کو تیار تھی اور اپنے اندھا و ہند غصہ اور مجنونانہ حفاظت خود اختیاری میں اُس نے جلاؤب و لحاظ کو بالائے طاق رکھ دیا تھا امراء کے گڈھ گزشتہ محصول ستانی اور علما کی یلو گارتھے اور نفرت کے نعرے بلند کر کے پریغیظ رعایا نے ان گڈھوں کو مسار کر کے زمین کی برابر کر دیا

لے کر نکلے۔ یہ شاہی محل کا نام ہے جو روس کے پُرا نے دارالحکومت شہر ماسکو میں ہے ۱۲ متر عم۔

بادشاہوں۔ کہ ایوان جہاں ہزار ہا سال سے عیش و عشرت کے متوالے نامر کر دیتے
والی اور ممنوع عیاشی میں گھلے اڑاتے رہے تھے رعایا کی غلامی کے تمنے تھے۔
غضبناک انہو ان ایوانوں میں سیلاب کی طرح گھس پڑا اور سنگ مرمر کے فرش
دیواروں اور پردوں اور چھت گروں پر اپنے غصہ کے نشان چھوڑ گیا۔ ایک چھلکا
خود سر حکومت سے فرانس طوائف الملوک کی حالت میں جا پونجا اور بادشاہ مع
اپنے افسر و وزیر اور عہدے انہی اور دو لقمہ امرا اور بدکار عورتوں کے ناپید ہو گیا
اور بہت سے سردوں والا۔ نماز گھر۔ خون کا پیاسا۔ جاہل اور باغی شیطان کا نوں
وکانوں۔ بدی اور افلاس کے تہ خانوں سے پریوں کے قلعہ کی کتاب کی ساہو
کے مانند اس ناپید بادشاہ کی جگہ لینے کو نکل پڑا۔ بادشاہت دفع ہونے پر فرانس
میں کوئی خوش حال سلطنت جمہوری قائم نہ ہوئی بلکہ مخالفین سرکار یعنی مجمع عوام کا
عہد حکومت شروع ہو گیا۔ بادشاہ کے ظلم سے تو پولین کو قطعی نفرت تھی لیکن مخالفین
سرکار کی بھی ظلم اور غریزی اور طوفان بد تمیزی کی خود سری سے اسے نہایت ہی پرے
سر سے کی گھن تھی اور اس آخر الذکر حالت کو وہ پہلی میان کی ہوئی صورت سے بہت
بر اجاتا تھا اس نے بار بار علانیہ کہا کہ ”اگر ان دونوں حکومتوں میں مجھ سے انتخاب
کرنے کو کہا جائے تو میں بوربون خانہ ان کے ظلم کو منتخب و پسند کروں گا“

فرانس کی دس سال سے یہی حالت تھی اور رعایا کا ایسا برا عہد ظلم بھینٹے بھینٹے
جہاں سے تنگ آگیا تھا اور امن و چین کی آرزو میں کرتا تھا۔ ملک میں۔ مارشیں اور سازشوں
کے توڑ پھوڑ رہے تھے لیکن کوئی ایک آدمی ایسا سربراہ نہ تھا کہ قوم کو اپنے پیچھے لچکتا
ڈاکٹرڈوں کی حکومت کی کسی کو پروانہ تھی رعایا کو ان سے نفرت تھی اور فرانس بربادی کی
حالت میں تھا۔ بہت سی آوازیں آرہی تھیں ”نزع الکی۔ نزع مضر۔ یونا پارٹ کمل
ہے۔ صرف وہی ہم کو بچا سکتا ہے“ اس کی شرعہ آفاق نیکانی کے قوم کی نگاہ کو اس کی

طرف پھیر دیا تھا گویا وہی صرف اُن کی ایک امید تھا۔

معاملات کی یہ حالت ہو رہی تھی کہ نپولین نے جو تین سال قبل نہ مشہور تھا اور نہ امید تھا فرانس کی حاجت کا ارادہ کیا۔ تاکہ وائیکٹروں کی حکومت کو جو ملک کا کچھ خیال نہیں کرتے تھے اُلٹ و سے اور فرانس میں طوائف الملوکی کا اسناد کرے اور باہر والوں کی یورشوں کو روکے اور تین کروڑ ہاشندوں کو بربادی سے بچائے۔ یہ ارادہ اپنی عظمت کے اعتبار سے بڑا رفیع الشان اور اپنے مقاصد میں بلا اشتباہ بڑا نیا ضامن تھا۔ نپولین کا دو دشمنوں سے سامنا تھا اور دونوں زبردست دشمن تھے ایک تو متحدہ یورپ کے شاہی فیریق کے طغدار اور دوسرے پریس کا انبوہ عوام الناس۔ نپولین کے تمامی حیرت انگیز کارناموں میں مستقل اور شک نہ کرنے والی خود اعتمادی جس سے اُس نے اس مہم کو اختیار کیا سب سے زیادہ حیرت انگیز ہے۔ اُس نے اس مقابلہ کو پست کرنے کے لئے اپنے ہمراہ کوئی فوج نہ لی اُس نے کسی گہری اور لمبی چوڑی سازش سے بھی کام نہ لیا صرف اپنے ہی دماغ اور غم و ثبات اور قوم کے بڑے حصہ کی ہمدردی پر بھروسہ کر کے صرف ایک یا دو رفیق ہمراہ لے کر جن پر اُس نے اپنے خیالات ظاہر نہ کئے تھے وہ تنہا چلا کہ متشرقاقت کی باگیں اپنے ہاتھ میں لے۔ نپولین کو اس خطرہ سے بڑھ کر کبھی کسی خطرہ سے سامنا نہیں ہوا۔ یعنی انگلستان۔ روس۔ ترکی اور تمامی متحدہ یورپ کے ہماذبحہ روم میں نہایت کمزرت سے گشت کر رہے تھے ان سے بچنے کی نپولین کیونکر توقع کر سکتا تھا۔ گلوٹیں لو سے لال تھی اور ہر ایک شخص کی جان جس نے انبوہ عوام کا مقابلہ کیا تھا اس گلوٹین کی تدرہ ہو چکی تھی۔ نپولین تنہا غور طلب بات ہے۔ اُن تمامی خطرات کا جو اوپر ذکر ہوئے۔ بھلا کیونکر مقابلہ کر سکتا تھا ۹۔

جب وقت میورن ~~.....~~ ہماذبحہ روم میں نپولین فرانس آنے کو سوار ہوا تو

۲۲۔ اگست ۱۷۹۹ء کی شب کے دس بجے تھے۔ اُس کے جاں نثار گارڈ کے چند آدمی اور آٹھ ہمر اسی جویا تو فوجی افسر تھے یا علما کے فریق میں سے تھے اُس کے ہمراہ تھے اور جہازوں پر پانسو سپاہی تھے۔ ملک شام کے آسمان میں ستارے بڑی قینا سے چمک رہے تھے اور اُن کی دھیمی روشنی کے نیچے بحرِ روم کی موجیں مساکت حالت میں ان جہازوں کے سامنے پھیلی ہوئی تھیں۔ جہازوں کے بادبان کھول دیئے گئے۔ نیولین خاوش اور خیال میں دو باہر اچاز کے عویشہ پر بہت دیر تک ٹلٹارہا اور جیسے کہ مصر کا ساحل رات کی اندھیری میں نظر سے نہاں ہوتا جاتا تھا وہ اُس کو بوجھ رہا تھا۔ اُس کے سامنے فرانس لوٹنے کے خیال کے نشہ و مسرت سے چور تھے لیکن نیولین نہ خوشی سے بھولا ہوا تھا نہ شکستہ خاطر تھا۔ مستقل اور خاموش، وہ جی ہی جی میں باتیں کر رہا تھا اور جب ان خفیہ باتوں کی ہم کو جھلک ملی ہے تو ہم نے اُن میں ہمیشہ عظمت و رفعت کا اثر پایا ہے۔

اگرچہ نیولین کی عادت تھی کہ سپاہیوں کے پاس الاؤ پر جا بیٹھتا اور نہایت بے تکلفی سے باتیں کرتا لیکن اُس کے چال چلن کی رفعت سے اُس کے افسر خائف رہتے تھے اور اگرچہ بدرجہا مال نیولین کے ساتھ اُن کو محبت تھی لیکن وہ علیحدہ علیحدہ رہتے تھے۔ اگرچہ نیولین کے لبزہ سے کوئی رعوت نہ پائی جاتی تھی لیکن عادتاً وہ تباہ افسروں سے ایک طبقہ بالا میں بلند رہتا تھا۔ ان افسروں کی گفتگوں ناش و سب و بے اور گرجناں پر یونٹوں کے تذکرہ کے سوا اور کچھ نہوتا۔ مگر نیولین کے خیالات میں عظمت نام آوری۔ اور دولت تھی۔ نیولین ان افسروں کو اپنا راز دار دوست مقصود نہ کرتا تھا بلکہ اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے اُن کو ایک کارآمد آلہ خیال کرتا تھا۔

نیولین کے نزدیک رات دس ہزار سواروں کی جمعیت کی برابر تھا جو ہمیشہ دروازے

جاسکے والے حملہ کے لئے تیار تھا۔ لائن پنپلین کے لئے پیدلوں کی ایک پوزی فوج
 تھا جو چھیدنے والی سنگینوں سے مسلح ہوا جس جماعت کو نہ کسی رسالہ کی تاب تھی اور نہ کسی
 توپ خانے کی طاقت تھی کہ توڑ سکے یا اڑا سکے۔ اگر وہ *severe* ایک
 افح فلٹن کا کالا گھٹنا اور بہت بڑا ہڈر۔ نہ زکے والا اور دیو پہل قدموں سے اسی
 طرف جانے والا کالم تھا جس طرف فاتح کی انگلی اشارہ کرتی۔ یہ لوگ پنپلین کے
 جسم کے اعضاء تھے جو اس زبردست روح کے فرماں بردار تھے جو ان پر حکومت
 کرتی تھی۔ لیکن وہ اس کے رازدار نہ تھے وہ صرف اس کی مرضی کے تابع تھے اور
 ان لوگوں کی تعداد قلیل اور نہایت ہی قلیل تھی جن کو پنپلین اپنا دوست کہہ سکتا تھا۔
 لیٹری فطرت کا پنپلین کی نگاہ میں نہایت ہی ذلیل انداز تھا اور اسی لئے لیٹری
 کمزوری سے واقع ہونے والی باتوں پر بہت درگزر کیا کرتا تھا۔ بیورین کا بیان ہے
 کہ پنپلین کہتا تھا۔ دوستی صرف ایک نام ہے۔ میں کسی سے محبت نہیں کرتا۔ نہیں میں
 اپنے بھائیوں سے بھی محبت نہیں کرتا۔ جو زمین سے کسی قدر شاید محبت کرتا ہوں
 اور اگر میں اس سے واقعی محبت کرتا ہوں تو یہ صرف عادت کی وجہ سے ہے اور کہ
 وہ مجھ سے بڑا ہے۔ دیو رائل۔ ہاے۔ ہاں میں اس سے بھی محبت کرتا ہوں۔
 لیکن میں اس سے کیوں محبت کرتا ہوں۔ وہ تو ہی دل خلوت پسند اور من چلا ہے
 اور مجھے یقین ہے کہ اس کا واقعی کبھی آئسو نہیں نکلا ہے۔ ہاں خود تو میں یقین سے
 جانتا ہوں کہ میرا کوئی سچا دوست نہیں ہے اور جب تک میری موجودہ حالت قائم
 رہے گی میری اسی قدر مصنوعی دوست بنے رہیں گے جس قدر میرا جی چاہے گا۔ رفیق قلبی ہم کو
 عورتوں کے واسطے چھوڑنا چاہئے۔ یہ انھیں کا کام ہے۔ مرد کو اپنے ارادہ اور
 دل سے مضبوط رہنا چاہئے۔ نہیں تو ان کو جنگ اور سلطنت سے کیا سروکار ہے
 میں پسندیدہ اخلاق نہیں ہوں۔ نہیں میں پسندیدہ اخلاق نہیں ہوں اور نہ کبھی میں

پسندیدہ خصلت رہا ہوں۔ میں تو انصاف پسند ہوں ۴

ایک مرتبہ سینٹ ہلینا میں جبکہ نپولین کے قلب کی مغلوب و رقیق حالت تھی اور
 لیس کس نے ان لوگوں پر سختی سے حرف کر رہا تھا جنہوں نے نپولین کو حالت زوال میں چھوڑ دیا
 تھا نپولین نے کہا: "لیس کس تم آدمی کے حال سے واقف نہیں ہو۔ اگر سخت انصاف
 کی نظر سے دیکھا جائے تو آدمی مشکل سے سمجھ میں آتا ہے۔ کیا آدمی خود اپنا چال چلن سمجھتا
 یا اُس کی تصریح کر سکتا ہے۔ قریب قریب وہ سب لوگ جنہوں نے مجھے چھوڑ دیا ہے اگر
 میں سابق کی طرح کامیاب رہا ہوتا تو وہ اپنے اس نقص کا کبھی خواب بھی تو نہ دیکھتے۔
 ایسی ہدایاں اور ایسی نیکیاں ہو ا کرتی ہیں جو حالات پر منحصر ہوتی ہیں۔ ہماری آخری
 مصیبتیں آدمی کی طاقت سے خارج تھیں علاوہ اس کے مجھے کسی نے وہاں نہیں دی۔
 مجھے چھوڑ دیا ہے۔ میرے گرد فریبی لوگ اس قدر نہ تھے جیسے کہ کمزور تھے۔ میرا چھوڑا
 جانا اُسی طرح کا چھوڑا جانا ہے جیسے سینٹ پیٹرس لوگوں نے انکار کیا تھا لیکن غالباً
 وہ وقت قریب پہنچا ہے کہ یہ لوگ پھٹا پھٹے اور دھمکے صفحاتِ تاریخ میں مجھ جیسا شخص
 کہاں نظر آتا ہے جس کے میری برابر دوست اور شریک ہوں مجھ سے زیادہ
 ہر نوعِ فخر اور مجھ سے زیادہ محبوب کون ہوا۔ نہ میری برابر کسی کے حال پر اتنی شدت
 سے افسوس کیا گیا۔ خود اس سینٹ ہلینا کی چٹان سے فرانس کی اتریاں دیکھ کر کس کا جی
 نہیں چاہتا ہے کہ میں اب بھی فرانس میں حکومت کرتا۔ نہیں بشری فطرت زیادہ خرد
 پر تو سے نظر آتی ہو گی۔"

لیس کس نے نپولین کی مصائب میں سینٹ ہلینا میں شریک رہے کتنا ہے اپنے
 زوال کے پیچیدہ حالات کو نپولین ایسی بلند نظری سے دیکھتا ہے کہ افرادِ انسانی اُس کی
 نگاہ سے چھوٹ جاتے ہیں اور اُن لوگوں کی طرف سے جن کی نسبت خیال کیا
 جاسکتا ہے کہ نپولین کو اُن سے بڑی دجہ شکایت کی ہو گی وہ ذرا بھی اظہارِ ملال نہیں

کرتا اور اس کی سب سے بڑی شکایت کا صرف اسی قدر اظہار ہوتا ہے کہ جب ان لوگوں کا اس کے سامنے تذکرہ آتا ہے تو وہ خاموش ہو جاتا ہے اور یہ بات سینے بار بار دہائی ہے۔ بلکہ تعجب کی بات ہے کہ جب پولین کے پاس رہنے والے شخص ان لوگوں کا سختی سے ذکر کرتے ہیں تو وہ ہمیشہ ان کو روک دیتا ہے۔

پھر لیس کیس کہتا ہے کہ ”اس موقع پر مجھے یہ کہنا لازم ہے کہ جب سے میں شیش پولین کے چال چلن سے آگاہ ہوا ہوں میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ اس نے ایک لمحہ کے واسطے بھی ان لوگوں کی بابت غصہ کا اظہار کیا ہو یا عداوت ظاہر کی ہو جن سے اس کو نہایت ہی شدید نقصان پہنچا ہے اور وہ ان لوگوں کا بڑی بے پروائی سے بغیر اظہارِ ملال ذکر کیا کرتا ہے اور ان کے طرزِ عمل کو ان پیچیدہ معاملات سے منسوب کرتا ہے جن سے وہ گھرے ہوئے تھے۔ اور باقی سب کو وہ بٹری کمزوری سے محمول کرتا ہے لیس کیس نے مارنٹ کو سخت الزام دیا جس نے متحدہ بادشاہوں کے پیرس کو حوالہ کر دیا تھا۔ اس پر پولین بول اٹھا۔ ”اس کی بربادی کا سبب اس کی خود بینی ہوئی۔ یہ سچ ہے کہ اس نے والی سنس اس کے اس فعل پر اس کو الزام دینگی تاہم اس کا دل اس کے فعل کی یادگار کی نسبت زیادہ قدر کی نگاہ سے دیکھا جائیگا۔“ لیس کیس نے کہا۔ ”برتھیر کے ساتھ تو آپ کو اس قدر محبت تھی کہ ہم حیرت میں تھے۔“

علیہ مارنٹ پولین کا بڑا دوست تھا۔ علیحدہ میں جب مخالفوں نے پیرس پر قبضہ کیا تو پولین اپنی بغیر فوج کے ساتھ فانٹن بومیں مقیم تھا اور مارنٹ بارہ ہزار چیدہ افواج کے ساتھ فانٹن بومیں اس کے بائیں متین تھا اور پولین اور متحدہ بادشاہوں میں صلح کی گفتگو ہر ہی جگہ کہ مارنٹ غداری کر کے اپنی فوج کو لے گیا اور دشمن کے حوالہ کر دیا۔ اس فعل سے پولین نہایت کڑھ ہو گیا اور اس کو سخت سے ہمت برداری کرنا پڑی۔ اس کی مفصل کیفیت باب ۶۱ میں ناظرین ملاحظہ کریں گے۔ مترجم ۱۱

”نپولین نے جواب دیا ” برقیہ جو ہر سنے خالی نہ تھا اور میں اس کی یاقوت یا اس پاسداری سے جو میں اس کی کیا کرتا تھا انکا نہیں کر سکتا ہوں۔ لیکن افسوس وہ اپنی رائے پر قائم رہنے والا شخص نہ نکلا۔“

لیس کیس نے کہا ” وہ بہت سخت اور غرور آدمی تھا۔“

اس پر نپولین نے کہا ” میرے شفیق لکس کیس بودے شخص سے جو ایک بڑے قوی آدمی کی حفاظت میں ہو اور کون آدمی زیادہ مغرور ہو سکتا ہے۔ مثال کے لئے تم غور کرو۔“

یہ وہی برقیہ تھا جس نے نہایت پر سے سرے کی ذوات سے اپنے محسن کا ساتھ چھوڑ دیا تھا اور جب کوئی مسجد ہم بڑے کرو فرسے پیرس میں اپنی گاڑی پر سوار ہو کر نکلا ہے تو یہ برقیہ اس کے سامنے پائین میں سوار تھا۔ نپولین نے کہا میں اس ذلیل پریر سے صرف اسی قدر انتقام کا طالب ہوں کہ اسے کوئی کے باڈی گارڈ کے کپتان کی دردی پہنے دیکھوں۔“

نپولین کا سرکڑی سیورین جسے نپولین نے عہدہ سے معزول کر دیا تھا کہتا ہے۔ ”نپولین کا چال چلن ظالمانہ نہ تھا۔ نہ وہ کینہ پرور تھا نہ انتقام طلب مزاج کا شخص تھا۔ سو اے ان لوگوں کے جن کی آنکھوں پر غصہ نے پٹی باندھ دی ہے کوئی اور شخص نپولین کو نیرؤ عہدہ کا یا کالی گولا حملہ جو نہایت نہیں کہتا میں خیال کرتا ہوں کہ میں نے

سے تیرو۔ روم کا بادشاہ تھا شروع عہد حکومت میں رحم اور انصاف سے کام کیا۔ لیکن بعد کو نہایت ہی ظالم اور سفاک ہو گیا ان کو اور شہریوں کو قتل کیا۔ آخر تک اگر اس کے خلاف سازش ہوئی غشاہیوں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔ بعد کو قتل ہوا اور ولادت ۱۸۰۴ء وفات ۱۸۲۱ء

سے کالی گولا۔ رحم کا نہایت ظالم۔ سفاک اور مغرور بادشاہ تھا۔ اپنے بیوان میں دنہ دو کو زندہ آدمی کہلاتا تھا۔ آخر میں قتل کیا گیا۔ ولادت ۱۸۰۴ء مرگتا ہے۔ مال کی ہوتی تھی ۱۳ مترم۔

نپولین کے اصلی عیوب کافی صداقت کے ساتھ بیان کر دیئے ہیں اور میری بات باور کرنا چاہئے
میں غلامانہ کستا ہوں کہ معاملات ملکی کو علیحدہ کر کے بونا پارٹ - نرم ول - مہربان اور رحم تھا
بچوں سے اُسے بڑی الفت تھی اور خراب آدمی میں یہ صفت نہیں ہوتی۔ خالص زندگی
میں وہ بڑا فیاض اور بشری کمزوری پر بہت درگزر کرنے والا شخص تھا اور یہ میں کچھ زیادہ
نہیں کہتا۔ لیکن افسوس اس کے خلاف ایسی مستقل رائے جمی ہوئی ہے کہ مجھے توقع
نہیں ہوتی کہ لوگ اس رائے سے دست بردار ہوں۔ میں ڈرتا ہوں کہ میری لفظوں پر
لوگ شکہ سمجھنی کریں گے۔ لیکن میرا خطاب صرف ان لوگوں سے ہے جو سچائی کے جو یا
ہیں۔ چوتھیں برس کی عمر تک میں نپولین کے ہمراہ اس طرح رہا ہوں کہ اُس کی کوئی حالت
مجھ سے مخفی نہیں رہی۔ پس میں بے وقت، بات نہیں کہہ سکتا۔ یہ اُس شخص کا بیان ہے
جس کو نپولین نے برخاست کیا تھا اور جو نپولین کے خلاف ہو کر پھر سے بندھے ہوئے
بادشاہ لونی کا درباری ہو گیا تھا۔ یہ ایک دشمن کا سچا بیان ہے۔

جہازوں نے اس توقع سے لنگر اٹھایا کہ صبح ہونے سے قبل انگریزی جہازوں
سے جو اسکنہ ریہ میں منڈلا رہے تھے پار ہو جائیں۔ بد قسمتی سے اُسی رات کو ہوا لگتی
اور بالکل سکوت ہو گیا بعضوں نے اس ڈر سے کہ کہیں گرفتار نہ ہو جائیں یہ تڑوٹا کر کیا
کہ کنارہ کی طرف لوٹ جائیں لیکن نپولین نے کہا نہیں خاموش رہو ہم ہامن دامان
فرانس پہنچیں گے۔

امیر البحر گین تھیوم نے یہ چاہا کہ فرانس کا سب سے قریب والا رستہ اختیار
کیا جائے۔ مگر نپولین نے یہ ہدایت کی کہ جہاں تک ممکن ہو ساحل افریقہ سے ملے
ہوئے پہنچا جائے۔ اور اسی رستہ پر چلے جائیں جس پر جہاز نہیں ٹککتے تھے۔ جب تک
کہ جزیرہ سارڈینیا *Sardinia* سے پار نہ ہو جائیں۔ اور اُس نے کہا کہ اس اثنا میں
اگر کوئی انگریزی جہازوں کا بیڑہ نظر آئے گا تو ہم کنارہ پر بھاگ چلیں گے اور اپنے ان

تھوڑے سے باورون اور چند توپوں کے ساتھ خشکی میں اور ان یاٹوں میں سے
تک سفر کر کے جہازوں پر پھر سے سوار ہوتے کا انتظام کر لینگے۔“

پس اس خوفناک سفر میں پنولین نے ہر ایک خطرہ کا مقابلہ کیا۔ انگریزی قیدی جانے
میں پڑنے کا سب سے زیادہ اور ہر سر رسیدہ خطرہ تھا۔ میں دن تک ہوا ایسی مخالف
رہی کہ جہاز تین سو میل سے زیادہ نہ جاسکے۔ بہت سے لوگوں کی ہمت تو ایسی لوٹ
گئی تھی اور گرفتار ہو جانے کا اس قدر خطرہ چھا گیا تھا کہ اسکندریہ لوٹ چلنے کی صلاحیں
دیتے تھے۔ لیکن پنولین کی تو یہ عادت تھی کہ ناگزیر مصائب کا بڑے استقلال
سے مقابلہ کرتا تھا۔ پس ان مصیبتوں میں بھی وہ مستقل اور قائم رہا اور ہر اسیوں کی شکایت
پر اس نے جواب دیا کہ ہم بخیر عافیت فرمائیں ہو چینگے۔ میرا ارادہ ہے کہ کیسے ہی
خطرہ کا سامنا کیوں نہ ہو لیکن ہم برابر چلے چینگے۔ قسمت ہمارا ساتھ نہیں چھوڑے گی۔“

یورپین جو اس سفر میں پنولین کے ساتھ تھا کہتا ہے کہ ”لوگ اکثر قسمت کا نام
لیا کرتے ہیں جو ہر شخص منہ سے متعلق ہوتی ہے اور تمام عمر ساتھ دیتی ہے۔ اس قسم
کی تقدیر پر اگرچہ میرا اعتقاد نہیں ہے لیکن جب میں غور کرتا ہوں کہ بڑے بڑے معرلوں
میں ہونا پارٹ خطرات سے محفوظ رہا ہے اور کیسے کیسے ہولناک موقعوں پر اُس نے
اپنی جان کو معرض خطر میں ڈال دیا ہے اور کیسے کیسے اتفاقات سے اُس کو کام چڑا
تو میں خیال کرتا ہوں کہ دوسروں کو قسمت جیسی چیز پر اعتقاد ہو سکتا ہے لیکن پنولین
کے کارنامے پر جو قسمت کا قائل تھا زمانہ دراز تک غور کرنے کے بعد یہ معلوم ہوا کہ وہ
چیز جس کا قسمت نام رکھا گیا ہے پنولین کی ذکاوت تھی اور اُس کی کامیابی اُس کی حیرت
پیش بینی۔ برقی سرعت سے معاملات کے اندازہ کر لینے اور اس اعتقاد کی وجہ سے
تھی کہ اکثر مواقع پر جسارت سب سے زیادہ صحیح عقل ہوتی ہے۔ مثلاً ہمارے
مصر سے مراجعت کے درمیان سفر میں اگر پنولین بڑے زور کے ساتھ غیر مستقل رہتا

پر چلنے کا اصرار نہ کرتا بلکہ اسی عام رستہ پر چلنے دیتا جس سے عموماً جہاز آتے جاتے تھے تو کیا ممکن تھا کہ وہ ان خطرات سے جو اُس کے رستہ کو گھیرے ہوئے تھے بچ جائے غالباً نہ بچتا۔ اور کیا یہ سب امر اتفاقی تھا؟ نہیں یقینی نہیں تھا۔

ان پریشانیوں کے ایام میں نیپولین نے جس کی ہمت ایسی ہی بڑی اور مستقل تھی جیسے کہ وہ سکوت جو اسواج بزرگوں کو اکثر ناک کر کے سطح آپ کو چاندی کے مانند سفید اور بے حرکت کر دیتا تھا اپنے قواسی و ماغی کو اپنے اختیار میں رکھا اُس کا قاعدہ تھا کہ جہاں کہیں جاتا تھا ایک منتخب کتب خانہ ساتھ رکھا کرتا تھا اور اپنے وقت کو لکھنے پڑھنے میں صرف کرتا تھا۔ اقلیدس کے نہایت ہی مشکل اختلاف حل کرنے سے اُسے خوشی ہوتی تھی اور ایسے علوم کی تحقیقات میں مصروف رہتا تھا جن سے رفاد عام ہوتی قرآن مجید اور انجیل مقدس کو اُس نے بڑی توجہ سے پڑھا اور دونوں کی تعلیموں پر فلسفیانہ نگاہ سے غور کی قرآن شریف کی حاکمیت اور انجیل مقدس کی عظمت نے اُسے وق اور محو کر دیا تھا۔ حضرت مسیح کا وہ وعظ جو پاڑ پر فرمایا گیا تھا وہ بار بار نظر حیرت سے پڑھتا تھا اور اپنے ہمارے یوں کو اُن کی تماش کی میزوں سے بلا بلا کر یہ وعظ اپنے سامنے اُن سے پڑھو کر سنا کرتا تھا تاکہ وہ بھی اُس کے اخلاق و فصاحت کی تعریف کریں اُس کے ایک لمحہ سا تعلق نے کہا کہ آپ تو بہت جلد زاہر ہوا چاہتے ہیں۔

نیپولین نے جواب دیا۔ ”ہاں میرا جی تو یہی چاہتا ہے کہ میں زاہر ہو گیا ہوتا اور انجیل اُس شخص کی کتنی بڑی تسلی کا باعث ہو سکتی ہے جو بے شک و ریب اُس کی سچائی پر اعتقاد رکھے۔“

لیکن علمی سچی مذہب کو اُس نے صرف پوپ صاحب کی گرجے میں دیکھا تھا۔ عیسوی مذہب کے روزوں۔ شب بیداریوں۔ ریاضتوں۔ صوموں اور بگڑے

۱۳ بقول مصنف لغو و بالہ مترجم۔

ہو سکی مذہب کے تازیانوں کو یاد کر کے اور ان کو پریش جنت اور شوقانی خوردوں سے بچھوں نے ملانوں کے آرزو مند و ہم کو خطر کا واسطہ مقابلہ کر کے اُس نے ایک مرتبہ اپنے معمولی زور کے لہجہ میں کہا یہی مذہب ایک دھکی ہے اور اسلام ایک بے عار ہے مگر یہی مذہب دھکی نہیں ہے گویا نسلوق پر قدما کا قہر نازل ہو گا۔ ہمارا ذات و ہندو نرم اور شیریں دلکشت آواز سے ہم کو ہشتی کھان کی سببہ چکا ہوں میں اور ساکت پانی کی طرف دعوت کرتا ہے اور ایسے شہروں کی طرف پوسو۔ نے اور موتیوں سے بیکھار کر ہیں اور ایسے علوں میں جن کا ستارہ و صانع قدرت ہے مدد کرتا ہے وہ فرشتوں کے راگوں کی طرف بلاتا ہے اور ارواحِ سماوی کے پردہ کی طرف جو اپنے رب تکے والے شہروں سے پرواز کر رہی ہیں اچکارتا ہے وہ بے پایانی کے مآورات۔ قوت پایا کی سلامتی۔ اور قلب طاہر میں رہنے والے وجدان عاشق و معشوق کی مبارک ہم نشینی۔ جسم کی عظمت۔ قوت تمجید کی رفعت۔ فرزندوں اور ذوی سرتوں کی طرح خدا کی بارگاہ میں حاضر ہونے کو اور دائمی سعادت کی طرف بلاتا ہے۔ نہیں جی بڑا دھکی نہیں ہے اگرچہ اُس کے غلط فہم اور بد اندیش حامیوں نے اُسے اکثر اٹھایا تھا ہر کیا ہے

ایک دن جہاز کے عرش پر چند افسر خدا کے وجود پر بحث کر رہے تھے اور ان میں میں کئی خدا کے وجود کے قائل نہ تھے۔ یہ سبب انہوں نے تمہ سے محفوظ رہے اور رشتہ خلی اور سوالن جو مبالغہ حقیقی کی ایک دھکار سی ہے ہر دین پرست امیاد کی طرح سننا ہوا تھا اور قہر کو اکب۔ بوجہ خدا کی رضی۔ کہ انہوں میں بڑی خدیا۔ ایک کے ساتھ چکر رہے تھے۔ جس وقت یہ افسر خدا کے عدم وجود پر دلائل پیش کر رہے تھے پوچھیں خدیتہ پرنٹل رہا تھا اور اس گفتگو میں شرک۔ اور ظاہر اس پندہ لاریت میں غرق معلوم

ہوتا تھا۔ لیکن وہ یکایک ان افسروں کے سامنے ٹکر گیا اور اُسی شان کے لیے جس سے سب خائف ہو جایا کرتے تھے کہنے لگا: ”اے شرفاء تمھاری دلیلیں مبت معقول ہیں لیکن یہ تو بتاؤ کہ یہ نورانی عالم جو ہمارے سروں پر چمک رہے ہیں کس نے بنائے ہیں۔ کیا تم مجھے بتا سکتے ہو؟“ کسی افسر نے اس کا جواب نہ دیا۔ پولین تو پھر اُسی طرح ٹٹلنے لگا اور افسروں نے اس بحث کو چھوڑ کر دوسرے مضمون پر باتیں شروع کر دیں۔

کتاب کا مطالعہ کرتے کرتے آخر پولین نے بھی مسیحی مذہب کی تعریف شروع کی اس سے قبل وہ غیر متعصب وضع کا آدمی تھا۔ جو یہود۔ مسیحی اور مذہب اسلام کو ایک نگاہ سے دیکھتا تھا۔ اب اس نے مذہب مسیحی کی فائق برتری کو سمجھنا شروع کیا۔ اور اگرچہ وہ افکار اور کاروشناغل میں اس قدر پھنسا ہوا تھا کہ دوسرا کبھی نہ پھنستا ہو گا تاہم جتنا وقت گزرتا جاتا تھا اُس کی نگاہ میں انجیل کی وقعت بڑھتی جاتی تھی۔ بت پرست فرانس میں مسیحی مذہب کو پھر سے قائم کرنے میں اُس نے کارہیروپ کے مطاعن کا بڑی دلیری سے مقابلہ کیا فوجی افسروں میں اپنی ہرطنیزی کو اُس نے معرض خطر میں ڈال دیا اور اپنے سب سے بڑے بااثر دوستوں کے مقابلہ کی پروا نہ کی کیونکہ اُس کو یقین ہو گیا تھا کہ سلطنت کی بہبودی کے لئے مذہب بڑی شے تھی۔

سینٹ ہلینا میں اُس نے اپنی پرآب و تاب فصاحت سے جس کی نقل نہیں کی جاسکتی مان تنولون سے کہا: ”میں آدمیوں کو جانتا ہوں اور میں تم کو بتاتا ہوں کہ حضرت مسیح آدمی نہ تھے۔ مسیحی مذہب راز ہے جو خود اپنی قوت سے قائم ہے اور ایسے دل سے نکلا ہے جو بشری دل نہیں ہے۔ ہم اس میں ممتاز فضیلت پاتے ہیں اور یہ فضیلت ایسے الفاظ اور اصول کو سلسلے سے پیدا ہوتی ہے جو پہلے کسی کو معلوم نہ تھے۔ ہمارے علم سے مسیح نے کچھ مستعار نہیں لیا۔ مسیح نے اپنے احکام کی مکمل مثال خود

دکھائی ہے۔ مسیح فلسفی نہ تھے کیونکہ مسیح کا ثبوت اُن کے مجھے ہیں اور ابتدا ہی سے اُن کے اُمتی اُن کے پرستار تھے۔ اصل تو یہ ہے کہ علم اور فلسفہ نجات کے لئے لڑیکا ہیں۔ مسیح دنیا میں اسلئے آئے تھے کہ روح القدس اور مساوات کے قوانین کے راز ظاہر کریں۔ سکندر فیصر۔ سٹار لینان اور خود میں نے سلطنتوں کی بنیاد ڈالی۔ لیکن اپنے ذہن کی آفریدہ سلطنت کو ہم نے کونسی بنیاد پر قائم کیا۔ صرف افواج پر قائم کیا۔ لیکن مسیح نے اپنی سلطنت کو صرف محبت کی بنیاد پر قائم کیا۔ اس وقت مسیح کے لئے لاکھوں آدمی اپنی جانیں دیدینگے۔ اگر میں رجاؤں تو مجھے خاک کو سونپ دینگے اور میرا جسم غذا سے موری ہو جائیگا اور یہ اُس آدمی کا انجام ہونے والا ہے جس کو نیپولین اعظم کہتے ہیں۔ پس میری اور مسیح کی قدیم سلطنت میں جس کا اعلان کیا جاتا ہے جس کی پیشش ہوتی ہے جس سے محبت کی جاتی ہے جو تمام روئے زمین پر پھیلی ہوئی ہے زمین و آسمان کا فرق ہے۔ کیا تم اُس کو مرنا کو گے نہیں بلکہ یہ نوزندہ رہنا ہے۔ مسیح کا نام مرنا خدا کا نام مرنا ہے۔

مصر کی یورش کے زمانہ میں نیپولین ہر مذہب کو مساوی عزت کی نگاہ سے دیکھتا تھا اور اُس کو خیال تھا کہ اپنی شائستگی اور معقولیت میں مسیحی مذہب دوسرے طرق عبادت سے فائق ہے لیکن کسی مذہب کو وہ ایسا خیال نہ کرتا تھا کہ وہ منزل من الہد ہے۔ ایک مرتبہ نیپولین نے اپنے طرز عمل کا جو اُس نے مصر میں اختیار کیا تھا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ فوج کا مزاج اس قسم کا تھا کہ اُس کو صرف اس بات پر مائل کرنے کے لئے کہ وہ مذہب کا ذکر نہ کرے میں مجبور ہوا کہ مذہب کا بڑی سبکی سے ذکر کروں اور عیسائیوں کی برابر ہی وہ یوں کہ اور یہودی راہبوں کی برابر عیسائی پادریوں کو اپنے بیان میں جگہ دوں۔ اور اگر وہ امانتاً مجھے مذہب اسلام قبول کرنے پر مجبور کرتے تو یہ کچھ بہت تعجب کی بات نہ ہوتی لیکن ساتھ ہی اس کے اپنے تبدیل مذہب

کے متعلق میرے پاس بہت معقول وجوہ رہے۔ وہ تو ہیں کیونکہ اس طرح کم سے کم فرات تک میں بڑی عافیت سے پہنچ جانے کے لائق ہو جاتا۔ اس خانگی اعتراض سے مذہب کا بدل ڈالنا ضرور غیر قابل معافی بات ہے لیکن اہم معاملات و مقاصد ملکی کے مقابلہ میں فیصلہ معاف کیا جاسکتا ہے۔ ہنری چارم کا قوالہ تھا کہ پیرس کی حکومت ماس کے کی قیمت کی برابر ضرور ہے۔ تو اب کیا کوئی یہ اعتراض کر سکتا ہے کہ سلطنت مشرق یا شاید تمام ایشیا کا زیر نگین ہو جانا ایک پاجامہ اور ایک غلامہ کی بھی قیمت نہیں رکھتا۔ اور اصل تو یہ ہے کہ حملہ معاملات مذہب بخیر ہو کر بس پاجامہ اور غلامہ تک محدود بھی ہو گئے تھے۔ یعنی شیخ شرق - انجور - کے ہاں۔ بٹے کر لیا تھا کہ وہ اسلام ہم پر کس طرح آسان کر سکتے تھے۔ بڑی بڑی روکیں انہوں نے اٹھائی تھیں۔ یعنی ہم کو شراب کی اجازت دیدی تھی۔ نماز کا اٹھنا بیٹھنا معاف کر دیا تھا۔ پس خلاصہ آنکہ ہم کو اپنی جاکٹ پتلون۔ اور سیٹ چھوڑنا پڑتی۔ اور الحمد للہ روس و روسیہ کی نسبت پولین کلام ملاست آمیز بولا کرتا تھا اور کہتا تھا۔

روسیہ روسیہ خراب۔ نہایت ہی خراب آدمی تھا۔ فرانس میں انقلاب کا باعث

وہ ہی ہوا۔

ایک شخص نے اس پر جواب دیا کہ مجھے یہ خبر بھی کہ فرانس کے اس انقلاب کو آپ نرمی مصیبت ہی مصیبت خیال کرتے ہیں۔

یوں نہیں جواب دیا۔ انہوں شاید اس کہنے سے آپ کا یہ مدعا ہے کہ اگر یہ

۱۷ ہنری چارم انگلستان کا بادشاہ تھا۔ پیرس فرانس کا دارالحکومت ہے۔ ہنری کہتا تھا کہ اگر مجھے پیرس بلجے تو روس میں کیتھولک نماز (اس) پڑھنے یعنی رومن کیتھولک ہو جانے میں کوئی حشر نہیں ہے ۱۲ مترجم۔

۱۸ روسو فرانس کی مصنف۔ اس نے حضرت مسیح کے غظوں اور معجزوں پر اعتراض کیا۔ خود تمام

عمر مصائب میں مبتلا رہا۔ ولادت ۱۷۱۵ء وفات ۱۷۷۸ء ۱۲ مترجم۔

شہر میں پولیس کے اترنے کی خبر ہوا کے جھوکے کی طرح پھیل گئی اور ساری مخلوق بندرگاہ پر اپنے ہم وطن کی ایک جھلک دیکھ لینے کو جمع ہوئی۔

پولیس نے کہا ہے ”ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آدھے سے زیادہ باشندوں نے تو مجھ سے ناتا اور رشتہ نکال لیا تھا“ لیکن ابھی چند ہی سال ہوئے تھے کہ میڈیم لٹیشیا کا گھر انھیں سب نے لوٹ لیا تھا اور تمام یونایٹڈ خاندان کا افلاس اور تنہائی کی حالت میں بچھا کرتے پھر بے تھے اور یہ خاندان رات کو ایک کھلی ہوئی کشتی میں فرار ہوا تھا۔ اب یونایٹڈ کے نام نے ہوا کو تختیں۔ کہ فردر سے گونج دیا تھا۔ لیکن پولیس ایسی غیر انصافانہ نکتہ چینی ایسی بے سوچ۔ سمجھے تسمین و آفرین سے یکساں بے توجہی ظاہر کرتا تھا۔ اور سب طرح وہ بد دعاؤں سے بے دل نہوتا تھا اسی طرح سبحان اللہ اور واہ واہ سے معذور نہوتا تھا۔

رشد فراہم کرنے کی غرض سے چہرہ روز قیام کر کے۔ اکتوبر کو جہاز کا ٹکرا ٹھایا گیا اور یہ خطہ بحری سفر پر شروع ہوا۔ دوسرے روز شام کو جیسے کہ آفتاب غیر معمولی شان سے خوب ہو رہا تھا آفتاب کی سنہری شعاعوں میں ایک انگریزی بیڑہ کی اچھی طرح ایمری تصویر دیکھی گئی۔ فرانسیسی امیر البحر نے دشمن کے نشان سے یہ بات معلوم کر لی کہ انگریزوں نے فرانسیسی جہازوں کو دیکھ لیا اور اس تجویز پر زور دیا کہ آجیٹیو کے بندر کو لوٹ جانا چاہئے۔ لیکن پولیس نے یہ خیال کر کے کہ اگر آجیٹیو لوٹے تو گرفتار ہو جائیں گے اور انہیں ”آجیٹیو کو لوٹنا انگلستان کا درستہ اختیار کرنا ہے۔ اور میں فرانس کے رستہ کا تلاشی ہوں۔ سب پال کھول دو اور سب آدمی اپنی اپنی جگہ پر مستعد جاؤ اور شام کو مغرب کو روانہ ہو اور جلد آگے بڑھو“

شب تاریک تھی اور عمدہ ہوا چل رہی تھی اور فرانسیسی جہاز فی الفور بیڑہ کے سامنے ہر رسیدہ گرفتاری کی حالت میں فرانس کے ساحل کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے بچپنا

محال معلوم ہونا تھا۔ سب جہاز والوں کے لئے یہ رات بڑے خطرہ اور تشویش کی رات تھی۔ الاپولین کو کوئی تردد نہ تھا۔ نپولین کا ارادہ تھا کہ اگر معاملہ دیگر گوں ہو تو کشتی میں سوار ہو کر تارکی اور ڈانڈوں کی مدد پر بھروسہ کر لگا۔ چنانچہ بڑے کامل استقلال اور جواہرزدی سے اُس نے حکم دیا کہ لمبی کشتی تیار کی جاوے اور اُن لوگوں کو بھی منتخب کر لیا جن کو وہ اپنے ساتھ رکھنا چاہتا تھا اور بڑی احتیاط سے اُن کا غذا کو علمبرہ کر لیا جن کو وہ محفوظ رکھنا چاہتا تھا۔ تمام رات جہازوں پر کسی شخص کی ہلک سے ہلک نہ لگی۔ حقیقت میں موجودہ مسئلہ کا حل کرنا بڑا دشوار کام تھا۔ یعنی کیا یہ کھلے ماندے آوارہ وطن چند گھنٹوں میں اپنے بیوی بچوں سے ہم آغوش ہونگے؟ یا۔ دوسرا لمحہ ان کو انگریزی جنگی جہازوں کا کالا کول تارکی سے برآمد ہوتا ہوا دکھائیگا۔ اور پھر ان کو انگریزی محبس کے سپرد کر دینگا کہ اسیری کی ساسا دراز مصیبت بڑے پھیلنے رہیں۔ اس خوفناک موقع پر بھی کوئی شخص نہ وہیکہ سکا کہ نپولین کے استقلال میں کچھ بھی فرق آیا ہو۔

سیدہ صبح کے آغاز پر فرانسیسیوں نے چند فرسنگ پر اپنے سامنے فرانسیسی ساحل کے پہاڑ دیکھے اور اب مخالف بیڑہ شمال و مشرق کی طرف سمندر کے افق میں نظروں سے غائب ہو رہا تھا۔ لیجئے فرانسیسی بیج گئے اب فرانسیسی جہازوں سے مسرت کے لئے بلند ہوئے۔ لیکن نپولین بڑے استقلال سے اپنی مجبورہ فرانس کو دیکھ رہا تھا۔ اُس کے رخسار زرد تھے۔ اور پیشانی سنگ مرمر کی طرح سفید تھی۔ اور معلوم ہوتا کہ اُس پر کسی خوشی کا اثر نہیں ہے۔ اکٹھ بجے صبح کے چاروں جہاز فریجس و ہنرہ رتھ کے ہند میں لنگر انداز ہوئے۔ یہ ۸۔ اکتوبر کی صبح تھی۔ نپولین پچاس روز تک بحرِ روم کی موجوں پر دھکے کھاتا پھرتا تھا۔ اور انگلستان۔ روس اور ترکی کے جہازوں سے گھرا ہوا تھا۔ اور پھر بھی ان کے ہاتھوں سے بچ گیا تھا۔

اس طرح نپولین کے تعجب خیز جہاز پر چلے آنے پر یورپ کے اخباروں کو ہنسا

تصادف بنانے کے خوب موقعے ہاتھ آئے۔ ان تصویروں میں سے ایک تصویر جولاں کی دکانوں کی پرچیوں میں نمایاں طور سے رکھی گئی تھی ایسی سچی اور تاریخی واقعہ کی تصدیق کرنے والی تھی کہ بیان کیا گیا ہے کہ پولین اس کو دیکھ کر ہنسنے ہنسنے لوٹ گیا تھا۔ لارڈ ٹیلیسن جیسا مشہور ہے باوجود اپنی شجاعت کے بشری کمزوریوں سے خالی نہ تھا اس تصویر میں دکھایا گیا تھا کہ پولین لارڈ ٹیلیسن کی حراست میں ہے۔ اور اسی حالت میں لیڈی ٹیلٹن برآمد ہوئی اور لارڈ ٹیلیسن اس کے حین دادا دار الیہا مفتوں و از خود رفتہ ہو گیا کہ پولین لارڈ ٹیلیسن کی ٹانگوں کے نیچے میں ہو کر نکل گیا۔ بھلا یہ تصویر مضحکہ آمیز تصویر کیونکر ہو سکتی ہے۔ یہ تو تاریخی واقعہ کہ ہذا اقت ہے۔ اسلئے کہ جب پولین ساحل افریقہ کے سامنے مخالف طوفانوں کے مقابلہ میں جدوجہد کر رہا تھا لارڈ ٹیلیسن اپنی بڑی فتح کی خوشی سے پھولا ہوا بادشاہ اور مسرت بادشاہوں کے درباروں میں اپنی دستبرد و لکڑیاں (لیڈی ٹیلٹن) کے ساتھ جشن میں مصروف تھا۔

پولین کا قول ہے کہ حضرت عشق کامرہ ہو کر بھلا ممکن ہے کہ لشکر اپنی دیکھائی کے تھوڑے بہت حصہ سے ہاتھ نہ دھو بیٹھے۔

جب چاروں جہاز فرنجیس کے بندر میں داخل ہوئے تو میورن نامی جہاز کے قبضہ سے ساحل کے افسروں کو اطلاع دی گئی کہ پولین جہاز پر ہے۔ تمام سستی میں تلاطم برپا ہو گیا اور قبل اس کے کہ جہازوں کے لنگر ڈالے جائیں بندرگاہ کشتیوں سے بھر گئی۔ پروجہ مخلوق نے جہازوں کو گھیر لیا۔ اور جہازوں پر چڑھ کر عرش پر عجم کر دیا اور انہوں سے آسمان سروں پر اٹھالیا۔ قرطبیہ کے جہل و اعدا تو ڈر دیے گئے۔ رعایا طوائف الملوکی سے تنگ الٹی تھی اور آنے والے اسٹریٹ کے حملہ سے کانپ رہی تھی۔ اب گویا

لے اس موقع کی تھ۔ پہلی بنائی جاو گی۔

لے ڈیلا کا نوٹ پینے لکھا جا چکا ہے ۱۴ مترجم

خدا نے آسمان سے ایک رہائی دینے والا بھیج دیا تھا جس کی عظمت پر اس کو پورا بھروسہ تھا۔ لوگ اس وقت فطرت سے دیوانے ہوئے جلتے تھے۔

جب یہ خبر دی گئی کہ یہ جہاز اسکن ریج سے آئے تھے اور ممکن تھا کہ طاعون پھیل گیا تو ان لوگوں نے جواب دیا ”ہم کو طاعون منظور ہے لیکن ہم نہیں چاہتے کہ ہمارے یہاں سسٹیراوائے آئیں۔“ پس نیپولین کے قواعد حفظانِ صحت کا کچھ لحاظ نہ کر کے لوگوں نے ہاتھوں ہاتھ نیپولین کو شہر میں اتار دیا اور بڑی خوشی کے ساتھ کنارہ پر لگے یہ خبر گاؤں گاؤں برقی سرعت سے پھیل گئی اور تمام دیہات کے مرد عورتیں اور بچے فریجس میں جمع ہونے لگے۔ یہاں تک کہ مجروح سپاہی اسپتالوں کے کمرے چھوڑ کر رہیں گئے ہوئے سمندر کے کنارے آگئے کہ اس سورا کو ایک جھلک دیکھ لیں۔ کنارہ پر اثر و ہام کی وہ کثرت تھی کہ نیپولین بہت تمام خشکی پر اثر سکا۔ یہ انہوہ واسطے اور یہاں ہٹا جاتا تھا اور نیپولین اس کے درمیان سے گزرتا جاتا تھا اور فتحِ اٹلی۔ فتحِ مصر رہائی دہندہ فرانس زندہ مانا دے کے نعروں سے ہوا گونج رہی تھی۔

فریجس کا یہ چھوٹا پرامن بندر گاہ ایسا جوش سے بھر گیا تھا کہ یہ جوش کبھی سنا نہ گیا تھا قلعہ کی توپوں کی سلامی کو شہرستان اور سمندر کی موجوں پر گونج رہی تھی۔ اور بڑھتے ہوئے گردہ کے نرے جو نیپولین کے گرد جمع ہو رہا تھا ان کو بھارٹے ڈالتے تھے نیپولین کے جہاز کو ڈیمبر (سہ کھٹ) اور ابوکر کی بڑی فتوحات کی خبر پہلی دفعہ لائے تھے اور فرانسسی جو شکست سے ذلیل ہو رہے تھے پھر اس قوی اعزاز سے خوشی کے مارے چھوٹے نہ سماتے تھے۔ نیپولین کے آئیے کی خبر تار کے ذریعہ سے پیرس کو جو فریجس سے چھ سو میل تھا بھیجی گئی۔

جب پیرس میں یہ خبر پہنچی کہ نیپولین فریجس میں آگیا تو ۵ اکتوبر کی شام تھی اور جوزیفائن انٹیڈوگوبر کے یہاں جو ڈاکٹر لڑی کا پریسیڈنٹ تھا بڑی دھوم دھام کی عزت

میں گئی ہوئی تھی۔ پیرس کے جہاز ممتاز اور معزز لوگ وہاں جمع تھے اور اس خبر سے بڑی سخت کھل بلی پڑ گئی۔ ان میں سے بعض جو بڑے بڑے عہدوں کو مال عنایت سمجھ کر جشن اڑا رہے تھے تشویش سے زرد ہو گئے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ نپولین اپنی ذکاوت و دانائی کے سبب سے بے حد ہر و عزیز تھا اور اب ان کو دوسرے انقلاب کا خوف پیدا ہوا جو ان کو ان کے عہدوں سے علحدہ کر دیتا۔ اور بعض امید و خوشی سے چھلے نہ سماتے تھے کیونکہ ایسی شدید ضرورت کے وقت میں خدا نے اپنی قدرت سے ایک بچانے والا بھیج دیا تھا اور ڈیوٹیوں میں سے ایک ڈیوٹی جس کا ریلک کے برادر نے والے حادثات نے خراب حال کر رکھا تھا نپولین کی واپسی کی خبر سن کر واقعی شادی مرگ ہو گیا۔

جوزیفائن کو اس اچانک اطلاع سے حیرت ہو گئی اور جلد ہی دعوت کو چھوڑ کر وہ فوراً مکان پر واپس آئی اور بغیر آرام کئے ہوئے وہ آدھی رات کو گاڑی میں سوار ہو کر اپنے شوہر کے ملنے کو روانہ ہوئی۔ لوی بوئارٹ۔ اور ہونٹن جس کے بعد کوہی سے شادی ہوئی اُس کے ہمراہ تھے۔ اُسی وقت نپولین مع اپنے ہمراہوں کے فریجس سے روانہ ہوا۔ ہر قدم پر بغیر ہولی سرگرمی اور جوش مسرت سے اُس کا استقبال ہوتا تھا۔ پہاڑیوں پر آگ روشن کی جاتی تھی۔ لوگ جلد جلد حرا میں بنانا اُس کے گز گاہ میں قائم کرتے تھے۔ ریلکیوں کی لمبی لمبی دو رو یہ قطاریں اُس کے راستہ میں پھولوں کا مہینہ برساتی تھیں اور ہر قدم کے ساتھ خیر مقدم کے ترانوں۔ سرائے کو مبارکباد دیتی تھیں۔ شام کو وہ لیٹائس میں پہنچا۔ تمام شہر چراغوں سے دن ہو گیا تھا اور مجنونا نہ جوش کے نفوس سے لوگوں نے نپولین کو حلقہ میں لے لیا۔ افسران شہر نے اس کی گاڑی تک آ کر اُس کا خیر مقدم کیا۔ افسر اعلیٰ نے اس موقع پر ایک ایڈریس تیار کیا تھا۔ لیکن نپولین کو اتنی مہلت نہ تھی کہ اُس کو سن سکتا۔

اپنے ہاتھ سے خاموشی کا اشارہ کر کے پولین نے کہا "اے شرفا میں نے سنا تھا کہ فرانس مبتلا مصیبت ہے۔ پس میں نے بے پس و پیش مصر میں اپنی فوج چھوڑ دی اور میں فرانس کی مدد کو آیا۔ اب میں یہاں سے جاتا ہوں اور چند روز میں اگر تم میرے پاس آنا سب خیال کرو گے تو تمہارا ایڈریس سننے کی مجھے فرصت ہوگی" اب پولین کی گاڑی میں دوسرے تازی گھوڑے جوتے گئے اور یہ سفر کرنے والی پارٹی جو شہاب ثاقب کی طرح ان لوگوں کے سامنے نمودار ہوئی تھی شہاب ثاقب ہی کی طرح ان کے سامنے غائب ہو گئی اب معلوم نہیں کیوں پولین نے یانسن سے پریس کی اس شرک کو چھوڑ دیا جس پر کثرت سے آمد و رفت ہوتی تھی اور ایک دوسری غیر آباد شرک اختیار کی۔

جوزیلفائن کو یانسن سوچنا شروع ہوا کہ کچھ دیر پہلے پولین یانسن سے روانہ ہو چکا تھا اور جوزیلفائن اور پولین مختلف راستوں سے ایک دوسرے سے گذر گئے۔ اس خبر پر جوزیلفائن کو سنا ہوا ہو گا جوزیلفائن کے صدمہ کی کوئی انتہاء تھی۔ کئی مہینے سے اس کے محبوب شوہر کا ایک دوسری خط بھی اس کے پاس نہ آیا تھا۔ اور جو خطا و کوتاہی کو انگریزی جہازوں نے راہ میں گرفتار کر لیا تھا۔ جوزیلفائن کو معلوم تھا کہ اس کے حامیوں نے اس کی نسبت بدچلنی کی جو ٹی جریں دور و در تک پھیلا رکھی تھیں۔ جوزیلفائن جانتی تھی کہ پولین کے پریس پہنچنے ہی دشمن چاروں طرف سے جمع ہو جائیں گے اور اس کی عدم موجودگی سے فائدہ اٹھا کر پولین کے خوب کان بھرینگے۔

یانسن پریس سے ۵۴ میل ہے اور جوزیلفائن ہر صبح تمام پہاڑیوں اور گھاٹیوں کو طے کر کے یانسن پہنچتی تھی اور راستہ میں استراحت کرنے یا کھانا کھانے کو بھی گاڑی سے نہ اتارتی تھی۔ تھکی ماندی اور اس فکر سے مغموم کہ اس کا شوہر اس سے جدا ہو جائیگا اب اس کو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ پولین سے ملنے میں وہ چوک لگی تھی۔ اب سوائے واپس جانے کے کوئی چارہ نہ تھا۔ لیکن جوزیلفائن کے حتی الامکان جلد

کرنے کے باوجود وہ پولین سے ایک یا دو دن بعد پیرس میں پہنچ سکتی تھی۔ اس وقت غالباً تمام فرانس میں جوزیفائن سے زیادہ مخوفہ کوئی عورت نہ تھی۔

پولین کے دل کو بھی تشویش اندر ہی اندر سے کھلے جاتی تھی۔ عشق انسانی کی تہ کو بھلا کون پہنچ سکتا ہے؟ ان دنوں میں سب سے زیادہ زبردست عشق اور سب سے قوی نفرت کے ریشے باہم ایک دوسرے سے ایسے الجھ سکتے ہیں کہ پھر ان کا سلجھنا محال ہو جاتا ہے کسی اور معاملہ میں انسان کا ارادہ ایسا بوجھل نہیں ہوتا جیسا اس قوی جذبہ کی تحریکوں کو رہنا کر۔ نئے بار و کین میں دیکھا جاتا ہے پولین جوزیفائن کو اسی فوق العادت شدت سے چاہتا تھا جس سے نئے اُس کی بے پرواہی طبیعت کے دیگر معاملات کو ممتاز کیا تھا۔ پولین کی طبیعت کا چہرہ اچھے خاصے میں نہ بتاتا تھا بلکہ یہ طرف تو اتنا عین تھا کہ جس میں عواصی کرنا بہت دشوار کام تھا۔ انہیں کو دنیا میں دو ہی چیزیں محبوب تھیں ایک تو نام و شہرت دوسرے جوزیفائن۔ نام و شہرت نرا دل درجہ پر تھی اور اُس کے ساتھ ہی پیچھے لگا ہوا یہ زیادہ مادی بت تھا۔

(یعنی جوزیفائن)

پیرس کی بہت سی بیڑیاں جن کو جوزیفائن نے کہیں زیادہ مالی خاندان ہونے کے لئے حاصل تھا جوزیفائن کی فضیلت پر چلی مارتی تھیں۔ جوزیفائن کا پولین پر اثر مند تھا حکماء۔ مدران ملک۔ پیرس جو جنرل جوزیفائن کے کہے میں جمع رہتے تھے۔ اور اُس کی خوش آمد میں لگے تھے۔ جوزیفائن کا ایک لانا شہرت و دولت کا راستہ بنا لیا جاتا تھا۔ اس طرز پر بڑی خوبی کہ ساتھ جوزیفائن پیرس کے کنارے اپنے نمونے کے چاہ و بلال کے جلوے دکھا رہی تھی جو کہ ریائائن و بیٹے نے اپنے لئے ایدہ تھا۔ میں اُس قدر معاون پیدا کرنا چاہتی تھی کہ بیٹے کو جس بلینکے دو اداں کو کسی طرح اتار کر قیامی بیڑم میں باہر و بکات کو فتح کرنا۔ ناجوزیفائن کی خوبی و اخلاق

قدر و اتالی کی کامل نزاکت۔ بلند ذہنی برکات۔ اور لہریں شیریں لہجے نے درباریوں۔ حکیموں۔ اور مدبروں کو کیساں مسح کر لیا تھا۔ اُس کے کمرے ہمیشہ بھرے رہتے تھے اور اُس کی دعوتوں میں پیرس کے بڑے بڑے رتبہ دار و با اختیار لوگ اگر حسبِ کورنی دیا کرتے تھے اور جس گروہ میں جوزیفائن نمودار ہوتی مٹرفا کی آنکھیں پہلے اُسی پر پڑتیں۔ دو متقا طبعی طاقتیں بن کا مقابلہ نہ کیا جاسکتا تھا ان لوگوں کو اپنی طرف کھینچتی تھیں یعنی ایک تو جوزیفائن کا مخصوص حسن و اخلاق و لکش تھا اور دوسرا اپنے نامور شوہر کا ذریعہ جس سے وہ ایک نعمت عظمیٰ سہو رہی تھی۔

اب اُس رشک و حسد کا اندازہ کر لینا کچھ دشوار کام نہیں۔ ہے جو ان وجوہ سے پیدا ہوا ہوگا۔ بہت سی مشہور امیرزادیوں کو غیر قابلِ برداشت اشتعال پیدا ہو گیا تھا کہ جوزیفائن امریکہ کے ایک غیر خطاب یافتہ کاشتکار کی لڑکی پیرس والوں پر اس طرح فانی تھی اور خود یہ امیرزادیاں باوجود اپنے بڑے رتبہ حسن و جمال اور شعور کے جوزیفائن کے مقابلہ میں ہیچ تھیں۔ ان میں سے مورو کی بیوی جس کا جوزیفائن کی فوٹیت کو اپنی ذاتی توہین سمجھتی تھی۔ وہ خیال کرتی تھی کہ جبریل مورو بھی اُسی اعزاز کا مستحق تھا جس کا نپولین تھا۔ اور اسی رشک کی وجہ سے جس کا حال اُس کے دل میں کھٹکتا تھا اُس نے انجا مکار اپنے شوہر کو نپولین کے خلاف سازش کرنے پر آمادہ کیا اور ہوہن لین ڈون کے قلعے (یعنی جبریل مورو) کا کام نظم ہو گیا۔

خود نپولین کے بھائی ہبنوں میں سے چند جوزیفائن کے اس اعلیٰ اثر کو رشک و حسد سے دیکھتے تھے اور اُس کا ایک حصہ جوزیفائن سے خوشی چھین لینے کو آمادہ تھے۔ معاملات کی یہ حالت تھی اور ان مختلف ذریعوں سے جوزیفائن کے حوالہ ان کے خلاف نپولین کے کانوں تک خبریں پہنچا رہی تھیں و سازش کے

شریک دشمن زیادہ گستاخ ہوتے گئے۔ بیان کیا گیا کہ جوزیفائن تو پنولین کو بھول گئی تھی اور عورتوں کی سی سخت سے عیش و عشرت میں غرق ہو گئی تھی اور انجام کار فاش بہ کاری کی مجرم ہوئی۔ قریب قریب وہ قحطی خطوط جو پنولین نے جوزیفائن کو اور جوزیفائن نے پنولین کو لکھے تھے راستہ میں انگریزی ہمدادوں نے گرفتار کر لئے تھے۔ اگرچہ پنولین نے ان ہفتوں کو پوری طرح باور نہ کیا تاہم اُس کو ویسا فخر و زانیہ باقی نہ رہا جس سے بغیر کما کر تاقہا قیصر کی چوٹی پر سرگزشت نہیں ہونا چاہئے۔

اپنے مصر کے قیام کے اواخر مشور میں پنولین کا دل بہت متفکر حالت میں رہتا تھا۔ ایک دن وہ اپنے خیمہ میں جو عرب کے بڑے ریگستان میں ایستادہ تھا تنہا بیٹھا ہوا تھا۔ اور کئے جیسے سے جوزیفائن کا کوئی خط نہیں آیا تھا۔ اور ابھی دونوں کے باہم ملنے کو بھی برسوں درکار تھیں۔ جو تو جس کے پاس کسی عاصد نے حاسدانہ راہ سے پیرس کی خبریں بھیجی تھیں پنولین کے خیمہ میں آیا اور بڑی احتیاط کے ساتھ لیکن پوری مفصل پیرس کی گپ پنولین کو سنائی۔ جو نہ لے گیا۔ جوزیفائن کو اپنے شوہر کی غیر حاضری کی تلافی حاصل ہو گئی۔ یعنی اُس نے دوسروں سے یاری کر لی ہے اُس کے گرد اُس کی توفیق کرنے والے مع ہیں اور اُن کے ساتھ وہ آشنائی اور کرشمہ سازی میں مصروف ہے۔ اور غیرت و ناموس کی کچھ پروا نہ کر کے نفس امارہ کی مطیع فرمان ہو گئی ہے۔

اس پر پنولین کو چند لمحے بڑی تشویش رہی اور چہرے ہوئے شیر کی طرح وہ خیمہ میں جلد جلد ٹھٹھا رہا اور پھر کہنے لگا: ”معلوم اس عورت سے میں اتنی محبت کیوں کرتا ہوں اور اُس کی تصویر کو اپنے سینہ سے نوچ کر بھینک کیوں نہیں دیتا۔ نہیں میں ضرور نوچ کر پھینک دوں گا۔ میں فوراً اطلاق بائیں وید و لگاڑی صریح اور اعلان کے ساتھ“ اور اُس نے جوزیفائن کو نہایت سخت الفاظ میں خط لکھا اور اُس پر ازام لگایا کہ وہ آدمی دنیا

کے ساتھ عشوہ گری کر رہی ہے۔ یہ خط انگریزی جہانوں سے بچکر جوزیفائن کو پہنچایا اور اس نے جوزیفائن کے باوجود اول کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ مختصر آنکہ معاملات کی یہ حالت ہو رہی تھی اور اب اٹھارہ ماہ کے بعد جوزیفائن پیرس میں نپولین سے ملنے کو تھی جوزیفائن کو بڑی فکر تھی کہ نپولین سے اس کی ملاقات اس سے قبل ہو جاتی کہ اس کے دشمن نپولین سے ملتے۔ پس خود کیا جاسکتا ہے کہ جوزیفائن کی تشویش کی کیا نوبت ہوئی ہوگی جیکہ اس کو معلوم ہوا ہوگا کہ نپولین لیٹنس سے روانہ ہو گیا۔ اب جوزیفائن کے پیرس والے پہنچنے تک ضرور تھا کہ نپولین کو پیرس پہنچنے دو یا تین دن ہو چکے۔ اس اثنا میں نپولین کی گاڑی بڑی تیزی سے پیرس کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ رات میں تمام راستہ خوشی کی روشن کی ہوئی آگ اور چراغاں سے دن ہو گیا تھا۔ قدم قدم پر گھنٹے بج رہے تھے سلامیاں داغی جا رہی تھیں اور خیر مقدم کے نعرے بلند تھے۔ لیکن اس کے زرد اور فکر میں ڈوبے ہوئے لہرہ پر کوئی شادمانی کا اثر نہ تھا۔ اور وہ تب تک نہ کرتا تھا۔ اس کے جی میں تو یہی خیال بسا ہوا تھا کہ اُبڑے ہوئے گھر کو واپس جا رہا تھا۔ غم نے اس کے دل میں گھر کر لیا تھا۔ وہ پیرس میں داخل ہوا اور سیہا اپنے گھر کی طرف پہنچا اور لیجئے جوزیفائن گھر میں موجود نہ ملی۔ نپولین کو فوراً خیال ہوا کہ شتاباں کیوں نہو! اپنی خطا سے آگاہ ہے پس مجھے ملنے سے کیوں نہ ڈرتی۔ اس وقت نپولین کے سوا ہاں روح کا حال دریافت کرنے کی کوشش کرنا ہمارے لئے بیکار ہے۔ لیکن اس میں کسی کو کیا کلام ہو سکتا ہے کہ نپولین کو غایت درجہ کار و دھانی صدمہ پہنچا ہوگا۔ جوزیفائن کے سخت دشمنوں نے نپولین کو اگھیرا اور اس کی عدم موجودگی سے فائدہ اٹھا کر نپولین کے رشک و غیظ کے شعلہ کو چالاک اشاروں کی ہوا سے اور بھی بھڑکا دیا۔ یوحنین نپولین کے ہمراہ مصر سے آیا تھا اور اس کا دل اپنی ماں کی محبت میں جل رہا تھا۔

بڑی آرزو سے جو اذیت و عذاب کے درجہ کو پہنچ گئی تھی وہ کھرکی میں بیٹھا اپنی ماں کی آمد کا منتظر تھا۔ اب ایک حضرت نے اس بدبختی سے کہ جو زیلفاؤں اور پولیس میں مل جانے کا امکان ہی نہ رہے پولیس سے اس طرح فرمایا: آپ کے سامنے تو جو زیلفاؤں اپنی حلقہ و لغز بندیوں کے ساتھ آئیگی اور جرائمات کی تاویلیں کرو گی۔ آپ اُسے معاف کر دیجئے اور پھر سب چین چان ہو جائیگا۔

پولیس کے خنسا رہنے ہوئے تھے۔ ہونٹھ کا نپ رہے تھے۔ اور وہ مضطرب و کمرہ میں ادھر سے ادھر جاتا تھا۔ پھر وہ کہنے لگا: اُسے۔ میں اور معاف کروں! نہیں ہرگز معاف نہیں کروں گا۔ پھر یکایک ٹھکر کر اور اس خلیفہ کو وحشت کی آنکھ سے دیکھ کر غصہ بنا کہ چڑن سے بولا: تم مجھے جانتے ہو۔ اگر مجھے اپنے غم پر یقین نہوتا تو میں اپنے دل کو چیر کر آگ میں جھونک دیتا۔

افسوس انسان کے دل کی سرگزشت بھی کیا ہی عجیب ہے۔ اپنی پیرس کی آمد اور اس ملاقات سے دو گھنٹہ بعد پولیس جس کی روح معاملات خانگی سے سبڑ پاتا سستائی ہوئی تھی لکسم برگ کے ایوان کو ڈاکٹر کلمی دیکھنے گیا۔ "ڈاکٹر اٹلس کی موجودگی حکومت کو میٹ ویسے کی تدبیریں کرے۔ پولیس زرو۔ اور اس اور خیال میں غرق تھا اور اُس کی لوح دکھانے والی بلند نظری اور ہوس میں جنش نہ تھی اور اُس کے آہنی غم و ثبات مغلوب نہ تھے۔ اگرچہ جو زیلفاؤں قابل پریش بہت تھی لیکن پولیس اس پر بھی لعنت کر رہا تھا۔ وہ اُس سے بلا کی محبت کرتا تھا۔ وہ گریا اُس کی پرستش کرتا تھا اور ساتھ ہی اس کے وہ اُس سے انتہا کی نفرت کرتا تھا۔ وہ اُس سے آرزو بھرے بوس دکنار کے ساتھ ہم آغوش ہو سکتا تھا اور دوسرے ہی لمحہ میں وہ جو زیلفاؤں سے اس طرح نفرت کر سکتا تھا جیسے کوئی شخص کسی سب سے زیادہ گھٹوئی اور ولہڑ شے سے نفرت کرتا ہے۔

لیکن شان و عظمت اس سے بھی زیادہ محبوب شے تھی اور اس بت کے معبد میں
 نپولین جیش نہ کرنے والی ہتھت سے سجدہ کرتا تھا۔ پس اپنی عظمت کی تدابیر کو نئی ٹھکانے
 کے ساتھ عمل میں لانے میں وہ اپنی خانگی مصیبت کو بھی بھول گیا۔ جیسے کہ وہ لکسم برگ
 کے زمین پر چڑھا گاڑڈ کے بعض سپاہیوں نے جو اٹلی میں اُس کے ہمراہ رہے تھے
 اُسے سچان لیا اور "پونا پارٹ زندہ ماناؤ" کا نعرہ بلند کیا۔ یہ نعرہ یوان کے تمامی
 کردوں میں گونج گیا اور ڈوڈا کرکڑوں کے کانوں میں آواز مرگ کی طرح پہنچا۔ یہ آواز صحن
 کے دوسرے آدمیوں نے سنی۔ پھر تو کوچہ کوچہ پہی آواز آنے لگی تھیلڑوں میں ٹھٹھ
 اور سنو انگوں میں راگ اُسی وقت ملتوی ہو گئے کہ اسٹیجوں نے نپولین کے پیرس
 واپس آ جانے کا اعلان کر دیا جاسے۔ مرد عورات اطفال اٹھ کھڑے ہوئے اور
 وحشیانہ جوش مسرت سے آسمان سروں پر اٹھالیا۔

تمام پیرس میں تلاطم برپا ہو گیا۔ ہر زبان پر پونا پارٹ کا نام تھا۔ یہ جوش
 منہدی تھا۔ جا بجا روشنی ہونے لگی اور عام مسرت سے چراغان نے تمام پیرس کو
 دن کے مانند منور کر دیا۔ خوشی میں پہلے ایک گھنٹہ بجا۔ لیکن اس کو سن کر دوسرا
 شروع ہوا یہاں تک کہ پھر تو ہر ایک مینار سے غیر مقدم کے گھنٹوں کی برابر آواز آنے
 لگی۔ شہر میں پہلے تو ایک توپ کی آواز آئی اور پھر ذرا دیر میں یہ نوبت پہنچی کہ ہر ایک باڑی
 سے توپوں کی سلامیوں نے شر کو ہلا ہلا دیا۔ ابو کرادر کوہ ٹیسیر کی بڑی فتوحات کی
 خبر نپولین کے ساتھ آئی تھی۔ یہ مسترقی اکثر کی سڑکوں پر گونج رہے تھے اور روشنی
 کے جھونپ میں شادمان مخلوق کی آنکھوں کے سامنے پیش کئے گئے۔ اس طرح ایک
 گھنٹہ کے اندر تمام پیرس جوش مسرت سے بھو گئی اور اگرچہ کوئی پہلے سے تیار نہیں
 کی گئی تھی تاہم پیرس میں بڑے دھوم کا جشن نظر آ رہا تھا۔
 اس زمانہ میں فرانس کی طرز حکومت ممالک متحدہ امریکہ کے ڈھنگ پر قائم

ہوئی تھی لیکن بجائے ایک پریذیڈنٹ کے پانچ تھے اور یہ ڈائریکٹر کہلاتے تھے۔ اور ان کی مجلس مدبران کا نام مجلس قدامت *House of Ancients* تھا اور ان کی مجلس وکلاء کا نام مجلس پنج صدی تھا۔ یہ قدرتی ہے کہ یہ پانچوں ڈائریکٹر ایک دوسرے کے مخالف تھے اور ان میں سے ہر ایک اعلیٰ طاقت خود حاصل کرنا چاہتا تھا۔ موافقین سرکار و مخالفین سرکار یعنی مجمع عوام اور اوسط خیال جمہوری ایسی موجودہ گورنمنٹ کی حالت میں اتفاق کے ساتھ ایک دوسرے کے معاون و مددگار نہ ہو سکتے تھے وہ ایک دوسرے کی تاک گھات میں تھے اور گورنمنٹ بریادوی کے سمندر میں غرق ہو رہی تھی۔ ڈائریکٹروں میں ابی سیائی لاکلام بڑی لیاقتوں کا شخص تھا اور سب سے زیادہ فائنی منکلمیر تھا اس کا چال چلن ذیل کے واقعہ سے ثابت ہو جائیگا جو اس کے متعلق خود بولین نے بیان کیا ہے۔

”فرانس کے انقلاب سے قبل یہ ابی سیائی ایک ملکہ کا ہادی دین تھا۔ ایک دن ابی سیائی ملکہ اس کے ملازموں اور ایک بڑی جماعت کو نماز پڑھارہا تھا کہ کچھ ایسا واقعہ پیش آگیا کہ ملکہ بہ بخوبی کمرے سے چلی گئی۔ دوسری لیڈیاں اور امرا جو ملکہ کی خوشام سے نماز میں شریک تھے اور نہ ہی خیال سے نماز کو نہ آنے تھے ملکہ کی طرح کمرہ سے چلتے ہوئے۔ ابی سیائی انجیل خوانی میں ایسا غوک تھا کہ ٹوڑی دیر تک ان سب کو چلے جانے کی اسے خبر نہ ہوئی۔ لیکن جب کتاب سے اس نے آنکھیں اٹھائیں تو کسی مقتدی کا پتہ نہ تھا۔ ابی سیائی نے یہ دیکھ کر بڑے غصہ اور حقارت سے کتاب بند کر دی۔ اور مہر سے اتر آیا اور کہا کہ ان جاہلوں کے لئے میں نماز ادا نہیں کرتا“ اور کمرہ سے چلا گیا اور نماز کو ادھور اچھوڑ دیا۔

تپو لین ۱۷ اکتوبر ۱۹۹۹ء کی شام کو پریس میں داخل ہوا تھا۔ دورات اور دونوں کے بعد جوزیفین واپس آئی۔ اور روچٹرسٹریٹ *Rue Chantiers* جو زلفینٹن

کے مکان کے صحن میں اس کی گاڑی کے پہیوں کی آواز سنی گئی۔ یوحین تو بڑے تڑو کے ساتھ اپنی ماں کا انتظار کر ہی رہا تھا فوراً جانچا اور اُس کو اپنے ہاتھوں کے حلقہ میں لے لیا۔ یہ ۱۹۔ اکتوبر کی آدھی رات کا وقت تھا۔ پولین نے ہی جوزیفائن کے آنے کی خبر سنی لیکن بڑی سڑمہری کے ساتھ وہ اپنے کمرہ میں بیٹھا رہا۔ پولین کی ہمیشہ سے عادت تھی کہ جوزیفائن کو دروازہ تک جا کر لیتا تھا۔ چاہے وہ صبح کی ہو یا غوری سے ہی کیوں نہ والیں آئی ہو۔ اس وقت وہ کچھ پروانہ کیا کرتا تھا۔ کسی قسم کا کام چاہے وہ کیوں نہ کرے اور کیسے ہی مہمان اس کے پاس کیوں نہ بیٹھے ہوں وہ ہر چیز کو چھوڑ دیتا تھا اور جھپٹ کر دروازہ پر جاتا تھا اور اپنے ہاتھ سے جوزیفائن کو گاڑی سے اتارتا تھا اور اُس کے ساتھ ساتھ مکان میں آتا تھا۔ لیکن ایک یہ موقع ہے کہ اٹھارہ ماہ کے بعد یہ وفا شعار جوزیفائن تھکی ہوئی نیمجان دروازہ پر گاڑی میں کھڑی ہے اور سوتے ہوئے زساروں اور بچے ہوئے ببول والا نیولین جس کے دل میں خارِ حد کھٹک رہا ہے اسی طرح سرواپنے کمرہ میں بیٹھا ہے اور جوزیفائن پر اپنے غضب کا طوفان ٹوڑنے کو تیار ہے۔

جوزیفائن کا جسم تڑو سے کانپ رہا تھا اور پاؤں ڈلگاہے تھے اور دل بڑی تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ یوحین اور ہورٹس کے ساتھ اُن کے سہارے سے وہ کانپتی ہوئی چھوٹے ملاقات کے کمرہ کی سیڑھیوں پر چڑھی اُس نے دروازہ کھولا۔ پولین پتھر کے بت کی طرح آتش دان کی محراب سے دھوک لگائے کھڑا تھا اور دونوں ہاتھ سینہ پر باندھے تھا۔ بڑی بے توہمی اور خاموشی سے اُس نے جوزیفائن کو لگا بغیظ سے دیکھا اور پھر اُس لہجہ سے جس نے جوزیفائن کے دل پر خنجر کا کام کیا وہ کہنے لگا۔ ”سکیم صاحبہ میری خواہش ہے کہ اب اسی وقت مالمیسین کو چلی جائیں“ جوزیفائن کے گویا زخم کا ری لگا۔ وہ لکھڑائی اور صرزدگر بڑتی اگر یوحین اُس کو تھام نہ لیتا۔ انتہائی رنج و مصیبت کی حالت میں جوزیفائن سسکیوں سے رونے لگی۔

یوحین اُس کو خود اُس کے کمرے میں لے گیا لیکن اس وقت پولین کے دل کو کچلی مٹی
خونفک تکلیف تھی۔ جوزیفائن کی حالت دیکھ کر پولین کے زبردست محبت کے زخم
پرے ہو گئے۔ لیکن اُسے قطعاً یقین تھا کہ جوزیفائن نے اُس کی محبت کی غیر قابل معافی
توہین کی تھی اور بیشمار چاہنے والوں سے تعلق رکھا تھا اور اُن کے ساتھ ایک بازاری
کی وضع اختیار کر کے اپنی اور اپنے شوہر کی تدبیر کی تھی۔ پولین کی شکر طبیعت جوزیفائن
کی اس حرکت کو جو اُس نے اپنی شوہر کے محبت کے بدلہ میں کی تھی برداشت نہ کر سکتی
تھی۔ وہ مضطربانہ کمرے میں جلد جلد ٹہلنے لگا اور اپنے غصہ کو خیالات کی غذا سے بڑھانے
کی کوشش کرتا تھا۔ جوزیفائن کی سبکیوں نے پولین پر بہت اثر کر دیا تھا اور
بے ساختہ ہی پتا تھا کہ اُس کو چھاتی سے لگالے۔ لیکن اس پر بھی اُس نے ٹکڑ سے
یہی خرم کیا کہ ہرگز رحم نہ کر لگا۔ جوزیفائن نے اُس مستعدی سے جس سے وہ ممتاز تھی
پولین کے حکم کی تعمیل کی فوراً تیاری کی۔

پچھلے آدھی رات کا وقت تھا۔ ایک ہفتہ سے قریب قریب بے خواب و روز
جوزیفائن گاڑی میں سوار رہی تھی۔ مالیس پریس سے بارہ میل تھا۔ پولین کو خیال تھا کہ
صبح سے قبل جوزیفائن مالیس کو نہ جائیگی لیکن پولین کو سخت ہی تعجب ہوا کہ جوزیفائن
یوحین اور ہورٹس فوراً زمین سے نیچے اترنے لگے کہ گاڑی میں سوار ہو جاویں۔ لیکن
باوجود ایسے سخت غصہ کے پولین انہایت سے خارج نہ تھا۔ کیونکہ پولین کا قول یہ
”میرا دل ہرگز ایسا نہیں بنا ہے کہ میں کسی کو رہتے دیکھوں اور میرے قلب پر اثر نہ تو
چنانچہ وہ فوراً اتر کر صحن میں آیا اور گو اُس کے تکبر نے یہ اجازت نہ دی کہ وہ جوزیفائن
سے بات کرے اُس نے یوحین سے کہا کہ سب لوٹ آئیں اور کمانا کھا کر آرام کر لیں۔
جوزیفائن تو بہرہ پا اطاعت تھی۔ پولین کی خواہش کے موافق بے پس و پیش واپس
چلی گئی اور پھر نہ پرچہ چھ کر انتہائے غم اور ماندگی سے اپنے کمرہ میں پلنگ پر چالیٹی۔

ایسا ہی تباہ حال نپولین بھی اپنے کمرہ کو لوٹ گیا۔ کامل مصیبت کے دو دن گزر گئے اور ان مجبورین میں کسی قسم کی بات چیت وغیرہ کی نوبت نہ آئی۔ باوجودیکہ طرفین سے فوق العادہ محبت تھی۔

انجکا مکار محبت جب لہ وائے پر غالب آئی۔ خیالات میں بڑے جیس و جیس ہو گئے لیکن رفتہ رفتہ غصہ اور تکبر مغلوب ہونے لگے اور محبت نے غلبہ پایا۔ تیسرے دن نپولین اسقدر نرم پڑا کہ جوزیفائن کے کمرہ پر گیا۔ وہ سنگھار کی میز پر بیٹھی ہوئی تھی اور بازو ذم کی مبتلا اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں سے چھپائے ہوئے تھی اور نپولین کے خطوط جن کا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اُس وقت پڑھ رہی تھی اُس کے سامنے میز پر پھیلے ہوئے تھے۔ ہوائیس جو اندوہ و ملال کی تصویر تھی ویرچی میں کھڑی تھی۔ نپولین نے نہایت ہی آہستہ سے دروازہ کھولا تھا اور اُس کا اندر آنا معلوم نہ ہوا تھا بڑا لانہ قدموں سے وہ اپنی بیوی کی طرف بڑھا اور قریب آکر مغموں الفت آمیز آواز سے کہنے لگا ”جوزیفائن“ اس جانی بچانی آواز پر جوزیفائن چونک پڑی اور اپنی سوچی اور السنوؤں میں ڈوبی ہوئی آنکھیں اوپر اٹھا کر مغموں لہجہ سے جواب میں کہا ”ماں اکی“ یہی وہ پیارا نام تھا جس سے وہ اپنے پیارے شوہر کو ہمیشہ مخاطب کیا کرتی تھی جوزیفائن کے منہ سے اس لفظ کا نکلنا تھا کہ ہزاروں پرانی خوشگوار یاد گاریں تازہ می ہو گئیں۔ نپولین مستوح ہو گیا۔ اور اُس نے ہاتھ آگے بڑھایا جوزیفائن نے اپنے تئیں اُس کی گود میں ڈال دیا اور اپنے سر کو اُس کے سینہ پر رکھ دیا۔ اور مرکب رنج و خوشی کی شدت سے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ طرفین سے بڑی دیر تک گلے شکوے ہوتے رہے اور نپولین کو یقین ہو گیا کہ واقعی جوزیفائن پر بڑا ظلم ہوا۔ یہ ملاپ سچا اور پورا ملاپ تھا اور پھر جیتے ہی اس میں کبھی خلل نہ پڑا۔

باب پانزدہم

ڈائرکٹری کا توڑ دیا جانا

صفحہ ۱۲۳

(۲۰)

ملکی توڑ جوڑ۔ ڈائرکٹری کو میٹ دینے کی کوششیں۔ جوزیفائن کی محبت بھری یاد۔
 پنولین کی تجاویز میں کامیابی۔ مجلس قدامت کے ہال میں ہونا پارٹ۔ مجلس پینچ صدی
 میں اس کا استقلال۔ اس کی رحم دلی۔ جوزیفائن کی طرف نہایت محبت آمیز التفات
 اعلیٰ صاب کار میارک پنولین پر۔

اب پنولین فرانس کو طواف الملوک سے خلاص کرنے کی تجویزیں پوری کرنے کو پڑے
 قوی دل کے ساتھ متوجہ ہوا۔ اسے اپنی اس بیاقت پر کہ وہ قوم پر حکومت کر سکتا تھا پورا
 اعتماد تھا۔ وہ جانتا تھا کہ قوم اس بات پر متفق تھی کہ وہ عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے
 اور اس کو یقین دلاتی تھی کہ رعایا سچے جی سے اُن تجویزوں کے پورا کرنے میں اُس کی
 معاون ہوگی جن کو وہ اختیار کرنا چاہے گا۔ تاہم انہوں نے ڈائرکٹروں اور اُن کے تحت کوآڈ
 جرنیٹ اور مجلس قدامت اور مجلس پینچ صدی پر قابو پانا کوئی ذرا سی دشواری کا کام نہ تھا۔
 اور جس دلیری اور کبر سے پنولین نے اس دشوار مرحلہ کو سر کیا اُس سے بڑھ کر کبھی

نہ ہوا تھا۔

بہت دنوں تک تو پنولین پردہ میں رہا کہ اُس کو کوئی دیکھ نہ سکے اور بڑی کوشش سے مجمع عام کے سامنے آنے سے بچتا رہا۔ اُس نے اپنی فوجی وردی اتار رکھی اور شیل اسٹیلٹین کی صلیب جو پوشاک پہن لی گاہے گاہے وہ خوبصورت ترکستانی تلوار فیتے سے اویزاں کر کے زیب کر کرتا تھا اور یہ سادھی پوشاک لوگوں کے خیالات کو ابھرا کر اور گھبراہٹ پیدا کرتا تھا اور اہرام مصر کے واقعات کی طرف منتقل کر دیا کرتی تھی۔ بڑی کوششوں سے وہ علماء کے جلسہ میں شریک ہوتا تھا اور اپنی توجہ کو اُن کی طرف متوجہ کر دیتا تھا وہ اسٹیلٹین کے ممتاز اراکین کو دعوت میں بلایا کرتا تھا۔ ملکی بحث سے بچتا تھا اور صرف علمی معاملات پر بحث کرتا تھا۔

مور ورنر اور برناڈوٹ *Bernadotte* صرف ایسے دو جنرل تھے جن کی رقابت سے پنولین کو سب سے زیادہ اندیشہ تھا۔ پیرس میں آئے ہوئے پنولین کو صرف دو دن ہوئے تھے کہ اُس نے پیورین سے کہا ”مجھے یقین ہے کہ مور ورنر اور برناڈوٹ میری مخالفت کریں گے۔ لیکن مور ورنر سے میں خالی نہیں ہوں اُس میں غم و ثبات نہیں ہے اور اختیارات ملکی پردہ اختیارات فوجی کو ترجیح دیتا ہے پس اختیارات فوجی کے وعدہ سے اُسے ہم اپنی طرف کر لینے لیکن برناڈوٹ کے عہد میں اعرابی خون ہے۔ وہ جبری اور شجاع ہے وہ مجھ کو پسند نہیں کرتا۔ اور مجھے یقین ہے کہ وہ میری مخالفت کریگا۔ اور اگر اُس کے دل میں ہوس کا خیال آگیا تو وہ جو کچھ کر گزرتے تھوڑا ہے۔ علاوہ اس کے یہ برناڈوٹ ہو کے ہیں بھی نہ آئیگا۔ وہ بے غرض اور دانشمند ہے۔ لیکن باوجود اس کے وقت تو آہی گیا ہے۔ دیکھا جا سکتا ہے پنولین نے کوئی سازش نہیں کی۔ اپنی تجاویز کا اُس نے کسی کو راز دار نہ بنایا۔ اور تاہم اُس نے تنہا دل میں اپنی ہی وسیع لیاقتوں پر اعتماد کر کے اُس نے معاملات

پڑھو کیا اور اپنی تجاویز کو بخچتے کیا۔ البیسیائی ہی وہ شخص تھا جس کی بیاقت اور انز سے پین خائف تھا۔ اور البیسیائی بھی اپنے رشتہ زبردست پنولین کو نگاہ خوف سے دیکھتا تھا یہ دونوں الگ الگ رہتے تھے اور ایک دوسرے کو بھانپ رہا تھا۔ ایک دعوت میں دونوں کجا ہوئے۔ لیکن دونوں ایسے متکبر تھے کہ گفتگو میں کسی کی طرف سے سبقت نہ لی لیکن ہر ایک ان میں سے ایک دوسرے کا خیال کر رہا تھا۔ اور پھر ایک دوسرے کی طرف سے تلخ خیال لے کر خفت ہوئے اور آپس میں بات چیت کی نوبت نہ آئی۔

البیسیائی Sicyos نے ایک شخص سے کہا کہ "اس کو تاہ قامت فتنہ کو دیکھا کہ گورنمنٹ کے ایک ممبر سے بات کرنا ناگ پسند کیا۔ اور پھر یہ ممبری بھی کن ممبروں میں کا ایک ممبر کہ اگر وہ انصاف کو کام میں لاتے تو اس کو گولی سے مروا دیتے۔" ادھر پنولین نے کہا "یہ معلوم لوگوں کو کیا سوچھی تھی کہ ایک پادری کو ڈاکٹر کڑی کا ممبر کر دیا۔ وہ تو پریشیا ~~ممبر~~ کے ہاتھ پکا ہوا ہے۔ اور اگر تم ہوشیار نہ ہو گے تو فرانس کو وہ پریشیا کے حوالے کر دیگا۔"

پنولین مور کے ساتھ کئی دعوت میں شریک ہوا۔ اور یہی وہ مور ہے جس نے بعد کو پنولین کی عداوت سے روسیوں کے توپخانے فرانسیسیوں کے کالموں پر سیڑی کر دیئے تھے یہ دعوت گوہیر ~~ممبر~~ کے مکان پر ہوئی جو ایک ڈاکٹر تھا پنولین اور دوسریں جو دو قریب جنرل تھے سب ذیل گفتگو واقع ہوئی۔

جس وقت دونوں کا سامنا ہوا تو ایک دوسرے کی طرف تھوڑی دیر تک دیکھتے رہے اور منہ سے کچھ نہ کہا۔ پنولین نے بس کو اپنی برتری معلوم تھی اور اپنے معاملہ میں مور کی شرکت کا متمنی تھا پیش قدمی کی اور بڑے تپاک سے کہا "مجھے نواب کی ملاقات کا بڑا ہی اشتیاق تھا"

مور نے جواب دیا: آپ مصر سے مظفر و منصور آئے اور میں اٹلی سے بڑی ہزیمت اٹھا کر لڑا ہوں اور یہ وہ معینہ تھا کہ جنرل جیورٹ *Geurth* اپنی شادی کے بعد پیرس میں ٹھہر گیا اور ہماری بڑی ہزیمت کا باعث ہوا اور اسی وجہ سے متحدہ فوجوں کو آٹوا فوج کر لینے کی ہمت مل گئی اور دشمن اسی فوج کو جس سے اُس نے مانوا فوج کیا تھا مقبہ جنگ پر لے آیا اور اپنی دوسری فوجوں کو مدد دی۔ اور کلیہ ہے کہ بڑی فوج چھوٹی فوج کو شکست دیتی ہے یا نہ پینلین نے جواب دیا درست فرمایا کہ واقعی بڑی فوج چھوٹی فوج کو ہزیمت دیا کرتی ہے پس اگر گورس نے کہا لیکن باوجود اس کلیہ کے پینلین تم نے تو چھوٹی چھوٹی فوجوں کو بہت دفعہ بڑی فوجوں کو ہزیمت دی ہے پینلین نے جواب دیا: اس حالت میں بھی کلیہ قائم رہا ہے کہ بڑی فوج نے چھوٹی کو شکست دی ہے۔ کیونکہ جب کبھی چھوٹی فوج کے ساتھ میرا دشمن کی بڑی فوج سے مقابلہ ہوا ہے تو میں نے یہ کیا ہے کہ اپنی سب فوج کو لکھا کر کے دشمن کے ایک بازو پر حملہ کر دیا اور اُس کو شکست دے کر اور اُس بے ترقی سے فائدہ اٹھا کر جو ایسے موقع پر تمام فوج میں واقع ہو جایا کرتی ہے میں نے پھر حملہ کیا ہے اور ایسا ہی دوسرے موقع پر فائدہ اٹھایا ہے اور اس طرح غنیمت کو بتدریج ہزیمت دیدی ہے اور اس طرح جو عام فوج واقع ہوئی وہ اُسی کلیہ کا نتیجہ تھی کہ بڑی فوج چھوٹی فوج کو ہمیشہ ہزیمت دیا کرتی ہے پینلین نے اس موقع پر بھی اپنے مانع و اطوار کی انھیں دلفریبیوں سے جن سے ہر شخص کو جس کو اُس کا جی چاہا کرتا تھا مسخر کیا کرتا تھا مور کو اپنی ہزیمت کھینچ لیا اور جبکہ دودن بعد پینلین نے مور کو الماسوں سے مرصع ایک خوبصورت خنجر دس ہزار فرانک کا منیتی تحفہ کے طور پر بھیجا تو بس کام پورا ہو گیا۔ پینلین نے بھی اب اپنے یہاں ایک دعوت میں چیدہ مہمان بلائے اور اثنائے گفتگو میں نلیوں کا ذکر کیا جن کو مشرقی لوگ اپنے عماموں میں لگاتے ہیں۔ گورس بھی اس جلسہ میں شریک تھا۔ پینلین ہیز سے اٹھا اور ایک دراز کھول کر دودھکدھکیاں نکال لایا یہ دودنوں صح

تھیں اور ایک تو گوہر کوئی اور دوسری اپنے آزمودہ دوست جنرل ڈوینے کو دی اور کہا کہ یہ ذرا سی حیرت سے ہم جمہوری ایک دوسرے کو دلیکتے ہیں اور یہ کوئی نامناسب یا قابل خیال بات نہیں ہے۔ گوہر اس فقرہ پر خوش ہوا اور ذرا بھی حسیال نہ آیا کہ یہ چھٹی کوئی رشوت ہو سکتی تھی اور نپولین کا دل و جان سے جانب دار ہو گیا۔

جمہوری فرانس کو یورپ کے بادشاہ چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھے اور ان کی عداوت ایسی گہری پرانی تھی اور خود حالتِ معاملہ کی وجہ سے ایسی برسرِ پیکہ تھی کہ نپولین کو خیال تھا کہ دشمن کے حملہ کے لئے ہمیشہ تیار رہنا چاہئے اور جلدی روج میں احتیاط کے ساتھ جوش موجود رکھنا چاہئے۔ یہ بڑی خوش نصیبی بنے کہ جمہوری امریکہ کو کسی دشمن سے خوف نہیں ہے اور اس کے تمام عزم و ہمت اپنے ملک کی امن و عافیت اور اس کو مالا مال کر دینے میں صرف ہو رہے ہیں۔ لیکن فرانس کی اور حالت تھی اس جمہوری حکومت کے گرد تو بادشاہانِ یورپ کے مالک واقع تھے پس فرانس کے لئے تو یہی ضروری تھا کہ اس کے باشندے اپنی توپوں کے قریب سوتے۔ اس ملاقات میں نپولین نے گوہر سے کہا: ”کیا آپ واقعی امن عامہ کے حامی ہیں؟ اگر ایسا ہے تو آپ غلطی پر ہیں۔ ہماری جمہوری فرانس کو جزئی امن اور جزوی جنگ چاہئے اور جزوی جنگ صرف اس غرض سے ضروری ہے کہ جو جنگ تازہ رہے“ نپولین کا یہ رویہ اس کی حربی سرگرمی پر معمول کر کے جس سے وہ چین سے گھرا ہوا تھا چنداں قابل گرفت نہیں ہے لیکن یہی نقطہ اس زمانہ میں بھی موجود رہا اور وہ وقت ہنوز بہت دور ہے جبکہ اسے زمین کی قومیں یہ بات نہ سیکھ چکی تھیں کہ اب جنگ ہونی چاہئے۔

تعمیرِ صلح کے ہر دو قانون ساز مجالس کے گارڈ کا کام نہ تھا۔ اور اس کی شرکت بھی ضروری تھی۔ نپولین نے اس کو خاص طور سے دعوت میں بلایا تھا اور اس نے

کہا اسے لیفیور۔ چونکہ تم ریپبلک کے اراکین میں سے ایک رکن ہو۔ تو کیا تمھارا یہ حق ہے کہ ان متعینان کے ہاتھوں میں ریپبلک کو برباد ہوئے دو۔ تم میرے شریک ہو اور ریپبلک کے سنبھالنے میں مجھے مدد دو۔ پھر اپنی کمر سے ترکستانی تلوار کھول کر اس کا بغیر لیفیور کے گلے میں ڈال دیا اور کہا "لیفیور یہ وہی تلوار ہے جو اہرام مصر کی جنگ میں میرے زین کھنچ کر تیرے تلوار میں تم کو اسلئے دیتا ہوں کہ میں مختاری عزت کرتا ہوں اور تم پر بھروسہ رکھتا ہوں۔ اور یہ تلوار ان دونوں باتوں کی نشانی ہے۔"

اس فیاضی اور اعتماد پر نہایت ہی خوش ہو کر لیفیور نے کہا "ہاں بیشک۔ آئے ہم ان متعینان کو سمند میں ڈال دیں۔"

پنولین نے برناڈوٹ سے جلد ملاقات کی اور پنولین نے بیورین سے کہا "برناڈوٹ کو یہ تسلیم ہے کہ وہ ہم کو بربادی کی کشتی میں سوار سمجھ رہا ہے۔ اُس نے داخلی و خارجی دشمنوں کا ذکر کیا اور پھر وہ میرے چہرے کو دیکھنے لگا۔ میں نے بھی آنکھ کا اشارہ کیا۔ بیورین۔ ذرا اور صبر کرنا چاہئے۔ سیب جلد پکا جاتا ہے۔"

اس ملاقات میں پنولین نے بقید مخالفین سرکار کے کلب کی مذمت کی۔ اس پر برناڈوٹ نے جواب دیا کہ "اس کلب کا بانی تو خود تمھارا بھائی ہے۔ اور پھر تم مجھے الزام دیتے ہو کہ میں اُس کلب کا حامی ہوں اور یہ اُسی شخص کی انگوٹھی بدولت ہے جس کا نام میں نہیں لیتا کہ یہ پانطیمیاں پھیلی ہوئی ہیں۔"

پنولین نے بہت زور دیکر کہا "جنرل یسب درست ہے۔ لیکن ایسی جماعت میں رہنے سے جو ظالموں کی حامی ہویں جنگل میں رہنا بہتر سمجھتا ہوں" اس گفتگو پر ان کی مخالفت میں جو پہلے سے واقع تھی اور بھی زیادتی ہو گئی۔

سطحِ آئین میں اس زمانے میں بہت سے ایسے اشخاص تھے جو طوائف الملوکی کے حامی اور خوشامیاز تھے اور آئین و قوانین کی پابندی کے ساتھ حکومت کے مخالف تھے انھیں کلرٹ شاہیہ منترجم۔ ۱۲

بڑا ڈوٹ اگرچہ لایق اور بہادر اور فخر تھا تاہم وہ حامد اور لاف زن تھا۔ پہلی ہی ملاقات میں جبکہ پنولین انوارِ اعلیٰ کا سپہ سالار تھا ان دونوں کو ایک دوسرے سے نفرت ہو گئی تھی۔ اُس وقت بڑا ڈوٹ کہتا تھا "میں چھبیس ہسٹائیس برس کا ایک جوان تھا ہے جس کی وضع قطع پچاس برس کے آدمی کی سی ہے۔ اور فرانس کی جمہوری حکومت کی بھلائی کے سوا اُس میں ہر بات کے نیک آثار پائے جاتے ہیں۔"

پنولین نے بڑا ڈوٹ کو یہ ککھوڑا رخصت کر دیا "تمھارا دماغ فرانسہ ہی ہے اور دل رومن ہے۔"

اس وقت فرانس تین گروہوں میں تقسیم تھا یعنی قدیمی موافقین سرکار جو بوروبون ٹانڈان کو بحال کرنا چاہتے تھے۔ دوسرا گروہ مخالفین سرکار کا وہ جزو تسلیم تھا جس کا پیرس کے ابوہ عام کی مدد سے پیرس سرخ نہ تھا۔ تیسرا گروہ اوسط خیال جمہوریوں کا تھا جن کا سردار سیانی تھا یہ تینوں گروہ ایک دوسرے سے مخالفت کر رہے تھے اور باہم طرد رہتے تھے اس طرح ان کی حالت میں فوراً پنولین کی خوشامد میں مصروف ہو گئے کہ اُس کے بڑے قومی بارو کی حمایت حاصل کریں۔ پنولین نے غم کر لیا کہ وہ اوسط خیال جمہوریوں کا شہ یک ہو گا بوروبون ٹانڈان کے تحت فرانس پر کالی صرف خارج از بحث ہی تھی۔ بلکہ پنولین اور ڈاٹنگٹن کی حالت قریب قریب یکساں تھی یعنی جس طرح ڈاٹنگٹن کی طاقت سے یہ بات خارج تھی کہ امریکا کے جمہور کو خارج سویم کی اطاعت پر مجبور کر سکتا اسی طرح پنولین بوروبون بادشاہ کو فرانس کے تحت پر بحال کر سکتا تھا۔

پنولین نے کہا "اگر میں مخالفین سرکار کا طردار مہجوتا تو کسی بات کا خطرہ نہ رہتا لیکن صرف اتنا ہوتا کہ ان کی مدد سے مخالفین پر فتح ہوتی ہے۔ بعد اس بات کی ضرورت پڑتی ہے کہ میں پھر بوروبون پرستی حاصل کرتا۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ کلب کا ایک ہی سرواہیشہ رہ سکے۔ پسہ برائیہ، جہنم کے لئے جو یکے بعد دیگرے ہیں اور تھے رہتے ہیں کلب کے لئے سرواہ

کی حاجت ہوتی ہے۔ اب یہ بات کہ آج اس نیت سے ایک فریق کی مدد حاصل کی جائے کہ کل اسی فریق پر ہاتھ صاف کیا جائے بڑی سخت بے ایمانی ہے۔ یہ بات میرے اصول کے قطعی خلاف ہے۔“

پنولین اور متوسط انجینال جمہوری گروہ کا سردار اپنی سیاسی ایک دوسرے کے جلد سمجھ گئے اور باہمی شرکت کی ضرورت کو دونوں نے تسلیم کر لیا۔ گورنمنٹ کی حالت دہم برہم ہو رہی تھی اور اس وقت ایک ہوشیار جوڑ توڑ والے شخص نے کہا ”ہماری بجات کے واسطے دماغ اور تلوار دونوں کی حاجت ہے“ پنولین میں یہ دونوں باتیں موجود تھیں لیکن پنولین کے بند ذہن میں اترنے سے دو ہفتہ کے اندر سب بچتے ہو گیا۔

اب اس بڑے جھگڑے کے لئے تجویز مکمل ہو گئی۔ پنولین تنہا عظیم نشان کے ساتھ اپنی رائے پر چارہا اور اب وہ اپنے سب ماتحتوں کی پوری پوری اطاعت اور ان کی سچی شرکت پر وثوق حاصل کر چکا تھا اور میدان جنگ میں ایک جنرل کی طرح جو فوج کو حکم دیا کرتا ہے پنولین کو بھی صرف حکم دینا باقی تھا کہ کالم دھوا کر دیں اور پیدل حملہ کر دیں اور جنرل یعنی اطاعت کے ساتھ میدان کارزار میں جھپٹا پڑیں۔ اگرچہ موجودہ گورنمنٹ کو برباد کرنے کا اس نے عزم کر لیا تھا تاہم اس کا ارادہ تھا کہ جہاں تک ممکن ہو قاتلانہ کے پر رازدور سے چارہ چوٹی کرے۔ جیسے کہ ایک، فلک اسی ہلری کو جو دہ دشمن سے چھٹیا کر اسی دشمن پر پھیر دیتا ہے اس سے زیادہ سادگی لیکن باوجود اس سادگی کے ایسی دلیرانہ اور کافی سازش اس سے قبل کبھی نہ ہوئی تھی اور اسی کے ساتھ یہ بھی سہ ہے کہ اس کے بعد ایسی ہی سازش عمل میں لانے کے قابل اگر کوئی شخص ہوگا تو وہ دوسرا پنولین ہی ہوگا۔

تمام برس نہایت جوش کی حالت میں تھی۔ کوئی ٹراڈ اقدہ پیش آنے والا تھا۔ پنولین یہ کام کرنے کو ضرور تھا۔ لیکن کسی کو یہ معلوم نہ تھا کہ کب کیا۔ اور کیسے۔ سب کو

بے صبری کے ساتھ حکم کا انتظار تھا۔ مجلس قدامت کے بہت سے اراکین جن کا رجحان تھا کہ انقلابی حکومت سے محفوظ رہیں اور اس طوائف الملوکی کے ایام میں مخالفین سرکار کا عمل دیکھ چکے تھے بڑی صدق دلی سے پولین جیسے مستقل سردار کے جھنڈے کے نیچے جمع ہونے کو مستعد تھے اور اس میں کوئی کلام نہیں ہے کہ یہ لوگ ہر قسم کے دوط (راے) پاس کروئے کو استین چڑھایے بیٹھے تھے جو پولین پیش کرتا۔ مجلس مخفیہ جو اپنی ترکیب کے اعتبار سے زیادہ جمہوری تھی زیادہ تر عامی جہال اور پرجوش فتنہ انگیز لوگوں کا ایک عجیب تھی اور عنان حکومت اپنے قبضہ میں رکھنا چاہتی تھی۔ کارنٹ جس کی شرکت پولین قطعی کی کر چکا تھا۔ اس مجلس کا پرسبیٹ تھا۔ یوشین ڈنارٹ پولین کا بھائی اس مجلس کا اسپیکر (مقرر) تھا۔ دونوں مجلسیں ایوانِ ولی کریم میں جمع ہوئیں مجلس پانچ صدی نے مجاہد کو اختیار دے دیا کہ وہ آئندہ دونوں مجلسیں جمع ہونے کا مقام تجویز کریں۔

صفحہ ۱۲۵

پریس کے صیغہ افواج کے افسروں اور جہاد فوجی معزز اشخاص نے جو دار السلطنت میں موجود تھے پولین سے شرفِ ملازمت حاصل کرنے کی درخواست کی تھی۔ عام اعلان تو کیا نہیں گیا لیکن ہر شخص کو خانگی طور پر اطلاع دیدی گئی کہ ۹ نومبر کی صبح کو پولین ان سے ملاقات کریگا۔ شہر کی سب افواج کی طرف سے بھی یہ درخواست گزری تھی کہ نامور فوج پولین ان کا ملاحظہ کرے۔ ان افواج کو بھی خفیہ طور سے اطلاع کر دی گئی کہ ۹ نومبر کو پولین صبح کے وقت ان کا ملاحظہ کریگا۔ مجلس قدامت بھی ۹ نومبر کو بجے صبح کے جمع ہونے کو تھی۔ اور مجلس پانچ صدی کا بھی اسی تاریخ ابجے جلسہ ہونے کو تھا۔ اور یہی نومبر کی تاریخ اس بڑے جھگڑے کے آغاز کا دن تھا۔ یہ معاملات اس طور سے تجویز ہوئے تھے کہ عام طور سے پریس والوں کی اس طرف توجہ ہوتی تھی اور پولین اب اپنی افواج کو اس زبردست واقعہ کے لئے ترتیب دے رہا تھا۔ کسی شخص کو

اُس نے ان جوڑوڑوں سے آگاہ نہ کیا تھا جن سے وہ ایسی فتح حاصل کرنے کو تھا۔
جس میں ایک قطرہ خون بھی نہ تھا۔

نمبر کی و تلیخ آئی اور آباد پیرس کے گنبدوں پر قباب بڑی شان سے چمکا
اس صبح سے بڑھکود سری صبح نو کی ہو گی۔ اب اس بڑے مہور شہر میں نور کے تاج کے
سے پرچوش بنید باجوں کا شور پیدا ہوں کے قدموں کی دھمک سواروں کے گھوڑوں
کے آہنی سموں اور توپوں کی گاڑیوں کے پیسوں کی آوازیں شہر کوں پر سنائی دینے
لگیں۔ جیسے کہ سوار پیدل۔ اور توپخانے شاندار صف بندی کے ساتھ فتح مصرواٹلی
کے ملاحظہ کی عزت حاصل کرنے کو بولے وار کی طرف روانہ ہوئے تمام شہر میں تلاطم
برپا تھا جس کی اپنے کمرے میں بیٹھا ہوا اپنی نظر نہ آنے والی ذکاوت سے نیپولین نے
کر رہا تھا آٹھ بجے صبح تک معزز فوجی امیروں کے انبوه زرق برق وردیاں پہنے ہوئے
نیپولین کے مکان رد چپٹیرین میں اس کثرت سے جمع ہو گئے کہ کمروں میں جگہ باقی نہ رہی
اور یہ معزز مہمان سرگ تک بھر گئے۔ اب مجلس قدامت نے وہ حکم پاس کیا جو نیپولین نے
تجویز کیا تھا یعنی دونوں مجلسیں پیرس سے چند میل کے فاصلہ پر سینٹ کلاڈ میں اپنی
نشست منتقل کر دیں۔ اور نیپولین بونا پارٹ پیرس کی افواج کا سپہ سالار مقرر ہو۔ تاکہ
مخلوق کو امن و عافیت حاصل ہو۔ مجالس کا سینٹ کلاڈ کو منتقل کر دیا جانا خوریزی
کے متعلق ایک رحم دل احتیاط تھی۔ اور اس بات نے مجالس کو پیرس کے انبوه
عوام کے خوفناک تعرض سے محفوظ کر دیا۔ اس حکم کا بے جا نہ والی مجلس کا پریسیڈنٹ
تھا۔ اُس شاندار گردہ میں جو نیپولین کے دروازہ اور کمرہ پر کثرت سے جمع تھا یہ پریسیڈنٹ
کمیٹیوں سے اپنا راستہ حیر کر بنا تا ہوا پہنچا اور نیپولین کے سامنے یہ حکم پیش کیا۔ نیپولین
اُس کے سننے کو تیار بیٹھا تھا پس اس کا غد کوئے کہ نیپولین چھپر چڑھا گیا۔ اور باؤا
بلند لیکن مستقل لمحہ سے ان زبردست مہمانوں کو یہ حکم سنایا اور کہا۔ اے شہر فہا۔ کیا

اپنی رپلکٹ جپائے میں آپ میری مدد کریں گے؟“ ہر شخص نے بڑے جوش کے ساتھ اپنے
لہرے سے آسمان سر پر اٹھا لیا اور سیالوں سے تلواریں کھینچ کر تلواروں کو ہوا میں جلوہ باز
اور کہا ”ہم شتم کھاتے ہیں۔ ہم شتم کھاتے ہیں۔“

انہل میں تو اب نیولین کو فتح ہو گئی تھی اسلئے کہ فرانسیسی قوم کا وہ سردار ہو گیا تھا اور
اب فتح کو کل کر باقی تھا اور اُس کے مخالفوں کے لئے نعرہ کا کوئی راستہ اب باقی نہ تھا
اور ان مخالفوں کے جھگڑے باندھنے کا بھی اب کوئی امکان باقی نہ تھا لہذا اپنی فتح کو نہایت
ہی پریشان بنانے کے لئے نیولین نے اپنے جمیع عزم و ثبات کو ہم کیا۔ نوج کے سامنے
یہ حکم پڑھنے کو قاصد بھیجے گئے جو بڑی خوشی کے ساتھ پہلے ہی سے جمع تھی کہ اپنے
محبوب نیولین کو مبارکباد دے۔ وہ نیولین کو اپنا سردار بنانے کے لئے پہلے مستعد
کھڑی تھی اور اس حکم کو سنتے ہی اُس نے اپنے لہروں سے آسمان سر پر اٹھا لیا۔
نیولین فوراً گھوڑے پر سوار ہوا اور اُس کے چاروں طرف ایک بڑا شاندار
افروں کا گردہ تھا جس کو اُس نے بڑی ہوشیاری سے اپنے مکان پر جمع کیا تھا۔
اُس کے ہمراہ پندرہ سو سوار تھے اور ان کو اُس نے اپنے مکان کے قریب ہی
جمع کر رکھا تھا اور اب وہ ٹولی لڑنے کے یوان کو گیا۔ یزرق برق برق منظر تیر چرس
داؤں کے سامنے ایک طلسم سا نظر آ رہا تھا۔ یہ نیولین کا پہلی دفعہ منظر عام پر آنا تھا
وہ شہریوں کی طرح سادی پوشاک پہنے تھا اور اپنے شاندار مرکب پر بیٹھا ہوا مرکزِ نظر
ہو رہا تھا۔ جھلکتے ہوئے پرچم ہوا میں لہرا رہے تھے اور اُس کے ہمراہیوں کی سوتے
چاندی کے قیمتی سامانوں نے خود اُس کی سادی وضع کی تلافی کر دی تھی۔
سربراہ بادشاہ کے سے رعب و جلال کے ساتھ وہ مجلسِ تدریس داخل ہوا
یہ اراکین نیولین کی صورت سے دنگ رہ گئے جو اس طرح یکایک ایسی غیر متوقع
شان و شوکت کے ساتھ ظاہر ہوا تھا۔ چوتراہ پرچہ کر اُس نے مجلس کو مخاطب

کر کے اپنے عمدہ کا حلف کیا۔

اُس نے کہا: "اے اراکین آپ قوم کی عقل میں یہ بات آپ ہی کے ذمہ ہے کہ سبک کی نجات کی تجویز سوچیں۔ میں اپنے خبر لوں کے ساتھ آپ کو مدد دینے آیا ہوں اور وہ خدمت جو آپ نے میرے سپرد کی ہے میں وفاداری سے انجام دوں گا۔ زمانہ اعلیٰ کی طرف ہم کو نظیر کے واسطے نہ دیکھنا چاہیئے۔ اس اٹھارھویں صدی کے شاہ توینج میں کوئی شے نہیں ہے اور اٹھارھویں صدی میں موجودہ لمحہ کے شاہ کوئی لمحہ نہیں ہوا ہے۔"

نوراً ایک مصاحب لکھ بگ ~~میں~~ کے ایوان کو روانہ کیا گیا کہ مجلس پنج صدی کو جو وہاں جلسہ کر رہی تھی اس حکم سے آگاہ کر دے۔ ڈاکٹر گروں میں دو ڈاکٹر یعنی سیائی اور ڈیکوس تو پولیس سے پہلے ہی میل کھانے تھے اور پس انھوں نے اپنے بندوں سے استعفا دیدیا اور کوئی لریز کو روانہ ہو گئے۔ بیرس نے پریشان ہو کر غصہ سے اٹھ کر بارہا مندی کے لئے اپنا سکرٹری مجلس تدابیر میں بھیجا۔ پولیس نے جو اختیارات شاہی اختیار کر چکا تھا اور فرانس کو گویا اپنی میراث خیال کرتا تھا سخت زبانی کا ایک طوفان برپا کر دیا۔

وہ بڑے غصہ سے کہنے لگا: "وہ خوبصورت فرانس کہ جیسا جو میں نے تمہارے آٹھوں میں چھوڑی تھی۔ میں امن و امان چھوڑ کر گیا تھا لیکن اب میں جنگ پاتا ہوں میں نے تم کو فتح مند چھوڑا تھا لیکن اب میں ہزیمت خوردہ دیکھتا ہوں۔ میں نے اعلیٰ کے متعلق لکھ لکھا کی آمدنی چھوڑی تھی لیکن اب میں دیکھتا ہوں کہ محتاجی ہے اور عایا پر ٹیکس قائم کیے جارہے ہیں وہ ایک لاکھ سپاہی کہہ رہے جو میری فتوحات میں شریک تھے۔ وہ تو کام آچکے یہ موجودہ حالات قائم نہیں رہ سکتے۔ ان کا تو یہی نتیجہ ہونا کہ کوئی خود سر بارشاہ بن سکیگا۔" بیرس کہہ کر اٹھ گیا اور اُس کو اندیشہ ہوا کہ کس پولیس کی تیز نظر اُس کے تجددوں کی تحقیقات نہ کرنے لگے پناہ اُس نے بھی فوراً استعفا دیدیا۔ اب صرف دو ڈاکٹر

یعنی گوہر اور مولنس باقی رہ گئے۔ حسب قاعدہ اجراءے کار کے واسطے کافی ہونے کو پانچ اراکین کی ضرورت تھی لیکن اب یہ دو ڈاکٹر محض بے اختیار تھے۔ چونکہ اب انکو مایوسی ہو چکی تھی کہ مقابلہ میں کامیابی نہیں ہو سکتی تھی اور یہ بھی اندیشہ تھا کہ نپولین انتقام لیکر لندناہ بھی ٹوٹی لریز کو نپولین کے پاس چلے۔ وہ نپولین کے سامنے پیش کئے گئے دیکھتے کیا ہیں۔ کہ ڈاکٹر کس اور سیالی اور ایک زرق برق اسٹاف اس کے گرد جمع ہیں۔ نپولین ان دونوں سے باخلاق پیش آیا۔

اس نے کہا آپ کی ملاقات سے میں بہت خوش ہوا۔ مجھے اس میں شک نہیں ہے کہ آپ استغفار دیدینگے آپ کی حب وطن آپ کو اجازت نہ دیگی کہ آپ اس انقلاب کا مقابلہ کریں جو برسرسیدہ اور ضروری ہے۔
گوہر نے بڑے جوش و خروش سے کہا کہ مولنس میسر شریک ہے اور مجھے یہ بچا لینے میں کوئی ناامیدی نہیں ہے۔

نپولین نے کہا کہ ”یہ مانا کہ آپ رپبلک کو بچائیگا۔ لیکن یہ تو فرمایے کہ کس چیز سے بچائیگا۔ کیا ہر دو مجلس کے ذریعہ سے بچائیگے۔ مجالس تو جو درجہ ریزہ ہو رہی ہیں اسی وقت ایک قاعدہ آیا اور ڈاکٹروں کو خبر دی کہ سائنیر بوزہ گرجو انقلاب کے خطرہ ابام میں مخالفین سرکار کا بدنام سروارہ چکا تھا محلوں میں مخالفین سرکار کو بلوہ کر دینے کو بہکار ہا تھا۔“

نپولین نے زور سے کہا کہ ”جنرل مولنس۔ سائنیر تھا اور دست ہے جاؤ اور اس کے کان کھول دو کہ اس کی پہلی ہی حرکت پر اس کو گولی سے مراد دونگا۔“
مولنس نے خوف زدہ برہمی سے کہا کہ ”مجھے معاف رکھیے۔“

نپولین نے کہا۔ ”بس جناب۔ رپبلک خطرناک حالت میں ہے ہم کو لازم ہے کہ اس کو بچائیں۔ اور یہی میری مرضی ہے۔ سیالی اور ڈاکٹر کس نے انڈیز پر سرس سے استغفار

دیدیا۔ اب تم دو شخص تہا اور بے اختیار باقی ہو۔ میں تم کو صلح دیتا ہوں کہ تم عذر مت کرو ان دونوں نے اب بھی انکار کیا۔ نیولین کے پاس تقریر و حجت کا وقت نہ تھا اور اس نے فوراً دونوں کو لکسم برگ میں بھیج دیا اور دونوں کو جدا جدا کر کے حوالات کر دیا۔

فوشے جسے جو اس وقت وزیر صبیحہ پولیس تھا اور اگر وہ نیولین کا راز دار نہ تھا تاہم نیولین کی خوشامدیں لگا ہوا تھا اگر کئے لگا مینے لوگوں کی آمد و رفت کا راستہ بند کر دیا ہے نیولین نے کہا "اس حاکم سے کیا نتیجہ ہے۔ فوراً اس حکم کو جس سے یہاں لوگ آنے جانے سے بند کئے گئے ہیں منسوخ کر دو۔ کیا تم قوم کی رائے اور اس کی طاقت سے کام نہیں کر رہے ہیں۔ خبردار کوئی شہری نہ روکا جائے۔ سب کام علانیہ ہونے دو۔"

مجلس پنج صدی بڑی پریشانی سے گیارہ بجے جمع ہوئی۔ یوشین نے نیولین کے متعلق فوراً حکم سنایا اور کہا کہ اس مجلس کی نشست سینٹ کلاؤڈ کو منتقل کر دی گئی ہے اس پر سب مساحت ختم ہو گیا کیونکہ حکم قطعی جائز حکم تھا۔ پس اس سے انحراف کرنے کے لئے کوئی جائز عذر نہیں کیا جاسکتا تھا۔ نیولین افواج کا محبوب تھا اور سب اس کے اشارے کی منتظر تھیں۔ لہذا ایسی حالت میں کسی کا مقابلہ کے لئے اٹھنا حاکم سے بھی زیادہ

سہولتوں سے کہہ تے فوشے بڑا ہی ہمعاش تھا جس میں سب رنگ موجود تھے۔ وہ پادری بھی تھا وہ باغی خطہ کا پھیلا دینے والا شخص بھی تھا۔ جس نے انقلاب کے زمانہ میں غوریزی کے بہت سے منظروں میں خوب ہی خوب حصے لئے وہ ایسا آدمی تھا کہ تھارے دل میں کڑے کی طرح گھس کر تھک رہا جی کا تمام حال لے سکتا تھا۔ اور اس وقت اس کی وضع سے یہ معلوم نہ ہو سکتا تھا کہ اس معاملہ سے اس کو غرض و لعلق ہے۔ وہ بڑا امیر تھا لیکن اس کی کمائی حرام کی تھی۔ جینے پورا راز دار اس کو کبھی نہ بنایا۔ اور میرے سامنے وہ کبھی ایسا نہ آیا کہ زمین تک نہ ٹھک گیا ہو۔ لیکن میرے جی میں اس کی ذرا بھی عزت نہ تھی۔ میں صرف اس سے ایک آد کے مثل کام لیا کرتا تھا۔

برائے فعل تھا۔ کام تو ہو ہی چکا تھا۔ گیارہ بجے سارے دن کا کام ختم ہو گیا۔ ڈاکٹر کڑی تواب
باقی رہتی اور نپولین کو افواج نے موز کیا تھا اور سپاہیوں سے تمام کوپے بھرے پٹے
تھے اور نپولین زندہ مانا، کے کنوئیں سے ہوا گونج رہی تھی۔ مجلس قدامت نپولین کے قطعی
اختیار میں تھی۔ اور مجلس پنج صدی کے بہت سے اراکین اُس کے تابع ہو چکے تھے
نپولین بڑی آن بان کے ساتھ خاموش۔ سب سے علیحدہ علیحدہ۔ اپنی ذہنی فضیلت
سے پورا آگاہ اور اپنے اُس پاس کے جنرلوں۔ مدبروں اور مخلوق کے اثر و نام کو
لوڈ سے اور بچے خیال کرتا ہوا ایوانِ ٹولی کریر کے زمین پر یوں چڑھ گیا گویا کہ وہ اُس کا
موردی ٹھہر تھا۔

قریب قریب تمام فریق اُس کی فتح میں اُس کی مدد کرنے کو مستعد تھے۔ نپولین ایک
سپاہی تھا۔ پیرس کی توپوں نے خوشی سے اُس شخص کی فتح کی سلامیاں دائیں جو کہ
مخصوص طور سے جنگ کے دیوتا کا محبوب تھا۔ نپولین ایک عالم تھا۔ اور ذہن کو اُس
کے سب سے زبردست مقاصد کے حصول کے لئے تحریک کرتا تھا اور علی ایسے پس
نے شکر گزار ہی سے متفق ہو کر اُس شخص کے سر کے لئے سہرہ گوندھا جو اُن کا عزیز
اور سرپرست تھا۔ اُن ایام کی ادباشی اور بے لگام عیاشی کو دیکھتے ہوئے پاکیزگی اخلاق
اور بے عیب راستبازی کا نپولین ایک نمونہ تھا۔ اور کرداروں روپیہ کی رشوت پر وہ
نفرت نہ کرتا تھا جب الوطنی اور اپنے عہد زندگی کی شائق محنتوں میں وہ ایسا محو تھا
کہ ہیروڈیس Herodias کی طوائفین باوجود اپنی دلفریبیوں کے اُس کو اپنی
طرف متوجہ نہ کر سکیں۔ جامِ مے نے نپولین پر کبھی فتح نہ پالی۔ کسی بدکاری کے مجسم میں
پرستش کرتا ہوا وہ کبھی نہ پایا گیا۔ چنانچہ بوجھلنے والی الالیشوں سے متفر ہو کر جنموں نے
لے ہیروڈیس تیسری صدی میں یونانی سرخ گذار ہے۔ اس کی تصانیف ۸ جلدوں میں بمقام برکن سنہ ۱۸۳۱
میں طبع ہوئی تھیں ۱۲ مترجم۔

بوربون بادشاہوں کے ایوانوں کو شہوت پرستی کی مصیبتوں کا زائخا نہ بنا دیا تھا اور اس سے بھی زیادہ بدناما کو وہ بدکاری سے گھن کھا کر جس نے فرانس کو بدنامی کے گھر سے بدل کر دیا تھا۔ فرانس کے بہترین اور پاکیزہ ترین اشخاص نے اس قابل مثال۔ کفایت شعار اور محب وطن کے ساتھ اپنی تمامی ہمدردیوں کا اظہار کیا جس کو شہوت دیا جانا غیر ممکن تھا۔ لیکن قانون و ترتیب کا سب سے زیادہ نہ جھجکنے والا مضبوط حامی تھا۔ فرانس کے لوگ ایلین کی سے تنگ آ گئے تھے اور ڈر رہے تھے کہ گلوہین کی موریوں میں پھر خون کے قطرہ جم جائینگے۔ پس مائیں اور کنواری لڑکیاں پولین کے لئے دست بہ عاتقیں جو ان کو آسمانی قاصد کی طرح معلوم ہوتا تھا۔ اور جس کو خدا نے ان کی حفاظت کے لئے بھیجا تھا۔

صفحہ ۱۲۴

سہ ہر اور رات میں ٹولی لریز میں اس کے کمرے نہایت مشہور مدبروں۔ خبروں اور پریس کے عالموں سے بھرے رہے جو پولین کی اعانت کا دمہ کرنے کو جوق جو نسل چلے آتے تھے۔ پولین جو کسی اہم کام کے وقت کبھی پریشان نہ ہوتا تھا نہایت متعلق سے بیٹھا ہوا دوسرے دن کے لئے احکام جاری کر رہا تھا۔ لانس ٹولی لریز کی محفلاً فوج کا کمانڈر تھا۔ اور رات جو ابو کر کی جنگ میں نام پیدا کر چکا تھا بہت سے سواروں کے ساتھ سینٹ کلاوڈ کی محافطت پر متعین ہوا۔ یہ رات پولین کے سیدھے ہاتھ میں ایک صاعقہ سمجھنا چاہئے اور اس انہوہ عوام کی خرابی مٹی جس پر یہ صاعقہ گرتا۔ پانسو سواروں کے ساتھ مور۔ لکسم برگ کی محافطت پر مامور تھا۔ جہاں دونوں محالف ڈاکٹر نظر بند تھے۔ سمور پر ایک بلند مقام پر مضبوط منہوہ فوج کے ساتھ اسلئے مقرر کیا گیا تھا کہ کسی شد ضرورت کے وقت مدد کو آ پونچے اور یہاں تک احتیاط کی گئی کہ پریس کے ہمراہ ایک دستہ اس کے وہی قیام گاہ تک بظاہر مہمزیہیوں کی وضع میں بھیجا گیا لیکن اس سے دراصل یہ نفاذ تھا کہ اس متلون مزاج ڈاکٹر میں کوئی ارادہ کی تبدیلی واقع نہ ہو سکے۔

حتیٰ الا مکان جسے امور پر لحاظ کر لیا گیا تھا کہ ناراض لوگ جتھ بندی نہ کر لے پاویں۔
 جا بجا اشتہار لگا دیے گئے تھے جن میں شہریوں کو ہدایت کی گئی تھی کہ خاموش رہیں اور
 اُن کو یقین دلایا گیا تھا کہ رپبلک کے بچانے کو بڑی زبردست زبردست تدبیریں کی جا رہی
 تھیں۔ ایسی ذرا سی باتوں کا لحاظ رکھنا ظاہر کرتا ہے کہ پولیس کس قسم کا شخص تھا اُس کو
 تقدیر پر اعتقاد تو ضرور تھا لیکن تقدیر کے لئے پورا کرنے کو اُس نے کام کوئی بھی باقی نہ
 چھوڑا تھا۔ ہمیشہ اُس کو یہی جستجو رہتی تھی کہ تمامی ممکن الوقوع امور کے لئے انتظام کر دیا
 جائے کہ اُس کی تجاویز میں پوری کامیابی ہو اور اُس کو اپنی تجویزوں میں کامیابی ہوئی۔
 اگرچہ پیرس کے جوش کی کوئی انتہاء تھی تاہم خلاف قانون ایک بھی بلوہ نہ ہونے پایا۔ اور
 مخالفین سرکار یا موافقین سرکار یا جمہوریوں میں سے کسی کو معلوم نہ تھا کہ پولیس کا کیا ارادہ
 تھا۔ یہ سب کو یقین تھا کہ وہ کچھ کر لگا ضرور۔ یہ اترتین تھا کہ مجلس پنچ صدی کے مخالف
 سرکار اراکین نہایت جان توڑ کر مقابلہ کرینگے۔ اور چونکہ سیاتی کو انقلابی حرکات سے پوری
 واقفیت تھی لہذا وہ پولیس سے باہر اڑتا تھا کہ مخالفین سرکار میں سے چالیس شخصوں
 کو حوالات کر دیا جاوے جو مجلس پنچ صدی میں سب سے زیادہ سربرآوردہ تھے۔ اور
 اس سے کل کو فتح بہت آسانی سے ہو جاتی۔ لیکن اس بات کو پولیس نے یہ کمکر رو
 کر دیا کہ "میں آج صبح حلف کر رہا ہوں کہ قومی وکلاء کی حفاظت کروں گا مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا
 کہ آج ہی شام میں اُس قسم کو توڑ ڈالوں"

اگر مجلس کی خاص پیرس میں نشست ہوئی ہوتی تو تمام محلوں کے عوام سیلاب
 کی طرح اُمنڈ آئے ہوتے اور اراکین مجلس کی طرف داری کرتے اور خون کے دھارے
 بہ جاتے۔ لیکن چونکہ بڑی دوراندیشی سے مجلس کی نشست پیرس سے چنمیل سینٹ کلاؤڈ
 میں منتقل کر دی گئی تھی لہذا یہ جا میں چلیں۔ زبردست فوجی نمائش نے سینٹ کلاؤڈ پر
 عوام کو یورش کر دینے سے روک دیا۔ لیکن مرات۔ لانس۔ اور مزدور کے مقابلہ میں حکومت

پنولین کی عقل رہنا کر رہی تھی اور جو اپنے ٹھونس کالموں کے ساتھ اُن پر حملہ کر دیتے کو تیار تھے
بیچارے عوام کبھی کیا سکتے تھے۔

وہ محبت جس سے پنولین جوزیافن کے ساتھ پیش آتا تھا پنولین کے چال چلن کا
ایک مشہور خاصہ تھی۔ کوئی لعجب نہیں کہ اُسے جوزیافن سے فوق العادۃ الفت ہو۔
وہ میں تو یہ سمیت ناک منظر پیش آ رہے تھے اور کوئی انہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ معاملات پنولین
کی تاج کی طرف رہنمائی کر رہے تھے یا گلوبین کی طرف لئے جارہے تھے۔ لیکن جوزیافن
کو وہ ایسی حالت میں بھی نہ بھولا۔ وہ روچھیرین میں بیٹھی ہوئی بڑے تردد سے نتیجہ
کا انتظار کر رہی تھی۔ پنولین دم بدم جوزیافن کے پاس فاصلہ بھیجتا تھا اور معاملہ
کی حالت کی ایک سطر حلدی سے لکھ لکھ بھیجتا تھا۔ رات میں بہت دیر کر پنولین مکان
کو سوچنا اور ظاہر میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ صبح کی طرح وہ تازہ دم تھا۔ اُس نے جوزیافن
سے سب مفصل حال بیان کیا اور پھر ذرا آرام کرنے کو وہ لستر پر جا لیٹا۔ علی الصبح وہ
پھر گھوڑے پر سوار ہوا اور شاہانہ موکب کے ساتھ سینٹ کاؤگورواں ہوا۔

محل میں تین گھرے آرامتہ کئے گئے تھے۔ ایک مجلس قدامت کے واسطے۔ دوسرا
مجلس تاجِ صدی کے لئے اور تیسرا خود پنولین کے واسطے۔ اس طرح پنولین نے وہ
عہدہ اختیار کر لیا جس کو وہ جانتا تھا کہ قوم کی رائے سے اُس نے اختیار کیا تھا۔ رات
میں مخالفین سرکار نے بڑے بھاری مظاہر کی تیاری کر رکھی تھی۔ پنولین کی مصیبت
برسرِ رسیدہ معلوم ہوتی تھی۔ پیچھے ہٹا ہوا تھا کہ اعلان کر دیا جائے کہ پنولین نمک حرام اور باغی
تھا۔ سیاہی اور ڈیو کس کچھ گھوڑے اور ایک گاڑی سینٹ کلاؤڈ کے دروازہ پر تیار
رکھ چھوڑی تھی کہ اگر معاملہ دگرگوں ہو تو جان لے کر فرار ہو جائیں۔ بہت سے پُرسوس
جنرل بھی پنولین کی تباہی پر آوہ تھے۔ براؤڈٹ سے سب سے زیادہ فطرہ تھا یہ بھی

سب آدمیوں کو قتل کرنے کی کل۔ ۱۲ مترجم

حکم ہو چکا تھا کہ جو شخص فوج کے سامنے جوش دلائے والی تقریر کرے گا قتل کر دیا جائیگا۔ پھر
اپنے فوجی گروہ کے آگے بے ہراس گھوڑے پر سوار تھا لیکن وہ انہوہ عوام کی متلون آہی
سے پورا آگاہ تھا جو ایک ہی ساعت میں آفرین کے نور سے بلند کرنے کو اسی طرح آواز
تھے جس طرح بکشد کی صدا بلند کرنے کو تیار تھے۔

اب دونوں مجلسیں جس میں مجلسین صدیقہ اور خوناک جوش تھا، سرکاری
ظالم کے لئے سزا سے موت۔ بے محلہ و کلاز کو بٹا ہو چوہ کی صداوں سے کام لیا۔ پھر
رہا تھا اور مبارک کی آواز وہ گوی تھی۔ اس مقدمہ کے سلسلہ میں پولیس نے
دو سزاؤں سنیں تھیں۔

یہ بات بتوینہ ہوئی کہ ہر ایک کن فہم اس بات کا حلف کرے کہ وہ کافر پوتوں
کی مدد کرے گا۔ مجلس میں کسی کی یہ بات نہ تھی کہ انکا کر کے اپنی جان کو خطرہ میں ڈالنا۔ یہاں
تک کہ خود لیڈر اپنی کرسی سے اٹھنے اور حلف کرنے کو مجبور ہوا۔ مجلس قدامت کے لیڈر
نے اس پنج صدی باختر ہر وزیر مجلس عوام کے غیر متوقع جوش کو دیکھا اور خوف ناکا
پریشان ہونا اور اس کی متابعت کرنا شروع کیا۔ اب مقابلہ نے زیادہ دیر نہ اور دست
وراز وضع اختیار کی اور تجویز ہو کر پولیس کے خلاف ایک قانون پاس کیا جاسے کہ
حفاظت قانونی سے خارج کر دیا گیا۔ پولیس کے خیر خواہوں کو گذشتہ قتل عام کے منظر
یاد تھے۔ اور انھوں نے بزدلی اور اطاعت کا اظہار کیا۔ ہریت برسر سیدہ معلوم ہوتی تھی
اس نازک وقت میں پولیس نے انھیں حواسوں سے تھلا دیا۔ اور سلیقہ مشاری کا اظہار
کیا جن سے وہ میدان جنگ میں نہایت خطرناک وقت پہنچے۔ کہ مدوجز کو نامور
میت سے بدل کر دیا کرتا تھا۔ صرف پولیس ہی کا دل وہ محفوظہ فوج تھی جس کو اس وقت
۱۷۔ ڈیپٹر اس کو کہتے ہیں جس کو قہور سے ۶ صدی ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸

اُس نے میدان کارزار میں حاوی کے لئے آگے بڑھایا اور اپنے بھائی گئے ہوئے دوستوں کو فراہم کیا۔

صفحہ ۱۱

اپنے ساتھ چند مصاحب اور گراڈیوں کا ایک دستہ لے کر وہ فزاکرہ کے دروازہ پر گیا۔ دستہ میں اُس کو برناڈوٹ ملا۔ اور اس حریف نے دشتی سے کہا "تم گلوٹین کی طرف جا رہے ہو؟"

نپولین نے تندی سے جواب دیا: "دیکھا جائیگا"

سپاہیوں کو ان کے حملے کے لئے نواہی اسلحہ اور ملتے ہوئے پروں سمیت اُس نے دروازہ کے قریب چھوڑا۔ اور آپ بزدل چوتراہ پر چڑھ گیا جس سے پرجوش مجلس میں ایک تناٹا ہو گیا۔

اُس نے کہا: "اے شرفا تم ایک کوہ آتش فشاں پر چڑھے ہوئے ہو تم نے رینک کو خطرہ میں خیال کیا۔ تم نے مجھے اپنی مدد کو بلایا مینے تعمیل کی۔ اور اب مجھے بزاؤں تمہوں سے حملہ ہوا ہے۔ لوگوں میں فیصلہ اور کراہیوں کا ذکر ہو رہا ہے فوجی خودری۔ کہ چرچے ہیں۔ گویا پرانے زمانہ کی کوئی بات موجودہ لمحہ کے مشابہت خطہ کا ہجوم ہوتا جاتا ہے۔ فوج بڑھتا جاتا ہے۔ ہماری اب کوئی گورنمنٹ نہیں ہے۔ ڈاکٹر نے استعفا دیدیا ہے۔ مجلس پنج صدی میں تلاطم برپا ہے خفیہ جاسوس پریس میں لٹاٹ کا اغوا کر رہے ہیں بدعاش بڑی خوشی سے پھر وہی انقلابی کچریاں قائم کر دینگے۔

ایکسٹ ڈرو۔ یہ اپنے مسلح ساتھیوں کی مدد سے مختاری حفاظت کر دینگا اپنے لئے میں کچھ نہیں چاہتا۔ صرف رینک کو بچانا چاہتا ہوں اور میں حلف سے کہتا ہوں کہ زادی اور ہمہری کو محفوظ رکھوں گا جن کی خاطر ہم نے بڑے بڑے نقصان اٹھائے۔

لہٰذا قیصر آٹلی میں اور کراہیوں انگلستان میں غاصب فرماں روا خیال کئے گئے ہیں جنہوں نے اپنے زورِ بیاقت سے قوم پر فرماں روا کی کی تھی ۱۲ مئی ۱۸۷۱ء

”تینے میں ایک شخص بول اٹھا ”موجودہ وضع حکومت کا کیا ہوگا؟“
 پنولین اپنے حلف میں اس کا ذکر قطعی جان بوجھ کر چھوڑ گیا تھا۔ کیونکہ اسس
 کانسیٹیوٹن سے پنولین کو نفرت تھی اور اس وقت اُسی کے بڑا دیکھنے کی وہ ساری
 کوششیں کر رہا تھا ایک ذرا تامل کرنے کے بعد اس نے زیادہ زور کے لہجہ میں کہا
 ”کہ موجودہ وضع حکومت تو بھاریے بیاں باقی ہی نہیں رہی۔ تم اس حکومت سے منحرف
 ہو چکے ہو بلکہ عالمان گورنمنٹ نے دامن ان قانون کے حقوق سے انحراف کیا۔ تم اس حکومت سے
 منحرف ہو چکے ہو بلکہ دامن ان قانون نے عالمان گورنمنٹ کی آزادی پر حملہ کیا۔ تم تو اس حکومت سے
 انحراف کر چکے ہو جبکہ منحرف ہاتھوں سے عالمان گورنمنٹ اور دامن ان قانون نے رعایا کے انتخاب
 کو ناجائز قرار دیکر رعایا کی بادشاہت کا خاتمہ کر دیا۔ کیا ہی خوب آپ کی موجودہ وضع حکومت میں
 حکومت کا بے کوسے ایک مستخرج ہے جس کو مانگ تو سب رہے ہیں لیکن محاسن کا کوئی بھی نہیں کرتا“
 پنولین کے حواسوں کو جمع دیکھ کر اور ان ولیرانہ لفظوں کو سن کر اس کے دوستوں
 کے بھی حواس بجا ہو گئے اور مجلس کے ووٹلٹ اراکین نے اپنے اطمینان اور اپنی مدد کا
 اظہار کیا۔ اسی وقت یہ خبر آئی کہ مجلس پچھ صدی میں لیوشن پنولین کے خلاف اس بات
 کی ووٹلٹ (محکمہ) پیش کرنے پر مجبور کیا جا رہا تھا کہ پنولین حفاظت قانونی سے خارج
 کر دیا جائے۔ ایک لمحہ دیر کرنے کا وقت نہ تھا۔ اس ووٹلٹ کے پاس ہو جائے ہیں
 ایک طلسماتی قوت تھی۔ اس ووٹلٹ کا پاس ہو جانا مملکت تھا۔ اب حیات و موت کی پتلا
 ہی نازک حالت ہو رہی تھی۔ پنولین نے کہا ہے کہ اگر اس موقع پر جبریل کے ہاتھ
 میرے بازو پر ہوتا تو میں اس کو ڈر ویدینے کو موجود تھا۔“ اور اس نے اراکین قریبا کی
 طرف مخاطب ہو کر کہا کہ ”اگر کسی مقرر نے غیر مالک سے رشوت کھا کر میری حفاظت قانونی
 سے خارج کر دے جانے کا لفظ زبان سے نکالا تو اپنی حفاظت کی میں اپنے مسلح
 ساتھیوں سے اپیل کو نکال جاؤں گے کہ ہروں کے طرے دروازہ پر لہرا رہے ہیں۔“ اور

اچھی طرح یاد رہے کہ میری زرتی میں دولت و حرب کے خدا میرے ساتھ ہیں۔
اب اُس نے مجلس قدام کو چھوڑ دیا اور اپنے فوجی گروہ کے ہمراہ فوراً مجلس پنج صدمہ
کو روانہ ہوا۔ راہ میں اُسے اگر دھڑا جس کا چہرہ زرد ہو گیا تھا اور بدن کانپ رہا تھا۔ کیونکہ
اب وہ نیولین کی جان کی سلامتی کی طرف سے ہاتھ دھو چکا تھا۔

اُس نے بڑی پریشانی سے کہا: نیولین تم بڑی مصیبت میں مبتلا ہو۔
نیولین نے براستقلال جواب دیا: چل اپنا کام کر۔ آگ کو لاس تو حالت اس سے
کہیں زیادہ خطرناک تھے۔ ذرا ٹھہراؤ۔ آدھ گھنٹہ میں سب ادھر کا ادھر ہوا جاتا ہے۔
اپنے گرانڈیلوں کے ہمراہ وہ مجلس پنج صدی کے بڑے کمرہ میں دیر کیا۔ سپاہیوں
کو دروازہ کے قریب چھوڑا اور چوڑے تک پہنچنے کو آدھا کمرہ نیولین نے تنہا طے کیا
یہ وہ وقت تھا کہ نیولین کو اس کے دماغی ذرائع کے سوا کوئی دوسری چیز بچاؤ سکتی تھی۔
تمام کمرہ سے غضب آلو چہنیں برپا ہو گئیں۔ ہیں۔ ہیں۔ یہ کیا حرکت ہے۔ اسے اس ظالم
کو مارو۔ چل دو رہو۔ نکل جا۔ دفع ہو جا۔

نیولین نے کہا ہے کہ اگر آپ اسلحہ کے غاروں سے دیکھا گیا ہو
کا پر شور طوفان نکل پڑے تو اُس پر شور طوفان کی ایک خفیف سی نظیر ہو سکتا ہے جو
اس وقت برپا ہو گیا تھا۔

اس ہیبت ناک شور و غل میں نیولین نے بولنے کی بیجا مدد کو شش کی۔ ارا
مجلس بلو ایوں کی وضع سے اُس کے گرد امنڈ آئے۔ اب گرانڈیل سپینے سردار کو پہلے
پنچتر زغہ میں دیکھ کر مدد کو دوڑ پڑے۔ نیولین کے سینہ پر خنجر کا ایک وار کیا گیا۔ جس کو
ایک گرانڈیل نے اپنے ہاتھ سے روک لیا اور سنگینوں کی نوکوں سے اراکین کو
منتشر کر کے نیولین کو کمرہ سے باہر نکال لے گئے۔ باہر کی ٹیڑھیوں پر ابھی نیولین آئے
لے یہ زمان عقیبرہ کے موافق باد و طوفان کا بادشاہ تھا اسی نے بادبان اچکا دئے تھے۔ ہاتھ

پیدا کیا کہ اُس کو ضروری گئی کہ اُس کے بھائی لیوشین کو غیظ آلود ڈپٹیوں نے گھیر لیا ہے اور اب اُس کی جان کی خیر نہیں ہے۔

پنولین نے کہا ”کرنل ڈیومولین Dumoulin ذرا گراڈیوں کا ایک دستہ لے کر میرے بھائی کی مدد کو فوراً چلے تو جاؤ۔“

گرائیڈل کرے میں گھس پڑے۔ انہوہ کو پیچھے ہٹا دیا جو لیوشین کو گھیرے ہوا تھا اور دھمکیاں دے رہا تھا۔ کہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے تمھارے بھائی کی بدولت ہو رہا ہے، یہ سپاہی لیوشین کو حفاظت تمام باہر صحن میں لے آئے۔

اب پنولین گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنے بھائی کو ساتھ لے کر فوج کے آگے نکل دیا لیوشین نے کہا ”مجلس تحفیدی ٹوٹ گئی۔ اور ہتھیار جو ایسی بات کہ رہا ہے میں ہوں مجلس کے بڑے کمرہ پر قاتلوں نے قبضہ کر لیا ہے اور میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ چلئے اور ان قاتلوں سے کمرہ کو پاک کر دیجئے۔“

اس پر پنولین نے سپاہیوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا ”اے جو اغزو کیا میں تم پر بھروسہ کر سکتا ہوں۔“

سب نے یک زبان ہو کر پنولین زندہ مانا و کاغزہ بلند کیا۔

مرات نے گراڈیوں کا ایک دستہ اپنے ہمراہ لیا اور کمرے کے دروازہ پر گیا۔ مرآت کا کسی فوجی دستہ کا سردار ہونا صاف ظاہر کر دیتا تھا کہ وہ بچوں کا کھیل نہوتا تھا۔ مرآت نے سخت لہجہ سے حکم دیا ”سگنیں سامنے کر کے حملہ کرو“۔ طبل جنگ سے حملہ کی صدا بلند ہوئی۔ اور سپاہی سگنیں سبھاں کر آگے بڑھے اور خوف زدہ وکلا تپائیاں بچاند بچاند کر بھاگا شروع ہوئے اور برآمدہ میں پہونچ کر کھڑکیاں کو دو گئے۔ اور اپنی ٹوپیاں۔ رد مال۔ اور عبائیں سمجھا لے کر ہوسے بدحواسی سے فرار ہوئے۔ اور دو منٹ میں کمرہ صاف ہو گیا۔ جبکہ یہ وکلا و باغ میں ہو کر بھاگے جا رہے تھے ایک امنسر

صفحہ ۱۲۹

نے تجویز کیا کہ ان پرگیاں چلائی جائیں لیکن نیولین نے اس سے قطعی اختلاف کیا اور کہا میری یہ خواہش ہے کہ خون کا ایک قطرہ بھی نہ بے " چونکہ نیولین قانون کی پابندی سے وہاں تک فائدہ اٹھانا چاہتا تھا جہاں تک ممکن تھا لہذا شام کو اس نے پھر دونوں مجلسوں کو جمع کیا۔ لیکن ان میں وہی اراکین شریک ہوئے جو نیولین سے موافق تھے اور انھوں نے متفقہً اسے ہو کر کہا " نیولین اپنے ملک کی سزاوار ہے اور اس نے بڑی بڑی خدمات انجام دی ہیں " ڈاکٹر کری کو انھوں نے توڑ دیا۔ اور عاملانہ اختیارات۔ نیولین۔ سیائی۔ اور ڈاکٹر کو تفویض کئے اور ان کا نام کانسل رکھا اور یہ دو مجالس باقی میں سے پچیس پچیس اراکین کی دو مجلسیں ترتیب دیں کہ وہ کانسلوں کی معاملات ملکی معاون ہوں۔ شام کے قریب پیرس میں یہ افواہ اڑی کہ نیولین اپنے ارادوں میں ناکام رہا۔

اس سے بڑی پریشانی پھیلی اور سب درجہ کے لوگوں کو یہ خطہ پیدا ہوا کہ انقلابی خطرات از سر نو پیش آئیں گے۔ اور چونکہ یہ سب اس سے پہلے کی مصیبتیں دیکھ چکے تھے وہ امن و امان کی بڑی تمنا میں کر رہے تھے ان کو صرف نیولین کی ذات پر ایک امید باقی تھی۔ نوبے شب کے سرکاری طور پر گورنمنٹ میں تبدیلی ہو جانے کا اعلان کر دیا گیا یہ اعلان خود نیولین نے جلدی۔ سے انھیں آب و تاب کے فصیح الفاظ میں لکھا دیا تھا جن سے اس کے تمام ذہنی اذال منازرہ ہے ہیں۔ مشعلوں کی روشنی میں یہ اعلان مضطرب و پریشان جماعتوں کے سامنے تمام شہر میں جا بجا پڑھا گیا اور اس مبارک فہر پر بہت تحسین و اذین کے ساتھ خوشی کے ثبوت دیئے گئے تین بجے صبح کے نیولین پیرس لوٹے کو اپنی گاڑی میں سوار ہوا۔ بیورین اس کے ہمراہ تھا۔ نیولین خیالات میں ایسا غرق تھا کہ تمام راستہ وہ منہ سے کچھ نہ بولا۔

چار بجے روجیٹر میں Rou Chante میں وہ گاڑی سے اپنے

- - - cine

مکان کے دروازہ پر اترا جو لیفٹائن بڑے تردد سے کھڑکی میں بیٹھی نیپولین کا انتظار کر رہی تھی تمام پر آشوب دن میں نیپولین جو لیفٹائن کو ایک سطر بھی نہ لکھ سکتا تھا۔ اور وہ نیپولین سے ملنے کو دوڑی۔ نیپولین نے اختصار کے ساتھ تمام دن کے حالات بیان کئے۔ اور کہا چونکہ میں نے اپنے عہدہ پر حلف کر لیا تھا تو میں نے اپنی زبان کو کسی سے ایک لفظ بھی بولنے کی اجازت نہیں دی کیونکہ میرا جی یہی چاہتا تھا کہ سلطنت وائس کے واقعی حاصل ہو جانے پر سب سے پہلی مبارکباد کی پیاری آواز جو لیفٹائن ہی کی ہو۔ جو لیفٹائن اسی موثر اور شائستہ محبت کی قدر کر سکتی تھی اور اُس کا یہ مقولہ یہ تھا کہ دنیا کے سب مردوں میں نیپولین سب سے زیادہ دلفریب تھا۔ اب صبح کے چار بجے تھے اور صبح ہوتے ہی نیپولین کے سامنے ریلک کو ترتیب دینے کی شاد محنت رکھی ہوئی تھی۔ اور جبکہ وہ چند لمحے آرام کرنے کو لیٹا تو اُس نے کہا ”اچھا جو لیفٹائن خدا حافظ کل ہم لکسم برگ کے ایوان میں شب باس ہونگے۔“

اس وقت نیپولین پورا تیس برس کا بھی نہ تھا۔ اور تاہم ایسے دشوار حالات میں جن کی دشواری خیال میں نہیں آتی اپنے ذہنی ذرائع پر بے پس و پیش بھروسہ کر کے اُس نے تین کروڑ آدمیوں کی حکومت کے لئے نئی گورنمنٹ ترتیب دینے کا اہم کام اپنے ذمہ لے لیا۔ نیپولین سے کبھی ایسی فتح ظہور میں نہیں آئی جس میں اس موقع سے بڑھ کر اُس نے کمال عقل کا اظہار کیا ہو۔ اور اُس کے دُور زندگی میں اُس کے قول نے ذہنی اس موقع سے بڑھ کر زیادہ آج تک اب سے کبھی نہیں چکے۔ یہ توقع نہیں ہو سکتی کہ ابھی ہزاروں برس تک اس معاملہ کے متعلق لوگ اپنی رائے میں متفق ہو سکیں۔ بعض کہتے ہیں کہ نیپولین کا فیصلہ قانون اور آزادی سے ایک انحراف تھا۔ دوسرے کہتے ہیں کہ اس کی ضرورت تھی کیونکہ اس فعل نے بد نظمی اور طواغیت الملوک کی خاتمہ کر دیا۔ اور اس بارہ میں جو طریقہ نیپولین نے اختیار کیا تھا وہ فرانس کے باشندوں کی نہایت بڑی جماعت کی خواہش کے موافق تھا۔

اور اس میں کوئی شک نہیں کر سکتا۔ یہ بات تو اب بھی بحث طلب ہے کہ زمانہ موجودہ میں بھی فرانس کے لوگ اس قابل ہو گئے ہیں یا نہیں کہ اپنی عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لے سکیں اور اس بات میں کسی قسم کا شک نہیں ہے کہ اُس وقت کی برسیک میں تو ضرور ناکامی ہوئی پنولین خود کہتا ہے ”اس سازش میں میرا اسی قدر صرف حصہ تھا کہ میں نے اپنے ملنے والوں کو ایک ہی وقت میں صبح کو جمع کر لیا تھا اور اختیارات چھین لینے کو میں اُن کا سردار بن کر گیا تھا اور یہ بات میرے ہی مکان کی دہلیز سے شروع ہوئی اور میرے ارادوں کی میرے دوستوں کو ذرا بھی خبر نہ تھی جبکہ میں اُن کو اس فتح کے واسطے لے گیا اور یہ بات میرے زرق برق ساتھیوں کی جماعت سے جو انھوں نے بنائی تھی اور اُن کی زندگیوں کی خوشی اور یک جہت سرگرمی کے درمیان سے ہوئی کہ میں مجلسِ قدام میں اعلیٰ اختیارات کے متعلق جو انھوں نے مجھے عطا کئے تھے شکرگذاری کا اظہار کرنے گیا ملائے النیات نے جھگڑا کیا ہے اور وہ بہت عرصہ تک جھگڑا کرتے رہینگے کہ آیا ہم نے قانون سے انحراف کیا یا نہیں اور آیا ہم مجرم نہیں تھے لیکن یہ تو زائد باتیں ہیں جو بڑی بھاری ضرورت کے سامنے سے غائب ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح ایک ناخدا پر بھی الزام لگایا جاسکتا ہے جو جہاز کو بچانے کی غرض سے ایک مستول کو کاٹ ڈالتا ہے۔ اصل یہ ہے کہ اگر ہم لوگ نہوتے تو ملک برباد ہو گیا ہوتا ہم نے اُس کو بچا لیا اور اس قابلِ یادِ اہم کام کے بانیوں کو چاہیے کہ اپنے الزام لگانے والوں کو بڑے روشن سردار کی طرح جواب دیں ”ہم کہتے ہیں کہ ہم اپنے ملک کو بچا لیا۔ آؤ ہمارے ساتھ تم بھی خدا کا شکر کرو۔“

سوائے مخالفین سرکار کے جملہ فریق اس تبدیلی کے حامی تھے۔ دس برس سے رہنما قانون کی خلاف ورزی کی ایسی ہو گئی تھی کہ وہ اس قسم کی خلاف ورزیوں کو برا نہیں سمجھتی تھی اور اُن کے نیچوں کو دیکھ کر اُن پر اسے قائم کرنا ہی تھی۔ تمام فرانس میں نئی حکومت

کے متعلق کیاں ہوا فقہائے حق۔ اہل سن صاحب کہتے ہیں پتوئین نے اُس رحم دلی کے اعتبار سے جو اُس نے اپنی فتح کے بعد ظاہر کی قیصر کی ہمسری کی ہے۔ اور جب انقلاب کے بعد پتوئین کے ہاتھوں میں ترتیب و انتظام کا کام آیا تو اُس میں کوئی قتل یا حفاظت قانونی سے خارج کر دینے کا کوئی فعل ظہور میں نہیں آیا۔ معدودے چند اشخاص گرفتار ہوئے یا قید کئے گئے بلکہ اس کے خلاف کانسل کے اختیارات کو بے شمار رحم دلیوں نے جو عقل مند اور فیاضانہ تحقیق ممتاز کیا ہے۔ پتوئین کی ترقی کا وہن صرف خوزیری کے داعی ہی سے پاک نہیں ہے بلکہ کسی قیدی تک کو بھی اُس کی کانسل کی تقرری پر زیادہ عرصہ تک پھپھانا نہیں پڑا ہے۔

پتوئین کا اس پایہ بلند پر سرفراز ہونا ظالمانہ اصولوں پر ہی صرف ایک نمایاں شاو کا می نہیں ہے اور وہ صرف اس کام میں شریک ہونے والوں اور اُس زمانہ ہی کے لئے جس میں یہ کام ہوا باعث فخر نہیں ہے بلکہ وہ اس بات کا یادگار ثبوت ہے کہ لاعلمی اور غفل سے حاصل کی ہوئی فتوحات اُن فتوحات سے کس قدر پائدار ہوتی ہیں جو ظلم و خوزیری سے حاصل کی جاتی ہیں۔“

باب شانزدہم

کانسل کا تخت

(صفحہ ۱۳)

فرانس میں جمہوری حکومت کے ناکام ہونے کے سبب - تین کانسلوں کی مجلس -
کانسل اور زمر - نپولین کا منسل کو ملاحظہ کرنا - جلاوطن پادریوں کا دلپس بلانا تاکہ ان
وطن جن کا جہاز برباد ہو گیا تھا - قوت ایسائیہ کی آزادی - وضع حکومت جو نپولین نے
پیش کی - ٹوٹی لریز کو نقل مقام کرنا - عمدہ داران سلطنت کا انتخاب - رعایا کے
ساتھ ہمدردی - ہونا پارشلکی حبیب خالی ہو - نئے کا حال - ڈانگین اور مالک متحدہ ایک
کی بابت خیالات - ترقی کی عظیم الشان تجویزیں - لائنڈی میں جنگ -

فرانس نے حکومت جمہوریہ کی آزادی کی اور اس آزمائش میں ناکامی ہوئی - فرانس کے
لوگوں میں نہایت سختی نہ کافی نیکو کاری تھی کہ اپنے اوپر حکومت کرنے کے قابل ہوتے - چونکہ
فرانسیسیوں پر صدیوں سے خود سر بادشاہوں کی بار حکومت چلی آتی تھی پس ایک دن میں
وہ مذمت کے قعر سے نکل کر آزادی کی رفعت کو پہنچ گئے تھے - فرانس کے لوگوں میں منجملہ
تیس کے ایک بھی پڑھا لکھا نہ تھا - مذہب اور اس کی رک تھام کو جنہوں خیال کرتے تھے -

وٹ (راتے) کی وقت کو ایک شخص بھی نہ سمجھتا تھا۔ اور نہ اس سرفرض سے آگاہ تھا کہ اس کے اعتبار سے چھوٹی جماعت کو بڑی جماعت کا نیک نیتی سے مطلع ہونا چاہئے۔

آزاد حکومتوں کی ملکی نجات کے لئے یہی پابندی ایک ضروری شے ہے۔ امریکہ میں لاکھوں رائیں پیش ہوتی ہیں اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ چند ہی رايوں کے غلبہ سے گورنر کا انتخاب ہو جاتا ہے اور اسے دہندگان کی زیرِ ق مغلوب غالب سسٹم کی کا اُسی طرح خیال کرتی ہے گویا کہ ہزار ہا رائیں غالب ہوتی تھیں۔ اور اگرچہ انتخاب کے وقت نہایت شدت سے چونچ پھیلا ہوا ہوتا ہے لیکن جس وقت انتخاب ہو چکتا ہے اور اس کا اعلان کر دیا جاتا ہے تو یہ اعلان صلح۔ امن اور نیک منادی کے ساتھ رضا مندی کا لقب سمجھا جاتا ہے اور مغلوب رائے دینے والا اپنی غالب رائے دینے والے کو بڑے خلوص سے اُس کی کامیابی پر مبارک باد دیتا ہے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ فرانس ابھی اس خیال ہی تک نہ پہنچا تھا کہ رائے کی گویوں کے صندوق کے فیصلہ کو عزت کی نگاہ سے دیکھتی۔ حکومت کیا تھی صرف انقلاب کا ایک سلسلہ تھا۔ صرف جسمانی قوت تسلیم کی جاتی تھی۔ سب سے قوی لوگ جہاز کے اگلے حصہ پر قابض تھے اور گلوٹین۔ مضطیعوں۔ اور جلا وطنی کی مدد سے اپنے دشمنوں کو زیر کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

ایسی طوائف الملوکی کی دس برسوں نے قوم کو جاں بلب کر دیا تھا اور اب اس تجربہ کو زیادہ عرصہ تک آزمانا فضول تھا۔ فرانس کو امن و چین اور صلح کی تمنا تھی۔ اور صرف پولین ایسا شخص تھا جو فرانس کو یہ چیزیں دے سکتا تھا اور قوم اُسے زور کی آواز سے جتنی ممکن تھی اُسے پکار رہی تھی کہ عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لے اور قوم کو امن و چین اور صلح روزی کرے ہم اُس شخص کو غاصب نہیں کہہ سکتے جسے قوم نے یک زبان ہو کر بلایا۔ اور یہ عمدہ اختیار کرنے کی اُس سے التجائیں کیں۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ بلند نظر تھا۔ وہ اختیارات کو چاہتا تھا۔ اور شان و شوکت کو اپنا محبوب جانتا تھا۔ لیکن اگر اُس کی بلند نظری

نے اُس کو یہ ہدایت کی کہ وہ اپنے ملک کو سرحد کرے۔ اگر وہ اختیار جس کو وہ چاہتا تھا ایسا اختیار تھا کہ اُس نے رعایا کو ترقی دیکر باخبر بنایا۔ اُس میں غیرت پیدا کی اور اُس کو تشفی دہی اگر وہ شان و شوکت جس کو وہ محبوب جانتا تھا اور جس کی اُسے جستجو تھی ایسی شان و شوکت عقی کو وہ دنیا کا سب سے زیادہ نامور فیض رسا بنے تو ہم کو یہ زبانیں ہے کہ اُس کے نام کو بھی انھیں نفس پرست اور خود سر بادشاہوں کی فرست میں لکھیں جنھوں نے رعایا کو ذلیل و غوار کر کے اپنی ذاتی عظمت اور اغراض ذاتی کے لئے تخت قایم کئے ہیں۔ ہم کو لازم ہے کہ افواج کے سرداروں۔ خاندانوں کے بانیوں اور ان لوگوں کے ساتھ پنولین کو تشبیہ دیں جو رعایا کے جوش مسرت کے درمیان تخت پر بیٹھے ہیں۔ اور جب ہم تیشیہ قایم کرتے ہیں تو خوبی اخلاق کو ہر حالت میں متنبی کر کے سروسے خارج و اشگلین کے دنیا میں پنولین کا کوئی نظیر نہیں ہے۔

ڈاکٹر کرسی کو توڑ دیئے جانے کے بعد دوسری صبح کو تینوں کالسلی یعنی پنولین۔ سیائی۔ اور ڈاکٹر کرسی کسم گرج کے ایوان میں جمع ہوئے۔ سیائی پرانا جوتڑو اور ڈاکٹر کرسی اور اُس کو خیال تھا کہ اُس کے سفید بال اُس کو اُس کے دونوں ساتھیوں میں اخلاقی فضیلت کا متحن کر دیں گے۔ اُسے یقین تھا کہ پنولین تو افواج کی سپہ سالاری پر کفایت کر لگیا اور انتظام حکومت کرنے کو وہ خود تنہا باقی رہے گا۔ مگر میں صرف ایک آرام کرسی تھی اور پنولین بڑی سنجیدگی سے اُس پر بیٹھ گیا اس پر سیائی کھسکا کر کہنے لگا۔

”اس کرسی پر کون بیٹھے گا؟“

ڈاکٹر کرسی نے جواب دیا: ”یعنی ہونا پارٹ میٹھے گا۔ کیونکہ وہ اُس پر بیٹھ چکا ہے اور وہی ایسا شخص ہے جو ہم کو بچا سکتا ہے۔“

سیائی دنگ لگایا۔ لیکن پنولین جیسے قوی بازو اور اُس کے جیسے زبردست بار بار کا مقابلہ فضول تھا۔

سیائی کو زکوہت محبوب رکھتا تھا۔ پنولین کو صرف ناموری سے محبت تھی۔ سیائی نے ایک الماری کی طرف جو کمرہ میں کھڑی تھی اشارہ کر کے کہا: ”آپ نے یہ جو بصورت الماری دیکھی ہے؟“ پنولین جس کے شاعرانہ خیالات جلد حرکت میں آ جاتے تھے اس الماری کو بڑی توجہ سے دیکھنے لگا اور اس کو خیال آگیا کہ یہ قدیم معزول شاہان فرانس کی یادگار تھی۔ سیائی نے کہا میں آپ لوگوں پر ایک راز ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ ہم ڈائریکٹروں نے اس خیال سے کہ مبادا ہم افلاس کے ساتھ اپنے عہدوں سے معزول کے جائیں جو بڑی ناگوار بات تھی۔ ہم نے ایسی ضرورت کے وقت کے لئے خزانہ میں سے علیحدہ کر کے ایک رقم اس الماری میں رکھ چھوڑی تھی۔ اس میں قریب دس لاکھ فرانک کے ہیں اور اب چونکہ ڈائریکٹر باقی نہیں ہیں تو یہ رقم ہماری ہے۔“ اب پنولین بات کی تہ کو پہنچا۔ اور ظاہر ہے کہ جس شخص نے کردروں پر نگاہ نہ کی ہو اس کے نزدیک بھلا ہزاروں کی کیا حیثیت تھی۔

اس نے سنجیدگی سے کہا: ”حضرات اگر یہ معاملہ میرے گوش گزار ہوا تو میں اس رقم کو خزانہ میں داخل کر دے جانے پر اصرار کر دے گا۔ لیکن اگر مجھے اس کا علم نہ ہوا اور جیسا آپ علم نہیں ہے تو چونکہ آپ دونوں صاحب۔ ڈائریکٹر موجود ہیں اس رقم کو آپ باہم بانٹ لیں۔ لیکن اس میں آپ ذرا جلدی فرمائے ایسا نہ کہ پھر کل کو حد سے زیادہ دیر ہو جائے“ سیائی اوریڈیوکس اس کناہ کو سمجھ گئے۔ اور یہ رقم دونوں نے باہم تقسیم کر لی۔ جس میں سیائی نے بڑا حصہ لیا۔ اس پر پنولین سے ڈیوکس نے سیائی کی شکایت کی۔

پنولین نے کہا آپ باہم فیصلہ کر لیں اس لئے کہ اگر یہ معاملہ میرے کانوں تک آیا تو آپ صاحب ساری رقم سے ہاتھ دھو بیٹھ گئے۔“

اس واقعہ سے پنولین کو اپنے شرکار پر ایسی نفیضیت حاصل ہو گئی کہ پھر اس کی نفیضیت پر انھوں نے کلام نہ کیا۔ اس قانون کی رو سے جس سے یہ کانسٹنٹ کا شریعہ

عمدہ ان کو دیا گیا تھا ان کانسٹون کو ہرو و قانون ساز مجلس کی امداد سے جن میں سے ہر ایک میں پچیس اراکین تھے یہ اختیار تھا کہ جدید کانسٹیٹیوٹن (انتظام حکومت) تیار کر کے رعایا کے سامنے پیش کریں۔ پولین کی ذہانت۔ غم و ہمت اس کی وسیع آگاہی اور ہر چہ عمدہ معاملات میں اس کی ماوراء ثروت لگا ہی پہلے ہی جلسہ میں ایسی نمایاں ہوئی کہ اس کے سامنے مغلوب ہو گئے۔ اسی شام کو سیالی چند سخت جمہوریوں کے ساتھ کھانا کھانے گیا۔

اس نے کہا ”اے شرفاء۔ ریپبلک کا نشان باقی نہ رہا۔ آج وہ مر گئی۔ آج میری ایسے شخص سے باتیں ہوئیں جو صرف ایک بڑا جرنل ہی نہیں ہے بلکہ اپنی ذات سے ہر ایک کام کرنے کے لائق ہے وہ ہر بات جانتا ہے۔ اسے میشرز کی حاجت نہیں نہ مدد کا محتاج ہے۔ معاملات ملکی۔ قوانین۔ فن حکومت اس کے سامنے اُسی طرح آسان ہیں جس طرح کسی فوج پر کمان کرنا سہل ہے۔ وہ جوان اور مستعد ہے ریپبلک کا خاتمہ ہو گیا۔“

اس پر ایک شخص بولا ”بھلا اس وقت کیا ہوگا اگر وہ ظالم بن گیا۔ ہم کو بھی کرنا ہوگا کہ اس کو بھی اُسی طرح قتل کر دیں جیسے بروٹس Brutus نے سیزر Caesar (قیصر) کو قتل کر دیا تھا۔“

اس پر سیالی نے جواب دیا ”صد حیف! اس وقت تو معاملہ اور بھی بدتر ہو جائیگا یعنی ہم لوگوں کو بوروبون خاندان کے ہاتھ سے جعبتیں چھیلنا ہونگی۔“

اب پولین ان تھک غم و محنت سے تریب گورنمنٹ اور معاملات حکومت کے

لے اٹلی کی قدیم بادشاہت جس کو رومن امپائر کہتے ہیں بڑی قوی تھی۔ یہ قیصر اُسی کا فرما رہا تھا۔ اس نے برطانیہ قدیم کو بھی مستح کر لیا تھا۔ آخر کار اس کا تختہ الٹا۔ ایسا یہ ہاکا پروٹس نے اس کو قتل کر دیا ۱۲ مترجم۔

عام انتظام کی طرف متوجہ ہوا۔ وہ رات دن کام کرنے لگا۔ معلوم ہوتا تھا کہ تکان یا اندگی سے اُس پر زور اثر نہ تھا۔ ہر مضمون اُس کے سامنے یکساں پائی تھا۔ یعنی کاغذِ زمانہ۔ قواعد پولیس۔ ملکی ٹور جوڑ۔ بری و بکری افواج اور ہر ایک شے جو فرانس کی بہبودی کے لئے مطلوب تھی اُس لئے محیطِ کل ذہانت سے اپنے ہاتھ میں لے لی۔

ڈاکٹر کڑی نے غلط توڑا تھا کہ تارکان وطن کے رشتہ داروں کو جو اُن کے ہاتھ لگے تھے گرفتار کر لیا تھا۔ بیویاں۔ مائیں۔ بہنیں۔ بھائی۔ باپ۔ بچے۔ سب بند کر دیے تھے اور اپنی جانوں کے واسطے سے اپنے تارکان وطن رشتہ داروں کے چال چلن کے ذمہ دار قرار دیے گئے تھے۔ پولین نے اس ظالمانہ فرمان کو فوراً منسوخ کر دیا۔ اور فرانس میں ہر طرف قاصد روانہ کیے کہ قید خانوں سے یہ مظلوم فوراً رہا کر دیے جائیں۔

ٹیمپل کے جیل میں نوکین خود گیا جہاں بہت سے ایسے مظلوم اسیر ملا تھے کہ خود اپنے ہاتھوں سے اُنکو رہا کرے۔ جب نوکین ٹیمپل سے لوٹ کر آیا تو کہنے لگا: "افسوس یہ ڈاکٹر کیسے احمق تھے ہماری ملکی فائدہ گاہوں کو انھوں نے کس گت کو پہنچا دیا۔ قیدی خطرناک حالت میں ہیں مینے خود قیدیوں اور جیلروں سے حال دریافت کیا۔ کیونکہ بڑے افراتفرایں ناواقف ہیں اُنسے کوئی حال معلوم نہیں ہو سکتا جس وقت میں جیل کا ملاحظہ کر رہا تھا مجھے معلوم توئی شادویم کا خیال آیا۔ وہ بڑا ہی نفیس آدمی تھا لیکن اتنا حد سے زیادہ خلق تھا کہ آدمیوں کو بڑت نہ سکا۔ اور سرسبز آسمان کے قید کئے جانے کا کہہ جیلروں سے پوچھا۔ اگر وہ بھاگ نہ گیا ہوتا تو میں ایکری فتح کرتا۔ اس جیل کے ساتھ اتنی بہت سی دردناک یادگاریں ہیں کہ جتنی ہنونی چاہئے تھیں کسی نہ کسی نے اس جیل کو میں منہدم کر دوں گا۔ بینے جیلروں سے جبرٹے کر اور اُن میں لوگوں کی فرست نکال کر اُن کو فوراً رہا کر دیا۔ میں نے اُن سے کہا کہ ایک ظالمانہ قانون نے اُن کو متعید کیا تھا اور یہ میرا سلا فرض تھا کہ میں اُن کو رہا کر دوں۔"

پادری بے رحمی سے سستائے گئے تھے اور قید سے بچنے کا صرف یہی ایک

طریقہ تھا کہ اُن کو حلف کرنا ہوتا تھا جس کو بہت سے پادری اپنے مذہب کے خلاف نبیل کرتے تھے۔ پس بہت سے پادری قید خانوں میں بھر دیے گئے تھے اور باقی بدحواس ہو کر افلاس کے ساتھ فرار ہو گئے تھے اور غیر ملکوں میں آوارہ پھر رہے تھے۔ پولین نے اُن کی دادرسی کی اور اپنی زبردست حفاظت کی سپر میں اُن کو لے لیا جو پادری قید تھے رہا کر دیے اور جو آوارہ وطن تھے واپس بلا لئے۔ یہ اصول فوراً قائم ہو گیا کہ قوت ایمانیہ کی آزادی کی عزت کی جاسے صرف اس ایک نعل سے بیس ہزار غرہ جلاوطن فرانس کو واپس آئے اور قریہ قریہ اور شہر بہ شہر فرسٹ کانسل کی رحم دلی کا اعلان ہو گیا۔ فرانس کے قبضات و دیہات میں جہاں مسیحی مذہب کے اب بھی خیالات باقی تھے ان پادریوں کا بڑی گرجاؤں سے خیر مقدم ہوا اور وہ تقانوں کے چھوٹے گرجوں میں دعاؤں اور شکر گزاری کے آئینوں کے ساتھ پولین کا نام لیا جا رہا تھا۔

چند ایسی تاریک کان وٹن جن کو انگلستان نے ہتھیار دیے تھے خاد جنگی کی مصائب بڑھانے کو فریق شاہی کے لاونڈنی میں شریک ہونے کو فرانس واپس آ رہے تھے۔ کیلئے *منہ مکمل* کے ساحل پر اُن کا جہاز برباد ہو گیا اور یہ سب گرفتار ہو گئے چونکہ وہ مسلح گرفتار ہوئے تھے اور اپنے ملک کو جنگ کی نیت سے آ رہے تھے پس سخت قوانین کی رو سے وہ نکلوا کر آئے اور اُن کو سزا سے موت ہونا چاہئے تھی۔ پولین نے اُن کی جاں بخشی کی سفارش کی اور فیاضی سے کہا: ”کوئی پروا کی بات نہیں کہ اُن کی کیا نیت تھی۔ ہمارے ساحل پر اُن کو طوفان لایا ہے اور یہ لوگ ایسے ہیں جن کا جہاز برباد ہو گیا ہے اور چونکہ معاملہ کی یہ حالت ہے ہم پروا جب تک اُن کی حفاظت کریں اور اُن کی جانوں سے ہرگز کوئی تعرض نہ کریں“ پس اُن کو اجازت دی گئی کہ بحافیت تمام

۱۲ لاونڈنی مقام ہے فرانس میں۔ اس نام کا ایک صوبہ بھی ہے ۱۲ مترجم

۱۲ کیلئے۔ فرانس کے شمال میں ایک بندر گاہ ہے۔ ۱۲ مترجم

جہاز میں سوار ہوں اور فرانس سے نصرت ہوں ان تارکانِ وطن میں بڑے بڑے نامی لوگ تھے اور ان کے دلوں پر پولین کی اس فیاضی نے ایسا اثر کیا کہ وہ اپنی مخالفت سے باز آئے اور ان میں سے بہت سے پولین کی ترقی کے طرفدار ہو گئے۔

انقلابی عدالتوں نے گرجا بند کر دیئے تھے اور یوم السبت کا سناٹا موقوف کر دیا تھا اور صورتِ امکان اس پاک دن کے نشان کو میٹ دینے کی غرض سے انھوں نے ہر سب دن کو مقرر کر دیا تھا کہ کام نہ کیا جائے اور تعطیل منائی جائے اور یوم السبت کو دکان بند کر دینے یا اس نفرت کئے گئے دن کے متعلق کسی قسم کا اظہارِ ادب کرنے کی پاداش میں سخت جرمانہ کیا جاتا تھا۔ پولین نے جس کا یہ غم تھا کہ بت پست فرانس میں مسیحی مذہب پھر قائم کرے لیکن جس کو ساتھ ہی اس کے پھونک پھونک کر قدم رکھنے کی ضرورت تھی یہ حکم دیدیا کہ اپنے دینی اصول یا مذہبی امور کے متعلق کوئی ستیانہ جائے۔ اس حکم پر چار صمت کا جو شہر ہوا۔ پیرس ہفتہ کی سے پر تھی۔ جنرل دبر اور فلسفی۔ مذہبی خیال کو پاس نہ آنے دیتے تھے۔ پس انھوں نے مخالفت کی۔ لیکن پولین اپنے ارادہ میں پختہ تھا اور رعایا کا گروہ کثیر اس کا حامی تھا اور وہ ان امرائے کفار پر فتح یاب تھا۔ پولین نے ملک کے لائقہ و مختلف محکموں کے لئے نہایت ہی حیرت انگیز سلیقہ

شعاری سے اہلکاروں کا انتخاب کیا۔ اس کا قول تھا کہ ”مجھے باتوں کے آدمی کی جانت نہیں میں تو دماغ والا شخص چاہتا ہوں ہر شخص کام میں لگا ہوا تھا۔ اور ہر شخص اس کی تیز لگام میں تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ توضیحِ آئین کی ہر شاخ اور جن حکومت کے ہر شعبے سے اُسے طبعی آگاہی تھی۔ ہفتہ میں دو دفعہ وزیر خزانہ اس کے سامنے آتا تھا اور گذشتہ خزاہیاں نکالی جاتی تھیں اور دور کیجاتی تھیں۔ خزانہ خالی تھا۔ پولین نے اسے پرکھ دیا فوج بھوکوں مر رہی تھی اور بغاوت پر آمادہ تھی۔ پولین نے چند آب و تاب اور بھر دے دلا سہ کے لفظ اس سے کہے۔ اور شکستہ دل سپاہی جن کی وردیاں چھٹیرے ہو رہی

تھیں جوش و خروش سے اپنے جھنڈوں کے نیچے پھر جمع ہو گئے اور چند ہی روز میں
فرانس کے ہر حصہ سے سامان کی گاڑیاں کپڑوں اور خوراک کی چیزوں سے لدی ہوئی
ان سپاہیوں کے پاس آنا شروع ہو گئیں۔ جہاز ویران ہو گئے تھے اور ان کا راستہ
بند کر دیا گیا تھا۔ پولین کے زبان ہلاتے ہی فرانس کی ہر ایک بندرگاہ میں جہاز کے
گھن کی آواز سنائی دینے لگی اور ایک بڑا بیڑہ تیار ہوا کہ اسے مصر کے ساتھ
کے لئے مدولی جاوے۔ ایسی محنت کبھی کسی بشر سے ظاہر نہیں ہوئی تمام فرانس کو
ایک دم سے تحریک ہو گئی تھی۔ اسی اثنا میں جبکہ پولین یہ جملہ فرائض اور ان کے
علامہ اور بے شمار کام انجام دے رہا تھا جن میں سے کوئی ایک کام ایک آدمی
کے تمام قوائے و ماغی کو مصروف کر لیتا وہ ہر روز اپنے رفیق کانسٹنٹ کے ساتھ ٹھیکر
نی کانسٹیٹینٹین *Constantin* پر بحث بھی کیا کرتا تھا۔

سیائی پولین کی بعض فیاضیوں پر خوف زدہ ہو جاتا تھا۔ اُس نے کہا تارکان
وطن گروہ کے گروہ واپس آئینگے۔ فریق شاہی کے طرفدار پھر اپنا سر اٹھائینگے اور جبری
لوگ قتل کئے جائینگے۔ سیائی کے دماغ کو قتل اور سازشوں کے خیال و خطرہ
نے ایسا بھر دیا تھا کہ ایک دفعہ اُس نے تین یکے رات کو پولین کو ایک سازش کی
خبر دینے کے لئے جسے پولیس نے اُسی وقت معلوم کیا تھا جگا دیا۔ پولین نے اسکو
کے ساتھ ساری داستان سنی اور پھر تکبہ سے سر اٹھا کر پوچھا کہ ”کیا سازش کرنے
والوں نے ہمارے گاڑے کے جوانوں کو رشوت دے لی ہے؟“ سیائی نے جواب دیا
”نہیں“ پولین نے کہا تو جاؤ سو رہو۔ جب یہ قاتل ہمارے چھ سو گاڑے کے سپاہیوں
پر حملہ کرینگے تو ہم کو ہوشیار ہو جانے کا کافی وقت باقی ہوگا۔“ پولین اتنا کافی تھا
تھا کہ وہ فیاض و رحم دل ہو سکتا تھا اور یہ فیاضی اور رحم دلی اُس کی سب سے
بڑی حفاظت تھی۔

چھ مہینے سے کم میں نئی کانٹیلیڈیشن تیار ہو گئی کہ قوم کے سامنے اس کی منظوری کے لئے پیش کیا جائے۔ اصل میں وہیں جو سیاسی نے لکھا تھا یہ تھا کہ گرانڈ ایلکٹرک کے ساتھ ساتھ کو اعلیٰ اختیارات دیئے جائیں اور وہ اس عہدہ پر تاحیات ترقی دے اور پچاس لاکھ فرانک سالانہ اس کی تنخواہ ہو اور وہ درسیاس کے ایوان میں تہی شان شوکت سے رہے جتنا کہ امکان میں ہے۔ یہ ہر اسے نام بادشاہ ہو۔ اس کا جملہ سامان شاہی ہوں۔ لیکن اس کو شاہی اختیارات نہوں۔ اور سیاسی کی رائے میں ایسا اعلیٰ عہدہ تھا کہ نہ پوپ کی بلند نظری کی تسکین کو کافی تھا لیکن پوپلین نے اس عہدہ کو ایک ہی دم کے گولے سے اڑا دیا۔

اس نے کہا "کیا تختاری سمجھ میں آتا ہے کہ اسے لیاقت اور غیرت والا آدمی بھی ایسے عہدہ کے قبول کر لینے سے اپنے کو خوار کر لیا جس کے فرائض صرف یہ ہوں کہ اتنے ہمت سے لاکھ فرانک سالانہ آمدنی سے اپنے کو سوار کی طرح موٹا کرے۔" لیجئے۔ گرانڈ ایلکٹرک کے عہدہ کا تو خاتمہ ہو گیا۔ اب سب فیل کانٹیلیڈیشن تجویز کی گئی فرسٹ کانسئل ہونے کی حیثیت سے اصلی اختیارات تو پوپلین کو دیے جائیں۔ اور دو مانت کانسئل اور معزز ہوں یعنی کبے میرزا اور برن جونپولین کے مشیر ہوں اور انکو صرف بحث کرنے کا اختیار ہو اور کچھ نہیں۔ کانسئل قوانین تجویز کریں اور ایک مجلس کے پاس بھیجیں جس کا نام ٹریبیونیٹ *tribunate* ہو۔ یہ مجلس ان مجوزہ قوانین پر پوری بحث کرے۔ اور باقی ان کو منظور کرے یا نامتبر کرے اور پھر ان کو ایک قریبی مجلس کے پاس بھیجے جس کا نام *consilium* ہے۔ یہ مجلس رپورٹ کو خاموشی سے سنے اور اس کو بحث کرنے کا کوئی اختیار نہ ہو۔ ٹریبیونیٹ میں تین اراکین ہوں اور دو قانون کے موافق دلائل پیش کریں لیکن دوسرے تین اراکین اس مجوزہ قانون کے خلاف اپنے اپنے دلائل اس کے خلاف پیش کریں اور پھر بلا بحث مزید

لیجسلیٹو ان وائل پر چوں کی حیثیت سے اسے ظاہر کرے۔ سینٹ Senate بھی ایک خاموش مجلس ہو لیجسلیچر سے تو انین اس کے پاس آئیں اور وہ پسند یا ناپسند کرے اس مجلس میں بھی دفوات پر اور انخور ہوتا تھا ہر دفعہ پر جو پولین پیش کرے پہلے ٹریڈ یونیٹ - پیپر - اور سینٹ کی منظوری ہو جائے زان بعد وہ قانون قرار دیجاو سیائی کے کہ "کانسٹیٹوشن ایک بہت بڑا مینار ہے اور عایا اس کی بنیاد ہے" فرانس کا ہر دس کی اکیس سال تک عمر ہوا وٹیکس دتا ہوا اسے دینے کا مجاز ہوا ایسے شخص قریب پاس لاکھ لے تھے۔ اپنی اول مجالس میں وہ پانچ لاکھ وکلا منتخب کریں اور یہ وکلا اپنی جماعت سے پچاس ہزار آدمیوں کا انتخاب کریں اور یہ پچاس ہزار اسے گرد سے پانچ ہزار آدمی منتخب آئیں اور ان کا نام تو لیٹس ہے، لکھنؤ سار ہو چہرہ پانے کے مجاز ہوں۔ انھیں لوگوں میں سے جن کو رہنا منتخب کرے سب عہدہ پر کے بجائیں۔ کانسٹیٹوشن پولین کو دس برس کے واسطے کانسل اول مقرر کرے اور پانچ لاکھ فرانک سالانہ تنخواہ ہو۔ یکے سیریز۔ اور لبرن اس کے سرکام کانسل ہیں اور ان دونوں کی تین تین لاکھ فرانک سالانہ تنخواہ ہو۔ یہ تینوں کانسل معہ سسیا لہر ڈیوکس کے نوٹیکس لکھنؤ میں سے ۱۰۰ اراکین کانسٹیٹو ملہ ہوئے۔ منتخب کریں۔ یہ اراکین تاجیات اپنے عہدہ پر مامور رہا ہوا ہر ایک اراکین بحیس ہر فرانک سالانہ تنخواہ پائے۔ سینٹ Senate نوٹیکس میں سے تین سوار اراکین مانا کرے اور ان اراکین سے لیجسلیچر معہ لکھنؤ کے کی مجلس ترتیب دے۔ ہر رکن کی تنخواہ دس ہزار فرانک سالانہ ہو۔ سوار اراکین کا انتخاب ہو کہ ٹریڈ یونیٹ - Senate کی مجلس بنائی جاسے اور اس مجلس کے ہر رکن کی تنخواہ پندرہ ہزار فرانک سالانہ ہو۔

مختصر لکھ یہ کانسٹیٹوشن تھی جس کے ساتھ پولین نے اپنی حکومت شروع کی

چھ ہفتے سے کم میں ہی کھافت کے آدمی کے ماتحت ہوتی تو ایک آزاد اور رعایا
لئے پیش کیا جے۔ پولین کی ماتحتی میں تو یہ وضع حکومت اپنے تلک کے اعتبار سے ایک
کو اعلیٰ اہمیت ہی تھی۔ اُس کے واسطے دماغی ایسے زبردست تھے کہ اُس نے تمام جہاں
پر اپنا سکہ بٹھادیا تھا۔ پولین کی پیش کی ہوئی تجاویز یا توصاٹ و صرح طور سے رعایا کی سب
پر دال ہوتیں یا اپنی زبردست لیاقتوں سے وہ ان تجاویز کو رعایا کے مفید ہونے کا
ہر سہ مجالس کو ایسا یقین کلاتی کہ وہ سب متفق الرائے ہو کر ان تجویزوں سے موافقت
کرتیں۔

اس میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا کہ پولین فرانس کو بڑا عظیم الشان ملک بنانا چاہتا تھا۔
اس مقصد کے حصول میں وہ اپنے ہر ایک ذاتی نقصان کو گوارا کر لینے کو تیار تھا۔ اسی
کے حصول میں اُس کی ساری ناموری تھی۔ اور اسی ایک مدعا کے رستہ سے کوئی عیش
پرستی اُس کے غم و ہمت کو ذرا بھی اوجھڑا دھڑکھڑا سکی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اُس کے
دبیب اور اک نے ہر شے کا جس سے فرانس کو ترقی ہو سکتی تھی احاطہ کر لیا تھا۔ اپنی
تجاویز کی تکمیل کے لئے بطور گماشتوں کے اُس نے تمام یورپ کے لائق لوگوں کو
اپنے گرد جمع کر لیا تھا اور یہ سب اُس کے سامنے ایک طفل شیر خوار کی حیثیت رکھتے
تھے۔ ایسے جسم سے جس میں تھکنے کا مادہ ہی نہ تھا اور ایسے دماغ سے جس کے
عزم میں کبھی کمی نہ آتی تھی اُس نے اپنے کو ہر تن رات و ن بڑی بڑی تجویزوں کی تکمیل
میں مصروف کر دیا تھا۔ اُس کی ان تھکے ہمت ایسی تھی کہ اُس کے معاصرین بنگ اور
چیرت زوہ ہو گئے تھے اور جس سے اب تک دنیا استعجاب میں ہے۔ یہ تو کسی کو خیال
بھی نہ ہوتا تھا کہ اُس کی مرضی کا مقابلہ کرے اُس کے اختتام کی یہ حالت تھی کہ اُس
کی مرضی پر سبقت کرنے کی تلاش میں رہتے تھے۔ پس اُس کی ہمتوں کی آزاد وسعت کو
کسی قسم کی حکومت کی پیچیدہ کلیں جو بشری ذہانت سے ایجاد ہو سکتی ہیں کافی طور سے

پریشان نہیں کر سکتی تھیں اس کے ساقیوں نے اکثر اس بات کا اظہار کیا ہے کہ اُس کی زہانت کی عظمت سے وہ اکثر قطعی خوف زدہ ہو ہو گئے ہیں۔ یہ لوگ اُس کے حضور سے اُس کے انصاف اور خیالات کی سرعت کی نہایت گہری تعریفیں کرتے ہوئے لوٹا کرتے تھے یہ لوگ کہا کرتے تھے کہ کثرتِ کار کے ایک طوفان میں ہم مبتلا ہیں لیکن یہ جو کچھ ہے سب فرانس کی یہودی کے لئے ہو رہا ہے۔“

اب یہ کانٹیلیوشن *Constitution* تہامی باشندگانِ فرانس کے سامنے منظوری یا نا منظوری کے لئے پیش ہوا۔ اس سے زیادہ آزاد اور غیر مداخلتِ عام رائے کا حاصل کیا جانا ممکن نہیں ہے۔ اور اسے دینے کی تاریخ میں وہ نتیجہ جو اس وقت پیش آیا عدیم النظر نتیجہ ہے۔ تیس لاکھ گیارہ ہزار سات راے کی گولیاں تو اس جدید کانٹیلیوشن کے موافق تھیں اور ایک ہزار پانسو باسٹھ گولیاں کانٹیلیوشن کے خلاف تھیں۔ قوم نے اس طرح متفق ہو کر جس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں موجود نہیں ہے نپولین کو فرانس کا اول کانسل منتخب کیا۔ وہ لوگ جو اس اصول سے انکاری ہیں کہ بادشاہ اپنے حقوق کی وراثتِ خدا کے دربار سے لے کر آتے ہیں اور وہ لوگ جو رعایا کی راے کو ایک پاک سند تسلیم کرتے ہیں بے شک مشابہ نپولین کے اس طرح منتخب کئے جانے کو جائز انتخاب تسلیم کریں گے۔ اور مختصر یہ ہے کہ تمام دنیا کے بادشاہوں میں سے کوئی بادشاہ اختیاراتِ اعلیٰ کے متعلق اپنے استحقاق کو اس موقع سے بہتر اور اس موقع سے بڑھ کر دکھانیں سکا ہے۔

ہمارے لئے یہ سوال کوئی ایسا اہم سوال نہیں ہونا چاہئے کہ فرانس کے تحت کا فائق و عویدار کون تھا یعنی کوئی کیپٹ۔ *مذہب* *مذہب* *مذہب* فائق و عویدار تھا اسلئے کہ بادشاہ کے گھر میں پیدا ہوا تھا۔ یا نپولین بونا پارٹ فائق و عویدار تھا اس لئے کہ اُس کو بالاتفاق رعایا نے منتخب کیا تھا۔ ممکن ہے کہ نپولین نے اُس اختیار کا جو اس طرح اس کے

حوالے کیا گیا تھا بڑا استقبال کیا سو۔ اور یہ بات کہ اُس نے بڑا استقبال کیا یا نہیں بے
 رد و رعایت تاریخ نگار آپ لکھ دینگے۔ لیکن اس کو غصہ کے لفظ سے تعبیر کر دینا تو
 نہایت ہی عجیب سیاح باطنی ہے۔ یہ تو ایک قوم کی آواز تھی۔

نپولین نے بڑے فخر اور بڑے انصاف سے کہا ہے۔ میں نے تاج شاہی کو
 غصہ نہیں کیا یہ تاج کچھ میں ہٹا ہوا تھا۔ میں نے اُس کو اٹھالیا۔ اور قوم نے پھر یہ تاج
 میرے سر پر رکھ دیا۔ فرہنگی قوم کا فیصلہ کوئی تعجب خیز فیصلہ نہیں ہے۔ اب آج
 ہی کل مشرقی و مغربی نصف کرہ بے دنیا میں ایک ہی شخص کوئی ایسا دکھا دے جو اس
 وقت ہر ایک طرز حکومت پر جو فرانس میں اختیار کی جاسکتی تھی۔ نپولین کی حکومت کو ترجیح
 دیتا۔

اب نپولین اور جوزیپھن لکسم برگ و Luxembourg کے ایوان سے جو
 ٹوٹی لریز کے مقابلہ میں کم درجہ کا تھا۔ ٹوٹی لریز کو اٹھ گئے اس ایوان کے شاہانہ
 کمروں کو پرس کے بلوائیوں نے لوٹ کر غارت کر دیا تھا اب یہ از سر نو درست و آراستہ
 کئے گئے۔ کمروں کی دیواروں پر محالین سرکار کی لال ٹوٹی کی تصویریں بنا دی گئی تھیں
 اور بادشاہ ٹوٹی چہل و قدم کی فوجی کلاہ پر تین رنگ کا طرہ نقش کر دیا گیا تھا۔

نپولین نے حکم دیا کہ ان کو دیواروں پر سے صاف کر دیا جاوے۔ اُس نے کہا ”
 میں ایسی ملعون چیزوں کو جائز نہ رکھوں گا۔“

یہ ایوان اب پیشتر سے زیادہ خوبی کے ساتھ آراستہ کیا گیا۔ اور خالی طاقتوں پر
 تمام ممالک کے مشاہیر کے بت رکھے گئے۔ اب یہ ایوان جہاں بادشاہ اور بادشاہ
 بیگموں نے عیش اڑائے تھے۔ رعایا کے منتخب کئے ہوئے حاکم کی سکونت کے لئے
 پیشتر سے زیادہ آراستہ تھا۔

بادشاہ ٹوٹی تو امیروں کا بادشاہ تھا اور امرا نے اُسے تخت پر بٹھالا تھا اور اُس کو

امراہی کی بہتری کی فکر تھی اور دولت و ثروت کے جملہ راستے صرف امراہی کے لئے کھلے ہوئے تھے۔ رعایا قطعی غلام تھی۔ جہالت۔ افلاس اور گناہی میں رہتی تھی تاکہ امراہی عشرت میں زندگی بسر کریں۔ لیکن نپولین رعایا کا بادشاہ تھا اور وہ خود رعایا میں سے ایک شخص تھا۔ رعایا نے انتخاب کر کے اسے اختیارات دیے تھے۔ اُس نے رعایا کے اہماریاقت کے لئے ایک وسیع میدان کھول دیا۔ اُس نے رعایا کے لئے دولت و عشرت کے راستے کھول دیے اور جس امارت پر اُس کی نظر شفقت تھی وہ ذہانت اور محنت کے امارت تھی۔ وہ ایسے کسی رتبہ کا طرفدار نہ تھا جو دراثاً قائم ہوا تھا۔ قانون کی نگاہ میں ہر شخص برابر تھا۔ ایک ہی عدالت میں سب کو مدافع کرنا ہوتا تھا۔ اور بے رو در رعایت انصاف کیا جاتا تھا۔ جاہلاد کے اعتبار سے محاصل کی تشخیص ہوتی۔ زمینداروں کے حقوق موردنی جو بطور جاگیر کے چلے آتے تھے منسوخ کر دیے گئے اور سلطنت میں ایک عمدہ بھی ایسا نہ تھا جس پر غریب سے غریب شہری حوصلہ نہ کر سکتا ہو۔ قوم نپولین کو فرسٹ کانسٹیبل تھی اور جب تک نپولین قوم کا منتخب کیا ہوا حاکم بالا تھا قوم کو کوئی پروا نہ تھی کہ وہ نپولین کو کس نام کے عمدہ سے مخاطب کرتی تھی۔ قوم کو تو اسی بات کا غور تھا کہ اُس کا حاکم زیادہ بلند پایہ زیادہ شاندار اور بادشاہوں اور امیروں کے مقابلہ میں زیادہ با اختیار ہو اور یہی بھید تھا کہ قوم بڑی مستعدی سے اُن تجاویز کی تکمیل کے لئے تیار رہتی تھی جس سے اُس کے اپنے نپولین کی عظمت بڑھے۔ نپولین کی شان و شوکت خود قوم کی شان و شوکت تھی اور قوم اُس وقت سے زیادہ کبھی شادمان نہ ہوئی جب کہ وہ نپولین کے شان و دبہ سے اُس پاس کے تاجداروں کے شان و دبہ کو ماند ہوتے ہوئے دیکھتی۔

ایک دفعہ شام کو نپولین اپنی چست بھوری صدری پہنے بھیس بدلے ہوئے روسینٹ آرمیڈے Rue St. Helme میں پھر نے بیورین کے ہمراہ چلا گیا۔ اور دکانوں

پر چھوٹے پھوٹے سودے خریدنے لگا اور لوگوں سے فرسٹ کانسل اور اُس کی کارڈز ایو
پر آزادی سے گفتگو کرنے لگا۔

ایک دکان پر پولین نے پوچھا: ”بھلا یہ تو کونسا پارٹ کی طرف سے لوگوں کی کیا
راسے ہے“

”وکاندار نے پولین کی بڑی تعریفیں کیں۔“

اس پر پولین نے کہا: ”سب درست ہے لیکن ہم کو چاہئے کہ بونا پارٹ کو ذرا
غور سے دیکھیں یہ نتیجہ نہ کہ ایک جابر کے بدلہ میں دوسرا جابر پڑے۔ یعنی
ڈاکٹر ڈوں کے عوض میں بونا پارٹ“

اس خلافِ تئیر پر وکاندار ایسا برہم ہوا اور سخت وسست الفاظ پر پولین کو ایسا
دھریا کہ اُسے گلیوں میں سرٹ بھاگنا پڑا۔ پولین کو اس واقعہ سے بڑا لطف آیا۔

۱۹ ذری سنہ اسم کی صبح کو جبکہ رعایا کے بادشاہ پولین نے قدیم بادشاہوں کے
ایوان پر قبضہ کیا تو اس خوشی کے منظر سے اپنی آنکھیں سسکینے کو تمام ہرپس میں بڑا جوش

دخروش تھا۔ پولین کے کاموں اور اُس کی شہرت نے اُس کے ہم منصب ساتھیوں کو
ماند کر دیا تھا۔ اُن کو کوئی اختیار نہ تھا اور اُن کا کسی کو خیال نہ تھا۔ سیاسی نے یہ شدنی

نتیجہ پہلے سے دیکھ لیا تھا اور بڑی قابلِ تعریف غیرت سے اُس نے کانسل دوم کا عہدہ
اختیار کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ پولین سے چند ہی ملاقاتیں ہونے سے اُس نے

معلوم کر لیا تھا کہ ایسے بلند اور حاکمانہ ارادہ والے شخص سے جیسا پولین تھا بھلا اختیار
میں شرکت کون کر سکتا تھا۔

پولین نے کہا ”سیاسی اُن کانسلوں کی فطرت کے متعلق سخت غلطی میں پڑ گیا تھا
اُسے فطرہ تھا کہ اُس کی دل شکنی ہوگی اور ہر بات پر فرسٹ کانسل سے تکرار کرنا پڑے گی۔“

یہ تکرار تو جب واقع ہوتی کہ جب سب کانسل برابر ہوتے۔ اُس وقت ہم ایک دوسرے

کے مخالف ہو سکتے تھے لیکن کانٹیلٹوشن نے تو ان دو کانسلوں کو ماتحت قرار دیا تھا پس ہسٹ اور ساداکا کا موقع تھا۔

واقعہ میں ایسی پر خاشش کا موقع نہ تھا۔ محض بے اختیاری طاقت مطلق کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔ ماتحت کانسل تو صرف اسے دینے کے مجاز تھے اگر ان سے نیولین مشورہ طلب کرتا لیکن اغلب ہے کہ وہ ان کو ایسی تکلیف ہی کیوں دیتا۔

ٹوٹی لریز کے شانہ کورے فرسٹ کانسل کے واسطے آراستہ کئے گئے۔ چوہین آف منسورا کے کمرے جو کم شاندار تھے باقی دو کانسلوں کو دئے گئے۔ لیکن جبے میرزا اپنے عہدہ کی اصلیت سے ایسا واقف تھا کہ اس نے ایوان ہی میں رہنے سے انکار کیا۔ اور اس نے اپنے ہم منصب کانسل برن سے کہا۔ ہمارا ٹوٹی لریز میں سکونت اختیار کرنا غلطی ہے اور یہ ایوان نہ آپ کے لائق ہے نہ میرے۔ اور میں تو ٹوٹی لریز میں رہنے کو برگزیدہ ہوں گا۔ وقت قریب ہے کہ جنرل ہونا پارٹے ہا تنہا رہنا چاہیگا اور پھر ہم تو اس میں سے اٹھ جانا پڑیگا۔ پس بتیڑی ہے کہ اول ہی سے ہم ٹوٹی لریز میں نہ رہیں۔

چوہین کی طبیعت بہت ہی عینانہ تھا کہ وہ اپنے شروع ایام کے رفیقوں یا اپنی مصیبتوں کو جو اس نے اس زمانہ میں اٹھائی تھیں بھول جاتا۔ ایام شباب میں وہ مہینوں پر اس میں اس طرح رہا تھا کہ نہ اس کے پاس روپیہ تھا اور نہ رہنے کو گھر تھا نہ کاکوئی رفیق تھا۔ اس زمانہ میں وہ لکڑ پیلے روائیل کمرہ میں رہا جس کے ریڈنگ روم میں چند پیسے دے کر اخبار مینی اور موسم سرا کی سردی میں آگ کی گرمی کا لطف اٹھانے چلا جایا کرتا تھا۔ ریڈنگ روم کے مالک کی بیوی اس کی طالب علمانہ وضع اور اس کی پڑیاں صورت دیکھ کر اس کے معاملات میں لطف لینے لگی اور کبھی کبھی اس کو اپنے ساتھ شو بے کی پیالی میں شریک کر لیتی تھی۔ اس مہربانی کے صلہ میں نیولین

نے جیسے ہی کہہ رحمت کا تسلی ہوا ان میاں بیوی کو تلاش کرایا اور اُن کو انھی آمدنی کی جگہ رحمت کی۔ ایک مرتبہ مصالحہ ملی کے اعتبار سے اُس پر زور دیا گیا کہ ریڈنگ م بند کرو بے جائیں اس پر اُس نے جواب دیا۔

”نہیں میں ان کے بند کرو۔ نیے کام ہرگز حکم نہ دوں گا۔ یہاں جانے سے لوگوں کو جو آرام ملتے ہیں میں خوب جانتا ہوں اور لوگوں کو میں اُس آرام سے محروم نہ کروں گا۔ جس صبح کو پتولین ٹولی لریز کو اٹھ جانے والا تھا وہ معمولی سے زیادہ دیر تک سوتا رہا اور جب سات بجے صبح کے یورین اُس کے کمرے میں گیا تو وہ بڑا بے خبر سو رہا تھا جاگنے پر وہ بولا۔ یورین دیکھو انجام کار ہم کو ٹولی لریز میں سوناہی پڑیگا۔ تم پر سے خوش نصیب ہو کر اپنی اظہار شان و شکوہ پر مجبور نہیں ہو تم اپنی مرضی کے موافق ٹولی لریز کو جاؤ گے۔ لیکن میں جلوس کے ساتھ جانے پر مجبور ہوں گا۔ میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں لیکن شان و شکوہ کے اظہار کی ضرورت پڑی ہے۔ لوگوں کو اس سے دلجمعی ہوتی ہے۔ آؤ اگر ضرورت سے زیادہ سا دسے تھے اور اسی لئے اُن کا کوئی پاس دیکھا نہ تھا۔ فوج میں ساوگی کا اظہار اُس کے موقع تک محدود ہے لیکن ایک بڑے شہر میں اور ایک عالی شان ایوان میں یہ بات ضروری ہے کہ قوم کا سردار تمام ممکن ذریعوں سے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرے۔ لیکن ہم کو احتیاط کے ساتھ کام کرنا چاہئے۔ جو رفیاقن کا نسل لبرن کے کمرے سے جلوس کا تماشہ دیکھے گی۔“

پتولین ایک شاندار گاڑی میں سوار ہوا اور اپنے ہم منصب کانسٹبل کے بیچ بیٹھا ہوا تھا جو اُس کے خادم یا باڈی گارڈ معلوم ہوتے تھے۔ گاڑی کو چھ فٹ سے گھوڑے کھینچ رہے تھے یہ وہ گھوڑے تھے جو کیمپ فور میو کے صحنہ کے بعد اسٹریٹ کے شاہنشاہ۔ نے پتولین کو تھمیں ویسے تھے۔ اُس کی جلو میں برق برق انداز پر چہرہ پر چہرہ نوبی جوان تھے جن سے فوجی شان و شکوہ

کا بڑا زبردست امیرانہ اظہار ہو رہا تھا۔ مائیس ہزار فوج دروہیوں اور سامانوں سے آراستہ لشکروں کے جن سے جلوس گزرنے والا تھا دروہیہ ابتدا ہی اترے اور بے شمار مخلوق کا انہوہ جو شہر و اطراف سے جمع ہوا تھا۔ باغ۔ شرکوں۔ گلیوں۔ چھبوں۔ بالا خانوں پر جمع تھا کیمپس لایائی کسی کے پیچھے تک سوچوں میں آگے بڑھتا اور پیچھے ہٹتا تھا۔ یہ سب مخلوق اسلئے جمع ہوئی تھی کہ فوج اور قوم کے محبوب یعنی رعایا کے بادشاہ پنولین کو اس ایوان میں داخل ہوتے ہوئے دیکھنے سے خرسند ہو جس سے اس نے فرانس کے قدیم بادشاہوں کو ہونکاں دیا تھا۔

جس وقت شاہی سواری برآمد ہوئی لوگوں نے ہم آواز ہو کر فرسٹ کانسٹبل بنانا کا ایسا نعرہ بلند کیا کہ آسمان سروں پر رکھ لیا۔ اور جیسے کہ پنولین پڑے زمین کے قریب پہنچا جس سے ایوان میں داخل ہوتے تھے اس نے دونوں کانوں کو پیچھے چھوڑا اور آپ گھوڑے پر سوار ہو گیا اور فوج کے ملاحظہ کو آگے بڑھا جو بڑی شان کے ساتھ اس کے سامنے جمع تھی۔ مراٹ پنولین کے سپاہیے بازو پر تھا اور لائٹس بائیں پر پنولین کے گرد سپاہیان آزمودہ کار جمع تھے جن کے زمنوں کے نشان اور تازت آفتاب سے چہروں کی سیاہی پچھلے فخریزہ سحر کوں کی یاد دلاتی تھی۔ تین برگیدہ بھی حاضر تھے جن میں وہ پرچم لہرا رہے تھے جو لودی رابوڈلی اور گرولا

کے ہیئت ناک محاربوں میں موجود تھے۔ یہ پرچم بارود سے سیاہ ہو رہے تھے اور گولی گریا سے دھجیاں اور گئے تھے۔ پنولین نے فوراً اپنے سر سے ٹوپی اتار لی اور بڑے ادب کے ساتھ اپنا سر جھکا دیا اور ان حربی شجاعت کی یادگاروں کو سلام کیا۔ یہ پسندیدہ فعل موقع سے پنولین سے صادر ہوا کہ خوشی کے نعروں سے ہوا گو بجھنے لگی۔ اب پنولین کوئی کریز کو لانا اور اجلاس کے کوہے میں گیا اور کمرہ کے بیچ میں بیٹھا۔ سب کی نگاہ اسی پر لگی ہوئی تھی اور اس کے ہم منصب کانسلوں کو لوگوں نے بھلایا تھا۔ وہ اس کے خدو نگاروں کی طرح ذلیل ہو کر رہ گئے تھے اور اس کی خواہی میں اس کی شان و شوکت بڑھ رہی تھی۔

جوزیفائن کے قیام کے لئے دو بڑے بڑے کمرے منتخب کئے گئے تھے جن کے ساتھ بعلی پردہ اور سچ کے کمرے تھے۔ ان شاہی کمروں میں شام کو بہت سے ذیشان مہمان جمع ہوئے اور جب ان روشنی سے جگمگانے ہوئے کمروں میں جوزیفائن ٹیبلر ایڈ کے بازو پر سہارہ دیئے ہوئے اسی تراش کا لباس پہنے ہوئے جس کا وہ ہمیشہ ایجاد کیا کرتی تھی آئی تو تمام حاضرین میں اُس کی تعریف کی سرگوشیاں ہونے لگیں۔ چاند قریب صبح کے برخاست ہوا۔ جب مہمان چلے گئے تو نپولین اپنے ہاتھ پیچھے باندھے ہوئے ان وسیع کمروں میں ٹھلنے لگا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی گہرے خیال اور اس سوچ میں ڈوبا ہوا ہو تھا اور پھر وہ نیم خوابی کی سی حالت میں اپنے سکرٹری میورین سے کہنے لگا۔

”ہم ڈیڑھ گھنٹہ پہلے تو لیکن ہم کو چاہئے کہ ہم بہت ہوشیاری سے کام کریں کہ ہم کو اپنا ایوان میں رہنا نصیب رہے۔ کون ایسا ہے جو اس ایوان میں نہیں رہا ہے۔ اس میں غار رہے ہیں۔ اس میں کانفرنس *Conventions* کے اراکین رہے ہیں۔ یہاں بھگت بھالی کا قیام رہا ہے۔ اور اسی ایوان میں آٹھ برس ہوئے ہم نے نیک لوی شانزدہم کو چھوڑ دیکھا تھا۔ پھر وہ قید خانہ بھیجا گیا۔ لیکن تمہیں خطہ ہونا چاہئے کہ یہی تماشے ہم ہرگز اگر انہو عوام میں کچھ بہت ہے تو میرے مقابلہ میں ان تماشوں سے کہہ اداہ کرنے کا ارادہ کر کے دیکھ لیں۔“

صبح کو نپولین نے میورین سے کہا ”میورین، کچھ کسی راستہ کا ارادہ دل میں ٹھان لینا کہ کیا ہم بھیجا جاتا ہے۔ ابھی دو برس نہیں ہوئے کہ ہم نے ٹولی ریز پر قبضہ کرنے کا نام کیا تھا اور کیا تم خیال کرتے ہو کہ اُس وقت سے ہم نے اچھی کارروائی نہیں کی۔ بیشک مجھے تو اطمینان ہے کہ خوب کارروائی کی۔ کل کے حالات میں بڑی خوبی سے گزر گئے کیا تم خیال کرتے ہو کہ کل جو لوگ تیار ہوئے تھے۔ یہ سب ہمراہ یہ خیال ہے کہ ہرگز اسے نہ سمجھتے۔ لیکن عام علما کی سیکھتی رہا ہے۔ جو کو خوب سمجھتے ہیں۔ علاوہ

اس کے عام رائے کے معیاس الحارث کو دیکھو۔ یعنی سبک فیلڈ پر غور کرو ۱۴۔ تاریخ کو ۱۱۔ کا نرخ تھا۔ ۲۰۔ تاریخ کو ۱۶ کا نرخ تھا اور آج ۲۱ کا نرخ ہے۔ جب معاملات کی یہ حالت ہے تو مخالفین سرکار کو کہنے دو۔ لیکن اتنا ضرور ہے کہ وہ اتنے زور سے بڑبڑانے نہ پائیں جتنا بڑبڑانا نہ چاہئے۔

ہت بڑی ملیتہ مشغاری سے نیپولین نے گورنمنٹ کے مختلف محکموں کے لئے ملک کے لاین سے لاین لوگ منتخب کئے۔ ٹیلر انڈ کو جو نہایت ہی فریبی توڑ پھڑ والا شخص تھا جب عہدہ چلکا تو نیپولین سے کہنے لگا ۲۲ میرے متعلق آپ نے دول خارجہ کا کام سپرد کیا ہے اپنی خدمات سے میں آپ کو مطمئن کروں گا لیکن اتنا کہ دنیا میں اپنا فرض خیال کرتا ہوں کہ میں مشورہ صرف آپ سے کروں گا اور اس مدعا سے کہ کام اچھا ہوا اتفاق کی ضرورت ہے فرنسٹ کانسل کو چاہئے کہ ہر صبیغہ یعنی ممالک محروسہ۔ دول خارجہ۔ پولیس۔ بری اور بحری معاملات کی ہدایت صرف اپنی رائے سے کیا کرے کانسل و دیگر ایک لاین قانون داں ہے قانونی معاملات اس کے سپرد ہیں اور کانسل دوم خزانہ کا کام کرے۔ اس طرح گورنمنٹ کا اصلی جہتیا آپ کے ہاتھ میں رہے گا۔ اور پھر آپ اپنے مقصد یعنی فرانس کو نیا جنم دینے میں کامیاب ہو گئے۔ نیپولین تقریر خاموشی سے سنتا رہا اور ٹیلر انڈ سے نصرت ہو کر نیپولین اپنے مسکرتاری سے کہنے لگا ”ٹیلر انڈ نے میری انتشار کا بھید جان لیا اور وہ بڑا سمجھدار آدمی ہے وہ اسی امر کا مشورہ دے رہا ہے جس کے لئے ناپیرا ارادہ ہے اور واقعی سب ترقی چلتے ہیں جو تمنا چلتے ہیں۔“ ٹیلر انڈ کی تقریر پر ایک شخص نے اعتراض کیا کہ ”وہ مزع بات تمہارے اور اسی نرخ چکے جاتا ہے چرھ کی ہوا دیکھتا ہے۔“

نیپولین نے کہا ”ہم نے دو۔ ہماری رائے میں دول خارجہ کے انتظام کے لئے وہ سب سے زیادہ بہتر شخص ہے اور یہ کام میرا ہے کہ ٹیلر انڈ کی باتوں سے کام لے لوں۔ دوسرے شخص نے اعتراض کیا کہ ”کارنٹ تو جمہوری خیال کا آدمی ہے۔“

نپولین نے جواب دیا " اس سے کوئی بحث نہیں کہ وہ جمہوری خیال کا آدمی ہے نہیں لیکن وہ سب سے آخر آدمی ہے جو فرانس کا شیرازہ کھرتے ہوئے دیکھنا پسند کر لگا اور جب وہ اپنی خدشات ہمارے ہاتھ میں دینا چاہتا ہے تو ہم اس کی بجائے نظیر صیغہ حرب کی دیا تو اس سے فائدہ اٹھائی گئے۔ "

ایک اور صاحب نے اعتراض کیا کہ فوشے تو کذب و دغا کی معجون ہے۔
نپولین نے جواب دیا " فوشے ہی صرف ایک ایسا شخص ہے جو معاملات پولیس کا انتظام کر سکتا ہے اور صرف اسی کو فریقوں اور سازشوں کا علم ہے جو فرانس میں آفت پر پارہی ہیں۔ نئے نئے آدمیوں کا خلق کرنا ہماری طاقت میں نہیں ہے۔ ہم کو وہی آدمی لینا چاہئے جو ہم کو میرا سکے ہیں۔ ایک لابی ملازم کے خیالات اور چال چلن میں اصلاح کرنا آسان ہے۔ اس کی جگہ نئے آدمی کا قیام کرنا آسان نہیں ہے۔ "

فرانس کے امیر بالٹور *Le Comte de Balte* ایسٹریل کی سفارش کی گئی کہ وہ وزیر صیغہ مقضا مقرر کیا جاوے۔

اُس نے جب نپولین کے سامنے اپنا پروا پیش کیا تو نپولین نے کہا " بالٹور ایسٹریل میں آپ سے ذاتی واقفیت نہیں رکھتا لیکن مجھ سے کہا جاتا ہے کہ مجسٹریٹوں میں آپ سب سے زیادہ ایماندار شخص ہیں اور اسی لئے میں صیغہ مقضا کا آپ کو وزیر مقرر کرتا ہوں۔ "

نپولین کے سب سے پہلے کاموں میں سے ایک کام یہ تھا کہ لوئی شانہ دوم کے قتل کا سالانہ جشن اُس نے بند کر دیا۔ اُس نے کہا یہ وحشیانہ فعل ہے اور حملہ قوم کے شایاں نہیں ہے۔

سیاتی نے کہا " لوئی ظالم تھا۔ "

نپولین نے فوراً جواب دیا " نہیں لوئی ہرگز ظالم نہ تھا۔ اگر وہ ظالم ہوتا تو آج میں تو انجمنیروں کا کپتان ہوتا اور تم ایک پادری کی حیثیت سے کہیں نماز پڑھا رہے ہوتے۔ "

خالی خزانہ کو بھرنے کے لئے ڈاکٹر گروڈ نے چربی قرضہ لینے کا خالمانہ قاعدہ مقرر کر رکھا تھا۔ پنپلین نے یہ قاعدہ موقوف کر دیا اور اس لئے پیرس کے سب سے زیادہ متمول سات ساہوکاروں کو ٹوٹی کر ریز کے یوان میں اپنے پاس بلایا اور نئی گورنمنٹ کے اصول نہایت بے تکلفی سے بیان کر کے ان وعدوں کا اظہار کیا جو گورنمنٹ کو اپنی قوم پر تھے۔ پنپلین کا استثناء نہ تھا کہ بے اثر ہونا۔ یہ بچار اور ساہوکار باندہ قوانین کی توقع پر خوش ہوئے اور بیس لاکھ ڈولر قرضہ کی راے فوراً پاس کر دی۔ اگرچہ یہ رقم بہت تھوڑے عرصہ کو کفایتی ہوئی لیکن یہ مدد عین ضرورت کے وقت دی گئی تھی۔ پھر پنپلین نے جائیداد پر انصاف کے ساتھ ٹیکس قائم کر دیا۔ اور یہ گورنمنٹ کی ضروریات پورا کرنے کو کافی تھا اور قوم نے بے حد ٹیکس ادا کیا۔

پنپلین کو ان لوگوں سے سخت نفرت تھی جو انقلاب کے زمانہ میں خونریزہ امتعات میں شریک ہوئے تھے۔ درخشا صکران لوگوں سے جو بادشاہ کے قتل میں شریک تھے اور ان لوگوں کا وہ بڑے خون سے ذکر کرتا تھا اور ان کو وہ قاتلانہ لولی کہا کرتا تھا اور اگر ان میں سے کسی کو کبھی کمے سپرد کرنے پر مجبور ہوتا تو بڑے تاسف کا اظہار کرتا کہ میرے اُس کاوشن کا جس نے لولی کے قتل کا حکم دیا تھا ایک رکن تھا کہ جسے سرسبز نے اپنے گھر قتل کے حکم سے اختلافت کیا تھا۔ اُس کی گرفتاری کے حکم میں اتفاق رائے طے کیا گیا۔ پنپلین نے مذاق میں کہے سرسبز کا کہنا۔ ”جیسے سرسبز یاد رکھو کہ لولی کے قتل سے مجھے تو کوئی واسطہ نہیں ہے۔ لیکن تمھارا معاملہ محتاج ثبوت نہیں اگر بوربون بادشاہ تخت فرانس پر واپس آگئے تو پچاس برس پہلے اور تمھاری گردن ہے۔“ بھلا یہ مذاق کیوں کر ہو کہ لولی بچتا۔ وہ مسکراتے تو لگا لیکن چہرہ پر مرنی چھا گئی۔ اور جب فرانس میں عدلیہ عالیہ (سوپریم کورٹ) پھر سے ترتیب دی گئی تو پنپلین نے بیورین سے کہا۔ ”بادشاہ کے قاتلوں کے خلاف میں کوئی فطرتی کارروائی تو کرتا نہیں ہوں۔ لیکن ان کی جانب سے

میں اپنا خیال ضرور ظاہر کر دینا یعنی اس عدالت کے پریذیڈنٹ مارگٹ کے سامنے
 کو توڑیں، برخاست کرتا ہوں جس نے کوئی تشارترجم کے بچانے سے انکار کیا تھا اور اس
 کی جگہ ڈیوٹی کے لئے کوئی اور کو مقرر کر دینا جس نے اپنے خطناک منصب کو بڑی
 شرافت سے ادا کیا تھا۔ لوگوں کا جو جی چاہے سو کہیں لیکن اس بارہ میں میرا غرض مختصر ہے
 فرسٹ کانسل (نیولین) نے معاملات فوجی کی طرف ایسی توجہ کی کہ حربی فوج
 میں جان تازہ ہو گئی۔ سب سے زیادہ ممتاز خدمات کے سپاہیوں کو اس نے خوبصورت
 تلواریں انعام میں دیں اور اس طرح سوتلواریں انعام میں تقسیم ہوئیں۔ گرائڈیوں کے
 ایک سارجنٹ نے اجازت حاصل کر کے فرسٹ کانسل کی خدمت میں ایک سپاسنامہ
 لکھا۔ اس کے جواب میں نیولین نے خود اپنے قلم سے یوں لکھا: اے میرے
 بہادر رفیق۔ تمہارا خط مجھے ملا۔ اپنے کارہائے نمایاں کی یاد دہانی کی تمہیں کوئی حاجت
 نہیں۔ بزنٹ کے مرنے کے بعد سے تم نے فوج میں سب سے زیادہ بہادرانہ کام
 کئے ہیں۔ میری عطا کی ہوئی تلواروں میں سے تم نے بھی ایک تلوار پائی۔ اور مستحق
 ہیں کہ تم سے بڑھ کر ان تلواروں کا کوئی اور شخص مستحق نہ تھا تمہارے دیکھنے کا میں مشتاق ہوں
 وزیر حرب کا ایک خط تمہارے نام آتا ہے کہ تم آپریس آؤ۔

نیولین کا یہ خط تمام فوج میں منتشر ہوا اور فوج میں بہت جوش بڑھ گیا۔ سب تعجب سے
 کہتے تھے۔ اسے فرسٹ کانسل۔ فرانس کا سب سے بڑا جرنل۔ نیولین اعظم گرائڈیوں کے
 ایک سارجنٹ کو القاب میں لکھتا ہے اے میرے بہادر رفیق؟ لوگوں کے ساتھ نیولین
 کی اسی قسم کی ہمدردیاں نیولین کے چال چلن کی شاہد ہیں۔

ذیل کا لطیفہ اس بارہ میں نیولین کا چال چلن ظاہر کرتا ہے کہ ادنیٰ درجہ کے لوگوں کی
 طرف سے اسے کیا خیال تھا۔ قوموں کے جدا جدا خیال ہیں اور ایک دوسرے کے بالکل
 خلاف ہیں۔ انگریزی جہازی ملازمت کے بارہ میں نیولین آدمیراسے باتیں کر رہا تھا

کرا دیراکنے لگا۔

جہازوں میں جہازوں کے درمیان مابغی۔ افسروں کی نسبت زیادہ آرام سے رہتے ہیں۔

پولین نے پوچھا ”کیونکر؟“

ادویر نے جواب دیا ”اس کا یہ سبب ہے کہ مابغی جہاز کی آگ سے تپ لیتے ہیں اور برن کو سوکھا لیتے ہیں۔“

پولین نے پوچھا ”لیکن افسر لیا کیوں نہیں کرتے؟“

ادویر نے کہا ”یہ بات مناسب و زیبا نہیں ہے کہ افسر سپاہیوں سے بے تکلف ہو۔ پولین نے بڑے تعجب سے کہا ”ہے ہے! یہ امر انا نہ سمجھتا تھا۔ اسے کیا میں

اپنی سمات میں اپنے سپاہیوں کے پاس چلا نہیں جاتا تھا۔ اور عجب سے خوب سپاہی کے

پاس بٹھکا اس سے بے تکلف باتیں نہیں کیا کرتا تھا۔ تم انگریز لوگ دنیا بھر میں سب سے

زیادہ حکومت دار کے لوگ ہو مجھے ہمیشہ اس بات پر غور رہا ہے کہ میں خود عام لوگوں میں

سے ایک فرد ہوں۔ اور میں نے جب کسی آدمی میں جو ہر دیکھا میں نے اُس کو نوراً اتنی

دیاری اور کبھی نہیں پوچھا کہ وہ کے پشتوں سے غذا لانی چلا آتا ہے۔ تم انگریز امرا کا بڑا خیال

کرتے ہو اور رعایا کو تم غلام گردانتے ہو۔ کیا دنیا میں اس سے زیادہ بھی کوئی اور شے

افرت خیز ہو سکتی ہے جیسا تمھارا یہ قاعدہ ہے کہ جہازی ملازمت کے واسطے تم لوگوں

کو جبریہ کپڑے دیتے ہو۔ تم یہ کیا کرتے ہو کہ کنارہ پر کشتیاں بھیجتے ہو اور جو مرد ہاتھ آسکتا ہے

کپڑے لیتے ہو۔ اور اگر وہ عوام الناس میں سے ہوتا ہے اور بد قسمتی سے اپنے کو طبقہ اعلیٰ میں

ثابت نہیں کر سکتا تو تم فوراً اسے جہاز پر بھیج دیتے ہو اور باوجود اپنی اس حرکت کے تم

گستاخی سے فرانس پر انجسٹ نمائی کرتے ہو کہ وہاں جہاز میں اُن شخصوں کا نام درج

کیا جاتا ہے جو خدمات فوجی کے لائق ہوتے ہیں۔ فرانس کے اس قاعدہ سے تو

تارستان میں پڑا تھا ہے کیونکہ اس قاعدہ سے تواؤلی اور اعلیٰ دونوں طبقوں سے لوگ
 لئے جاتے ہیں۔ تو کو یہ سننے سے بڑا خطہ ہوتا ہے کہ میں ایک نیشنلین کا بیٹا اپنے ملک کی
 حفاظت کے لئے اسی طرح مجبور کیا جاوے جس طرح ایک معمولی آدمی کا بیٹا مجبور کیا جاتا ہے
 اور وہ جتنی خطہ کے ساتھ اسی طرح کیا جاتا ہے جس طرح ایک عادی کے بیٹے کا لیکن
 یہ بہت زیادہ سب آدمی برابر پیدا کئے ہیں۔ عوام الناس اس کا ایک دن انتقام
 لیتے ہیں۔ اس طریقہ اندراج میں جس سے تمھاری نمکنت کو صدمہ پہنچتا ہے برابر
 اندراج کی بنیاد پر ہوشیاری کی جاتی ہے۔ ہر ملک کے باشندے کا فرض ہے کہ اپنے
 ملک کی حالت کو سمجھیں۔ ہمارے فرانس کے فوجی خدمات کے لئے اندراج نام نے
 متعلقہ ان لادوں کے گروہ کی طرح جو لوگوں کو جہازی خدمت کے لئے حیرا کر لیتے
 ہیں وہ خاص درجے کے لوگوں کو صرف اس درجے سے کہ وہ پیارے غریب ہیں پامال
 نہیں کر ڈالا ہے پس فوجوں میں لوگوں کو بھرتی کرنے کا یہ سب سے زیادہ منصفانہ طریقہ
 تھا کیونکہ اس میں بڑی کاسب سے زیادہ لحاظ تھا اور اس طریقہ کی بدولت تمام دنیا کی
 فوجیں فرانس کی فوجیں بہتر طریقے سے مرکب تھیں۔

جب نپولین تیسرا امپریٹور *Napoleon III* کو ہمازیں مقید ہو کر نکلتا
 کو بارہ تھا تو ہماز کے تمام ملحق اگرچہ وہ انگریز تھے تو ان سے نہایت مانوس ہو گئے
 تھے۔ اس واقعہ کا اتنا رہ گیا۔

نپولین نے جواب دیا "اے مجھے یقین ہے کہ وہ مجھ سے بہت مانوس ہو گئے
 تھے میں ان میں بلایا کرتا تھا اور بے تکلفانہ ان سے حالات پوچھا کرتا تھا۔ میرے اس
 نہایت بے تکلفانہ برتاؤ سے وہ حیرت میں تھے اس لئے کہ یہ بے تکلفی اس برتاؤ سے قطعی غیر
 معمولی تھی۔ ان سے کیا کرتے تھے؟ تم انگریز لوگ برسے امریکی خیال لوگ ہو۔ تم
 اپنے پیچھے میں برا فرق رکھتے ہو۔"

اس کے جواب میں یہ کہا گیا کہ ملاحوں سے علیحدہ رہنے کی ضرورت ہے کہ انہوں کی مناسب عزت قائم رہے۔

نپولین نے کہا ”میرے نزدیک اتنا علیحدہ رہنے کی حاجت نہیں ہے جتنا تم کہتے ہو جب افسر ملاحوں کے ساتھ کھاتے پیتے نہیں ہیں اور ضرورت سے زیادہ ان کے سامنے بے تکلف نہیں ہوتے تو میری رائے میں اب اس سے زیادہ امتیاز کی اور کون سی حاجت ہے۔ فطرت کے اعتبار سے سب آدمی برابر ہیں۔ میرا تو یہ قاعدہ تھا کہ میں بے تکلفی سے سپاہیوں میں چلا جاتا تھا اور ان سے باتیں کیا کرتا تھا اور چھوٹے چھوٹے تاریخی حالات پوچھا کرتا تھا اور محبت سے بولا کرتا تھا۔ اس بات کو میں نے اپنے لئے بہت مفید پایا اور اس کے خلاف میں خبروں اور افسروں سے علیحدہ رہتا تھا۔“

اگرچہ نپولین امرائی غرور کے خلاف ایسی باتیں کیا کرتا تھا اور واقعی یہ باتیں صدق ملی سے کیا کرتا تھا اور اپنے موقع سے وہ بہت درست ہوتی تھیں لیکن حلوں ہوا ہے کہ وہ عالی خانہ دلی کی پر از و لفری سے ناواقف نہ تھا۔ یہ نیال تو خانی نے بشر کے دل میں ایسا گرافٹ کیا ہے کہ کبھی دل سے اکھڑا ہے نہ اکھڑ سکتا ہے۔ اسی زمانہ میں رات نے نپولین کی بہن کیرولائن سے اپنی شادی کا پیغام بھیجا

نپولین نے متحیر ہو کر پس و پیش کے ساتھ کہا ”رات“ اسے رات! وہ تو ایک سرسے والے کارگاہ ہے اور ایسے بلند مرتبہ پر ہو چکا کہ جس پر میں ہوں۔ میں اپنے خون کو اس کے خون سے آمیز نہ کروں گا۔ پھر ایک لمحہ تک وہ خیال میں ڈوب رہا۔ اور پھر کہنے لگا ”اچھا جلدی کیا ہے دیکھا جاوے گا“

صفحہ ۱۳۴

رسالوں کے اس نوجوان جبریل رات کے ایک دوست نے نپولین سے اصرار کیا کہ ”آپ میں اور رات میں تو بہت دوستی ہے۔ رات آپ کا جاں نثار ہے۔ بڑا ہادوسہ ابو کر کی جگہ میں اس نے بڑا نمایاں کام کیا ہے۔“

نپولین نے خوش ہو کر جواب دیا "ٹشیک ابو کر کی جنگ میں رات سے بڑھ کر کسی نئے کام نہیں کیا۔ میں نے اس شادی کے بارہ میں اپنی رائے قائم کر لی ہے۔ مجھے اطمینان ہے رات میری بہن کی شایاں ہے۔ اچھا تو لوگ اب یہ بات نہ کہہ سکیں گے کہ میرا بھی ویسا ہی خیال تھا جیسا امریکی حکومت کے حامیوں کا خیال ہو سکتا ہے اور میں بڑے بڑے خاندانوں میں رشتہ دار ہوں اور ہونڈھتا ہوں۔ اگر میں اپنی بہن کسی امریکہ کو دیتا تو تم مخالفین کے کارہاں شور مچاتے چونکہ میرا ارادہ ختم ہو گیا تو بس اب دیر نہ ہونی چاہئے۔ ہمارے پاس وقت نہیں ہے اگر مجھے اٹنی جابا ہوا تو میں رات کو ہمراہ لیجاؤں گا۔ کیونکہ اٹلی میں مجھے قطعی کام کرنا پڑے گا۔ اچھا کل آجاؤ۔"

یادو چوتھین کے بڑے اختیارات کے اور کروڑ ہا روپیہ کے جو اس کے قبضہ اختیار میں تھا خود اس کی حسیب روپیہ سے ایسی خالی تھی کہ چیزیں وہ اپنی بہن کو صرف تیس ہزار فرانک دے لیا اور چونکہ یہ بھی ضرورت تھی کہ اپنے بلند مرتبہ کے موافق کردار لائن کو کچھ زیور کی قسم سے بھی دے لہذا اس نے جوزیہ لائن کا بیش بہا گلوبند لے لیا اور کردار لائن کو دے دیا۔ جوزیہ لائن نے اپنے زیورات میں سے ایک عدد کے لئے جانے کا کوئی خیال نہ کیا بلکہ بڑے خوشہ اختیار کی۔

یہی واقعات پیش آرہے تھے کہ فرانس میں واشنگٹن کے مرنے کی خبر آئی۔ نپولین نے فوراً افواج کے نام حکم صادر کیا "واشنگٹن نے جلت کی۔ یہ وہ بڑا آدمی تھا جو ظالموں سے لڑا تھا۔ یہ وہی آدمی تھا جس نے اپنے ملک کی آزادی کو قائم کیا۔ اس کی یادگار ہفت اقلیم میں عزیز رہی اور خصوصاً فرانسیسی پانیوں میں بڑا واشنگٹن اور امریکہ کی افواج کی طرح آزادی اور ہمسری کے لئے لڑے۔ ہیں۔ واشنگٹن کی یادگار میں فرانس کا کل حکم دیتا ہے کہ ریپبلک کے نشان اور جھنڈوں میں دس روز تک سیاہ ماتی پانچ اونچا رہے۔"

پتولین نے اس کارروائی پر چڑا س نے ڈانٹنے کے مرنے کی خبر سن کر کی جلد کو لگا کر
 صرف وہ لوگ جو مخلوق کو فریب دینا اور مخلوق کے مقاصد پر اپنے ذاتی اغراض کو مقدم رکھنا
 چاہتے ہیں اور اسی نیت سے حکومت کرتے ہیں یہ چاہتے ہیں کہ مخلوق کو بھلا دے میں
 رکھیں۔ مخلوق جتنی شائستہ ہوگی اسی قدر قانون کے فوائد سے آگاہ ہوگی اور اپنی خطا
 کی ضرورت کو سمجھے گی اور اس کی جماعت زیادہ پرستقلال۔ خوش و خرم اور خوش حال
 ہو جائیگی۔ اگر مخلوق کے لئے واقفیت خطرناک ہو تو وہ اسی وقت ہو سکتی ہے جبکہ رعایا کے
 مقاصد کے خلاف گورنمنٹ رعایا کو ہٹا کر ایسی حکمرانی کر دیتی ہے جو منطقت نے اس کے
 لئے نہیں بنائی ہے اور اونی درجہ کے لوگوں کو محتاجی سے ہلاک کر دیتی ہے۔ میرا مجموعہ
 قوانین اپنی سادگی کے اعتبار سے مخلوق کے لئے ان سب قوانین سے جو میرے مجموعہ سے
 پیشتر بن چکے زیادہ مفید ثابت ہوا ہے۔ میرے مدارس اور باہم تعلیم و تعلم کا انتظام ان
 نسلوں کی ترقی کے لئے ہے جو ابھی پیدا نہیں ہوئی ہیں۔ اس طرح میرے عہد میں جبرائیم
 متواتر گھٹتے رہے۔ اس کے خلاف ہمارے ہمایہ انگلستان میں جبرائیم خوفناک حد تک
 بڑھ رہے ہیں۔ اور صرف اتنی سی بات کافی ہے کہ گورنمنٹ پر قطعی رائے قائم کر لی جائے
 اس نے کہا ممالک متحدہ امریکہ پر نظر ڈالیں جہاں ہر ایک کام خوش اسلوبی سے چل
 رہا ہے باوجودیکہ نہ کوئی ظاہر ادباؤ ہے نہ کوشش ہے۔ ہر شخص خوش و خرم اور مطمئن ہے
 اور اس کا سبب یہ ہے کہ حکومت کرنے والی طاقت اور رعایا کی خواہش ایک شے ہیں
 اب اسی گورنمنٹ کو رعایا کی مرضی اور اس کے اغراض سے مخالف کر کے دیکھ لو اور تم کو
 جلد فساد و مصیبتیں اور پریشانیوں نظر آنے لگیں گی اور ان باتوں کے علاوہ جبرائیم کی بہت
 زیادتی ہو جائیگی۔ جس وقت اختیارات کلی میرے ہاتھ میں آئے مجھ سے یہ خواہش کی گئی کہ
 میں بھی ڈانٹنے ہو جاؤں۔ سند سے کہہ دینے میں کیا گھٹا ہے اور بیشک وہ لوگ جو ایسی
 خواہش کے اظہار پر مستعد تھے۔ وقت۔ مواقع۔ دشمنان۔ اور ہتھیار کے علم

بیز اس غریب کا اہلکار رہے تھے۔ اگر میں امریکہ میں ہوتا تو میں خوشی سے دانشگن ہو جاتا اور ایسا ہو جانے میں کچھ بڑی بیعت کا بھی خچ نہ تھا اور میں یہ بھی نہیں دیکھتا کہ دانشگن نہ ہو جانے کی کوئی معقول وجہ بھی موجود تھی لیکن اگر دانشگن فرانس میں ہوتا اور اندرونی ناراضگی اور بیرونی پریشوں سے غیر مامون ہوتا تو ممکن نہیں تھا کہ وہ فرانس میں ویسا ہو سکتا جیسا وہ امریکہ میں ہوا۔ اور اگر فرانس میں ویسا بننے کی کوشش کرتا تو حاق ہوتی اس کوشش سے مصائب کا سلسلہ اور بڑھ جاتا۔ اب رہا میں۔ تو اگر فرانس میں میں نے دانشگن بنا چاہا تو میں دانشگن تاجدار بن سکا اور یہ بات تاجداروں کی ایک بڑی مجلس اور باوشا ہوں کی بیچ میں واقع ہوئی اور غالب یا مغلوب حالت میں میں اپنی جگہ لے سکا اور اسی وقت اور اسی حالت میں صرف میں دانشگن جیسی نرمی بے غرضی اور عقل کا کامیابی سے اہلکار کر سکا۔

لائٹ نے اسی وقت کہا تھا جبکہ انقلاب نے لوئی فلیپی کو تخت پر بٹھالا تھا کہ "مالک متحدہ امریکہ کی طرز حکومت سب حکومتوں کی وضع سے بہتر ہے۔ لیکن فرانس سی حکومت کے لئے تیار نہیں ہے۔ ہم کو تو ایک تخت کی حاجت ہے جس کے گرد باوشا بنی افادہ گاہیں ہوں۔"

اسے جانے دانشگن مالک متحدہ امریکہ کی جنگ خود مختاری کا "ایہ وقت شہداء میں انگریزوں سے ملنا نہ ہوا اور امریکا کی جمہوری حکومت قائم ہوئی۔ بریجر کریٹ درجنہا شہداء دلاوت۔ موٹ ورن ورنیا شہداء وفات پر ہم اسے لوی فلیپی۔ جب پوٹین شہداء میں سینٹ پلینا بھیج دیا اور وہاں قید کر دیا گیا تو متحدہ بادشاہوں کے بوربون خاندان کے بادشاہ کو چودہ بارہ تخت نشین کیا۔ لیکن فرانس کے جمہور نے پھر بغاوت کر کے انقلاب برپا کر دیا۔ بوربون بادشاہ کو تخت چھوڑنا پڑا اور قوم نے آریس خاندان سے لوی فلیپی کو اپنا بادشاہ بنایا چنانچہ سب شہداء میں پوٹین کی بخش سینٹ پلینا سے واپس لی گئی اور بڑے جشن اور دھوم سے یہیں دفن کی گئی تو یہی لوی فلیپی فرانس کا بادشاہ تھا۔ دیکھو باب ۷۵، ترجمہ ۱۲۔

نپولین نے ٹولی لڑنے کے دربار کو نہایت ہی پر شکوہ دربار بنانے میں کوئی محنت کا قبیحہ اٹھانہ رکھا۔ فرانس کے لوگ تو بچوں کی طرح تھے اور اُن کے صرف جی بھلاسنے کی ضرورت تھی اور نپولین نے بڑی توجہ سے اُن کے خوش کرنے کی تدبیریں کیں اُس کے جاکچا حاجیوں - سپہر داروں اور نوکر خواصیوں سے بھرے رہتے تھے۔ ملازم سخیلی دریاں پہنے۔ زینوں اور کڑوں میں حاضر رہتے۔ بڑی دھوم دھام سے دعوتیں دی جاتیں اور چڑھائی بڑے سلیقہ اور خوش اسلوبی سے سربراہی کرتی۔ جلسے۔ سوانگ اور تما۔ شے بڑے زور شور سے ہونے لگے اور خوش لباس پرس کے باشندے منال ہو گئے۔ لیکن اسی پر نپولین کوئی ذاتی لطف نہ لیتا تھا۔ اُس کا تمام خیال تو اُن بڑی بڑی مہات کی طرف مصروف تھا جن سے فرانس کی سر بلندی ہو سکتی تھی۔

نپولین نے کہا ”ور حالیکہ یہ لوگ ان تبدیلیوں پر بحث کرتے ہیں لہذا میری تدابیر ملکی پر اب یہ دایات، بکنا پھوڑو، نیگے۔ اور میں ہی چاہتا ہوں۔ انھیں اپنا جی خوش کرنے دو۔ انھیں نہ چنے دو۔ لیکن گورنمنٹ کی مجال میں ان کو جھانکنے نہ دو۔ پرس کا خراج بڑھیکا تو تجارت جی اٹھے گی۔ مخالفین سرکار کا مجھے ڈر نہیں ہے۔ میری ایسی تعریف کبھی نہیں ہوئی تھی جیسی اس پچھلے کردار کے اظہار پر ہوئی ہے۔ سوائے امر جدید کے کسی اور بات کو درست نہ کہنا یہودہ بات ہے۔ نئی نئی باتیں تو ہم کو کہے خوب اچھی طرح دیکھ چکے۔ میں تو عقل کی دلچسپی کے جشن پر سوانگ کے ناچ کو ترجیح دوں گا۔“

۱۷۰۰ ایام انقلاب میں سوانگ کی ایک حسین بچلن لڑکی کو بڑی دھوم دھام سے رسوم کے ساتھ توڑی ٹوٹیم کے گر جا کر لوجا تے تھے اور گر جا میں قریب لگا کے بلند چوڑے پر بٹائی جانی تھی اور تماشاخیوں کے ہجوم کے سامنے پیش کیا جاتی تھی کہ یہ عقل کی دیوی ہے اور کامٹ ہر وار بلند کستا تھا۔ اسے فانی انسانو۔ ایسے بے اختیار خدا کے رعد اور گرج سے مست اور جس خدا کو تمہارے خوف نے خلق کیا ہے۔ کہیں کوئی خدا نہیں ہے پس سوائے اُس عقل کی دیوی کے جس کی سب سے زیادہ پاکیزہ

نپولین نے ٹولی لڑنے کے دربار کو نہایت ہی پر شکوہ دربار بنانے میں کوئی محنت کا قبیحہ اٹھانہ رکھا۔ فرانس کے لوگ تو بچوں کی طرح تھے اور اُن کے صرف جی بھلاسنے کی ضرورت تھی اور نپولین نے بڑی توجہ سے اُن کے خوش کرنے کی تدبیریں کیں اُس کے جاکچا حاجیوں - سپہر داروں اور نوکر خواصیوں سے بھرے رہتے تھے۔ ملازم سخیلی دریاں پہنے۔ زینوں اور کڑوں میں حاضر رہتے۔ بڑی دھوم دھام سے دعوتیں دی جاتیں اور چڑھائی بڑے سلیقہ اور خوش اسلوبی سے سربراہی کرتی۔ جلسے۔ سوانگ اور تما۔ شے بڑے زور شور سے ہونے لگے اور خوش لباس پرس کے باشندے منال ہو گئے۔ لیکن اسی پر نپولین کوئی ذاتی لطف نہ لیتا تھا۔ اُس کا تمام خیال تو اُن بڑی بڑی مہات کی طرف مصروف تھا جن سے فرانس کی سر بلندی ہو سکتی تھی۔

جیکہ پولین فرانسیس کی سوسائٹی دوبارہ قائم کرنے میں اس طرح مصروف تھا اور فوج
ترتیب دے رہا تھا۔ بحری قوت کو مضبوط کر رہا تھا اور یورپ کے ملکی توڑ جوڑ کی رہنمائی کر رہا
تھا وہ اندرونی ترقیوں کی نہایت عظیم الشان تجویزوں کو بھی نچتہ کر رہا۔ اور مل میں لار رہا تھا۔
بچپن ہی سے اس کو تعمیرات کی عظمت کی طرف سے ایک جذبہ تھا اور اگلی اور سہ میں رہنے
سے اُن کی عمارتوں نے جن کی زمانہ عزت کرنا چلا آیا ہے اس جذبہ میں اور لفاسٹ اور اسٹیکام
پیدا کر دیا تھا۔ سچ میں دانے والی دماغی شہتی سے اُس لے رفاه عام اور تہائی ملک اور پیرس
کی خوبصورتی کے لئے عمارتوں کے خاکے تیار کر اسے جو اُس کی مفید غم اور ہمت کے
ہمیشہ یادگار رہینگے اور جنہوں نے اُس کے عہد کو وہ رونق دی ہے جو کبھی ماند نہ ہوگی۔ اُس
نے دریا سے سین کے کنارے لوٹی کریر کے سامنے گھاٹ تیار کر اسے تو وری اور ٹوٹی کریر
کو لا دینے کے لئے اُس نے وہ سب سکانات مہیا کر دیئے جنہوں نے پلیس کیروئل
کو بد نما کر رکھا تھا اور وری اور ٹوٹی کریر کے بیچ میں ایک بہت بڑا چوک بنوایا اور اس بڑے
چوک کی چوتھی سمت لگا رکھا لے کے محاذ چھڑ دی۔ یہ بہت بڑی اور عالی حوصلہ تجویز تھی لیکن اُس
کی تکمیل کو اُن خوفناک ٹرائیوں نے روک دیا جو متحدہ بادشاہوں نے پولین کے خلاف
لڑیں۔ پانٹ ڈیس آٹس کو لگا لگا یا گیا فیلینس اور کیپو سائنس کی خانقاہیں جو دوران انقلاب
میں مجرموں سے بھردی گئی تھیں مہیا کر دی گئیں اور رفیع الشان روڈی راپوڈی جواب
پیرس کی روڈن کا سبب بنے کھولی گئی۔ نیرس۔ ہل۔ ٹرکری۔ اور محصل والوں
کو روکنے کے لئے ٹرکوں پر چھانک قائم کئے۔ صرف ایک پولین کے دماغ نے تمام
قوم کو متحرک کر دیا تھا۔

پولین کے نہایت ہی سخت مخالف تک یتیم کرنے پر مجبور ہیں کہ پولین کی ان
تجویزوں اور حقیقت تمام تجویزوں کے اندر جو اس نے اپنے عہد کے اس نازک
موقع پر کی اُس کی کامل پیش بینی اور اُس کے ساتھ کی تعریف۔ انکار کیا جانا غیر ممکن ہے

پولیٹن نے کہا۔ ہم ایک نیا جگہ خلق کر رہے ہیں۔ زمانہ ماضی کے متعلق نبی نہونا چاہیے کہ ہم صرف اچھے ہی اچھے لوگوں کو یاد رکھیں اور بُرے بُرے لوگوں کو بھول جائیں اُس نے جنرل اگر وہ سے کہا۔ ثابت کر دو کہ تم اُن ذلیل فریق بندی کے اختلافوں سے برتر ہو چکے ہو۔
 نے گزشتہ دس برس میں فرانس کو پُرزے پُرزے کر ڈالا۔

پولیٹن نے بعد کو کہا۔ میں اُس اثر سے پورا واقف ہوں جو ہمارے ملکی ارادوں پر اتنا قیہ ہوتا ہے۔ یہ واقعت وہ علم ہے جس نے مجھے تعصب سے ہمیشہ بری رکھا ہے اور مجھے اُس فریق کی طرف سے بہت نرم کر دیا ہے جس میں لوگ ہمارے ملکی مصائب کے زمانہ میں شریک ہو گئے ہیں اور میں نے ہر شخص میں اسی کی جستجو کی ہے کہ وہ اچھا فرانسیسی بنے یا اچھا فرانسیسی بننے کی خواہش کرے۔ انقلاب کے زمانہ اُن لڑائیوں کی طرح ہوتے ہیں جو تان میں لڑی جاتی ہیں۔ پریشانی میں ہر شخص اپنے قریب والے پر حملہ کرتا ہے اور اکثر دوست و دشمن کی تمیز نہیں رہتی۔ لیکن جب وہ ہو جاتا ہے اور ترتیب اور انتظام ہو چکے ہیں تو ہر شخص اُس ضرر کی بابت جو فعلی ہے اُس کو پہنچا ہے معافی دیدیتا ہے میں خود ہی اپنی بابت نہیں کہہ سکتا ہوں کہ باوجود اپنے نظری رجمان کے میرے سامنے ایسے زبردست اتفاقات پیش نہیں آئے ہیں کہ اُنھوں نے مجھے ترک وطن کی ترغیب نہیں دی۔ یعنی مثلاً کسی سرحد کا قریب ہونا دوستانہ نسبت یا کسی بادشاہ کا اثر۔ آدمیوں کی تقدیر پر اتفاق وقت سے بھی بڑا بھاری اثر پڑتا ہے۔ دیکھئے سروریر اور ہیڈ لوائل دونوں پیدل بھاگے چلے جاتے تھے کہ سرحد اسپین میں چلے جائیں۔ اتنے میں ایک فوجی گارڈ آپہنچا۔ ہیڈ لوائل چونکہ سروریر کی نسبت جوان اور تیز قدم تھا بھاگ کر اسپین کی سرحد میں چلا گیا اور تمام عمر باغبانی میں بسر کرنا پڑی۔ سروریر سے نہ بھاگا گیا۔ گارڈ نے اُس کو گرفتار کر لیا۔ سروریر اس گرفتاری پر داویلہ کرتا تھا۔ گارڈ نے اُسے واپس آنے پر مجبور کیا۔ اور سروریر کی تقدیر دیکھئے کہ وہ فرانس کا سپہ سالار بن گیا۔ پس اس مثال سے ظاہر ہے کہ آدمی کیا سمجھتا ہے اور کیا ہوتا ہے۔“

فرانس کے سب سے زیادہ بڑے اور آباد صوبوں میں سے ایک صوبہ لاؤڈی میں کئی ہزار فریق شاہی کے حامی جمع ہو گئے تھے اور بڑی غور و خفاہ جنگی میں مصروف تھے اور انگلستان اپنے ہمازوں کے ذریعہ سے اُن کو روپیہ۔ گولبار دو۔ اور ہتھیار براہیج رہا تھا اور تارکانِ وطن کی سپاہیانہ جماعتیں جو لندن میں قائم ہوتی تھیں انگلستان ہمازوں میں لالاکر لاؤڈی میں پہنچا تھا۔ اُنھوں نے ساٹھ ہزار کی جماعت قائم کر لی تھی اور ڈاکٹر کی تمام کوششیں ان کی شورشِ فرد کرنے میں بیکار ہوئی تھیں اور یہ خانہ جنگی اپنے ظلم اور تشدد کے اعتبار سے بہت کچھ فوفاک ہو گئی تھی۔ جب پنولین اپنے کاسل کے عہدہ کی کرسی پر مضبوط ہو گیا تو اُس نے ان موافقین سرکار بلو ایوں کی فوج کے سرداروں کو جو لاؤڈی میں تھے پیرس میں اپنی ملاقات کو یہ یقین دلا کر بلایا کہ وہ بہ حفاظت تمام واپس جانے دئے جائینگے۔ اُن سب نے یہ بات منظور کر لی۔ پنولین ان سرداروں سے اپنے ملاقات کے کمرے میں ملا اور بڑی مہربانی اور بے تکلفی سے پیش آیا اُس نے اُن کو یقین دلایا کہ اُس کا خاص مدعا یہی تھا کہ فرانس کو اُس بربادی سے نجات دے جس میں وہ پھنسا ہوا تھا اور اپنے پریشان ملک میں امن چین خوشی اور فرمی قائم کرے اور اپنی اسی پرورد معمولی تقریب سے جو اُس کے ردِ بدو ہاتھ باندھے کھڑی رہتی تھی اس نے کہا۔

”کیا آپ اپنی حفاظت کے لئے جنگ کر رہے ہیں۔ آپ کے پاس اب جنگ کرنے کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے میں آپ کو نہ ستاؤں گا میں آپ کے جہ حقوق کی حفاظت کروں گا کیا آپ اس لئے شمشیر بکھپا رہے ہیں کہ پرائے بادشاہی خاندان بوربون کو فرانس کے تخت پر کال کریں۔ آپ نے قوم کے اُس فیصلہ کو جو اُس نے شفقِ الہی سے ہو کر کیا دیکھ لیا۔ اب آپ خود انصاف کریں کہ ایسی چھوٹی جماعت کو جیسی آپ لوگوں کی ہے یہ فعلِ زیبا ہے کہ ایسی بڑی جماعت کے لئے جیسی قوم ہے بزرگ شمشیر قوانین مرتب کریں۔“

پنولین کی دلائل اُس کی افواج کی طرح قوی ہو کرتی تھیں۔ ان سرداروں نے

صرف اپنی تلوار ہی پھولین کے حوالہ نہ کر دی بلکہ دل و جان سے فرماں بردار ہو گئے نہ صرف ایک شخص جس کا نام جارج کیڈو ویل تھا اور جو نہایت ہی تندرست اور دیو سپل بہائم سیرت آدمی تھا اور قرآن خانہ خونیازی کو صلح امن و چین پر ترجیح دیتا تھا مطیع نہوا۔ پھولین نے اس سے تنہائی میں ملاقات کی ورنہ وہ کے گارڈ کو سخت تڑوہور ہاتھ لکھیں یہ غم و حسی پھولین کا کام نہ تمام کر دے۔ پھولین نے اس کی حُب و ملن اور اس کی انسانیت کا نام لیکر اپیل کیا۔ لیکن اس پر کچھ اثر نہ ہوا۔ کیڈو ویل نے راہ داری کا پروانہ مانگا اور پیرس سے چلا گیا۔ کئی دن وہ اپنے بالوں سے ڈھکے ہوئے زبردست بازو کو دیکھ کر کف افسوس لہا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میں نے پھولین کا اسی وقت غارتہ کیوں نہ کر دیا جبکہ وہ میرے قابو میں تھا پھر وہ لندن کو چلا گیا۔ جہاں پھولین کو قتل کرنے کی بہت سی سازشوں میں شریک ہوتا رہا اور انجام کار گرفتار ہوا اور پیرس لایا گیا اور گولی سے مار دیا گیا۔

باب ہفتم

صلح کی استعداد میں نپولین کا مراسلات بھیجنا

بادشاہ انگلستان کے نام نپولین کا مراسلہ۔ لارڈ گرین وائل کا جواب۔ میلرڈ کے ذریعہ سے بڑی آن بان کا جواب جانا۔ لارڈ گرین وائل کا جھجھلا کر جواب دینا۔ اپنی گورنمنٹ کے متعلق فرانسیسیوں کی خواہش۔ انگریزی پارلیمنٹ میں مسٹر فاکس کا ریمارک۔ ولیم پیٹ کا جواب۔ شاہنشاہ آسٹریا کے نام مراسلہ۔ یورپ کے متحدہ بادشاہوں کا نپولین کو مغلوب کر کے لئے تازہ غزم۔

سنو ۱۳

خانہ جنگی اب ختم ہو چکی تھی اور فرسٹ کانس (نپولین) کے دور حکومت میں فرانسیسی قوم عجب اتفاق و اتحاد کے ساتھ خوشیاں منا رہی تھی۔ نپولین کا ارادہ تھا کہ فرانس کو بنائے لے منہ نہ کرے۔ وہ اس بات میں اپنی یلگامی اور شان و شوکت خیال کرتا تھا کہ وہ فیض رسائی کرے اور بنی نوع انسان کے لئے مصیبت کا سبب ثابت نہ ہو۔ اب تک جتنی لڑائیوں میں اسے شرکت کرنا پڑی تھی وہ فرانس کی حفاظت کے لئے تھیں۔ مضر پرورش کرنے کا نام پرورش نہیں رکھنا چاہئے۔ یہ محض اس لئے اختیار کی گئی تھی کہ فرانس کے سب سے زیادہ مستقل

اور بڑے اور سب سے زیادہ قوی دشمن کے حلوں کی روک کی جاوے یہ دشمن ایسا تھا کہ فرانس کو ایسے دشمن سے کبھی سابقہ نہ پڑا تھا۔ اب نپولین مضبوط تھا۔ سب فرانس اُس سے متفق تھا اور اب ایک بے روک اختیار سے وہ تمام فرانس کے ذریعوں کو کام میں لاسکتا تھا۔ اور تمام فوجوں سے اپنی مرضی کے موافق کام لے سکتا تھا۔ ایسے حالات میں اُس نے نہایت شریفانہ طریقہ سے اپنی اُس خواہش و شوق کا اظہار کیا جو امن و چین کے متعلق ہے تھے۔ اُس نے بادشاہ انگلستان، محل اور شاہنشاہ آسٹریا کو صلح کے بارہ میں براہ راست راستہ بھیجے نپولین کا ایسا کرنا بڑی شرافت و لاکھ بات تھی۔ اگر نپولین کو غور یا غم نہ ہوتا تو وہ کہہ سکتا تھا۔ ”انھیں بادشاہوں نے یہ زنجیر لٹائیاں چھیریں یہی بادشاہ ان کو ختم بھی کریں“

نپولین نے بادشاہ انگلستان کو صبح ذیل لکھا:

”جہاں پہناہ۔ فرامیسی قوم کی سنا سے ریلپک کا فرسٹ کانسٹبل مقرر ہونے اور اپنے عہدہ کا کام ہاتھ میں لینے پر میں بہت سبب خیال کرتا ہوں کہ ہنگام و الا کو براہ راست لکھوں کہ کیا یہ جنگ جو گذشتہ چار سال سے دنیا کو برباد کر رہی ہے ہمیشہ جاری رکھی جائیگی کیا کوئی ایسی تدبیر نہیں ہے کہ باہم صلح عام ہو جائے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ یورپ کی وہ ایسی قومیں جو سب سے زیادہ شائستہ اور اپنی نہایت کثرت و خود مختاری کی ضروریات سے زیادہ قوی ہیں تجارت کی ہیودی۔ اندرونی خوش آوازی اور خلق خدا کی امن و چین کو اپنی شہنی پرتربان کردیں۔ وہ اپنا مخداسی باہم میں بدلے کی وہ نہیں سمجھتیں کہ صلح کرنا سب سے زیادہ مقدم کام ہے ہنگام و الا کے لئے یہ باتیں نمایاں کی گئی ہیں کہ کوئی انوکھی چیز نہیں ہے اسلئے کہ جہاں پہناہ کی ایک آزاد قوم پر حکومت ہے اور نہ اس حکومت سے یہی ایک مدعا ہے کہ اس قوم کو مرزا محال بنائیں۔

صلح کی طرف اس وقت اس وقت سے تکی کے پیش کرنے میں میری طرف سے فوراً پیش قدمی ہوئی ہے جہاں پہناہ کو عہدہ ہے۔

ات کی دوسری مرتبہ خلوص دلی کے ساتھ

عام صلح میں قیام واقعہ مدد دینے کی خواہش رکھتا ہوں اور ہائی ٹیج کے طور پر کی جاتی ہے۔ جس کے ساتھ حیران کرنے والی ظاہر داریاں نہیں ریاستوں کو اپنی ماتحتی کا بھیس بدلنے کے لئے شاید ضروری ہوتی ہیں لیکن جب اہر داریوں کو قوی حکومتیں اختیار کرتی ہیں تو ان سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ باہمی فوج کی خواہش ہے۔ اب بھی اگر فرانس اور انگلستان اپنی طاقتوں کا بیجا استعمال کر دیں نتیجہ ہوگا کہ دوسری قومیں تو مصیبت میں مبتلا ہوں گی اور خود فرانس اور انگلستان کو کتنی طول کھینچتی چلی جائیگی پس میں دہری سے کہتا ہوں کہ دنیا کی قسمت اسی سے وابستہ ہے کہ جنگ کا خاتمہ کیا جاوے جس نے تمام دنیا میں آگ لگا رکھی ہے۔“

صلح کی اس عالی حوصلہ در خواست پر بادشاہِ عثمان نے یہ مناسب سمجھا کہ براہ راست جواب دے۔ لارڈ گرین وائل نے ایک ذلے ذریعہ سے جواب دیا جو نہایت تلخ اور اطمینان دہن سے بھر ا ہوا تھا اور تمام فرانس انہیں کے اعلان پر برہم ہو گئی کہ ”اگر فرانس کو صلح کی خواہش ہے تو اس صلح کی اصلیت و اہم کی سب سے فطرتی اور بہترین ضمانت یہ ہو سکتی ہے کہ انھیں بادشاہوں کے خاتمہ کو فرانس کے تحت پر جال کر دیا جائے جنہوں نے صدیوں فرانسیسی قوم کو فوش حالی کے تھ فرانس میں اور وقار کے ساتھ فرانس سے باہر قائم رکھا ہے۔ اگر ایسا کیا جائیگا تو فوراً اور وقت صلح کے راستہ میں کوئی موانع باقی نہ رہیں گے۔“

پنولین کی صلح جو پہل کے جواب میں ایسا طوائفی تحصہ دلانے والا جواب تھا۔ تاہم بڑی نرمی لیکن ان بان کے ساتھ اس نے اپنے درمیان ٹیلر کے ذریعہ سے اس کا جواب حسب ذیل لفظوں میں بھیجا :-

جنگ کو چھوڑنا تو کیا معنی فرانس نے سنا انقلاب سے اپنی صلح پسندی اور فتوحات کی طرف اپنے میلان نہونے اور سب طاقتوں کی خود مختاری کی وقعت کا بڑی بخندگی سے

اعلان کیا ہے اور اس میں شک نہیں ہے کہ چونکہ اُس کو اپنے اندرونی معاملات سے مملت نہ ملی اُس نے پورپ کے معاملات میں دخل دینے سے اپنے کو بچایا اور اپنے اعلان پر قائم رہی۔

”لیکن جیسے ہی فرانس میں انقلاب پیدا ہوا مخالفانہ مزاج کے ساتھ تہامی یوروپ نے اُس کی بربادی کو متحد ہو گیا اور اپنے اظہار سے قبل یہ دست درازی اصل تھی۔ یعنی فرانس میں غائب ہونے کے اشتغال و لے گئے۔ مخالفین انقلاب کے بڑے تپاک سے خیر مقدم ہوئے۔ اُن کی لالچنی شکایتوں پر اُن کی مدد کی گئی۔ فرانسیسی قوم کے دکھاء کی توجہ نہ کر کے خود قوم کی توجہ کی گئی۔ رپبلک کے وزیر کا اخراج کر کے انگلستان نے خصوصاً یہ نظیر دکھائی۔ انجام کار اعلان جنگ سے بہت قبل فرانس کی خود مختاری۔ اُس کی آبرو اور اُس کی امن پر حملہ کیا گیا۔

”چونکہ فرانس کو منتشر کر دینے اور اُس کو فنا کر دینے کی تجویزیں کی گئیں۔ لہذا اب فرانس کو بھی استحقاق حاصل ہے کہ اُن مصیبتوں کا بدلہ لے جو اُس نے برداشت کی ہیں اور جن سے یورپ کو ایذا پہنچی ہے۔ چونکہ ہر جانب سے حملہ ہوا ہے رپبلک سواے اس کے اور کیا کر سکتی تھی کہ انہیں حملوں کے برابر اپنی حفاظت کی کوششوں سے کام لیتی اور صرف اپنی خود مختاری قائم رکھنے کے لئے یہ بات ہوئی کہ اُس نے اپنے شہریوں کی طاقت اور شجاعت سے چارہ کی۔ ان نازک حالات میں جو انقلاب اور جنگ نے پیدا کئے تھے اگر فرانس نے اپنی شجاعت کی برابر نرمی کا اظہار نہیں کیا تو اس کی وجہ اُس ملک ہٹ سے صرف منسوب کی جا سکتی جس سے انگلستان نے فرانس کی بربادی کے لئے اپنے تمام ذریعوں کو بڑے اسراف سے خرچ کیا ہے۔

”لیکن اگر برطانیہ کے بادشاہ کی بیخواسش ہے کہ وہ فرانس کی جمہوری حکومت کے ساتھ متفق الراے ہو اور اسے صلح قائم کرے تو ایسی تدابیر کی طرف توجہ کیوں منعطف نہیں کیا جاتی کہ جنگ کا خاتمہ ہو اور جنگ کے عذرات کیوں ڈھونڈھے جاتے ہیں۔ اس میں شک

نہیں ہو سکا کہ انگلستان کے بادشاہ کو دوسری قوموں کے اس حق کو تسلیم کرنا چاہئے کہ وہ جس طرح چاہیں اپنی حکومت کی وضع منتخب کریں کیونکہ یہ بات بھی اسی قومی استحقاق کی بدولت حاصل ہوئی ہے کہ وہ خود تلج پہنے ہوئے ہے لیکن فرسٹ کانسٹبل کی سمجھ میں نہیں آتا کہ مابائی اصول کو تسلیم کر لینے کے بعد جس پر ملکی جماعتوں کے وجود کا انحصار ہے بادشاہ انگلستان ایسے ایسے اثرات کیوں کرتا ہے جن سے ریپبلک کے اندرونی معاملات میں مداخلت ہوتی ہے ایسی مداخلت فرانسیسی قوم کے لئے اُس سے زیادہ مضر نہیں ہے جتنی کہ وہ انگلستان اور انگلستان کے بادشاہ کو مضر ہوگی اگر اسی جمہوری وضع حکومت کا انگلستان میں اعلان دیا جاوے جو انگلستان نے سترھویں صدی کے وسط میں اختیار کی تھی۔ یا تخت شاہی پر انگلستان میں پھر اسی خاندان کے ہلانے کی نیک نصیحت کی جاوے جس کو اُس کے حق پیدائش نے تخت پر بٹھا لیا تھا اور انقلاب نے اُس کو تخت سے اترنے پر مجبور کیا تھا۔
ایسے دندان شکن جواب ممکن نہ تھا کہ رد کئے جاسکتے لہذا لارڈ ڈگرین داخل سے ضبط نہ ہو سکا اور ایک مراسلہ کے ذریعہ سے جو پہلی تحریر سننے ہی زیادہ سخت اور غصہ سے بھرا ہوا تھا اُس نے اعلان کیا کہ فرانس کے مخالفین سرکار کے خلاف جبر پور وپ کے بادشاہوں کی حفاظت کے لئے انگلستان جنگ کر رہا ہے اور جنگ پر اصرار نہ بلا کم و کاست اصرار کیا جائیگا۔ خط و کتابت کے اس نتیجہ پر پولین نہ بے دل ہوا اور نہ مایوس ہوا۔ اگرچہ
سہ یہ اُس تاریخی واقعہ کی طرف اشارہ ہے جب کہ انگلستان کے بادشاہ چارلس اول کو انگلستان کی رعایا نے قتل کر کے جمہوری حکومت قائم کی تھی اور کراؤیل اس حکومت کا محافظ ہوا تھا اور ۱۶۴۹ء میں حکومت ختم ہوئی تھی۔ مترجم
۱۶۵۳ء میں موروثی خاندان جو انگلستان پر حکمران تھا اسٹوارٹ خاندان تھا لیکن اس خاندان کو تلخ کر کے ہینریور خاندان یا بادشاہ ہوا۔ جس میں جارج سیڈم تھا جس نے ۱۷۰۱ء سے ۱۷۶۰ء تک حکومت کی۔ پولین کے زمانہ میں ہی جارج سیڈم بادشاہ تھا۔ مترجم

وہ صلح کا دل و جان سے متمنی تھا لیکن ساتھ ہی اس کے وہ جنگ سے خائف نہ تھا وہ اس مشہور مثل سے واقف تھا کہ وہ شخص جو برسرِ حق ہوتا ہے ہتھاسل ہوتا ہے اُس کو اس پتھر سے خوشی تھی کہ تمام قوموں کے منصف مزاج اور غیر فدا ر آدمی اُس کے جانب دار ہو گئے وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اُس ورشتہ لہجہ کی وجہ سے جو انگلستان نے اختیار کیا تھا تمام فرانسیسی قوم کی ایک شخص واحد ہو جائیگی اور بڑے استعلا سے اُن تک مقابلہ کر لیگی۔ اُس نے کہا ”لاؤ گرین وائل کے جواب سے مجھے اطمینان ہو گیا اس سے بڑھ کر موافق جواب ہونہا سکتا تھا۔ انگلستان جنگ کا محتاج ہے۔ اچھا اُس سے جنگ کی جائیگی۔ بہت اچھا۔ اب جب دم میں دم ہے جنگ ہو گی“

شاید اس جنگ کے نتیجہ پر انگلستان کے بادشاہ۔ انگلستان کے (ساتھ بڑے پڑی) اور انگلستان کے امرا کی بنیاد جاگیوں کا انحصار تھا۔ فرانس کے امرا کے بلا شرکت غیرے حقوق کا توڑ دیا جانا اور تمام وجوہ کے آدمیوں میں مساوی حقوق کا قیام ہو جانا واقعی ایک بھونچال تھا جس نے بادشاہ انگلستان کے تخت۔ انگلستان کے حکومتِ امرا اور انگلستان کی پیرزادگی کو ہلا دیا ہو گا۔ انگلستان کی حکومت خاص کر اُس کے بادشاہ۔ امرا اور ساتھ کے ہاتھ میں تھی۔ ان لوگوں کی سب کامنات معرضِ خطر میں تھی۔ پس ایسے بڑے لالچ پر ضعیف بشری فطرت پر حد سے زیادہ نکتہ چینیوں نہونا چاہئے۔ قریب دس سال سے فرانس کے شاہزادے تمام یورپ میں خانہ برباد ادارہ پھر رہے تھے۔ فرانس کے امرا اپنے قلعوں میں سے نکال باہر کئے گئے تھے۔ جاگیریں ضبط کر لی گئی تھیں اور دیس دیس بھیک مانگتے پھرتے تھے۔ فرانس کے اساتذہ جو قائم و سنبال پہنتے تھے اور بڑی شاندار گاڑیوں میں سوار ہوتے تھے اب بچارے اسی کو بڑی نعمت خیال کرتے تھے کہ کس کی کھانسی کے الاؤ پر کمر سینکنے کا موقع مل جائے یا کسان کی کالی لوکھٹ روٹی سے اپنی بھوک کی گک کچھ بھالیں۔ اب جاے انصاف ہے کہ انگلستان کے بادشاہ اور امرا اور اساتذہ کے لئے

یہ سمجھتا تھا کہ یہی حق بات تھی۔ ان کی غیرت تو اسی میں تھی کہ فرانس اور انگلستان میں، اتحاد کا کوئی
 رشتہ قائم ہی نہ ہو۔ اور انہیسی ریلک کے اصولوں پر نفیرین کی جاسے اور اس سب سے پردہ کر
 اگر ممکن ہو کر یہاں، انگلستان کے باشندوں کو پولین کے غلامانہ اگر یہ دریا بکسے تو تو
 کا زائیدہ اور ان کا سامی تھا۔ سب سے بڑا دشمن جس سے ڈرنا چاہئے تھا پولین تھا اسلئے
 کہ اپنے زبردست ذہن و کاسے وہ تمام ممالک کے لوگوں کے دلوں میں اپنا گھر کر رہا تھا
 لیکن ہفت اقلیم میں ایک منصف خراج شخص بھی نہیں کہے گا کہ پولین حق بہ جانب تھا
 فرانس کے تین کروڑ باشندوں کا یہ فرض نہ تھا کہ انگلستان کے ڈیڑ کروڑ باشندوں سے
 اپنی طرز و نمٹ میں اصلاح کرنے کی اجازت مانگیں۔ یورپ کے بادشاہ۔ انگلستان کے
 بادشاہ کی ماتحتی میں منتفی ہو کر زبردست فرانس پر نصرت کئے گئے خاندان بادشاہی کو مسلط
 کرنا چاہتے تھے نا تجرب کار ریلک پر لیٹان اور مجلس۔ ان خوفناک صدیوں سے ہلہ ہلہ بر باد
 ہو رہی تھی۔ قوم نے اختیار اس کی دیکر پولین کو اپنی حفاظت کے لئے منتخب کیا تھا۔ ساری
 امیدوں کا پولین ہی کی ذات پر دار مدار تھا۔ پولین اگرچہ اپنی قوت سے آگاہ تھا تاہم
 بڑی قابل رحم انسانیت کے ساتھ صلح کی التجا میں کر رہا تھا۔ اور اس کی التجاؤں پر دیکھ
 دینی اور گستاخی سے جواب ملے۔ اور مبارک طلب افواج کے بگلوں کی آدازیں دریا میں
 سے لیکر دریائے ڈینیوب تک ہوا میں گونجنے لگیں انگلستان کے زہر و مرہم بیروں سے
 فرانس کی ہندو گاہوں کے راستے روک دئے۔ اور پولک کے کمزور جہازوں کو بہا کر دیا
 اور شہروں پر گوسے برسائے۔ فرانس کی سرحدوں پر تین لاکھ فوج کا نفر ہو کہ شاد کامی
 سے فرانس کے دار السلطنت پیرس میں در آئیں اور ملینوں اور ہم کے گولوں کے زور سے

سلاہ "ریا سے نہیں انگلستان کا دیا ہے جس پر لندن واقع ہے۔ مترجم

سلاہ "ریا سے ڈینیوب یورپ کا بہت بڑا دریا ہے اور آسٹریا میں ہو کر گزرتا ہے۔ آسٹریا کا دار السلطنت

وینا اسی دریا پر واقع ہے مترجم

فرانسیزیوں کو اس بات پر مجبور کر دیں کہ وہ بوربون خاندان کو اپنا بادشاہ تسلیم کریں۔ اب
ہیولین کو سوائے اس کے کوئی چارہ نہ تھا کہ اپنے ملک کو بچائے اور نسل تو یہ ہے کہ اس
نے اپنے ملک کو بڑی شرافت سے بچایا۔

ہیولین کی خط و کتابت نے جو برٹش پارلیمنٹ سے ہوئی تھی، ہیولین کے حق میں بڑی عزت
کے نتیجے نکالے اور انگلستان کے لوگوں میں ہیولین کے بہت سے دوست بنا دیے
اور برٹش گورنمنٹ کی کارروائیوں پر انگلستان کی پارلیمنٹ میں سخت مخالفت پیدا کر دی
جس کا خلافتیق کے گروہ مسٹر فاکس، شریڈن، لارڈ اسکین، ویک آف ڈیڈوڈ اور لارڈ ایلنڈ
تھے۔ انھوں نے اس نہایت مذموم مقولہ پر عمل نہ کیا۔ ہمارا ملک، چاہے وہ حق پر ہو اور
چاہے ناحق پر بلکہ ان لوگوں نے اس شریفانہ مقولہ پر عمل کیا۔ ہمارا ملک جب ناحق پر ہو ہم
اُس کو حق پر لانے کی کوشش کریں گے، لفظوں کی تاریخ میں کہیں نہیں دیکھا جاتا کہ اس سے

۱۔ انگلستان میں یقین تھا کہ جنگ کے جاری رکھنے کا یہ سب سے بہتر متبع نقصان فرائض کے اٹھانے
سے آگلی نکل چکی تھی اور آسٹریا کی ایک لاکھ چالیس ہزار فوج یوہا سے کورنگی دے رہی تھی، اور وہاں سے
رین پر جمع ہو رہی تھی، انگریزوں کو لارڈ ایرلی کی دستورات سے ہوسہ رہا۔ تھے سواروں کی فوجات بھی زیادہ
تھیں اور وہ میلہ کر دینے والی شہر کی جاتی تھیں، یہی خوب معلوم تھا کہ فرائض فاکس ہی تھی اور اس کے باشندوں
کو سنانے کی حاجت تھی۔ اور اس طریق سے جس سے ہیولین نے فرسٹ کانٹل کا عہدہ حاصل کیا تھا
یہ امید تھی کہ وہ یقین سرکار اور جمہوری فریق اُس کی حکمرانی کے خلاف متغایر پر آوہ کر دیے جائیں
اور یہ فریق یا تو ہیولین کے اختیارات چھین لینگے یا اس کی کارروائیوں میں اس قدر مغل ہونگے کہ
وہ اپنے بیرونی دشمنوں کا بہ آسانی شکار ہو جائیگا۔ پس لارڈ گرین وائل کا وہ جواب جو ٹیلیگراف
کے نام آیا ایسے لفظوں میں تھا کہ خواہ مخواہ اشتعال پیدا ہو اور کچھ عرصہ کے لئے صلح کی بات چیت
کا موقع ہی نہ رہے۔ نتیجہ ہیولین مصنفہ۔ جی ایم۔ لہی۔

بڑھ کر چوٹ یا فصیح تعبیریں ہوتی ہیں جیسی اس مسئلہ پر پارلیمنٹ میں ہوئیں۔ مسٹر پٹ کا قریب۔
 فاکس۔ پولین کا بہت بڑا مداح تھا۔ اور اس مخالفت کا سب سے ممتاز سرگروہ تھا جس
 پولین اپنی واضح قلیل اللفظ فصاحت سے ان دونوں مخالف مدبران ملک پر یکساں
 کرتا ہے فاکس میں دل نے ذہن کو گرم کر دیا تھا۔ پٹ میں ذہن نے دل کو ٹھنڈا کر دیا تھا۔
 پارلیمنٹ میں فریق مخالف نے سوال کیا: تم یہ پوچھتے ہو کہ بانی سنا د کون تھا؟ اس
 سوال سے کیا نتیجہ ہے تم کہتے ہو کہ بانی سنا د فرانس ہے۔ فرانس کتنا ہے کہ بانی سنا د انگلستان
 ہے۔ اب جس فریق کو تم بانی سنا د ہونے کا الزام دیتے ہو۔ وہی فریق جنگ سے دست برداری
 پر پہلے آمادگی ظاہر کرتا ہے۔ کیا یہ نہ ختم ہونے والی جنگ بسلے جاری رکھی جاتی ہے کہ ایک
 تاریخی مسئلہ کا فیصلہ کیا جاوے؟ تم کہتے ہو کہ فرانس سے صلح کرنا بیکار ہے۔ لیکن
 تم نے ڈائرکٹری سے تو صلح کی تھی۔ پروشیا اور اسپین نے بھی ڈائرکٹری سے صلح کی اور ان کو
 کوئی وجہ شکایت کی نہ تھی۔ تم فرانس کے جہادیم کا ذکر کرتے ہو۔ اور باوجود اس کے
 مختاری فریق طاقتیں اس سے بھی زیادہ نہایت مذموم جرائم کی مرتکب ہوئی ہیں اور اس پر
 طرہ یہ ہے کہ ان طاقتوں کو فرانس کے خلاف اپنی رعایا کی جانب سے کسی بلوے یا ہٹا
 کی بھی شکایت نہیں تھی۔ تم فرانس کی بلند نظری کا تذکرہ کرتے ہو۔ لیکن۔ روس۔ پروشیا۔
 اور آسٹریا نے پولینڈ کو جو باہم بانٹ لیا ہے۔ آسٹریا کا اٹلی پر پنجہ دراز ہے۔ تم نے خود ہنگری
 پر قبضہ کیا ہے اور اسپین کی نوآبادیوں کے ایک جزو اور ڈچھ کی کل بستیوں پر قبضہ کر لیا ہے
 اور اس حرص کے جھگڑا میں کون کہہ سکتا ہے کہ سب طاقتوں کے درمیان سب سے بڑا مجرم
 کون ہے۔ اگر فریج ریپبلک سے تمہارا کسی وقت میں بھی صلح کرنے کا ارادہ ہو تو یہ وقت سب سے
 زیادہ مناسب ہے۔“

اس اشارہ پر کہ فرانس کے تخت پر لورڈون جانے ان ضروری حال ہونا چاہئے
 شرح کے طور پر ایک خط شائع ہوا۔ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ خط اصل تھا یا جعلی تھا جس میں

معزول خاندان اسٹوارٹ نے موجودہ بادشاہ انگلستان یعنی جارج سیڈم سے اپنا موروثی تخت واپس مانگا۔ اس الزامی جواب کا رد کر دینا کسی طرح امکان میں نہ تھا۔ خود جارج سیڈم کو تسلیم تھا کہ وہ غاصب تھا اور جلا وطن اسٹوارٹ خاندان کے تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ چونکہ اس تیرہدہت خط سے دشمن کی صفوں میں بڑی پریشانی پھیلی پارلیمنٹ میں مسرت کس کی پارٹی کو بڑا ہی لطف آیا۔

وزراء انگلستان نے جواب دیا کہ فرانس سے صلح کر لینے میں یورپ کے سب بادشاہوں کو خطرہ ہے۔ فرسٹ کانسٹبل بڑے خوفناک عزم و ثبات سے انقلاب کے اصول یعنی عام لوگوں کی نصیبت قائم کر رہا ہے فرانس سے صلح کرنا گویا ظلم کی روک میں شاہل کرنا ہے۔ فرانس میں ہنزو وہ خیالات باقی ہیں جن سے اس کے انقلاب کی ابتدا ہوئی تھی۔ فرانس جمہوری تھی۔ فرانس جمہوری ہے۔ وہ بادشاہوں کے مقابلہ میں جنگ کا اعلان کر رہی ہے۔ فرانس بادشاہوں کی بربادی کی جستجو میں ہے۔ ان بیانیوں میں بڑا زور تھا۔ یہ سچ ہے کہ لفظ کے معنی کی سختی سے تعبیر کرنے سے پولین جمہوری نہ تھا۔ وہ اس بات کا حامی نہ تھا کہ عثمان حکومت بہت سے آدمیوں کے گردہ کے ہاتھوں میں دیجاوے۔ اور اس نے اس خیال کو پوشیدہ نہیں کیا۔ اس نے صاف کہا کہ فرانس کے لوگوں میں نہ کافی تیز ہے نہ نیکو کاری ہے جو ایک مضبوط عقلمندانہ جمہوری حکومت کے لئے ضروری ہے۔ اس نے یہ بھی علانیہ کہہ دیا کہ ”میری رائے میں ریپبلک کی آرمایش میں قطعی ناکامی ہوئی۔ اور فرانس کو ضرور بادشاہ کے ہاتھوں میں لوٹنا چاہئے“ اور فرانس کی ایک بڑی جماعت اس ضرورت پر راضی تھی۔ عموماً فرانسیسی آزادی نہیں چاہتے تھے وہ صرف حقوق میں برابری چاہتے تھے۔

پولین نے سینٹ ہلینا میں کہا ”انقلاب کے ابتدا کی زمانہ میں میں بڑا سرگرم

جمہوری تھا۔ مگر معاملات ملکی کی حاکمتوں اور ہمارے قانون سازوں کی بڑی بڑی باتوں سے میری سرگرمی میں سردی پیدا ہوئی اور آخر میں ابور کی جنگ کے وقت ڈاکٹر ٹرمی کے اس فعل پر کہ اُس نے رعایا کے انتخاب سے انحراف کیا میرے جمہوری خیالات بالکل زائل ہو گئے۔

اب فرانس کو امیر دوست بادشاہ کی حاجت دہن تھی جو اپنی عنایتیں۔ دولت۔ مراتب جلیلہ امراہی پر صرف کیا کرتا تھا۔ پُرانا موروثی تخت بڑی حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا فرانس ہر نوعِ عزت کی طالب تھی اور رعایا کے حامی بادشاہ کی خواہشمند تھی جو رعایا کے مقاصد کا بھی لحاظ رکھے اور سب لوگوں کے لئے اختیاراتِ مناصب۔ عزت و خوش حالی کے کچے یکساں کھول دیے۔ ایسا بادشاہ نپولین تھا۔ رعایا اُس کی پرستش کرتی تھی۔

لوگ بڑی مسرت سے نعرے مار تے تھے کہ وہ ہمارا شاہنشاہ ہے۔ ہم اُس کو ان سب بادشاہوں سے بڑا بنائیں گے جو امیروں کے بادشاہ ہیں۔ ہمارے شاہنشاہ کے ایران زیادہ آراستہ ہونگے۔ اُس کا موکب زیادہ شاندار ہوگا۔ اُس کی شان و شوکت نگاہ کو خیرہ کر دے گی، ہماری پٹیاں اُس کے دربار کی اعزاز میں لٹیاں ہوں گی ہمارے بیٹے ٹونی لریزورسلیس اور سینٹ کلاوٹ کے اندر جائیں گے اور باہر آئیں گے۔ اور فرانس کے سپہ سالار ہوں گے، لارڈ گرین وائل نے کہا تو سچ تھا کہ نپولین انقلابی صوبہ قائم کر رہا تھا۔ یعنی حقوق میں برابری کی بنیاد ڈال رہا تھا اور جمہور کے حقوق میں فضیلت قائم کرتا تھا۔ لیکن یورپ کے بادشاہ جیسے جمہوری حکومت کے خلاف تھے وہ جیسے ہی نپولین جیسے بادشاہ کے۔

۳۔ فروری سن ۱۸۰۴ء کو مسٹر ڈیلا اس نے پارلیمنٹ میں ایک تقریر کی جس میں اُس طریقہ کی پسندیدگی کا اظہار تھا جو وزیر اسے نپولین کی درخواستِ صلح نامہ منظور کرنے میں اختیار

کیا تھا۔ اس کے بعد مسٹر وائٹ بریڈ۔ مسٹر کینگ اور مسٹر الیڈ لارڈ اسکن نے تقریریں کیں جن میں بڑی سختی سے وزیر اے کے اُن ناشائستہ اور توہین کے کلمات کی نسبت نکتہ چینی کی جو وزیر اے نے فرسٹ کانسٹ کا نسل کے دستاورد اور شرفیاد پیغام صلح پر استعمال کئے تھے۔ مسٹر ناکس نے بھی اسی نکتہ چینی کے لہجے سے اس طرح کہا۔

” صاحبو میں وزیر اے کی اُس غیر دوستانہ زبان پر جو فرانس اور اُس کے مودبانہ پیغام صلح کے مقابلہ میں اُنھوں نے استعمال کی ہے نہایت سخت اسنوس کرتا ہوں اور اس اسنوس میں صلح کا ہر ایک حامی میرا شریک ہے۔ ایسی زبان ہمیشہ غیر عقلمندانہ خیال کی گئی ہے اور بدبروں نے اُسے ہمیشہ ناپسند کیا ہے۔ چونکہ میں صدق دل سے صلح کا حامی ہوں میں لارڈ مالکسبریری کے ساتھ ہو کر کتا ہوں کہ میل جول سخت زبانی اور ملاپوں سے نہیں ہو کر تا اور مجھے یقین ہے کہ میں اس پارلیمنٹ کی رائے بیان کر رہا ہوں اور اگر اس پارلیمنٹ کی رائے نہیں بیاں کر رہا تو کم سے کم انگلستان کی ایک بڑی جماعت کی رائے تو ضرور بیان کر رہا ہوں جب کہ میں وزیر اے کی بے ضرور اور بغیر اشتغال دلائی ہوئی اعلیٰ اہمیتوں پر جو امن و صلح کے راستہ میں موانع پیدا کرتی ہیں نالہ و بکا کرتا ہوں۔“

صفحہ ۱۷

” میں خیال کئے جاتا ہوں اور جب تک اپنی رائے بدلنے کے لئے اُن وجوہ سے جو رائٹ آرمیڈ فینٹین نے آج کی رات پیش کی ہیں بہتر وجہ دیکھ نہ لوں میں خیال کرتا ہوں گا کہ وہ سنا ہو گا کہ بانی فساد انگلستان تھا اور اسٹوڈ اور پردیشیا کی بابت کیا کوئی ایک شخص بھی ایسا ہے جو ایک لمحہ کو اس بات میں کلام کر سکتا ہو کہ وہ بانی فساد نہ تھے۔ رائٹ آرمیڈ فینٹین کے لئے ایسے صاف اور قطعی تحریری ثبوت کے خلاف جن پر بہت دفعہ اور نہایت پورے طور پر بحث ہو چکی ہے ایک طولانی اور نمائشی تقریر کرنا بیکار و بے فائدہ ہے۔“

” صاحبو میں رائٹ آرمیڈ فینٹین کی ذرا ذرا سی تفصیلات پر جو اُنھوں نے پہلی

بنارس و سوا کی نسبت وینا مناسب خیال کیا ہے بحث نہیں کرنا چاہتا لیکن اس سٹریٹ پر چڑھنے کے بانی فساد ہونے کی نسبت کوئی شخص بھی جس نے ذرا بھی تکلیف کر کے اس مضمون پر غور کیا ہے شک نہیں کر سکتا۔ اُن کی جملہ کارروائیوں سے بڑھ کر کوئی شے محاصرہ نہیں ہو سکتی۔ کیا انھوں نے فرانس سے یہ علانیہ نہیں کہا کہ وہ اُس کے اندرونی معاملات بھتے بیرونی معاملات نہیں تھے جن کی وجہ سے اُن دونوں نے باہم تھپہ بندی کی۔ ذرا اُن اعلانوں پر نظر ڈالئے جن کے بعد انھوں نے فرانس پر پریش کی اُن کے اُن اقراروں کو پڑھئے جو انھوں نے باہم کئے اور کہا کہ ہمارا جنگ کرنا حق ہے جانب ہے۔ انھوں نے یہ عذر نہ کیا کہ اُن کو فرانس کی بلند نظری یا اُس کی فتوحات سے خوف تھا یا اُس نے اپنے ہمسایوں کو مستیابھا بلکہ انھوں نے فرانس پر اپنی الزام قائم کیا کہ اُس نے اپنی طرز حکومت کو نئی وضع پر قائم کیا ہے۔ انھوں نے فرانس کی ملک گیری کا ذکر نہیں کیا۔ انھوں نے تو فرانس کی سڑکوں اور جاعتوں کا جو پیرس میں تھیں ذکر کیا ہے۔

”صاحبو اب رہا خاندان بوربون کا بحال ہونا۔ تو اگر یہ فرانس کے لوگوں کی خواہش ہو تو میں ایک بوربون خاندان کیا کسی خاندان کی بادشاہی کے متعلق پورا اظہارِ رضا مندی کرنے کو تیار ہوں۔ میں خیال کرتا ہوں کہ فرانس کے لوگوں اور اسی طرح دوسرے ملک کے باشندوں کو اپنی وہی وضع حکومت رکھنا چاہئے جس کو وہ سب سے زیادہ پسند کریں اور میری رائے میں وضع حکومت یا وہ اشخاص جن کے ہاتھ میں وہ حکومت ہو اُس قوم کے ساتھ ہماری صلہ یا میل جول سے رہنے میں روک نہیں ہونا چاہئے۔ لیکن حیثیت ایک انگریز ہونے کے اور انگریزی خیالات سے تحریک کئے جانے کے میں یقیناً خواہش نہیں کر سکتا کہ بوربون خاندان فرانس کے تخت کا پھر بادشاہ ہو۔ میں یہ کہتا ہوں کہ میں وہ شخص نہیں ہوں کہ کسی خاندان کی طرف سے بداندیشی کروں۔ مجھے بوربون خاندان کی طرف سے ہمدردی ہے اور اُن کی مصائب کو غربت کی نگاہ سے دیکھنا

لیکن چونکہ میں انگلستان کا بھتی خواہ ہوں میں یہ خواہش نہیں کر سکتا کہ بوربون خاندان کو وہی اختیارات پھر ملیں جن کا انھوں نے بجا استعمال کیا ہے۔ مجھے یہ بات نہیں بھول سکتی کہ گذشتہ صدی کی تاریخ صرف ان لڑائیوں اور ان مصائب کی ایک داستان ہے جو بوربون خاندان کی بے چین بلند نظری۔ سازشوں اور فریبوں سے پیدا ہوئی تھیں۔

”لیکن آپ کہتے ہیں کہ آپ نے صلح سے انکار نہیں کیا ہے۔ آپ نے ایک حالت بیان کی ہے جس میں آپ فوراً صلح کے لئے تیار ہیں اور یہ حالت بیان کی ہے کہ بوربون خاندان بحال کرو یا جاوے لیکن اسی کے ساتھ آپ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ ناگزیر شرط نہیں ہے اور پھر آپ محل زبان میں جسے میں نہیں سمجھتا یہ بھی کہتے ہیں کہ محدود امکان اور بھی ہیں جن سے صلح ہو سکتی ہے اور وہ بوربون خاندان کے بحال ہوئے بغیر آپ کو صلح کی ترغیب دے سکتے ہیں۔ لیکن کیا آپ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ وہ محدود امکان کون سے ہیں۔ اب صاحبو میں کہتا ہوں کہ اگر آپ ایک حالت پیش کریں جس پر آپ بیان کریں کہ آپ فوراً صلح پر راضی ہیں اور اسی کے ساتھ آپ یہ بھی کہیں کہ اور بھی ایسی محدود ممکن حالتیں ہیں تو سو اے اس کے آپ کی باتوں کا اور کیا نتیجہ ہو سکتا ہے کہ آپ ایک ناگزیر شرط کے سوا اور کچھ بیان نہیں کرتے۔

”صاحبو آج کی شب سوال کیا ہے؟۔ یعنی ہم سے یہ بات چاہی گئی ہے کہ وزیرا کے اس انکار کے بارہ میں تائید کریں جو انھوں نے ایک صاف۔ سچی۔ مودبانہ۔ دوجہ صلح کے خلاف کیا ہے اور لڑائی جاری رکھنے کی بابت ان کی ہاں میں ہاں ملائیں۔“ تو صاحبو میں اپنی تقریر ختم کر چکا میں نے اپنی رائے آپ پر ظاہر کر دی۔ جیناں کرتا ہوں کہ آپ کو اس درجہ مست صلح کے جواب میں جو ایماذارنی اور خوبی کے ساتھ کی گئی تھی ملائم۔ صاف اور واضح جواب دینا چاہئے تھا۔ ہاں اگر آپ کی یہ خواہش تھی کہ اس صلح کے پیغام میں سب بادشاہ جو فرانس کے خلاف تھے شریک کئے جاتے

کہ صلح عام طور سے ہوتی تو آپ کو لازم تھا کہ بونا پارٹ کو اسی طرح مطلع کر دیتے لیکن مجھے یقین ہے کہ آپ کو خوف تھا کہ بونا پارٹ اس پر راضی نہ ہوگا۔

ان دلائل کی تردید میں ولیم پیٹ نے بڑی پرزور اور فصیح تقریریں یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ رعایا کی مجالس جو فرانس میں قائم ہوئی تھیں اور جن کو ولیم پیٹ نے اس وقت مخالفین سرکار اور خود سر کے نام سے موسوم کیا یورپ کے ہر ایک بادشاہ کے خطہ کا پابند تھیں۔ اور اُس نے اصرار کیا کہ نپولین کے پیغام صلح پر فوراً انکار نہ ہونا چاہئے تھا، آخر دم تک جنگ ہونا چاہئے تھی۔ ولیم پیٹ نے آخر میں کہا کہ ایسے حالات میں اگر ہم پورے انتظار سے کوشش کریں گے تو ہمارے مقاصد برائے کی پوری امید ہے۔ لیکن اگر بغرض محال ہم کو اپنی بڑی بڑی امیدوں میں ناکامی بھی ہوئی تو احوالے جنگ سے آئیں تو ہم کو ضرور کچھ نہ کچھ مل ہی رہیگا۔ جنگ کا ہر ایک ماہ گواہ اپنے تلخ کے اعتبار سے مخالفین سرکار کو نیست و نابود نہ بھی کرے لیکن اتنا تو ضرور ہوگا کہ وہ اتنے کمزور اور تنہا ہو جائیں گے کہ ہم کو پہلے کے مقابل میں زیادہ امن و حفاظت حاصل ہو جائیگی۔ ان سب وجوہ پر غور کرنے سے یہ وقت ایسا نہیں ہے کہ یہ بات ہمارے مقاصد اور ہمارے فرائض کے مطابق ہو کہ ہم موجودہ فرانس کے حاکم کے پیغام صلح پر توجہ کریں۔

برٹش پارلیمنٹ میں وزیر اس کے ساتھ ۲۶۵ رائے جنگ کرنے پر موافق تھیں اور ۴۴ جنگ کے خلاف تھیں۔ پس نپولین کے پیغام صلح کو ایسی حقارت کے ساتھ نامنظور کیا گیا اور پھر اس پر ایسا ہتھیاری سے جس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں موجود نہیں خود انھیں دزدانے تمام قوموں کے کان اس اعلان سے ہرے کر دیے تھے کہ ”بونا پارٹ اپنے شوق جنگ اور بلند فطری کی نہ سمجھنے والی سپاس کی بدولت یورپ میں فوجی زبردستی کا طوفان برپا کر رہا ہے“ اور لطف یہ ہے کہ یورپ اور امریکہ میں اب بھی ہزار ہا آدمی ایسے موجود ہیں جن کے دلوں سے اس مذہب کا گرا اثر دور نہیں کیا جاسکتا۔

لیکن دنیا کی بازی گاہ میں آزاد لوگوں کی ایک نئی قوم آرہی ہے اور وہ اس جمہور کے حقوق کی ہمسری کے سورا حامی کے ساتھ انصاف کریگی۔

جس دن چین نے انگلستان کو پیغام صلح بھیجا اسی روز اُسی مضمون پر ایک مراسلہ آسٹریا کے شاہنشاہ کے نام بھی بھیجا۔ اُس کی لفظیں حسبِ ذیل تھیں۔

”اٹھارہ ماہ باہر رہنے کے بعد یورپ کی واپسی پر میں نے دیکھا کہ فرینچ ریکل اور جہاں پناہ میں شعلہ جنگ پھر مشتعل ہو گیا چونکہ میں سچی کے خیالات سے بڑی ہوں میری پہلی خواہش یہی ہے کہ فوری موت کی جائے۔ ہر پہلو پر نظر ڈالنے سے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ دوسری جنگ میں بے شمار فوجیں جن کی زیادہ لیاقت کے ساتھ رہنمائی کی جائیگی۔ یہ تو اس کی تعداد کو اُس تعداد سے جو ابتدا سے جنگ سے اب تک شمار ہوئی ہے سہ چند کر دیگی جہاں پناہ کے ارادے سے میں واقف ہوں اور اگر میرے پیغام صلح پر توجہ کی گئی تو دونوں طاقتوں میں اتحاد ہو جائیگا۔“

”پہلے تعلقات کے اعتبار سے جو میرے دل میں جہاں پناہ کی طرف سے ہیں مجھے معلوم ہے کہ جہاں پناہ نے میرا ذاتی لحاظ کیا ہے اس لئے میں یقینی ہوں کہ اس پیغام صلح میں جو میں پیش کرتا ہوں جہاں پناہ ملاحظہ فرمائیں کہ مجھے حضور کے لحاظ مذکور کا گونہ بدل کرنے کی خواہش ہے اور میں جہاں پناہ کو یقین دلاتا ہوں کہ ذات والا کا مجھے بڑا بھلا پاس و خیال ہے۔“

اس مراسلہ کا جواب آسٹریا نے نرم الفاظ میں دیا جن کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنے رفیق انگلستان کے مشورہ پیروہ صلح کے بارہ میں کوئی کارروائی نہیں کر سکتا۔ اس طرح چین کی جبرکوش کہ جنگ کی برادیاں ٹل جائیں ناکام رہی۔ اس نتیجہ کی پہلے سے توقع تھی۔ چین لین کو اُس بے رحم دشمنی سے جس سے یورپ کے متحدہ بادشاہوں نے جمہوری تختِ اٹل دینے کے منصوبے کئے تھے اور اُس ملک عداوت سے جس سے

کہ صلح عام طور سے ہوتی تو آپ کو لازم تھا کہ یوناپارٹ کو اسی طرح مطلع کر دیتے لیکن مجھے یقین ہے کہ آپ کو خوف تھا کہ یوناپارٹ اس پر راضی نہ ہوگا۔

ان دلائل کی تردید میں ولیم پیٹ نے بڑی پرزور اور فصیح تقریریں یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ رعایا کی مجالس جو فرانس میں قائم ہوئی تھیں اور جن کو ولیم پیٹ نے اس وقت مخالفین سرکار اور خود سر کے نام سے موسوم کیا یورپ کے ہر ایک بادشاہ کے نقطہ نگاہ سے تھیں۔ اور اس نے اصرار کیا کہ پولین کے پیغام صلح پر فوراً انکار ہونا چاہئے تھا اور آخر دم تک جنگ ہونا چاہئے تھی۔ ولیم پیٹ نے آخر میں کہا کہ ایسے حالات ہیں اگر ہم یورپ سے استفادہ سے کوشش کریں گے تو ہمارے مقاصد برائے کی پوری امید ہے۔ لیکن اگر بغرض محال ہم کو اپنی بڑی بڑی امیدوں میں ناکامی بھی ہوئی تو اب اسے جنگ سے آخر میں تو ہم کو ضرور کچھ نہ کچھ مل ہی رہیگا۔ جنگ کا ہر ایک ماہ گواہ اپنے تلخ کے اعتبار سے مخالفین سرکار کو نیست و نابود نہ بھی کرے لیکن اتنا تو ضرور ہو گا کہ وہ اتنے کمزور اور تہی دست ہو جائیں گے کہ ہم کو پہلے کے مقابلہ میں زیادہ امن و حفاظت حاصل ہو جائیگی۔ ان سب وجوہ پر غور کرنے سے یہ وقت ایسا نہیں ہے کہ یہ بات ہمارے مقاصد اور ہمارے فرائض کے مطابق ہو کہ ہم موجودہ فرانس کے حاکم کے پیغام صلح پر توجہ کریں۔

برٹش پارلیمنٹ میں وزیر اس کے ساتھ ۲۶۵ رائے جنگ کر سنے پر موافق تھیں اور ۶۴ جنگ کے خلاف تھیں۔ پس پولین کے پیغام صلح کو ایسی حقارت کے ساتھ نامنظور کیا گیا اور پھر اس پر ایسا ہتھیاری سے حملہ کر لیا گیا کہ تاریخ میں موجود نہیں خود انھیں دزدانے تمام قوموں کے کان اس اعلان سے برے کر دیئے تھے کہ ”یوناپارٹ اپنے شوق جنگ اور بلند نظری کی نہ سمجھنے والی پیاس کی بدولت یورپ میں خوریزی کا طوفان برپا کر رہا ہے“ اور لطف یہ ہے کہ یورپ اور امریکہ میں اب بھی ہزار ہا آدمی ایسے موجود ہیں جن کے دلوں سے اس مذہم بہتان کا گرا اثر دور نہیں کیا جاسکتا۔

لیکن دنیا کی بازی گاہ میں آزاد لوگوں کی ایک نئی قوم آرہی ہے اور وہ اس جمہور کے حقوق کی ہمہری کے سورا حامی کے ساتھ انصاف کریگی۔

جس دن نیولین نے انگلستان کو پیغام صلح بھیجا اسی روز اسی مضمون پر ایک مراسلہ آسٹریا کے شاہنشاہ کے نام بھی بھیجا۔ اُس کی لفظیں حسب ذیل تھیں۔

”اٹھارہ ماہ پہلے کے بعد یورپ کی واپسی پر میں نے دیکھا کہ فرینچ ریپبلک اور

جہاں پناہ میں شعلہ جنگ پھشتعل ہو گیا چونکہ میں سنی کے خیالات سے بری ہوں میری پہلی

صفحہ ۱۴۳

خواہش یہی ہے کہ غوریزی موقوف کی جائے۔ ہر پہلو پر نظر ڈالنے سے مجھے معلوم ہوتا

کہ دوسری جنگ میں بے شمار فوجیں جن کی زیادہ لیاقت کے ساتھ رہنمائی کی جائیگی مقتول

کی تعداد کو اُس تعداد سے جو ابتدا سے جنگ سے اب تک شمار ہوئی ہے سہ چند کر دیگی

جہاں پناہ کے ارادے سے میں واقف ہوں اور اگر میرے پیغام صلح پر توجہ کی گئی تو دونوں

طاقتوں میں اتحاد ہو جائیگا۔

”پہلے تعلقات کے اعتبار سے جو میرے دل میں جہاں پناہ کی طرف سے ہیں مجھے

معلوم ہے کہ جہاں پناہ نے میرا ذاتی لحاظ کیا ہے اس لئے میں یقینی ہوں کہ اس پیغام صلح

میں جو میں پیش کرتا ہوں جہاں پناہ ملاحظہ فرمائیں کہ مجھے حضور کے لحاظ مذکور کا کوئی بدل

کرنے کی خواہش ہے اور میں جہاں پناہ کو یقین دلاتا ہوں کہ ذات والا کا مجھے بڑا احساس

پاس و خیال ہے۔“

اس مراسلہ کا جواب آسٹریا نے نرم الفاظ میں دیا جن کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنے رفیق

انگلستان کے مشورہ بغیر وہ صلح کے بارہ میں کوئی کارروائی نہیں کر سکتا۔ اس طرح نیولین

کی جملہ کوشش کہ جنگ کی بربادیاں ٹل جائیں ناکام رہی۔ اس نتیجہ کی پہلے سے توقع تھی۔

نیولین کو اُس بے رحم دشمنی سے جس سے یورپ کے متحدہ بادشاہوں نے جمہوری

تحت آٹ دینے کے منصوبے کئے تھے اور اُس ملک عداوت سے جس سے

یہ بادشاہ ایک جمہوری فرماں روا کو اپنے امرائی بادشاہوں کی براہوری میں داخل کرنے کا خیال کرتے تھے پہلے ہی سے آگاہی تھی۔

نپولین کے لئے اب سوائے اس کے کہ اپنے دشمنوں سے مقابلہ کرنے کی تیاری کرے اور کچھ باقی نہ رہے متحدہ بادشاہوں کو اس پرے کپتان کی ذکاوت کا پورا علم تھا جس سے اس نے دنیا کو اپنی فتوحات کی شہرت سے بھر دیا تھا اور انھوں نے ایسی افواج کھڑی کرنے کی کوششیں کیں اور نپولین پر اس شد و مد اور اتنے مختلف مقاموں سے حملہ کرنے کے انتظام کئے کہ وہ یعنی پریشیاں اور براہوہو جائے۔ آج ڈیوک چارلس جو نپولین کے عزم و ثبات کو عملی طور سے تجربہ کر چکا تھا صلح پر اصرار کرتا تھا لیکن انگلستان اور آسٹریا کو یقین تھا کہ فرانس روپیہ اور فوج کے اعتبار سے تہیہ دست ہو چکا تھا لہذا دوسری جنگ کے دوران میں قائم نہیں رہ سکتا تھا۔

باب نمبر دہم

فرسٹ کانسل کا دربار

صفحہ ۱۲۳

پولین کے نام کوئی پیچیدہ نام کا خط۔ پولین کا جواب۔ ڈچیز گاجی۔ پولین اور پورین کی گفتگو۔ فرسٹ کانسل کے مقابل یاد الفاظ۔ مائیسور ڈیفیو۔ دولت مند خاندانی جوان۔ فرسٹ کانسل کا بیٹا ضامن چلن۔ کوئی کریز کا ایک دن۔ اپنے دربار کو پاک کرنے میں پولین کی فوری کوششیں۔

اب بوربون نے پولین کو اسلئے رشوت دینے کی کوشش کی کہ وہ ان کو بادشاہ بنا دے۔ کونٹ آف پروونس *Count of Provence* نے جو بعد کو کوئی پیچیدہ نام کہلا یا پولین کو لندن سے صوبہ ذیل خط لکھا۔

جنرل تم کو ضرور معلوم ہے کہ ایک عرصہ دراز سے میرے دل میں بھاری بڑی غم ہے اگر میری شکستگی پر تم کو شک ہو تو تم اس عہدہ کو نامزد کرو جو تم اپنے لیے چاہتے ہو اور ان عہدوں کا بھی نام لکھ دو جو تم اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کے لئے

۱۷۹۱ء میں جب پولین ایسا بھیجا گیا تو یہی کوئی پیچیدہ نام، شاہ ہوا تھا۔ ۱۲ مترجم

پسند کرتے ہو۔ کووی کیس ٹھکین اور آرکولا کا فاتح سچی شان و عظمت پر رنگ براد شرت کو کبھی پہنچ نہیں دے سکتا۔ لیکن تم بڑے قیمتی لمحے ہاتھ سے کھو رہے ہو۔ ہم فرانس کی خوشی و خرمی مضبوط کر سکتے ہیں اور میں ہم کو لفظ اسلئے کہتا ہوں کہ ایسا ارادہ کرنے کے لئے مجھے بوناپارٹ کی حاجت ہے اور بغیر میرے بوناپارٹ یہ کام تنہا کر نہیں سکتا۔ تمام یورپ کی تم پر نگاہیں ہیں اور شان و عظمت تمھاری منتظر ہے اور اپنی رعایا میں صلح اور امن و چین قائم کرنے کے لئے میں بیکراہ ہوں۔“

نپولین نے بادشاہ انگلستان کی روش اختیار نہیں کی یہ خط اپنے وزیر کے حوالے کر دیا۔ اُس نے بڑے اخلاق اور نرمی سے اس کا جواب دیا اور یہ جواب اُس نے خود اپنے قلم سے لکھا۔

”مجھے آپ کا عنایت نامہ ملا۔ میں اُن ممنون کرنے والے الفاظ کی بابت جو اس عنایت نامہ میں لکھے ہیں شکر گزار ہوا۔ فرانس کی واپسی کے متعلق آپ کو اپنی سب امیدوں سے ہاتھ اٹھالین چاہئے۔ اگر آپ واپس آئیگی تو ایک لاکھ فرانسز کی لاشوں پر سے آنا ہوگا۔ اپنے اغراض کو اپنی رعایا کی خوشی اور اُس کے آرام و قربانی کر دیجئے اور اگر آپ ایسا کریگی تو تاریخ و انبی نور سے آپ کے چال چلن کی قدر کریگی یہ نہیں ہے کہ آپ کے خاندان کے مصائب سے میرے دل پر اثر نہ ہو۔ میں یہ سننے سے خوش ہوں گا کہ آپ کی علمدگی کی حالت میں آپ کے گرد جملہ سامان آرام مہیا ہیں۔“

بینی ڈکٹ آئرلڈ نے یہ ارادہ کیا تھا کہ مالک متحدہ امریکہ مروو و بادشاہ کو حوالہ کرے کہ

سالہ مالک متحدہ امریکہ میں جب جارج سیوم بادشاہ انگلستان کے خلاف انقلاب ہوا اور جبری حکومت قائم کرنے کو رعایا آنا وہ ہوئی تو سخت جنگ کے بعد رعایا غالب کی اس وقت تک توجہ نہ دے کہ یہ چاہا تھا کہ جارج سیوم کی حکومت بدستور قائم ہو جائے لیکن اُس کی پیشین گوئی ۱۲ مئی ۱۷۹۳ء

انقلاب کا خاتمہ کر دے لیکن پولین کے طریق بلند نظری میں ایسے شخص کی اقلید کرنا نہ تھا۔ بوربون خاندان نے یہ دیکھ کر براہ راست پیغام انعام بھیجے۔ سے تو کوئی نتیجہ ہوا نہیں لہذا اب زاپس چلی کہ عورتوں کی دلربائیوں سے پولین پر جادو کرنا چاہئے پانچویں فریب: حیرت کاچی جو بالکل حسین اور چالاک عورت تھی خفیہ قاصد بنا کر پولین کے دربار میں اس غرض سے بھیجی گئی کہ وہ اپنی چرب زبانی، مکر، اور سخت ادباً شانہ دلربائیوں سے پولین کو دام فریب میں لائے۔ جوزیفین جسے یام انقلاب تین بڑے بڑے وہ۔۔۔ پہنچ چکے تھے اور فرانس کے امیروں میں نشست و برخاست رہی تھی فریق شہزادی کی دلدلار تھی۔ وہ اپنے شوہر کی خیریت کے لئے رزنی رہتی تھی اور اسی فکر میں تھی کہ وہاں بسا ہونے کے آبرو بچا کر پولین خاندان کی فرانس کے تخت پر واپسی ہو جائے اور جہاں تک بون پرتہ شاہی کی طرز پر کرتی۔ اور تمام یورپ پر زاپس شاہی اس کو سچی وقت کو سمجھا۔۔۔ ٹھیکتا تھا۔

جوزیفین تک پہنچ جانے کی بہت آسانی سے رسائی ہو گئی۔ اب مرتبہ صبح کو ناشتہ کے وقت وہ بڑی زبانی سے کہنے لگی کہ چند روز ہوئے کہ فرانس پر دولس کے ستی لندن میں تھی کسی۔۔۔ اس سے پوچھا کہ اگر تم فرانس کے بادشاہ ہو پتہ پولین کے ساتھ کیا سلوک کرو گے۔ اس پر اس نے بوجہ دیا کہ میں اس کے فرانس کا کانسٹیبل (سلطنت میں سب سے بڑا احمدہ) مقرر کروں گا اور سب کچھ دوں گا جو وہ پسند کر لیا۔ اور پروڈیل میں بڑا شہنشاہ بننا دلوں گا اور اس پر پولین کا بت اس طرح بتایا کہ وہ بوربون بادشاہ کو اپنے ہاتھ سے تاج پہنا رہا ہو گا۔

یہ بات ختم ہی ہوئی تھی کہ پولین بھی اگیا اور جوزیفین نے فریاد فحشی سے نفیس اس کے سامنے دھرائیں پولین نے کہا "اور تم نے اس کا یہ جواب نہ دیا کہ اس مینار کی مینار فرسٹ کلاس کی لائٹ پر ہو گی۔"

یہ لفظ پہنچ کر موجود تھی اور اس نے پولین پر اپنے حسن و جہم اور تلق کے

تو چنانچہ سے حکم کیا۔ اس کے اطوار کی ادباً شانہ آزادی اور اس سر پر اجاد و قاصدہ کی دل آویزی نے فوراً فیائن کی ڈاؤ کو چمکایا لیکن نپولین اسی زمین نہ تھا جس میں ان حملوں کا پانی مڑتا۔
 ٹیچر کو اسی شب حکم دیدیا گیا کہ پیرس سے چلی جائے اور صبح ہوتے ہی وہ پولیس کی حرست میں فرانس کی سرحد کی طرف روانہ کر دی گئی۔

صفحہ ۱۲۴

یہ اکثر کہا گیا ہے کہ نپولین نے بوربون خاندان کو اس بارہ میں پیغام بھیجے کہ وہ اپنے حقوق شاہی اس کے حوالہ کر دیں۔ اس بیان کے متعلق نپولین نے کہا اسی بات بھلا کیونکر ممکن تھی۔ میرے لئے جو صرف اسی اصول سے فرماں روالی کر سکتا تھا جس نے بوربون خاندان کو تخت سے دھکے کیا تھا یعنی جمہوری فرماں روالی۔ یہ کیسے ممکن تھا کہ میں انھیں کے ذریعہ سے ان حقوق پر قبضہ کرنا چاہتا جو خود ان کے قتل کے انعام میں حاصل ہوئے تھے۔ ایسا کرنا تو اپنے قتل کا انعام مقرر کرنا تھا۔ یہ بات تو بچوں کی سمجھ میں آسکتی تھی اور نہایت ہی مضحکہ خیز تھی۔ اگر میں ایسا کرتا تو ہمیشہ کے لئے لوگوں کی نگاہ سے گر جاتا اور واقعہ یہ ہے کہ نہ تو میں نے بلا واسطہ یا بالواسطہ فرانس کے اندر یا اس سے باہر کبھی اس قسم کی کوئی بات کی۔

شاید یہ افواہ اس واقعہ سے اٹھائی گئی ہے کہ ایک مرتبہ فرانس اور پروشیا میں رابطہ دوستی تھا۔ پروشیا کی گورنمنٹ نے پوچھا کہ اگر بوربون شاہزادوں کو پروشیا میں رہنے کی اجازت دیجادے تو نپولین ناخوش تو نہ ہوگا اس پر نپولین نے جواب دیا کہ اُسے اس تجویز پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ چونکہ نپولین نے فوراً اپنی رضا مندی کا اظہار کیا تھا لہذا یہ پوچھنے کی بھی جرأت کی گئی کہ فرانسیسی گورنمنٹ ان شاہزادوں کو کوئی وثیقہ بھی دے سکتی تھی۔ نپولین نے جواب دیا۔ بڑی خوشی سے اس کا انتظام کیا جاسکتا تھا اگر پروشیا اس بات کی ذمہ داری کر لے کہ یہ شاہزادے خالص رہیں گے اور فرانس کی امن میں خلل انداز سازشوں سے محترز رہیں گے۔

لوئی سجدیم کی اس آخری کوشش کو جو اُس نے تاج حاصل کرنے کے لئے کی تھی کچھ بہت دن نگذرے تھے کہ نپولین بیورین کے ساتھ شام کو اپنے دل پسند باغ املین میں ٹل رہا تھا۔ طبیعت اُنک پر تھی کیونکہ جلد معاملات بڑی کامیابی سے ہو رہے تھے۔

اُس نے بیورین سے پوچھا: "بیورین میری بیوی نے بوربون خاندان کا کبھی تم سے ذکر کیا ہے؟"

بیورین نے جواب دیا: "نہیں جنرل۔ مجھ سے کبھی ذکر نہیں کیا۔"

نپولین نے کہا: "لیکن بیورین جب تم جوزیفائن سے باتیں کرتے ہو تو میں دیکھتا ہوں کہ تم تھوڑا اُس کی رائے کی طرف جھکے ہوئے ہوتے ہو۔ اب اس وقت تم مجھے بتاؤ کہ تم بوربون خاندان کی کیوں واپسی چاہتے ہو۔ اُن کی واپسی سے تم کو کوئی نفع نہیں ہے۔ تم کو اُن سے کوئی توقع نہیں ہو سکتی۔ اُن کی نگاہ میں تم کوئی چیز نہیں ٹھہر سکتے اور تمھارے لئے کوئی امید نہیں کی جاسکتی سوائے اس کے کہ تم ایک ادنیٰ عمدہ پر پڑے ہو۔ اور کیا تم نے کوئی ایسا شخص دیکھا ہے جس نے بادشاہوں کے یاں صرف نیت کے ذریعہ سے بڑے مرتبے پاے ہوں؟"

بیورین نے جواب دیا: "جنرل میں اس بارہ میں تم سے بالکل اتفاق کرتا ہوں۔ اور بوربون بادشاہ کے زمانہ میں مجھ پر کوئی عنایت نہ کی گئی اور نہ میں اتنا احمق ہوں کہ میں یہ خیال کروں کہ اُن کے زمانہ میں مجھے کوئی امتیاز عمدہ دیا جائیگا۔ لیکن میری نظر تو فرانس کے مقاصد پر جاتی ہے میں یقین کرتا ہوں کہ آپ کے اہتمامات تو اُسی وقت تک رہیں گے جب تک آپ زندہ ہیں۔ لیکن آپ کے کوئی اولاد نہیں ہے اور مجھے یہ بھی بمنزلہ یقین کے ہے کہ جوزیفائن سے آپ کے اولاد نہ ہوگی۔ پس اُس وقت جبکہ آپ نہ ہو گئے ہم کیا کرینگے ڈانس کا کیا ہوگا اور آپ نے انزیر بات کسی ہے کہ آپ کے بھائی اس قابل نہیں۔ نپولین نے یہیں پر بیورین کو روک دیا اور کہا: "ہے ہے۔ بیورین تم سچ کہتے ہو۔"

اگر میں تین برس اور نہ جیا کر اپنے کام کو ختم کر دوں تو تم لوگوں میں میرے رنے کے بعد لانی خانہ جنگیاں ہوں گی۔ میرے بھائی فرانس کے لئے موزوں نہیں۔ اُس وقت تمھارے بڑے بڑے جزلوں میں فساد ہونگے اور اُن میں سے ہر ایک یہ خیال کر لگا کہ میری جگہ کا وہی تخت ہے۔“

بیورین نے کہا تو اچھا جنرل جب آپ کی یہ سب مصائب پیش نظر ہیں تو آپ ان کا علاج کیوں نہیں کرتے۔“

نپولین نے جواب دیا۔ ”کیا تم کو خیال ہے کہ میں نے اس بات کو کبھی نہیں سوچا ہے لیکن اُن موانع کو کبھی تو دیکھو جو میرے راستہ میں ہیں۔ اگر بوربون بحال ہو گئے تو اُن لوگوں کا کیا ہونا ہے جنھوں نے انقلاب میں بڑی نمایاں کارگزاریاں کی ہیں۔ ضبط شدہ جاگیروں کا کیا ہوگا۔ جمہوری عہداری کا کیا ہوگا۔ جو بار بار لوگوں کے ہاتھ فروخت ہو چکی ہے اور اُن سب تبدیلیوں کا کیا ہوگا جو گذشتہ باؤسال میں ہو چکی ہیں۔“

بیورین نے کہا۔ ”لیکن جنرل مجھے ضرورت ہے کہ آپ کی توجہ اس بات پر دلاؤں کہ کوئی سچی ہم نے اپنے خط میں جو آپ کو لکھا ہے سب باتوں کے خلاف ذمہ داری جو کر لی ہے۔ جن کا آپ کو اندیشہ ہے۔ کیا آپ ایسے مرتبہ پر نہیں ہیں کہ جو شرائط آپ مناسب سمجھیں مقرر کر دیں۔“

نپولین نے کہا۔ ”بیورین بس۔ بوربون یہ خیال کرینگے کہ انھوں نے اپنے آبائی ملک کو پھر سے فتح کیا ہے اور جس طرح اُن کے جی میں آئیگا سلطنت کا انتظام کرینگے بڑے بڑے حلفیہ معاہدے۔ نہایت پکے وعدے زور و طاقت کے سامنے سے غائب ہو جاتے ہیں۔ کوئی سمجھ آدمی تو اُن کے وعدہ پر یقین لانے کا نہیں۔ اور بیورین میں نے تو اپنی رائے قائم کر لی ہے۔ اچھا اب اس جنھوں کو جاننا ہو۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ جیسا یہ عورتیں تم کو عذاب میں ڈالتی ہیں۔ ان کو اپنے سوئی تانگے میں مصروف

رہے نو اور مجھے چھوڑ دو کہ میں اپنے کام پر توجہ کروں۔“

بیورین نے بڑا زور دے کر کہا ہے ”عورتیں اپنے سوئی تاگے میں مصروف ہوئیں۔ میں نے اپنی میز پر لکھا۔ پولین نے اپنے کو شاہنشاہ بنایا۔ سلطنت پارہ پارہ ہو گئی۔ پولین کی لاش سینٹ ہینا میں ہے اور بوربون تخت شاہی پر بحال ہو گئے۔“ لیکن اب ^{۱۵۹} شہنشاہ میں کہا جاسکتا ہے۔ بوربون پھر جلاوطنی میں ہیں اور انویلدس کے گنبد میں پولین کی لاش آرام کر رہی ہے اور ایک قوم کی ٹھکانہ اریو نے اُس کو ایسا معطر کیا ہے کہ وہ کبھی خراب نہوگی۔ سلطنت پھر فرانس والوں کے ہاتھ میں ہے اور پولین کا خاندان پھر تخت نشین ہے۔

پولین کی غیر محدود ہرولریزی اُس کی فتوحات سے پیدا ہوئی تھی۔ یہ وہ ہرولریزی نہ تھی جو بدکاریوں کو ناز و نعمت سے پرورش کرنے اور خلق خدا کے نقصان کو تسلیم کر کے بے حیثیت سے چاہی جاتی ہے۔ پولین ہرگز فتنہ انگیز نہ تھا اُس کی فرماں روائی مصدقہ اصولوں کے ساتھ تھی۔

پولین نے کہا ہے ”باوشاہ کو ان بان کے ساتھ اپنی رعایا پر حکومت کرنا چاہئے اُس کو صرف رعایا کے خوش کرنے کی فکر ہونا چاہئے۔ رعایا کا محبوب بننے کے لئے سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ رعایا کی بہبودی کے طریقے مضبوط و محفوظ رکھے جائیں۔ باوشاہ کے لئے اس سے زیادہ خطرناک کوئی شے نہیں ہے جتنا کہ اُس کا رعایا کو بھڑکانا۔ اگر بعد کو رعایا سب چیزیں اپنی مرضی کے موافق نہیں پاتی ہے تو وہ ناراض ہو جاتی ہے اور خیال کرتی ہے کہ وعدہ شکنی کی گئی۔ اور اگر اُس وقت رعایا کا مقابلہ کیا جاتا ہے تو

۱۵ چونکہ پولین نے جو تین کو بعد میں برنات کر دیا تھا اسلئے بیورین نے پولین کا دشمن ہو گیا اور اُس نے پولین کا کارنامہ نکاح کرنا ہی جی۔ کے پھوپھے پھڑپھڑے۔ چنانچہ اس وقت میں جی وہ پولین پر چوٹ کر گیا ہے۔ مردود برے ہی جملہ میں مصنف نے اُس کو جواب دیا یہ ہے ۱۲ مترجم

اُس کی لغزت میں اُسی نسبت سے زیادتی ہوتی ہے کیونکہ وہ خیال کرتی ہے کہ اُس کو غلامی دی گئی۔ لاکلام بادشاہ کا پہلا فرض یہ ہے کہ رعایا کی خواہشوں سے موافقت کرے۔ لیکن رعایا کے منہ سے وہ باتیں جو نکلتی ہیں اُس کی خواہشیں نہیں ہوتیں۔ رعایا کی خواہشیں اور اُس کی حاجتیں ویسی اچھی طرح نہ، اُس کی زبان سے سمجھ میں نہیں آسکتیں جیسی کہ بادشاہ خود ان خواہشوں کو سمجھ سکتا ہے۔

(۱۴۵)

نیپولین نے یاد رکھنا، اسکے قابل لفظوں میں کہا ہے۔ جو نیپولین کے چال چلن کا سچا اندازہ کرنے میں کبھی مجھ کو نہ چاہئے۔ قوم، حجام و بیکر کا عہدہ حکومت اختیار کرنا چاہئے۔ فرانس کو ایک قوی حاکم کی ضرورت تھی۔ فرانس اُسی حالت میں تھا جیسے کہ روم تھی جبکہ ایک با اختیار حاکم اعلیٰ کی ضرورت کا اعلان کیا گیا۔ یورپ کی سب سے قوی طاقتیں انگلستان کے زمرے سے ریپبلک کو نیت و نابالو کرنے کے لئے جھٹوں پر جھٹے باندھ رہی تھیں اور ان جھٹوں کا کامیابی سے مقابلہ کرنے کو یہ بات ضروری تھی کہ تہامی فرانس کے غم و اذیتاں اُس حاکم اعلیٰ کے قبضہ اختیار میں ہوں۔

”میں نے کبھی فتح نہ پائی جب تک کہ اپنی حفاظت کی خاطر جنگ نہ کی۔ یورپ نے فرانس اور اُس کے اصولوں کے خلاف کبھی جنگ کو موقوف نہ کیا۔ ہمارے لئے ضروری تھا کہ فاتح ہوں مفتوح ہوں۔ اُن فریقوں کے درمیان جن کی وجہ سے فرانس میں ہمیں برہمی پھیلی ہوئی تھی میری حالت ایسے شخص کی سی تھی جو ایک نہ کمرش گھوڑے پر سوار ہو اور وہ گھوڑا ہر وقت کج روی کی کوشش کرتا ہو اور اُس کو سید سے رستہ پر رکھنے کے لئے یہ سوار مجبور ہو کہ لگام کا اثر اُس کے منہ میں محسوس کرے۔ ایسے ملک کی فرماں رواں جو دنیا میں انقلاب سے ابھرا ہو۔ خارجی دشمن اُس کو جھکا رہے ہوں۔ اور اندرونی لگام اپنی سازشوں سے اُسے پریشان کر رہے ہوں بڑے غم و استقلال سے ہونا چاہئے تھی۔ اگر اس زمانہ سے زیادہ امن کا زمانہ میرا تو میری خود سر حکومت ختم ہو جاتی اور

جمہوری حکومت شروع کر دیتا لیکن باوجود اس بات کے کہ میرے خلاف علانیہ یا خفیہ جہد نہیں رہتا
ہمیشہ ہوتی رہیں تاہم یورپ کے تمامی ملکوں سے وائس میں حقوق کی برابری کا زیادہ لحاظ
رہا ہے۔

”میرے بڑے مقاصد میں سے ایک یہ مقصد بھی تھا کہ تعلیم ہر شخص کی دسترس
میں ہو جائے۔ میں نے ہر ایک مدرسہ ایسے اصول پر قائم کیا تھا کہ یا تو اس میں مفت تعلیم ہو
یا اتنی مختصر فیس کی ضرورت ہو کہ ایک عامی کا شکر بھی اپنے بچوں کو پڑھوا سکے۔ مینے
تمام قوم کے لئے عجائب خانے کھول دیے تھے۔ فرانسیسی قوم دنیا کی سب قوموں
سے زیادہ تعلیم یافتہ ہو جاتی۔ میری سب کوششیں قوم کو روشن خیال بنانے کے لئے
تھیں۔ یہ میرا خیال نہ تھا کہ جہات اور باطل پرستی سے میں اُن کو بہم بناؤں۔ انگریزوں
جو آزادی پر مہتمم ہیں وائٹلو کی نسخ پر انڈیوں سے روئینگے۔ یورپ کے لئے
وائٹلو کی جنگ اُسی طرح زہر قاتل تھی جس طرح پلٹی کی لڑائی روم کے لئے مہلک تھی۔
وائٹلو کی جنگ نے یورپ کو خود سر بادشاہوں کے ہاتھوں میں سر کے بل ڈال دیا
جنہوں نے بنی نوع انسان پر ظلم کرنے کے لئے جتن باندھا تھا۔“

اگرچہ نپولین قانون کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتا تھا اور اس بات کی ضرورت
سے بھی آگاہ تھا کہ قانونی سزاؤں کا پورا عمل درآمد ہونا چاہئے لیکن جب وہ عفو کے ذریعہ
سے مجرموں کی چارہ سازی کر سکتا تھا تو اُس کی خوشی کی کوئی انتہاء ہوتی تھی۔ پورین جس
کی شہادت پر کلام نہیں ہو سکتا کہتا ہے۔ ”جب کبھی نپولین کے راستہ میں ملکی حالت کی شد
ضرورت جس کے سامنے وہ ہر شے کو ذمعی قربان کر دیا کرتا تھا حائل نہ ہوتی تو اُسے
جانیں بچانے میں واقعی بڑی خوشی ہوتی تھی۔ وہ یہاں تک کیا کرتا تھا کہ خود اُنھیں لوگوں
کے سامنے اظہارِ شکر گزاری کرتا تھا جن کی وجہ سے اُس کو یہ خوشی میسر آیا کرتی تھی۔“
ایک فرانسیسی تارکِ وطن جس کا نام مائٹورڈ لئیو تھا گرفتار ہوا وہ مسلح تھا اور فرانس

کے مقابل جنگ کرنا تھا۔ یہ جرم بغاوت کا تھا اور اُس کی سزا موت تھی۔ ڈیفو فرانس کے نمائندہ مورخانان سے تعلق رکھتا تھا اور اُس کی معافی کے لئے بڑی مگرری سے عرضی پیش کی گئی۔

نپولین نے سختی سے جواب دیا کہ ”اس موقع پر رحم کی گنجائش نہیں کیونکہ جو شخص اپنے ملک کے خلاف جنگ کرتا ہے ایسا بچہ ہے جو اپنی ماں کو ہلاک کرنا چاہتا ہے۔“

اس پر اصرار کیا گیا کہ ڈیفو کا خاندان بڑی زار حالت میں ہے اور کہا گیا کہ ریمانہ فعل سے

ایک جماعت پر مفید اثر پڑے گا۔

نپولین نے ایک لمحہ سکوت کیا اور پھر کہا ”اچھا لکھو۔ فرسٹ کا اہل حکم دیتا ہے کہ ڈیفو کے معاملہ کی تجویز ملتوی کی جائے۔“

قتل کے التوا کا یہ پُر معنی حکم لکھا گیا اور نپولین کے دستخط ہو گئے۔ اور سبس کو بھیج دیا گیا جہاں یہ بہتست آدمی جھوس کیا گیا۔ دوسری صبح کو جب نپولین اجلاس پر آیا تو اُس نے فوراً کہا:۔

”میں ادھر کام نہیں کرنا چاہتا۔ سبس کو لکھ دو کہ فرسٹ کا سلسل کی خواہش ہے کہ ڈیفو فوراً راکرو یا جاوے۔ اب ڈیفو کے جی میں آئے تو اس کا بدلہ چاہے ناشکری ہی سے کیوں نہ دے۔ اور اس کا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں ہے۔ اب دوبارہ ایسا کرنا ڈیفو کے حق میں زیادہ مضر ہوگا۔ اور میرین۔ ایسے معاملات جب کبھی ہو اکریں تو تم بلا پس و پیش میرے سامنے کھدیا کرو۔ اور اکریں معاف کرو سینے سے انکار کرو لگا تو تم یہ سمجھ لینا کہ میرے اسکا میں سوائے انکار کے اور کوئی پہلو ہی نہ ہوگا۔“

نپولین کے مزاج میں نرمی اور استقلال عجیب انوکھے پن اور خوبی۔ سے منجملہ تھے۔

جب بیل واقع سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کے انصاف میں نفوذ ابھی نہ سکتی تھی:۔

ایک دو تین اشرف آدمی جس کی تیس برس کی عمر تھی ایک سو دو سال کی لڑکی سے شادی کی۔ یہ خیانت و عنف کی شادی تھی اور اس لڑکی کے رشتہ داروں نے اُس کے خیالات

کا کچھ لحاظ نہ کیا اور زبردستی گرجا کے قربان گاہ پر کھینچ لے گئے اور شاوی کر دی۔ اس لڑکی کو اپنے شوہر سے کوئی الفت نہ تھی۔ پس یہ جوان اُس سے عداوت رکھنے لگا اور بغیر اس بات کے ذرا سے ثبوت کے کہ وہ چلن تھی اُسے قتل کر دیا۔ یہ جوان گرفتار ہوا۔ مقدمہ کی عسست ہوئی۔ اور سر اسے موت کا حکم دیا گیا۔ چونکہ وہ خاندانی امیر زادہ تھا اُس کے لئے بڑے بڑے با اختیار لوگوں نے سفارش میں آمادگی کی۔ اور فرسٹ کانس سے معافی دلائے میں بہت کچھ زور لگایا۔ پولیس نے اس امیر کے حامی سفارش کرنے والوں سے حسب ذیل کہا :-

"میں اس آدمی کو کیوں معاف کر دوں۔ اُس نے اپنے زر کے بل سے یہ بات چاہی کہ ایک لڑکی اُس سے محبت کرنے لگے اور وہ اپنے اس کمینہ مقصد میں کامیاب ہوا اور اُس کو رشک پیدا ہو گیا۔ یہ رشک اُس کی محبت کا نتیجہ نہ تھا بلکہ اُس کی خود پسندی کا نتیجہ تھا۔ وہ قتل کے جرم کا مرتکب ہوا۔ قتل کی اُس کو کس شے نے تحریک کی تھی۔ اُس کی نبوت نے تحریک نہ کی تھی۔ وہ رحم کا مستحق نہیں ہے۔ امیر آدمی اپنے کو قانون کی دھڑ سے بالاتر خیال کرنے پر حد سے زیادہ مائل ہیں وہ دولت کو بڑی محافظہ خیال کرتے ہیں اس آدمی نے ایسا قتل کیا ہے کہ کوئی وجہ اشتعال کی موجود نہ تھی۔ اور اُس کو ضرور سر اسے موت برداشت کرنا ہوگی جس کا بڑے انصاف کے ساتھ حکم دیا گیا ہے۔ اگر میں اسے معاف کر دوں گا تو میرے اس بچا فعل سے تمام بیاہی ہوئی عورتوں کی جان خطرہ میں پڑ جائیگی۔ چونکہ قانون مظلوم مردوں کا محافظہ ہے پس ضرور ہے کہ وہ عورتوں کی بھی ویسی ہی حفاظت کرے جن کو شوہر اپنی ناپسندی۔ اپنے ذاتی اغراض۔ اپنے رشک۔ اور نئی آشنائیوں کی بدولت طلاقیں دیدیتے ہیں اور عدالت تک لے کر اور باضابطہ جرح کے متحمل ہونے سے بچتے ہیں۔

جو زلیفائیں کے بھی خیالات رحم نے اس وقت اُس کی عقل و تجویز پر قبضہ کر لیا تھا

اور چونکہ اس سمیت زدہ جوان کے بہت سے قریبی رشتہ دار جو زلیخا کو بہت سے دوست تھے۔ اُس نے پولین سے کہا ”جب سے تم اس بڑے اور غریب سے دوست ہو جس سے تم کو سب سے زیادہ بڑے اختیارات حاصل ہوئے ہیں یہ لی، درخواست ہے جو میں تم سے کرتی ہوں اور مجھے یقین ہے کہ تم انکار نہ کرو گے

پولین نے جواب دیا میں تمہاری یہ درخواست منظور نہیں کر سکتی۔ لیکن لوگوں کو معلوم ہو جائیگا کہ کسی نامتناہی فعل سے بڑے میں جو زلیخا کا لڑکا بن گیا۔ ستا تو بس میرے پاس ایسی درخواستیں آنا متوقف ہو جائیگی۔“

انگلستان۔ آسٹریا۔ روس۔ اور یورپ کی دوسری طاقتیں جہاں بادشاہ فرماں روا تھے۔ اب فرانس کے مقابلہ میں ایک ہو گئیں۔ شاہنشاہ پال۔ والی روس نے بہت سی فوجیں بھیج دیں کہ رپبلک پر حملہ کر کے میں وہ جتنے کی مدد کریں دس ہزار روسی فوج فرانسیسیوں کے ہاتھ میں قید تھی لیکن اُن حادثات کی وجہ سے جو فرانس واقع ہوئے تھے ہزاروں فرانسیسی بھی قید کے ہاتھوں میں اسیر تھے۔ یہودیوں کے تبادلہ کی تجویز پیش کی۔ آسٹریا کے بادشاہ نے انکار کر دیا۔ اور روسیہ نے مذہب کیلئے فرانسیسی قیدیوں کا اسٹریا کے قیدیوں کے ساتھ اگر وہ بون فید ہوتے تو تبادلہ کیا جاسکتا تھا اور اسی طرح انگلستان کے بار نے بھی یہ انکار کر دیا کہ یہ بات اُس کے اصول کے خلاف ہے کہ دوسری قوم کے قیدیوں کے معاوضہ میں اپنے فرانسیسی قیدیوں کو چھوڑ دے۔

اس پر پولین نے سینٹ جیمس (انگلستان) کے دربار کو بڑے استعجاب سے لکھا ”اے آپ روسیوں کی رہائی سے انکار کرتے ہیں۔ یہ وہی روسی ہیں جو آپ کے رفیق تھے اور جنہوں نے خود آپ کی فوجوں کے ساتھ شریک ہو کر خود آپ کے سپلائی ڈپلک آف یا کم کی ماتحتی میں جنگ کی تھی۔ اور اسی طرح آسٹریا کے بادشاہ

کو نیک نصیحت کے کلمات میں تحریر کیا کہ کیا تم اُن روسی سپاہیوں کو تادل کرتا اور اس کھانے کرتے ہو جن کے تم اہلی کی فتوحات اور ملک گیری کے متعلق ممنون احساں کے لئے جاتے۔ اتنے بہت سے فرانسیسی سپاہی قید کر کے تمہارے ہاتھوں میں دیدار میں لے کر بنوہ کرتا۔ نے گرفتار کیا تھا۔ ایسی نا انصافی پر مجھے غصہ آتا ہے اور پھر انھیں تحریکوں کی ترغیب دے رہا ہے۔

جو اُس کے فیاض چال چلن میں ہمیشہ نمایاں رہی ہیں اُس نے کہا: ”بہت اچھا۔ میں بلا کسی معاوضہ کے زار روس کے پاس ان روسی سپاہیوں کو بھیجے دیتا ہوں اور اُن معلوم ہو جائیگا کہ شیر مردوں کی میں کیسی قدر دانی کیا کرتا ہوں۔“

پولین نے جو کچھ کہا تھا بڑی عالی حوصلگی سے دہرایا۔ روسی افسروں کو فوراً اُن کی تلواریں عطا کر دی گئیں اور مقتید سپاہی ایکسلا شینل عدم مدد کے نام میں جمع کئے گئے۔ ان کو پوری نئی درویاں خود اُن کی دروویوں کی طرح دی گئیں اور فرانس کے بنے ہوئے عمدہ سے عمدہ اسلحہ سے وہ مسلح کئے گئے۔ پھر اُن کو باقاعدہ کمپنیاں اور ٹائلن بنانے کے لئے اُن کے افسروں کو اختیار دیا گیا اور اس طرح بڑی شامانی کے تحت یہ مسلح فوج انھیں بے شمار فوج میں دالپس کر دی گئی جو فرانس پر حملہ کرنے کو جمع ہوئی تھیں۔ اور یہ لکھنے سے خوشی ہوتی ہے کہ ایسی انوکھی عالی حوصلگی نا قدری کے ساتھ فراموش نہ کی گئی۔

شاہنشاہ پال۔ دالی روس کو آسٹریا اور انگلستان کی خود غرضی سے ایسی گھن آئی اور پولین کی بے نظیر فیاضی سے ایسا حیرت زدہ ہوا کہ وہ تجھ سے علیحدہ ہو گیا اور بڑی سرگرمی سے پولین کا مدد مانج گیا۔ اور خود اپنے ہاتھ سے پولین کو سب ذیل خط لکھا:-

”مٹری کانسلس۔ یہ خط میں تم کو اس لئے نہیں لکھا کہ خدو یا شہریوں کے حقوق پر بحث کروں۔ ہر ملک اپنی طرز فرماں روائی اپنی مرضی کے موافق منتخب کیا کرتا ہے۔“

جہاں کہیں کہیں گئے تھے وہاں کہیں گئے تھے جو یہ بات جانتا ہے کہ کس طرح فرماں روائی
 بناتے ہیں یہ راول، اس کی طرف گھنچ جاتا ہے۔ یہ خط لکھ کر اس
 کے ہوں کہ میں تمہارا نشان ہے جو اقوام کے ہر ایک ضمن قانون سے انحراف کرتا
 ہے۔ اس کی لافنی اور خود غلطی کے کوئی ہادی نہیں ہے ناخوش ہوں
 کہ اس قدر سے ساتھ تعلق ہونا چاہتا ہوں کہ اس طاقت کی ناانصافانہ کارروائیوں کا خاتمہ

میں روس کے ساتھ سے علامہ پہنچ گیا، پیرس میں اپنا وزیر پیکر فرانس کی نئی حکومت کو
 پہنچانے کے لیے اب پردہ تیار کے دربار میں ایک ایلی اس عرض سے بھیجا کہ اگر ممکن ہو تو
 اس طاقت کے ساتھ بعد دوستی پیدا کیا جاوے اس کام کے لئے ڈیوراک منتخب کیا گیا
 کہ ایک بار شیش میں زبان اور مندر بقلم یافتہ شخص تھا اور اس میں دوسری طرح طرح کی اور
 بیانیہ ترقی تھیں۔ چیراک۔ اعلیٰ اور مصر کی اہامات میں شریک تھا اور وہ بہت سے واقعات
 شہادت سے اپنی طرح آگاہ تھا۔ پردہ شیا کے فرماں روا سے ڈیوراک کی پہلی ملاقات
 فوری تھی۔ وہاں سے ہوئی اور وہ کمنہ گفتگو ہوتی رہی دوسرے روز بادشاہ کے ساتھ خاص
 میں شریک ہوئے کوئیوراک مدعو ہوا اور پردہ شیا کے بادشاہ نے کانسل کی فرمانروائی
 کے لیے چاہا

یہاں پہلے بہت رفیع الشان تہ پر پہنچ گیا تھا لیکن عادات و خصائل میں
 وہ سب سے زیادہ ترقی یافتہ تھے۔ اس کی حالت تھی اور اس کی اپنی خبری کے زمانہ کی دوستی
 تھیں۔ ان کے ساتھ بہت سے تھے۔ ان کے ساتھ وہ غایت ہی صفائی کے ساتھ لباس پہنتا تھا
 اور یہ میں اس میں سے رہا اور اخبار اسے سنا ہے جاتے تھے۔ پھر وہ دبا
 میں ان کے ساتھ بہت سے ملاقات پر تھا اور وہیں تک یا تو خود ان کے جواب لکھتا

یہاں پہلے

یا لکھواتا اس کے بعد وہ جوزیفائن اور ہورٹنس کے ساتھ کھانا تناول کرتا اور اس کھانے میں یا تو کوئی اُس کا مصاحب یا علما و فضلا میں سے دو ایک شریک کئے جاتے۔ پھر اس مختصر کھانے کے بعد وہ مجالس میں شریک ہوتا یا دفتروں کے محاسن وغیرہ کرتا۔ پانچ بجے شام کے وہ کھانا کھانے والے آتا اور معمولی موقعوں پر مندرہ منٹ سے زیادہ وہ دسترخوان پر صرف نہ کرتا۔ پھر وہ جوزیفائن کے کمرے میں جاتا اور یہاں دیر اور پیرس کے بڑے بڑے ممتاز شخصوں سے ملاقات کرتا۔

اپنے دربار کی ترتیب کے متعلق نپولین کا عزم بالجرم تھا کہ اطوار کی جملہ اور گیلوگ جنھوں نے زمانہ دلاز سے فرانس کے بادشاہوں کے محلوں کو خوار کر دیا تھا اور جو دین سیسی کے زائل ہونے کے زمانہ سے گندگی کے سیلاب کی طرح تمام فرانس میں پھیل پڑی تھیں قطعی موقوف کر دے۔ اُس نے ان عورات پر بہت سختی کی اگرچہ وہ بہت بڑے بڑے تہوں کی بھینس جنھوں نے اپنے لباس یا گفتگو کی آزادی سے اپنی طرف توجہ دلانا چاہی تھی یہ توقع کی گئی کہ شوہر اور ان کی بیویاں جماعت میں ساتھ ساتھ آیا کریں اور یہ ایسی بات تھی جس کی نظیر اب تک نہیں دکھائی گئی تھی اور اُس طرز معاشرت کے خلاف تھی جس کا رواج پڑ چکا تھا۔ اب تک تو یہ فرانس کا دربار بد وضعی میں آگے لگے تھا اور قوم اُس کے پیچھے پیچھے تھی لیکن نپولین کا خیال یہ تھا کہ پہلے ایوان شاهی میں اخلاق کی درستی ہونا چاہئے اور پھر وہ قوم کو زیادہ شائستہ اطوار کی طرف واپس کھینچ لے گا۔ اُس نے کہا بے شک بمشہدہ صبیحوں سے براعیب بادشاہ میں اوباشی ہے کیونکہ اسی کی وجہ سے وہ رعایا میں منت و فجور کا رواج ڈالتا ہے اس لئے کہ پھر رعایا بھی بادشاہ کو منیتہ کر دینے کے لئے ویسی ہی حرکات کرنے لگتی ہے۔ اس سے ہر ایک بدی توت پاتی ہے جس کی تمانیب نیکو کاری پڑ رہی ہے اور متعدد ہی مرض کی طرح بدکاریاں جماعت میں پھیل جائے انقلاب۔ اور محمد سر آنکہ ایک قوم کے لئے یہ نثر نڈا ہے۔

ایک مرتبہ ایک بڑے حلیل العتد درباری نے جو میراجب کے عہدہ پر سرافراز تھا یہ درخواست پیش کی کہ اُس کی بہو کو حاضری دربار کی اجازت دے دی جائے۔ یہ بلا کی حسین تھی اور اگرچہ اپنی سادگی دل آویز کے لئے مشہور تھی تاہم حضرت خواجی بیبیوں میں یہ سب سے پرفتن مینارہ تھی۔ وہ ایوان شاہی کے ہر ایک جلسہ میں شریک ہونے لگی۔ لیکن جب چلتی تو ایسی چلتی کہ پتولین کے سامنے آجاتی۔ اُس کی خوبصورت نشانی آنکھیں پتولین ہی پر چڑی رہتی۔ وہ آپس بھرتی شرماتی۔ لیکن با اہمیت رہتی ایسے ہی موقعوں پر کہ اُس پر پتولین کی نگاہ پڑتی رہے بعض اوقات وہ پتولین کی تصویر کے سامنے بیچو کھڑی ہو جاتی اور بہت دیر تک اُس کو بغور دیکھتی رہتی اور سر دھوپیں بھرتی۔ لہذا ہر اُس کا خسر اُس کی ان حرکات پر اظہارِ راضا مندی کرتا اور اس کجبت لیکن نہ روکے جاسکتے والے جذبہ کی شکایت بھی کرتا جو اُس کی بہو کے دل میں پتولین کی طرف سے اثر کر گیا تھا۔ اُس کا شوہر جو بنا بیت ہی رذالت سے اس سازش میں شریک تھا ان سب باتوں کو بڑی حکیمانہ بے توجہی سے دیکھتا تھا۔ اُس کی ماں بھی اس کارروائی میں مددگار تھی اور کستی تھی۔ یہ سب کچھ ہے لیکن۔ پتولین جیسے شخص پر اگر وہ مفتون۔ تو قابلِ معافی ہے۔ کچھ عرصہ تک پتولین نے اس سازش پر کوئی توجہ نہ کی لیکن اب یہ معاملہ ہر شخص کی زبان پر آنے لگا اور ضرورت ہوئی کہ اس کا تذکرہ کیا جائے۔

ایک شب مجلس ملی کے ایک جلسہ کے بعد جس میں پتولین میراجب تھا وہ کبے سریز کو ایک دیکھی میں ملحدہ لے گیا اور کہنے لگا۔ کبے سریز۔ میڈیٹیم۔ بی کی حرکات تو اب مجھ سے برداشت نہیں ہوتیں اور اُس کے رشتہ داروں کا چال چلن تو اُس سے بھی بدتر ہے۔ اُس کا خسر ایک بدنام آدمی ہے اور اُس کا شوہر ایک لب مدخیاں پہنچا شخص ہے۔ اور اس کی ماں ایک بڑی عیارہ مکارہ ہے۔ لیکن میں اُس تھے۔ پھر میں نے انہیں ہلاک نہیں ہوں۔ دیکھو ایک فاضلہ جو علانیہ کسب کراتی ہو میری رائے کو اس ریاکار

فاحشہ سے جس کے اغراض ہوں تو حصول زر کے۔ لیکن رقت انگیز پردہ میں اُن کو نہال کر سے بہت مرج ہے پس میری خواہش ہے کہ تم میرے میرے واجب سے کمد کہ میں نے ایک سال کے واسطے اُس کو برخواست کیا۔ اور اُس کی بیوی کو مطلع کر دو کہ چہ برس تک میرے دربار میں نہ آئے۔ اور اُن میاں بیوی دونوں سے خبر کر دو کہ اُن کو ایک دوسرے کی صفات کی تذروانی کا موقع دینے کے لئے میں انھیں رخصت دیتا ہوں کہ چھ مہینے تو سیلس میں رہیں اور چھ مہینے وائس میں رہیں چھ مہینے جرمنی میں جہاں اُن کا جی چاہے رہیں۔“

ایک اور موقع پر ایک لفٹ کرنل نے اپنی ترقی کے لئے پنولین کو درخواست دی اور اُس بے دین زمانہ کے حسب حال عرضی میں یہ بھی لکھا کہ اُس کی دو حسین بیٹیاں تھیں اور اگر اُن کے باپ پر رحمت خسروانہ ہوئی تو حضور میں حصول تذبوسی اور اظہار سپاس گذاری سے اپنے کو بڑا خوش نصیب خیال کریں گی۔

پنولین اس نہایت مذہب و اشارہ پر غضب آلود ہو گیا اور کہنے لگا کہ میرے جی میں آتا ہے کہ اس لفٹ کے رسالہ کے احکام پر میرے اس جی کو داخل کر دوں لیکن پھر نہ معلوم کون سی چیز مجھے اس خیال سے باز رکھتی ہے۔ اس امر کو اُس نے فوراً برخواست کر دیا کیونکہ تحقیقات سے اُس کو معلوم ہو گیا تھا کہ ایام انقلاب میں منجملہ قاتلوں کے ایک قاتل یہ بھی تھا اور روٹس پر کاٹا یا رہا تھا۔ پنولین کو یہ بھی معلوم ہوا کہ اُس کی دونوں بیٹیاں نیک نہاد اور قابل تھیں چنانچہ اُن بچاریوں کو اپنے باپ کی ذیل تجویز کی خبر بھی نہ تھی۔ پس اس نیت سے کہ باپ کی نرسا سے اُن بے گناہوں کو کوئی گزند نہ پہنچے پنولین نے اُن کے مختصر سے ویشیہ کو دیئے اور حکم دیا کہ پیرس سے وہ اپنے شہر کو چلی جائیں۔

فرانس کی تمام غریب مخلوق کے دل میں پنولین نے پورا گھر کر لیا تھا اور یہ لوگ پنولین کو

۱۰ فرانس کے انقلاب عظیم کے سرغنوں میں سے ایک سرغنہ مترجم ۱۱

اپنا خیر خواہ اور سچا حامی سمجھتے تھے۔ اور اب تک اُن کے عقیدہ کا وہی حال ہے۔ اور اس وقت بھی کوئی زندہ یا مروجہ بادشاہ ایسا نہیں ہے جو ایسی پرورش محبت سے یو کیا جاتا ہو جس طرح فرانس کے لوگ اب تک پولین کو یاد کرتے ہیں اور اس فخر کے اعتبار سے کوئی اُس کا نظیر نہیں ہے۔ اُس کا کوئی مقابل نہیں ہے۔

مارٹن ساروی اس بڑے جھگڑہ کی بابت جو حقوق رعایا کے حامی پولین اور یوپی کے خود سر بادشاہوں کے درمیان واقع ہوا تھا حسب ذیل اقرار کرتا ہے:-

”نیلپس کی بادشاہت کا چند سطور میں ذکر ہونا مناسب ہے۔ یہاں کا بادشاہ اسپین کے بوربون خاندان سے تھا۔ جیسا ہم پر سیرز نے ظاہر کر دیا ہے کہ نظرت انسانی بگاڑ کس ذیل حالت کو پہنچ سکتی ہے۔ اسی طرح اس خاندان نے بھی خوب اچھی طرح نمایاں طور سے ثابت کر دیا تھا کہ ان کا ذہن وفطرت کچھ سیرز سے کم خراب نہ تھے فردی نینڈا اپنے خاندان کے دوسرے لوگوں کی طرح صید افگنی اور تماشوں کا دلدادہ تھا اور کسی اور چیز کی اُسے پروا نہ تھی اور اُس کی ملکہ میں خاندان اسپرٹیا کی جگہ بدکاریاں بھری ہوئی تھیں جس میں نہ ان بدکاریوں کے گھٹانے کا مادہ تھا اور نہ ان کو نیکو کاریوں سے بدلنے کی صلاحیت تھی اور اگر اس ملکہ کو اپنے جی بھلانے کے موقع ملتے رہتے اور بادشاہ کے لئے سیرنگار کے سامان میاں رہتے تو انھیں اس بات کی کچھ پروا نہ ہوتی کہ محاصل کس طرح آتے ہیں اور کیونکر اُن کا انتظام ہوتا ہے۔ اور یہ قدرتی ہے کہ دربار میں منہ چڑھے لوگوں پر خاص عنایتوں کا دستور موجود تھا اور ار ذل بے باک رشوت ستانیوں جملہ محکمت میں پھیلی ہوئی تھیں۔ لیکن ان سے بہتر معاملات کا خیال بعض نیلپس والوں میں اپنے علم اور دیاہ خوش نصیب ملکوں کے ربط و ضبط کی بدولت موجود تھا۔ ان لوگوں نے بھی بات فطرتی ہے کہ آغاز انقلاب کے وقت فرانس پر نظر ڈالی اور انقلاب کے جملہ خطرات کے ایام میں اسی امید سے

خوش ہوتے رہے کہ فرانس کی مدد سے نیپلس میں بھی وہ نئے ڈھنگ سے معاملات کی ترتیب دے لینگے اور ایسا یقین کرنے میں وہ غلطی پڑتے کہ ان کی موجودہ فرماں برداری سے بدتر دنیا میں بدتر فرماں برداری نہ تھی۔ یہ سب آدمی جو تبدیلی کے جوہر تھے مخالفین سرکار کے عام لقب میں شامل تھے اور براعظم یورپ کے جملہ مخالفین سرکار سے انگلستان کو اس سے زیادہ نفرت تھی جتنی نفرت کے وہ مستوجب تھے۔ یورپ کے بہترین مقاصد کے لئے ان حالات سے بڑھ کر مضر کوئی دوسری حالتیں نہ ہو سکتی تھیں جنہوں نے براعظم یورپ کے کٹن، سابل اور طعنوں بادشاہوں کی انگلستان سے بڑی گارٹھی دوستی کر رکھی تھی اور پس اسی واسطے جو ان فرمانرواؤں کی رعایا جو آزادی چاہتی تھی انگلستان کی دشمن گردانی گئی تھی۔

یہ یہ اقرار و اقبال ہیں جن کے کرنے پر سادہ سی مجبور ہے اگرچہ یہ سب کچھ ہے کہ وہ امرایان انگلستان کا ہمدرد ہے۔ نیپولین کو بڑی عالی حوصلگی اور شرافت کے ساتھ مظلوم مخلوق سے ہمدردی تھی۔ وہ اصلاح میں ترقی کا خواہاں تھا لیکن وہ اندھے اور مجنون انقلاب کے کافی حالات دیکھ چکا تھا۔ وہ مخلوق کے حقوق کو بحال کرنا چاہتا تھا اور غضب انہوہ عوام کی بربادیوں اور لوٹ کھسوٹ سے ان کو بچانا چاہتا تھا اور اس غم سے اس کے عہد کی ہر ایک کارروائی قطعی مطابقت ہے۔ اس نے طوائف الملوک کی بدورت و رازیوں اور امرائی غضب و عنین کے گھیرناڑ کا کیسیاں مصنوعی سے مقابل کیا۔ اس طرح عجب دن کھلے اٹھاو کے ساتھ تاجداروں اور طوائف الملوک کے خواہاں عوام کے انہوہ نے نیپولین کے خلاف دوستی ہاتھ ملایا۔ اور نیپولین کو روٹوں آدمیوں کا محبوب ہوا۔

جس زمانہ میں نیپولین مصر میں تھا نیپلس کی رعایا نے یہ ارادہ کیا کہ بغیر قابل ہداشت ظلم کا جو اپنی گردنوں سے اتار کر پھینک دیں اس سے ملک پر تشدد ہو رہا تھا اور اس میں کچھ عرصہ تک لوگوں کو کامیابی بھی پوری رہی اور نیپلس کے آزاد ہو جانے کی بڑی قوی امید

تھی لیکن انگلستان - روس - اور خود نیپلس کے بادشاہ کی فوجیں ان جمہوریوں پر اس شدت سے ٹوٹ پڑیں کہ ان کی کوششوں کا خاتمہ ہو گیا اور ان مہمانِ وطن جمہوریوں کے گروہ نے دو مضبوط قلعوں میں پناہ لی۔ متحدہ افواج نے ان قلعوں کا محاصرہ کیا۔ یہ جمہوری نیپلسیوں اور روسیوں کے مگر سب اچھی طرح واقف تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ آزادی کے لئے کوشش کرنے والے جمہوریوں سے انگلستان ہمدردی نہ کرے گا۔ لیکن انھوں نے درخواست کی کہ ایک انگریزی انفریجیڈیا جاسے اور اُس کے سلسلے وہ اطاعت قبول کر لینگے۔ چنانچہ انگریزوں کے اس پاک معاہدے پر کہ ان کی جان و مال محفوظ رہے گی اور وہ ان کے بال - بچے بلا مزاحمت فرانس ہو چکا دیئے جائینگے جہاں ہمدرد فرانسیسی ان کی خاطر مدد کرتا کرینگے انھوں نے ہتھیار رکھ دیئے اور قلعوں کے پھانگ کھول دیئے اور اس معاہدہ پر تین متحدہ فوجوں کے افراد کے دستخط ہو گئے۔ کارڈیل رد فون نے نیپلس کے دیہاتوں کی حیثیت سے دستخط کئے اور گرانڈ می نے شاہنشاہ روس کی طرف سے اور کپتان فوٹ نے انگلستان کی جانب سے دستخط کئے۔

لیکن اسی وقت لارڈ نیپلس اپنے فوجی بیڑہ کو لے کر چلیج میں داخل ہوا اور اُس کے جہاز پر اُس کی جرم آئینڈی ہلٹن بھی تھی اور نیپلس کے بدنام بادشاہ اور ملکہ بھی موجود تھے نیپلس نے فوراً نقصِ عمدہ کا جھنڈا کھڑا کر دیا اور اعلان کر دیا کہ وہ باغیوں سے کوئی عہدہ روا نہ رکھے گا۔ صرف اس قدر ہو سکتا تھا کہ وہ بلا کسی شرط کے چاہیں تو اطاعت قبول کر سکتے ہیں۔ نیپلس کے کارڈیل نے اس نقصِ عمدہ کے خلاف بہت باتیں پیر پیڑی لیں لیکن پرنس الیزبت نے ان جتھوں پر کوئی توجہ نہ کی۔ اُس نے ان مظلوم جمہوریوں کو گرفتار کیا اور دودھ کو باہم ملا کر اپنے جہاز پر پائے جولاں کر دیا۔ نیپلس کے بادشاہ میں اتنی ہمدردی نہ تھی کہ وہ ان خوفناک تماشوں کو جواب پیش آنے والے تھے کچھ سے دیکھ سکتا چنانچہ وہ جہاز سے اتر فوراً اپنی ایوان کو لوٹا ہوا اور اپنی ملکہ اور نیپلس اور لیڈی الیزبت کو چھوڑ گیا کہ وہ اپنی خوشی کے موافق

جی کے پھمپھولے پھوڑیں۔ امین کتا ہے کہ بہت کثرت سے اشخاص مجرم تجویز کئے گئے اور قتل کئے گئے۔ جمہور کی سزا پانی نے عدالت فوج داری کی چرپر اسٹ کی خامی کو پورا کر دیا۔ بوڑھوں۔ عورتوں۔ مردوں۔ یا رتبہ کی کوئی تمیز نہ کی گئی۔ عورتیں۔ مرد اور سولہ برس کے گھجور اور ستر ستر برس کے بوڑھے ضعیف ایک حالت سے بچا ہنسی دیئے گئے۔ اور بارہ بارہ برس کے نابالغ لڑکے جلاوطن کئے گئے لیکن ہر ایک جمہوری نے اپنے مرنے پر وہ استعقال دجو المزدی کے ثبوت دیئے کہ دیکھنے والے اُن کی مصیبت دیکھ کر رحم سے گھٹیل گئے اور اُن کی ناشکری یا نمک حرامی کو جس کے وہ اس سے قبل مجرم تھے بھول گئے۔

سراپہا لڈاؤن شرفاکو چنپلس کے شاہ فوڈی ٹینڈ کے مکروہ ظلم سے نفرت کر رہے تھے ناسپاس نمک حراموں کے لقب سے ملقب کرنے کی اپنے کو اجازت دیتے ہیں لیکن اگر واشنگٹن۔ ایڈمس۔ اور ہینیکاک بھی اپنے ارادوں میں ناکام رہے ہوتے اور بچا ہنسی دے کر مارے گئے ہوتے تو ان کے بھی ناسپاس نمک حراموں کے لقب سے کلنگ کا ٹیکا لگا ہوتا اور وہی لوگ جو اپنے کو آزادی پسند قوم مکر ڈینگ مارتے ہیں اُن بچاروں پر انبار مطاعن لگا دیتے۔ جو ان ناسپاس نمک حراموں کے معاملہ کی تائید کرتے۔

امیر البجر کرکیسیولی جو نہایت ہی بے واع اور اثرات چال ملن کا شخص تھا جمہوری غول کے سرگروہوں میں سے ایک شخص تھا اور اُس کی عمر ستر برس سے زیادہ تھی۔ جبکہ صبح کے وہ گرفتار ہوا۔ دس بجے جھنڈہ والے انگریزی جہاز پر اُس کا مقدمہ ہوا۔ بارہ بجے وہ مجرم قرار دیا گیا۔ اور بچا ہنسی کا حکم صادر ہو گیا اور جہاز کے اگلے پال کی دھندلی میں اُس کو بچا ہنسی پر لٹکا دیا گیا۔ اس کے بعد اُس کی لاش کے ٹکڑے کئے گئے اور سمند میں ڈال دیئے گئے۔ اس امیر البجر نے لارڈ فیلسن سے درخواست

درخواست کی کہ اس کا مقدمہ از سر نو کیا جاوے کیونکہ اس کو جواب وہی کی تیاری کا قبضہ نہیں دیا گیا۔ لارڈ نیلسن نے یہ درخواست نامنظور کی۔ اس پر امیر البحر نے بڑی عاجزی سے درخواست کی کہ اسے گولی سے مار دیا جاوے کیونکہ پھانسی پر لٹکنے کی ذلت اس کے لئے بہت خوف ناک تھی۔ یہ استدعا بھی بڑی سختی کے ساتھ نامنظور ہوئی۔ اب آخری امید کے طور پر اس نے لٹننٹ پارکنسن کو جس کی حراست میں وہ تھائیڈی ہٹلن کے پاس بھیجا کہ اگر سفارش کرے۔ لیکن لیڈی ہٹلن نے لٹننٹ پارکنسن سے بے بس سے انکار کر دیا لیکن یہ نہایت بدکار عورت جمہوری امیر البحر کو پھانسی پر تشخی حالت میں لٹکا دیکھنے اور اپنا جی خوش کرنے کو ہزار کے عوض پر آئی۔ یہ بدی۔ کار گذاریاں تھیں جن کے صلہ میں لارڈ نیلسن نے نیلسن کے دربار سے الماسی قبضہ کی تلوار پائی تھی اور ڈوک آف بروٹ کا خطاب پایا تھا جس پر اس کو بڑا فخر تھا اور پچتر ہزار فرانک سالانہ کی آمدنی حاصل کی تھی۔

ایلسن کہتا ہے کہ ”ان ظالمانہ افعال کے متعلق نہ کوئی عذر پیش کیا جاسکتا ہے اور نہ پیش ہونا چاہئے۔ جس پہلو سے نگاہ کی جاتی ہے اس دردناک واقعہ میں نیلسن کی کارروائی غیر قابل معافی ہے“ سادہ سی کہتا ہے ”اس فعل کی پروہ پوشی کرنا بیکار ہے اور اس کو متصفانہ کارروائی کہنا بذاتی ہے۔ اس شخص کے لئے جو اس جرم میں شریک ہونا نہیں چاہتا سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں ہے کہ اس پر ذلت و استان کو عہم اور شرم ہی کے ساتھ لکھے۔“

اگر ایسی کارروائی نیپولین کے نام سے منسوب کی جاتی تو کیا کہا جاتا ہے کہ اپنی لٹننٹ شکستہ دل بیوی کو چھوڑ کر وہ ایک بد وضع عورت سے بچھنس گیا اور اس کی دلفریبیوں کا بندہ ہو کر اس نے نہایت ہی سنجیدہ عہد نامہ سے انحراف کیا اور شاہی نمک حرامی کے لمزوں کا گلہ گھونٹا اور مردوں عورتوں اور بچوں کو حوالہ کر دیا کہ خوفناک انبوجہ عوام کے

ہاتھوں سے وہ قتل کئے جاویں اور ان کی بے حرمتی ہو۔ اور باوجود اس کے سرکار
برطانیہ نیلین کے نام پر باؤگاریں قائم کرتی ہے اور نیولین کے نام کو بدنامی سے بھروسہ
کرنے کی کوشش کرتی ہے کیا اس نا انصافی کو دنیا کا فیصلہ صحیح مان لیا گیا۔ اور اس کے
جواب میں ہم بے پس و پیش کہہ سکتے ہیں۔ نہیں۔

۱۷ اسیں کہتا ہے ”یہ بات اس کی مستحق ہے کہ نیولین کی عالیٰ غنشی سے منسوب کی جائے کہ اس نے
اس مذہم فعل میں نیلین کے حصہ کو خفیت کرنے کی کوشش کی ہے اور اس کو اطلاع درون بخ اور
لیڈی سہلین کے عبود و لغوی سے منسوب کیا ہے۔“

باب نوزدہم

کوہستان آپس کا عبور

صفحہ
(۱۳۹)

انگلستان اور آسٹریا کے ازمرو حلقے - اعلان - مورہ کے ساتھ فیاضی - پولین کی
اپنے واسطے تجویزیں - انگریزی جو یہ تصویریں - گریٹ سینٹ برنارڈ کا دورہ - بڑی بڑی تیاریاں
سپاہیوں کی پرجوش جنگشیں - لوجوان دھقان۔



پولین نے یہ دیکھ کر کہ اُس کے پیغام صلح کو انگلستان نے حقارت و نفرت سے رد کر دیا
اور آسٹریا نے بھی انکار کر دیا اپنے معمولی عزم و بہمت سے متحدہ بادشاہوں کے حلقے روکنے
کی کوشش شروع کی۔ جیسے کہ وہ اپنے دربار میں ٹوٹی کریر کے ایوان کے درمیان بیٹھا ہوا
تھا ذرا افسانہ کی تہائی سرحدوں سے جتن کی بے رحم توپوں کی گرج اُس کے کانوں میں آ رہی
تھی۔ انگلستان کے مخالفانہ بیڑے انگلش چینل میں پھر رہے تھے اور فرانس کی تجارت کو
غارت کر دیا تھا۔ وہ فرانس کے ساحل پر مسلح تارکان و ملن کے گردہ آلود تھے تھے اور لورین
بادشاہوں کے معاونوں کو بڑے اسراف کے ساتھ روپیہ اور سامان حرب دے رہے تھے
تھے کہ خانہ جنگی پر آمادہ ہوں۔ وہ ہر ایک غیر محفوظ شہر میں گولے برساتے تھے۔ شمالی جزیرے

پہا رٹل رے بلیک فارسٹ میں ہوتا ہوا اپنی ڈیڑھ لاکھ فوج کے ساتھ دریائے رین پر پہنچا تھا۔ جس کی فوج میں جو بظاہر لافتح معلوم ہوتی تھی بڑے زبردست توپخانے اور عمدہ سے عمدہ رسالے تھے دوسری طرف اٹلی میں آسٹریا کا دوسرا سپہ سالار میل اس ایک لاکھ چالیس ہزار فوج کے ساتھ جس کے بازو پر انگلستان کی کل بحری فوج کی کمک موجود تھی بلیک کے مشرقی اور جنوبی کنارہ سے بڑھا چلا آ رہا تھا۔ فرانسیسی فوج جو شکست سے بیدل ہو گئی تھی اپنے دشمنوں کے سامنے سے ہٹ کر کوہستان آلپس میں گھس گئی تھی یا شہروں میں بند ہو گئی تھی جہاں محصور ہو کر اپنے گھوڑے اور بوٹ کے چڑے کھا رہی تھی۔ فرانس کی ہر ایک راس سے خواہ اس کے نیچے بحرِ روم موجزن ہو یا انگلش چینل انگریزی سمیٹنگ ونگی وینے والے جہاز نظر آ رہے تھے اور فرانس کا ہر طرف سے راستہ بند کر دیا تھا۔

قاعدہ ہے کہ ہر شخص کو اس کام کے کرنے میں جس میں اسے پوری وسنگاہ ہو لطف آتا ہے۔ نیولین اپنی حربی لیاقتوں سے پورا آگاہ تھا اس نے بڑی مروت اور قابلِ رحم انسانیت سے صلح کی درخواست کی تھی لیکن کوئی نتیجہ نہوا تھا۔ اب وہ بڑی خوشی اور آمادگی سے مسعد ہوا کہ اپنے کثیر التعداد دشمنوں کو ایسا تھیک کرے کہ ذرا معلوم تو ہو ایسے خوفناک غم و ہمت سے اس نے یہ کام کیا کہ اس کے دشمنوں نے اسے ایک لاکھ فوج کا خطاب دیا۔ جہاں وہ خود موجود ہوتا وہ تنہا ایک لاکھ سپاہیوں کی برابر شمار ہوتا۔

نیولین نے حسبِ ذیل اعلان دیا جو گل کی آواز کے مانند پھاڑوں اور گھٹیلوں میں گونج گیا۔

”اے فرانس کے باشندو۔ تم صلح کے لئے متروک رہے ہو۔ اور تمھاری گورنمنٹ نے تم سے بھی زیادہ سرگرمی کے ساتھ صلح کی جستجو کی ہے۔ اس دعا کے حاصل کرنے میں اس کی ابتدائی کوششیں اور اس کی سب سے زیادہ مستقل خواہشیں متوازی ہر

ہوتی رہی ہیں۔ وزیرانے انگلستان نے اپنی نامنصفانہ حکمت عملی کا مارفاش کر دیا وہ چاہتے ہیں کہ فرانس کے پرزہ بکھریں۔ وہ فرانس کی تجارت کو برباد کرنا چاہتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ یا تو فرانس کو براعظم یورپ کے نقشہ سے مٹا دیں یا اس کو ذلیل کر کے درجہ دوم کی طاقت کر دیں۔ انگلستان کی خواہش ہے کہ یورپ کی جملہ طاقتوں کو باہم محاصرت میں پھانس کر ان کے مال عنایت سے اپنے کو امیر بنالے اور تمام دنیا کی تجارت پر قبضہ کر لے۔ اس مدعا کے حصول کے لئے وہ زر پاشی کر رہا ہے اور بڑے مبالغہ کے ساتھ وعدے کرتا ہے اور اپنی سازشوں کو ترقی دے رہا ہے۔“

اس اعلان پر تمام قوم میں جوش جنگ پیدا ہو گیا۔ پولین فرانس کی عافیت اور فرانس کو اس کے دشمنوں پر مظفر و منصور کرنے کے خیال میں ایسا محو تھا کہ وہ اپنی حربی ناموری اور شہرت کو بھی بھول گیا اور رشک و حسد کے خیالات پر اس کی عالی حوصلگی ایسی غالب پڑی کہ اس نے ڈیڑھ لاکھ فوج ایسی کھڑی کی کہ جس میں فرانسیسی فوج کی اصل جان یعنی سو سو لڑائیوں کے بوجہ کار بہادر شامل تھے اور یہ سب فوج اس نے مورو کے حوالہ کر دی۔ یہ مورو فرانس میں صرف ایک شخص تھا جو پولین کا ہمسرہ بنا رہا تھا۔ پولین نے مورو کے سامنے ایک ایسی تجویز پیش کی جو خود پولین کے عزم و ثبات، دلیری، انددانت کے موافق تھی اور اس تجویز کی تکمیل سے مورو کی شہرت کی آب و تاب اور بھی زیادہ ہو جاتی۔ لیکن چونکہ مورو ایک محتاط جنرل تھا وہ اس تجویز پر عمل کرنے سے ڈرا اور اس نے ایک دوسری تجویز پیش کی جو شاید زیادہ محفوظ تھی لیکن جس سے لوگوں کے دلوں پر حیرت میں ڈال دینے والا اثر نہوتا۔

مورو کے ایک دوست نے پولین سے کہا ”آپ کی تجویز زیادہ عظیم الشان

اور زیادہ فیصلہ کرنے والی اور تیز زیادہ یقینی ہے لیکن مورد جیسے شخص کے زیادہ درہم اور احتیاط کرنے والے ذہن کے مورد نہیں ہے جو اس تجویز کو عمل میں لانے کو ہے۔ آپ کا طرز جنگ جدا ہے اور وہ سب پر فائق ہے۔ مورد کا طرز اور ہے اور اگرچہ آپ کے طرز سے یقینی کمتر ہے لیکن پھر بھی بہت اچھا ہے اُس کو اُس کی مرضی پر چھوڑ دیجیئے۔ اگر آپ اپنی رائے کا اُس پر زور ڈالیں گے تو اُس کی خود داری کے خیال کو مجروح کرینگے اور پھر اُس کا جی اچاٹ ہو جائیگا۔

چونکہ پنولین بشری دل کے علم کا بڑا ماہر تھا اُس نے فوراً جواب دیا: تم سچ کہتے ہو۔ مورد اُس قابل نہیں ہے کہ اُس تجویز پر جو میں نے پیش کی ہے کامیاب ہو سکے اچھا اُس کو اُسی راستہ پر چلنے دو جو اُس نے تجویز کیا ہے۔ وہ اُس تجویز کو عمل میں نہیں لاسکتا جسے وہ سمجھتا نہیں ہے۔ میں بازی گاہ جنگ میں اس تجویز کو کسی اور موقع پر کر کے دکھاؤں گا۔ جس تجویز کو مورد دریا سے رین پر پورا کرنے سے ناہے اُسی تجویز کو میں کوہستان الپس پر پورا کر دوں گا۔ اور ایک دن وہ اکیگا کہ مورد وہ ناموری کو دیکھ کر کف امنوس ملے گا جو اس وقت وہ خود میرے حوالہ کئے دیتا پنولین کی مشین گوئی کے یہ الفاظ نہایت ہی مشکبہ نہ تھے۔ حملہ آوروں کو پیچھے ہٹا دینے میں مورد کو اوسط درجہ کی کامیابی ہوئی۔ لیکن پنولین کا آفتاب میرنگو کے میدان کی افق سے جلد طلوع ہوا اور ایسی آب و تاب سے چمکا کہ مورد کی ٹمٹماتے ہوئے تارہ کی چمک اُس کے سامنے بالکل زرد ہو گئی۔ لیکن ہم نہیں جانتے کہ کتب تاریخ میں اُس سے زیادہ عالی حوصلہ فیاضی کی مثال کے لئے جیسی پنولین سے اس موقع پر ظاہر ہوئی کس مقام پر جستجو کریں۔ کیونکہ پنولین نے اس وقت ریلپاک کی سب سے بہتر فوج مورد جیسے شخص کے ہاتھ میں دیدی جو اپنے کو پنولین کا ہم جہاز تھا اور دوسرے لوگوں کو بھی یہی خیال تھا کہ وہ پنولین کا قریب تھا۔ اور اس طرح پنولین نے

سورہ کے لئے حربی باز لگاہ میں ایسے ایسے منظر پیش کر کے جہاں اُس کو یقینی بڑی ناموری کے سہرے حاصل ہو سکتے تھے۔ پھر اسی کے ساتھ تیاج میں اُس خود اعتمادی کی کئی نظیر نہیں ملتی جو اس وقت پنولین سے بطور پذیر ہوئی۔ اس موقع پر پنولین نے کہا میں سورہ کے ہاتھ فرانس کی چیدہ ڈیڑھ لاکھ فوج ایسی دیتا ہوں جو سو سو لڑائیوں میں فتح پا چکی ہے اور میں اپنے ہمراہ ساٹھ ہزار فوج لیتا ہوں۔ جس میں مٹی بھرتی کے سپاہی اور دوسری افواج کے پچھلے پچھلے آدمی ہیں اور ایسی فوج کے ساتھ میں زیادہ دقت طلب میدان جنگ میں اتنی ہی بڑی فوج کا مقابلہ کرنے جاتا ہوں جتنی بڑی سورہ کے مقابلہ میں ہے۔ آسٹریا کے سپہ سالار مارشل میلاس نے اپنی بڑی فوج کو چوتھادس ایک لاکھ چھ ہزار تھی اٹلی کے تمام مضبوط قلعوں میں پھیلاد رکھا تھا اور بڑے خوفناک عزم و ثبات اور خود اعتمادی سے فرانس کی سرحد پر بڑھا چلا آ رہا تھا۔ پنولین نے بجائے اس کے کہ اپنی غیر آزمودہ فوج سے میلاس کی فاتح و فیر فوج کے ہراول سے سٹ بھڑلے یہ ارادہ کیا کہ کوہستان الپس کے نامور اور بظاہر بے گزر لگادروں پر چڑھ جائے اور ان بلندیوں سے جہاں رستہ کا پتہ بھی نہ تھا بحرانج کی تیزی کے ساتھ اتر کر غنیمت پر عجب سے حملہ آور ہو۔ یہ بات ضروری تھی کہ اس فوج کو کسی مفید مقام پر جمع کیا جاتا اور بڑی کثرت سے سامان رسد و حرب جمع کئے جاتے اور حملہ کارروائیوں کا خفیہ عمل میں لایا جانا بھی ہر شدہ ضروری تھا کیونکہ یہ ممکن تھا کہ آسٹریا کی فوج کو یہ آہل پس پر چڑھ کر ان دروں کو محفوظ کر لیتی جن سے پنولین جانے کو تھا اور پھر ان دروں سے گزرنا غیر ممکن ہو جاتا۔ انگلستان اور آسٹریا کے پاسوس تیار تھے کہ پنولین کی حملہ کارروائیوں سے اُس کے مخالفوں کو فوراً اکٹاہ کر دیتے۔

اس فوج کی فراہمی کے لئے پنولین نے ڈیٹن اور اُس کے قرب و جوار کے مقامات کو منتخب کیا لیکن اپنی تجویز کا اعلان کر کے اُس نے اپنے مخالفوں کو دھوکھا

دیدیا۔ یہ قدرتی بات ہے کہ جتنے اس تجویز کو عمقا دیکھا کیا اور خیال کر لیا کہ پنولین چاہتا
 کھل جلد کے مقام سے اُن کی توجہ کو دوسری طرف پھیر دے اور جب قدر مخالیفین اس تجویز
 پر تمسک لگاتے تھے اُس قدر اعلان کے ساتھ پنولین ڈیجین پر افواج اور سامان جمع
 ہونے کے احکام جاری کرتا تھا۔ جاسوسوں نے ڈیجین کو دیکھا اور یہی اطلاع دی
 کہ وہاں تھوڑی سی فوج جمع ہوئی ہے اور پنولین کا یہ اعلان دھوکہ دینے کا ایک
 نہایت بودا بہانہ ہے لندن اور وائٹا کے چھاپ خانوں میں ڈیجین کی افواج کے
 متعلق کثرت سے ہجو یہ تصویریں بنائی جاتی تھیں خصوصاً انگریز پنولین کی فوج پر جو کہستان
 اکیس جنور کرنے والی تھی بڑے ٹھٹھے مارتے تھے۔ یہ یقین کر لیا گیا تھا کہ مور کی فوج قائم
 کرنے سے ریلک میں اب دم سکت باقی نہیں ہے۔ ان ہجو یہ تصویریں میں سے ایک
 تصویر یہ تھی کہ ایک نوڈے کو اُس کے باپ کے کپڑے پہنائے تھے اور اُس کے
 کندھے پر ایک بندوق رکھی تھی جو بدقت تمام اُس سے اٹھ سکی تھی اور اڈرک کا بسکٹ
 کھار ہا تھا اور ایک بڑھا آدمی بنایا گیا تھا جس کا ایک ہاتھ تھا اور لکڑی کی ایک ٹانگ
 تھی۔ رنگ آلو تراقینوں سے توپیں ظاہر کی گئی تھیں۔ پنولین دل سے چاہتا تھا کہ شین
 اسی قسم کی دل گلیوں میں مصروف رہیں۔ اگرچہ وہ ایک پُر زاد آدمی کے سایہ میں رہتا
 تھا جو ہمیشہ اُس کی روح کو گھیرے رہتا تھا لیکن اپنی طبیعت کی گری رسانی سے
 اپنی تجاویز کی عظیم الشان ترقی پر لطف ضرور اٹھاتا ہوگا۔

فرانس کی مشرقی سرحد پر مرزوار انگورستان۔ اور کوہستان واقع ہیں جہاں
 کوہ آپس کی چوٹیاں آسمان سے باتیں کرتی ہیں اور ہمیشہ برف سے ڈھکی رہتی ہیں۔ وہاں
 جانب بڑے بڑے کوہی سلسلے چلے گئے ہیں جن میں تاریک اور خونا ک درے
 اور گھاریاں واقع ہیں۔ اور ان گھاریوں میں جھاگ اٹھانے والے دیریا بڑی
 تیزی سے بہتے ہیں۔ ان دریاؤں کے دونوں کناروں پر بلند کھبی دیواروں کے

پشتے واقع ہیں جن کی چوٹیوں پر صنوبر کے درخت سنسان کھڑے ہیں اور جہاں
 پہنچنا بشر کی طاقت سے باہر ہے۔ اس عظیم الشان کو ہی سلسلہ کا خاص درہ گریٹ
 سینٹ پرکار ڈیہ ہے۔ مسافر ایک راہبر کی ہمراہی میں چرخ پر سوار برفت تمام آہستہ آہستہ
 اس ڈھلوان اور نامہوار راستہ پر چڑھتا ہے اور کسی مقام پر ایسے پل سے گزرتا
 ہوتا ہے جو بے انتہا عین گھاری پر بندھا ہے اور کبھی ایسے کنارے پر چلنا پڑتا ہے
 جہاں کہ اوپر تو صنوبر کی چوٹیوں پر عقاب اڑتا اور بولتا ہے اور نیچے دوسری طرف کیا
 ایسا گرا کٹہ واقع ہوا ہے کہ جس کی گرائی کی کوئی انتہا نہیں ہے اور ایک کو یہی
 دیوار کیچ در پیچ سلسلہ آسمان سے باتیں کرتا چلا گیا ہے۔ اکثر مواقع پر راستہ تن
 تنگ ہے کہ پہاڑی بکریوں کے پتلے پتلے کھر مشکل سے ٹکتے اور جمتے ہیں اگر
 مسافر کا قدم غلطی کر جائے یا برف پر پھسل جائے تو مسافر سر کے بل ہزاروں فٹ
 گہرے غار میں جا پڑتا ہے اور ہڈی لپلی کا پتہ نہیں چلتا اور جبکہ اپنے دفا دار چرخ کی
 مدد سے یہ مسافر ان خوفناک مقامات میں زیادہ اور زیادہ بلند چڑھتا ہے تو کبھی مہک
 بھرا شلج کا سامنا ہو جاتا ہے جس کے ساتھ پتھر۔ درخت۔ مٹی۔ برف۔ پالانہ رو کی
 جاسکے والی طاقت کے ساتھ نیچے کو کھسکتا چلا آتا ہے اور یہ مسافر حیرت زدہ کھڑا
 دیکھتا رہ جاتا ہے۔ پھر یہ بھرا شلج انجام کار کھڈیں بننے والے دریا سے جا ملتا ہے۔
 خدا کے حکم سے یہ بھرا شلج گرتا ہے اور کسی قسم کی بھی احتیاط اس مسافر کو جو اس کے
 سامنے آ جاتا ہے نہیں بچا سکتی۔ مسافر کا فوراً کام تمام ہو جاتا ہے اور وہ ایسی جگہ دفن
 ہو جاتا ہے جہاں سوائے حضرت اسماعیل کے صور کے اور کوئی آواز اس کے کان میں
 نہیں پہنچ سکتی۔ برف و باد کے سخت طوفان بھی ان پر فستانی بلندیوں پر آیا کرتے ہیں
 جن سے مسافر کی آنکھیں بند ہو جاتی ہیں اور دم تھا ہو جاتا ہے صد ہا جسم برف کے تودوں
 کی شکل میں برف ہی کے ذریعہ سے سرنے گلنے سے محفوظ ان برف کے انباروں میں

مرفون پڑے ہیں اور ہمیشہ وہیں دفن پڑے رہینگے جب تک آخری شعلہ آتش اُن کے اس برف کے کفن کو نہ چھلائیگا۔ ایسے ایسے ملک اور پُر خط مقامات پر چل کر دو دن کے بعد قسمت آزاد مسافر اس ورہ کی چوٹی پر پہنچتا ہے جو سطح سمندر سے آٹھ ہزار فیٹ اونچی ہے یعنی امریکہ کے کوہ واشنگٹن سے بھی دو ہزار فیٹ زیادہ اونچی ہے۔ اس چوٹی سے جہاں سے اُتار شروع ہوتا ہے طغی ایک چھوٹا سا ہموار میدان ہے جس کے گرد برف سے ڈھکے ہوئے بلند پہاڑ کھڑے ہیں۔

(۱۵۱)

اس مقام کا منظر بیان سے باہر دیران اور اس ہے۔ قدرت نے ان نیت مقاموں میں اپنی سب سے زیادہ سخت اور ڈراونی وضع اختیار کی ہے اور جب کہ مسافر ڈھلوان لگاریوں اور بلندیوں سے ٹکرا اس داؤسی ہلاکت میں پہنچتا ہے تو سینٹ برنارڈ کی خاتواہ سامنے نظر آتی ہے۔

اس مقام پر جہاں کوئی سامان آسائش نہیں ہے اور جو روپ کے سب آباد مقاموں سے اونچا ہے ہزار برس سے زیادہ سے راہوں کی ایک نسل چلی آتی ہے جن کا کام نفس کشی ہے اور جن کو کسی آسام و آسائش سے واسطہ نہیں ہے۔ یہ ماہب اس پرستانی اور پہاڑی مقام پر متقل طبر سے رہتے ہیں اور اپنے خالی کی اس طرح بندگی بجالاتے ہیں کہ حیران اور تباہی میں پڑے ہوئے مسافروں کو بچاتے ہیں جو بربادیاں ان مسافروں پر طوفان کے ہاتھ سے بروقت نازل ہوتی رہتی ہیں۔

اس برف سے گری ہوئی وادی کے وسط میں ایک تھیل ہے جس کا پانی صاف گرا اور ٹھنڈا ہے اور جس میں موسم گرم بھی ان بحر الہیوں کا عکس ہو سکتا ہے جو اُس کے گرد واقع ہیں۔ اُٹلی کی جاب کا اوتار فرانس کی جانب کی چڑھائی سے بھی زیادہ خطرناک ہے ان برہنہ اور برف سے ڈھکے ہوئے پہاڑوں پر کسی قسم کی نباتا نہیں ہے اور ان پر ہڈیوں ان کے بھوکے چلتے رہتے ہیں ان کی بلندیوں پر

ہو کی رقت کا وہ عالم ہے کہ عقاب کا شہپر کام نہیں کرتا اور اُس کے ڈھالو اور پھسلنے
 ہونے کا یہ حال ہے کہ پہاڑی بکریاں چڑھنے کی جرأت نہیں کرتیں۔ ان برف سے دھکی
 ہوئی چوٹیوں پر بشر کبھی نہیں دیکھا گیا۔ ہاں اکاؤ کا ٹھٹھرے ہوئے مسافر جو ذرا دیر کو
 راہبوں کی حفاظت میں ٹھہراتے ہیں یا یہ کلاہ پوش راہب جو موٹی جھوٹی پوشاک
 سے جسم کو ڈھانپنے رہتے ہیں نظر آ جاتے ہیں۔ ان راہبوں کے ماتحتوں میں عیسے اور
 ان کے ہمراہ ان کے کتے ہوتے ہیں اور برف و باران میں یہ ٹٹول ٹٹول کر چلتے ہیں
 ایندھن بھی جو کفایت ستاری سے جلا یا جاتا ہے بڑی وقت اور محنت سے خود ان
 پادریوں کے کندھوں پر نیچے سے اوپر کو آتا ہے۔

پس ایسے ایسے مواقع تھے جن کے عبور کرنے کا پتہ لینے ارادہ کیا تھا
 کہ آسٹریا کی فوج پر نیچے سے جا کر حملہ آور ہو۔ اس وقت آسٹریا کی فوجیں جینیوا کی
 فصیلیں گولوں سے ہمارا کر رہی تھیں اور یہاں سیٹا گرا ہوا تھا اور فتح سے بھولی ہوئی آسٹریا
 کی فوج نین کے پھاٹکوں پر حملہ کر رہی تھی۔ اس وحشت خیز کو ہی دورہ سے جہاں خچر بڑی
 وقت سے جاتا تھا اور جہاں کبھی گاڑی کا پیہ نہیں گھوما ہے اور نہ گھومنا ممکن ہے پتہ
 نے ارادہ کیا تھا کہ ساٹھ ہزار فوج مع بھاری توپوں۔ لاکھوں من گولوں۔ سامانوں اور
 دہائیوں کے اسباب کے دوسری جانب لیجاے۔ انگلستان اور آسٹریا اس خیال
 محال پر متفق نہ تھے اور ایسے کام کا انجام کو پہنچنا غیر ممکن خیال کرتے تھے
 لیکن ذرا دیر اسی خفیف باتوں کا انتظام کرنے میں بھی پتہ لینے ویسا ہی مشاق
 تھا جیسے بڑی بڑی اہم تجویزوں کے سوچنے میں کامل مارت رکھتا تھا۔ اگرچہ پتہ لینے
 کا عزم بالآخر تھا کہ فوج کا بڑا جزو یعنی چالیس ہزار سپاہ سینٹ برنارڈ کے درہ سے اٹھی
 کو لیجاوے تاہم اُس نے آسٹریا کی فوج کا خیال ہانسنے کو یہ بھی تجویز کی کہ چھوٹی چھوٹی
 جاتیں۔ سینٹ گوتھارڈ۔ ٹل سینٹ برنارڈ۔ کوہ سینٹ گوتھارڈ۔ اور اس طرح وہ

یہ ایک ساٹھ ہزار فوج اہلی کے میدان میں جمع کر سکتا تھا۔ جس سے دشمن حیرت میں ہو جاتا اور یہ فوج پتولین کی ماتحتی میں آسیب کی طرح بادلوں سے نیچے اتر کر آسٹریا کی فوج پر عقب سے حملہ آور ہوتی اور آسٹریا والوں کا سارا تعلق اُس کے ملک سے قطع کر دیتی اور فرائش پر یورش کرنے والے دشمنوں کے دل خوف سے ٹھرا دیتی۔

دیہن کے قرب و جوار میں مختلف مقامات پر فوجیں جمع کی گئیں اور یہ سب ایک اشارہ پر اپنی جگہ بازگشت پر جمع ہو جانے کو تھیں کہ ہوا کے گولہ کی طرح پہاڑ کی گھاری میں گھس پڑیں۔ گیہوں۔ بسکٹ۔ اور جوئے کے بڑے بڑے ذخیرے مختلف مقامات میں جمع کر دیئے گئے تھے اور بڑی کثرت سے ردیہ بھیج دیا گیا تھا کہ پہاڑوں میں رہنے والے پہاڑیوں کو مزدور کر لئے جا دیں۔ طلسمی سرعت سے کاریگروں کی دکانیں راستہ کے کنارے کنارے قائم ہو گئیں جن میں اچھے اچھے کاریگر موجود تھے کہ سامان کی مرمت کریں۔ توپوں کو گلابوں سے اتاریں۔ اور توپوں اور سامان کی گاڑیوں کے ٹکڑے علیحدہ علیحدہ کر دیں کہ آویسوں اور خچروں پر وہ ڈھالو ناہوار راستہ پر جاسکیں۔ گولہ بارود کے لئے ہزار ہا چھوٹے چھوٹے چوبی صندوق تیار ہوئے کہ خچروں پر بآسانی لے سکیں۔ کاریگروں کی ایک اور جماعت سفری بٹنیوں سمیت فوج کے پیلے دستہ کے ساتھ پہاڑ کے دوسری طرف بھیج دی گئی کہ میدان میں دکانیں قائم کر کے شکستہ اسباب کی مرمت کر دیں اور گلابوں کو قائم کر کے اُن پر توپیں پھر سے چڑھا دیں۔

پہاڑ کے دونوں طرف اسپتال قائم کر دیئے گئے اور مرضیوں اور مجروحوں کے لئے ہر قسم کا سامان آرام مہیا کر دیا گیا اور پتولین کی دوراندیشی ایسی وسیع تھی کہ اُس نے پہاڑ کی چوٹی پر خاتما میں نہایت افزا سے روٹی۔ پنیر اور شراب بھی بھیج دی تھی۔ اور ہر پہاڑ کو حیرت ہو گئی جبکہ چوٹی پر پہنچتے ہی اُس نے ایک روٹی کا ٹکڑا اور پنیر اور ایک جام شراب کا ایسی حالت میں کہ محنت مشاقہ سے چور ہو رہا نہ تھا پایا اور یہ راہبوں نے اُس کو دیا تھا

نپولین نے جلد باتوں کا انتظام کر دیا تھا اور اسی کے ساتھ وہ فرانس کی جماعت کو اندر سے ترتیب دینے میں ایک درجن آدمیوں کی برابر اور بھی محنت کر رہا تھا۔ اگر محنت کا ثمر واقعی عظمت ہے تو نپولین نے اُس عظمت کو خریدنا تھا جس پر وہ پہنچا۔ اور تاہم اُس کے جسم و دماغ ایسے بنے تھے کہ نہ سونا اور چست و چاق بنے رہنا اُس کے لئے ایک مسرت تھی۔ آخر کار مقررہ وقت آ پہنچا۔ یہی سنہ ۱۸۰۵ء کو ٹولی کر ریز کے ایوان سے لفظیں کٹا ہوا نپولین اپنی گاڑی میں سوار ہوا: ”اچھا۔ جوزیپائن۔ خدا حافظ۔ الٹی جانا مجھے بڑا ضروری ہے۔ میں تمہیں نہ بھولوں گا۔ اور میں بہت دنوں تک غیر حاضر نہ رہوں گا۔“

حکم کی دیر تھی اور یہ ساری پر شکوہ جماعت چل دی۔ نپولین نے شتاب ثاقب کی طرح فرانس کو طے کیا اور وہ کوہستان کے دامن میں پہنچا اور یہاں مقررہ وقت پر جگہ سامانِ حرب آ پہنچا۔ اب نپولین نے بڑی احتیاط کے ساتھ فوج کا معائنہ کیا۔ ہر ایک پیدل اور ہر ایک سوار اُس کے سامنے سے گزرا۔ اگر بوٹ ٹوٹا ہوا تھا۔ یا کوٹ پھٹا ہوا تھا۔ یا بندوق میں نقصان تھا تو اس نقص و خرابی کی فوراً درستی کر دی گئی۔ اُس کی پُر آب و تاب لفظوں سے اُس کے سپاہیوں کے سینہ میں وہی جوش بھر گیا جس سے خود اُس کا سینہ بھرکا ہوا تھا۔ نپولین ہی کے سے عزم و ثبات تمام اس زبردست فوج میں پیوست ہو گئے تھے۔ ہر شخص جہاں تک ممکن تھا محنت کرتا تھا۔ اُس کے سردار کی آنکھ اُس سے ہر جگہ دیکھ رہی تھی اور اس کی جی بڑھانے والی آواز اُس سے فوق العادت محنت کراتی تھی۔ وولایتی انجینیر راستہ کی تحقیقات کو بھیجے گئے تھے۔ کہ جہاں تک ہو سکے راہ کے موانع دفع کر دیں۔ لیکن اپنی واپسی پر انھوں نے بڑی خوفناک داستان بیان کر کے کہا کہ راستہ بظاہر بے گزر ہے۔

س
(۱۵۱)

نپولین نے پوچھا۔ ”بھلا اس راستہ کو پار کرنا ممکن ہے یا نہیں؟“

انجینیروں نے بڑے پس و پیش کے ساتھ کہا۔ کہ ہاں۔ ”مدد و اسکان کے اندر تو

ہے لیکن اس میں شک ہے“

یہ سن کر نپولین نے بڑی ہمت سے کہا۔ ”پھر کیا ہے۔ چلو پڑھو“ ہر شخص کو تاکہ رہا تھی کہ اپنے ہتھیاروں کے علاوہ کئی روز کا کھانا بھی اپنے ساتھ لےوے۔ اسلئے کہ پہاڑ کے پرپچ دھم راستہ میں آدمی صرف ایک ہی قطار میں آگے پیچھے جاسکتے تھے۔ گاڑیوں کے بھاری بھاری پیسے اتار لئے گئے اور ہر ایک پیسے کے سونامی میں ڈنڈا ڈال کر دو آدمیوں کے کندھوں پر رکھ دیا گیا۔ پیدلوں کے مقابلہ میں سواروں کو بڑی فست تھی۔ سوار پیدل چلتے تھے اور اپنے گھوڑوں کو اپنے پیچھے لے کر چلنا پڑتا تھا۔ اتار کے وقت سخت مصیبت کا سامنا تھا کیونکہ تنگ اور ڈھلور راستہ پر سوار کو گھوڑے سے آگے آگے چلنا پڑتا تھا۔ اور ذرا سی لغزش پر اس کھڈ میں جو منہ پھیلائے مسافر موجود تھا سر کے بل گر پڑنے کا خطرہ لگا ہوا تھا۔ ادویوں ہی بہت سے سپاہی اور گھوڑے مر بھی گئے۔ کٹھینے سے چیر کر ان کی پھانٹوں کو اندر سے خالی کر دیا تھا اور توپوں کی ٹالیں اُس علما میں جڑ دی تھیں۔

اس طرح ان ٹالوں کو پہاڑ پر چڑھانے کے لئے خچروں کی ایک قطار لگ گئی پیچھے جوت دی گئی لیکن خچروں کے گھینے میں جلد ناکامی کا تجربہ ہوا۔ پھر آدمیوں نے بڑی مستعدی سے جوت اپنے کندھوں پر ڈالے اور ایک ایک ٹوپ کے گھینے میں سو سو آدمی شریک ہو گئے۔ نپولین بے بارہ پی ٹوپ کے چڑھانے کے ایک ہزار فرانک کسانوں کو دینا کئے۔ لیکن زر کا لالچ اتنا قوی نہ تھا کہ ان کو ایسی شامہ محنت کی طرف بھاتا۔ مگر نپولین کی ہرولغزیری کا اثر اُس کے سپاہیوں پر روپیہ کے اثر سے زیادہ تھا۔ ہمت بڑھانے والے لغزے مار مار کر وہ رستے میں زور لگاتے تھے اور ہر آدھ گھنٹہ میں نئی ٹولی نکھکے ہوئے جو لغزوں کی جگہ آ موجود ہوتی تھی۔ مسلح جھلکتے ہوئے سپاہی ان بلند لگادوں پر کھڑے ستاروں کی تلخ چمکتے تھے ان کی بلندی

کا یہ حال تھا کہ عقاب اُن کے نیچے اڑتا اور بولتا تھا۔ پہاڑی بکریاں یہ غیر معمولی منظر دیکھ کر خوف سے بھاگ گئی تھیں اور لگا رداں پر کھڑے ہو کر اس فوجی دُل کو جس نے اس ویرانہ کو یکایک آباد کر دیا تھا بڑے غور و حیرت سے دیکھتی تھیں۔

جب کسی خاص وقت طلب موقع پر پہنچتے تھے تو ہلہ کا بگل دیا جاتا تھا اور اُس کی آواز پتھر ملی چٹانوں اور برف سے ڈھکی ہوئی چوٹیوں میں گونجنے لگتی تھی۔ ان آوازوں پر بہت بازہر کہاں تک ہو سکتا تھا سپاہی زور لگاتے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی غنیم پر حملہ کر رہے ہیں۔ پنولین نے ان سپاہیوں کے گروہ کو بھی وہی انعام دینا چاہا جو وہ مزدوروں کو دیتا تھا۔ لیکن ان سپاہیوں میں سے ایک ایک نے اُس کے لینے سے انکار کیا۔ انھوں نے تو اپنے سردار کے جوش سرگرمی کا اظہار کیا تھا اُن میں تو پنولین جیسی عالی حوصلگی پیدا ہو گئی تھی جو تمامی روپیہ پیسے کے لالچ پر غالب تھی۔

انھوں نے کہا ہم روپیہ کے لالچ میں جان نہیں لڑا رہے ہیں۔ بلکہ محبت اس غرض سے ہے کہ آپ پسند کریں اور ہم بھی آپ کی شان و شوکت میں حصہ لیں۔ پنولین نے حیرت انگیز سلیقہ شعاری سے توپ خانہ کی خدمات میں ایک ضیف تہذیبی کو ہی جس سے بے انتہا اخلاقی نتیجے برآمد ہوئے۔ اس وٹک پر دستور تھا کہ توپوں کی گالوں کے چلانے والے سمونی گاڈیان ہوتے تھے اور وہ سپاہی شمار نہیں ہوتے تھے بلکہ خدمتگار سمجھے جاتے تھے اور اُن کو نفع کی ناموری میں کوئی حصہ نہ ملتا تھا اور نہ اُن کو غیرت و ابرو کا کچھ لحاظ و پاس ہوتا تھا۔ جہاں خطہ پیش آجاتا تھا وہ گھوڑوں کے جوت کاٹ دینے اور فرار ہو جانے کو تیار رہتے تھے اور توپوں کو دشمن کے ہاتھ میں چھوڑ جاتے تھے۔

پنولین نے کہا یہ توپوں کی گاڑی ہانکنے والا جو اپنی توپ کو میدان میں لانا

بڑی قیمتی خدمت انجام دیتا ہے اور گولنداز کی طرح کام کرتا ہے یہ بھی گولنداز ہی کی طرح خطرہ کے سامنے ہوتا ہے اور پس اس گاڑی والے کو بھی گولنداز ہی طرح اخلاقی تحریک اور غیرت کی حاجت ہے۔

پس اُس نے توپ خانوں کے گاڑی بازوں کو سپاہیوں میں تبدیل کر دیا اور اُن کو بھی اُن کے رجمٹوں کی طرح در دیاں دیں اور ان گاڑی بازوں سے باؤ ہزار سوار تیار ہو گئے جو اپنی توپوں کو میدان جنگ میں لیجاتے تھے اور اُن کو بھی گولنداز کی طرح غیرت و اُبرو کے خیال سے تحریک ہو گئی تھی اور جس طرح گولنداز اپنی توپوں کو بھرنے اور فیر کرنے میں غیرت کے خیال سے متحرک ہوتے تھے اُسی طرح یہ گاریباں بھی اپنی توپوں کو جلد لیجانے اور اُن کی حفاظت کے خیال سے متاثر تھے اپنی توپوں کی حفاظت کرنا ان کے نزدیک بڑے فخر کی بات تھی اور ان بے رحم آلات قتل کو وہ بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اس ملک جھٹکتے ہوئے اور محال پٹیل کو وہ پیار کرتے تھے اور اُس سے کثرت سے محبت آمیز باتیں کیا کرتے تھے۔ انسان کا دل بھی ایک عجیب معرے۔ اُس وقت بھی جبکہ اُس کی خواری کی کوئی انتہا باقی نہ رہی ہو اُسے کسی نہ کسی چیز سے محبت کرنے کی حاجت رہتی ہے یہ خون سے رنگے ہوئے سپاہی جن کو بدی نے بیاہم بنا دیا تھا جنگ کے تمامی خطرات میں ان ملک حربی کلبوں سے بڑا اظہارِ لفت کرتے تھے اور اُس کو مخاطب کر کے کہتے تھے ”میری پیاری تو مجھے اُسی نام سے پکار جو گھر میں لیا جاتا ہے“ یہ بے رحم توپ گویا ان لوگوں کی سنگ دل معشوقہ تھی۔ یہ لوگ بے دھوئے ہوئے موچندر ہونٹوں سے اُس کے بوسے لیتے تھے۔ اور اپنی وحشیانہ غیر مذہب جان شاری میں اُن کو یہ منظور تھا کہ خود مارے جائیں لیکن اپنی محبوبہ کو چھوڑ کر بھاگ جانا گوارا نہ تھا۔ بڑی احتیاط سے وہ خونخوار توپوں کو لہو سے انطباق دیتے

تھے۔ اور بڑے پیار سے کسی کامیری۔ کسی کا ایما۔ اور کسی کا لڑی نام رکھتے تھے۔ کوہا پس عبور کرنے میں بعض گولندازوں کو جو برف پر اپنی توپ کے ساتھ صحت کر رہے تھے رات ہو گئی۔ انہوں نے اس توپ کو میدان اور برف میں تھما نہ چھوڑا نہ آپ خشکی اور سایہ میں آرام کرنے کو گئے۔ بلکہ ایسے سپاہیوں کی طرح جو اپنی بہن کی حفاظت کرتے ہیں رات بھر توپ ہی پاس سردی اور برف میں پڑے رہے۔ یہ سب پتولین ہی کی ذکاوت تھی جو انسانی روح کی تہ میں سر گئی تھی اور بڑے زبردست غم و ثبات اس طرح کی مدد کو آموجو ہوئے تھے ایک شخص نے پتولین سے کہا کہ ”دیکھئے سب خیال ہی خیال ہے“ پتولین نے جواب دیا ”یشک سب خیال ہی خیال ہے اور تمام دنیا پر یہ خیال ہی حکومت کرتا ہے۔“

جب یہ سپاہی پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے تو ان آرام کی چیزوں کو دیکھ کر جو پتولین نے ان کے لئے مہیا کی تھیں خوشی اور حیرت سے بھر گئے۔ ہر شخص کو یہ خیال ہو سکتا تھا کہ پہاڑ کی چوٹی پر بڑی بے انتظامی اور بے ترتیبی پیش آئیگی۔ چالیس ہزار آدمیوں کو کھانا کھلا دینا کچھ آسان کام نہ تھا۔ لیکن باوجود اس کے اس خوبی سے ہر شخص کا اہتمام کیا گیا تھا اور پتولین کا اثر اس قدر زبردست تھا کہ ایک سپاہی کو بھی اپنی صفوں سے ہٹا کر جلنے کی ضرورت نہ ہوئی اور ہر شخص کو روٹی۔ پنیر اور شراب کا پیالہ مل گیا اور وہ کھانے آگے چلنا ہوا۔ اس موقع پر یہ بات پڑے فخر کی خیال کی گئی تھی کہ پہاڑ کی چوٹی پر توقف نہ کیا جاوے اور راہ میں کسی قسم کے موانع کیوں نہ پیش آجاویں لیکن حکم تھا کہ کسی کا خیال نہ کیا جاوے تاکہ میں پہلے ہی آدمیوں اور جانوروں کی قطار میں اتری واقع ہو۔ اتار چڑھائی سے بھی زیادہ خطرناک تھا لیکن اقبال یاد تھا۔ یعنی آسمان صاف اور موسم نہایت خوش نما تھا اور چار دن کے اندر یہ تمام فوج اٹلی کے کے میدان میں جا کر جمع ہو گئی۔

نپولین نے ہتھیار کو آگے بھیج دیا تھا کیونکہ فوج کا دستہ پہنچتا جاوے وہ انتظام و ترتیب قائم کر دیا جائے اور سب چیزیں ٹھیک ٹھاک اور ضروری مرمت سے فراغت ہوتی جاوے اور خود سب سے پیچھے رہ گیا تھا کہ اس بڑے ابنوہ کو آگے بڑھائے اُس نے سب سے پیچھے پہاڑ سے عبور کیا۔ وہ ایک چتر پر سوار تھا اور ایک نوجوان کسان اُس کا رہبر تھا اور خیال میں ڈوبا ہوا ان خوفناک چڑھائیوں پر چڑھا چلا جا رہا تھا۔ وہ بھوراکوٹ اپنی معمولی عادت کے موافق پہننے ہوئے تھا۔ اس موقع پر نپولین کو مصوروں نے اس طرح دکھایا ہے کہ وہ ایک پھل گھوڑے پر سوار ہے اور پہاڑ کی چوٹی پر طرار سے بھرتا چلا جا رہا ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ وہ نہایت ہی سادی وضع سے تھا اور حتیٰ کہ اُس کے رہبر کسان نے بھی اُس کو نہ پہچانا تھا۔

بہت زیادہ راستہ تک نپولین خاموش رہا اور خیال میں ڈوبا ہوا تھا لیکن باوجود اس کے اُس کو رحم سے بھری ہوئی ہمدردی کا موقع ملا یعنی اپنے سیدھے بھولے رہبر کے جی کا حال نپولین نے لے لیا۔ یہ نوجوان کسان سچا اور نیک ہناد تھا۔ وہ ایک حسین پہاڑن لڑکی کو چاہتا تھا۔ وہ بھی اس کو چاہتی تھی اور اس نوجوان کو اُس سے شادی کرنے کی بڑی تمنا تھی۔ لیکن وہ غیب تھا اور اُس کی کوئی آمدنی ایسی نہ تھی کہ خانہ داری کے اخراجات کا قبیل ہو سکتا اور نہ اُس کا گھر تھا۔ اگرچہ یہ ایسا وقت تھا کہ نپولین کے عزم و ہمت اور تمام خیالات انگلستان اور اسٹریا کی طرف متوجہ تھے۔ اور ایک عظیم الشان فوج کی فکر اُس کو دامن گیر تھی کیونکہ ایک لاکھ بیس ہزار فوج سے اُس کا مقابلہ تھا لیکن پھر بھی اپنے رہبر کا وہ راز دار ہو گیا اور اُس سے اُس کے عشق و آرزو کی ساری داستان کھلو کر سن لی۔

جب پورا انعام و گیر نپولین نے اپنے رہبر کو رخصت کیا تو اپنی حیب سے ایک منسل نگالی اور ایک رومی کاغذ پر چند سطریں لکھ کر اُس نوجوان سے کہا کہ واپسی پر

پہاڑ کے دوسری جانب یہ خطہ متم عساکر کو دیدے۔ جب یہ رہبر واپس آیا اور وہ پُرزہ
 متم عساکر کو دیا تو یہ معلوم ہونے سے کہ اُس نے پہاڑ پر پوہین کی رہبری کی تھی اور پوہین
 نے اُسے قطعہ آرضی اور ایک مکان عنایت کیا تھا اُس کی حیرت و مسرت کا کوئی پایا
 نہ رہا تھا۔ پس اس طرح اُس کی شادی کا سامان ہم پہنچا اور اُس کی عاجز بلند نظری
 کا خواب صحیح ہو گیا۔ اُس دل میں فیاضی کی خریکیں ضرور فطرتی تھیں جو باوجودیکہ ایسے
 اہم معاملات کی فکر میں مبتلا تھا لیکن اس پر بھی افکار سلطنت و جنگ سے پھر کر
 ایک کسان کے ساتھ ہمدردی کرنے سے مسرور ہوا۔ یہ کسان ابھی حال میں مراہے
 اور تمام عمر اُس زمین اور مکان سے جو ہفت کشتور کے شاہشاہ نے اُس کو عطا کیا تھا
 لطف اٹھاتا رہا ہے۔

باب سیم

میسرنگو

صفحہ ۱۵۳

قلعہ بارڈ - میلاس کی پریشانی - پولین کے تفکرات - اعلان - ڈیزے - مائی سیلو
ڈیزے کا آنا خوفناک جنگ - ڈیزے کا اراجا - جنگ کے نتائج - فطرتی جوش قلب - شاہنشاہ
اسٹریا کے نام خط - اطاعت کی شرطیں - پولین کا میلان میں داخلہ - پیرس میں بڑے
جوش سے استقبال -

۵

دریائے اوستا کے کنارے کنارے اب فوج بڑی تیزی سے روانہ ہوئی۔ یہ
فوج ایک خوبصورت وادی میں تھی جو نہایت ہی تروتازگی سے آفتابِ نوبار کے
نیچے شگفتہ ہو رہی تھی۔ فوج کے راستہ کو دیہات کے مکانوں - باغوں انگورستانوں
نے جہاں شگوفے کھل رہے تھے رونق دے رکھی تھی اور فوج کے دونوں
جانب نہایت رفیع الشان صنوبر کے درختوں سے ڈھکی ہوئی کھڑی دیواریں بلند
تھیں اسٹریا کی فوج فرانس کی سرحد پر بڑھی چلی جاتی تھی لیکن اُس طوفان سے کچھ خبر
نہ تھی جو اُس کے عقب میں پچاس ہجے ہو گیا تھا اور بے روک تیزی کے ساتھ اُس
کے پیچھے چلا آ رہا تھا۔ فرانسیسی سپاہی اُس اہم مقام سے جو ابھی وہ کوستان کے

عبور کے متعلق پوری کرچکے تھے خوشی سے پھولے ہوئے تھے۔ اُن کو اپنے سردار پر پورا بھروسہ تھا اور خوشی خوشی بڑھے چلے جا رہے تھے لیکن اُن کے سامنے یہ وادی تنگ ہوتی چلی جاتی تھی اور ہر دو طرف پہاڑ زیادہ دھلوان اور لگادروں دار ہوتے جاتے تھے اور دریاے اوسٹاسمٹ کر ایک تنگ طرف میں بہنے لگا تھا اور پتھروں سے ٹھوکریں کھانا جھاگ اٹھاتا ہٹا چلا جاتا تھا۔ اور اُس کے کناروں اور پہاڑ کے بیچ میں بدقت سڑک کی جگہ باقی تھی۔ لیک ایک فوج کا آگے بڑھنا ایک قلعہ نے روک دیا جو ایک بلند بے گزر چٹان پر بننا ہوا تھا اور یہ چٹان دریاے اوسٹاسمٹ کے کنارے بلند مینار کی طرح واقع تھی۔ اس قلعہ کی عمدہ بنی ہوئی فصیلوں پر بڑی سہمندی سے توپیں چڑھی ہوئی تھیں جن کی زد میں سارا درہ تھا اور پولیس کی فوج کا آگے بڑھنا بالکل غیر ممکن تھا۔

اس غیر متوقع ردک کی خبر فوراً اگلے حصہ سے پچھلے حصہ میں پہونچ گئی۔ پولیس فوراً اگلی صفوں میں جا پہونچا اور ایک ہنایت ہی تنگ راستہ سے قلعہ کے مقابل پہاڑ پر چڑھ گیا اور چند جھاڑیوں کی ٹائیں و ٹمن کی گولیوں سے بچکر زمین پر لیٹ گیا۔ اور اپنی وہ زمین سے بہت دیر تک احتیاط کے ساتھ قلعہ اور اُس کے قریب کے لگادروں کو دیکھتا رہا اور اُس نے ایک مقام پر جو قلعہ سے بہت بلند تھا یہ اندازہ کر لیا کہ وہاں ایک توپ کا کھینچکر پہونچایا جانا ممکن تھا اور اُس مقام سے دشمن کی غیر محفوظ فصیل پر گولہ باری ہو سکتی تھی۔

مقابل کے پہاڑ میں اُس نے ایک دریچہ دیکھا جو قلعہ کے توپخانوں کی زد سے بہت بچا ہوا تھا اور اُس نے خیال کیا کہ اس راستہ سے ایک ایک آدمی نکل سکتا تھا اور پس اُس نے فوراً کوچ شروع کر دیا۔ اور سب فوج ایک قطار میں اس پیچیدہ راستہ سے ہو کر چل پڑی۔ یہاں تک کہ گھوڑے بھی جو سینٹ بڑاڈ

کے خطرناک ورہ کو پار کرنے سے خطرہ کے عادی ہو گئے تھے اسی راستہ پر اپنے
سواروں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ قلعہ میں آسٹریا کی فوج کو کس قدر صدمہ ہو رہا تھا کہ
وہ پچیس ہزار فوج کو مع بہت سے گھوڑوں کے پہاڑی دیوار سے چڑھی ہوئی ایکٹرالی
خط میں چلی جاتی ہوئی دیکھ رہی تھی اور اس فوج کو گولی یا گولہ سے کوئی گزند نہ پہنچا
تھی۔

پنولین اس سنگین لگاریے پر چڑھ گیا اور رات دن کی بیخواب محنت سے قطعی
تھکا ہوا چٹان کے سایہ میں لیٹ کر سو گیا۔ سپاہ کی لمبی قطار بڑی احتیاط و خاموشی
(۱۵۴) سے پاس ہو کر نکلی چلی جاتی تھی اور ہر ایک سپاہی اپنے ساتھی کو خاموشی کا اشارہ کرتا
جاتا تھا کہ اُس کے محبوب سردار کی نیند میں خلل نہ واقع ہو۔ یہ بڑا پلطف نظارہ تھا کہ
یہ معرکے جنگ کے تھکے ہوئے سپاہی اس پر محبت الفت کا انہار کر رہے تھے
اور جبکہ وہ بے پاؤں پنولین کے قریب سے ہو کر گزرتے تھے تو ہر ایک سپاہی کی آنکھ
پنولین کے زرد ستے ہوئے رخساروں پر جمی ہوئی تھی۔

لیکن اس راستہ سے تو پچانہ کا گزرنہ قطعاً غیر ممکن تھا اور بے توپ خانہ کی کوچ
نیت سپاہی کی طرح ہے۔ آسٹریا کے قلعہ دار نے میلاس کو لکھا کہ میں پچیس ہزار فوج
دیکھی ہے جس میں چار ہزار سوار ہیں اور یہ قلعہ کے پاس سے کوہ البریڈو کے کنارے
کنارے ریگتی ہوئی گئی ہے۔ لیکن اُس نے میلاس کو یقین دلایا کہ ابھی توپ
ایک بھی نہیں گئی ہے اور نہ اُس کے قلعہ کی توپوں کی مار کی وجہ سے جاسکتی ہے
مگر طرف یہ ہے کہ جب وہ قلعہ دار یہ خط لکھ رہا تھا تو پنولین کی فوج کی آدھی توپیں اور آدھا
سامان حربہ کل چکا تھا اور بڑی حفاظت و سرعت کے ساتھ واوی میں آگے بڑھا
چلا جا رہا تھا۔

راست کی اندھیری میں بڑے بڑے قابل اعتبار آدمیوں نے احتیاط و خاموشی

سے سرک پر گھاس اور پیال بچھایا۔ اور توپوں کے کھڑکھڑانے والے پیوں میں کپڑے اور گھاس لپیٹ دی اور دھڑکیوں میں اچھی طرح روغن لگایا اور خاص قلعہ کی دیوار کے نیچے اور قلعہ کی توپوں سے چار قدم کے فاصلہ سے ان توپوں کو خود کھینچ کر دوسری طرف ہینچا دیا اور دو راتوں میں سب توپیں اور جگہ سامان حرب دوسری طرف نکال دیا۔ اور چند روز میں اس قلعہ کو بھی چھین لیا۔

اسٹریا کا سپہ سالار میل اس اب جاگا۔ لیکن اپنی عافیت کی جانب سے اس کے حواس باختہ ہو رہے تھے۔ نیپولین۔ خوں ناک۔ نیپولین اعجازی قوت سے کوہستان آئیس عبور کر آیا تھا اور آمد و رفت و رسد کے سب راستے بند کر دیے تھے۔ اور آسٹریا کی فوج کے لئے بھاگ بچنے کا کوئی امکان باقی نہ چھوڑا تھا اپنی خطرناک حالت کی مقدار سے بدحواس ہو کر اسے پیرس پر یورش کرنے کا خیال باقی نہ رہا اور اب یہی فکر کرنے لگا کہ کسی طرح بھاگ کر آسٹریا کی سرحد پر پہنچ جاتا۔ بڑے بڑے تردد اس کی روح کو کھائے جاتے تھے اس لئے کہ نصرت و فتح کے بلند مینار سے اب وہ ہزیمیت کے گہرے غار میں جا رہا تھا۔

اوسر نیپولین کو طرح طرح کے تفکرات دامنگیر تھے۔ اس کے ہمراہ اس وقت صرف سولہ ہزار فوج تھی اور جس میں دو ہتائی ایسے جوان تھے جنہوں نے سچ جاکر چلتے کھینچے دیکھی تھی اور اتنی اور ایسی فوج سے نیپولین کو ایک لاکھ بیس ہزار پرانی تجربہ کار آسٹریا کی فوج کو روکنا تھا جس کے پاس منایت ہی مکمل آلات و سامان حرب موجود تھے۔ پھر ایسے بہت سے راستے تھے کہ میل اس نیپولین سے فرسنگوں کے فاصلہ سے ہو کر نکل جاسکتا تھا۔ نیپولین کے لئے یہ ضروری تھا کہ اپنی چھوٹی فوج کو اس طرح تقسیم کرے کہ آسٹریا کی کل فوج کی نگرانی رہتی۔ یہ ہر وقت خدشہ لگتا تھا کہ نیپولین کی فوج کے کسی چھوٹے ٹکڑے سے کیہر آسٹریا والوں کی ایک بہت

فوج کی مٹ بھیز نہ ہو جائے اور قبل اس کے کہ لنگ پونچے آسٹریا دھمے اُسے
 کا ٹکڑا ٹکڑے ٹکڑے نہ کر دیں۔ نپولین نہ کھاتا تھا۔ نہ سوتا تھا نہ آرام کرتا تھا۔ رات دن اُد
 دن رات گھوڑے کی پیٹھ پر زرد۔ خیال میں ڈوبا ہوا اور لٹا ہوا خواب تندرستی کی علامت
 میں گھوڑے پر سوار رہتا تھا اور اُس کے اُداس اور غور میں ڈوبے ہوئے۔ غیر مجبورست
 چہرہ کے دیکھنے سے جی پراثر ہوتا تھا۔ اُس نے ہر طرف چار سوس دوڑا رکھے تھے اور
 دشمن کی ہر ایک ممکن حرکت اور اجتماع پر وہ کامل غور کر رہا تھا۔ خیال ہی خیال میں وہ
 تمام لہار طوی کے صوبہ پر پھراتا تھا۔ اور نصرت و فتح کے ساتھ میلان میں داخل ہوتا تھا
 میلان نے بڑے تڑو سے اپنی فوج کو ایک مرکز پر جمع کیا کہ اُس جاں کو توڑ کر کھجائے
 جس نے اُسے گھیر لیا تھا اُس نے حتی المقدور نپولین کو فریب دینے کی کوشش
 کی کہ نپولین کو وہ خاص مقام نہ معلوم ہو سکے جہاں سے وہ حملہ کرنے کو تھا۔ نپولین نے
 بڑے زور شور سے اپنی فوج کو حسب ذیل اعلان دیکر جوش سے بھر دیا:-

”سپاہیو۔ جس وقت ہم نے اپنا کوچ شروع کیا تھا فرانس کا ایک حصہ دشمن کے
 ہاتھ میں تھا۔ ہماری ریلپک کے جذب میں پریشانی پھیلی ہوئی تھی۔ تم آگے بڑھے اور
 فرانسیسی ملک محروسہ رہا ہو گیا۔ ہمارے ملک میں فکر و خوف کے بجائے اطمینان و مسرت
 ہے۔ دشمن کا خوف سے بُرا حال ہے اور اُس کو اب یہی جستجو ہے کہ کسی طرح وہ
 جھک کر اپنی سرحد پر پہنچ جائے۔ ہم نے دشمن کے اسپتال۔ سامان حرب کے ذخائر
 اور محفوظ چرگا گاہیں چھین لئے ہیں۔ ہماری ہم کا پہلا حصہ ختم ہو چکا کروڑوں آدمی بھاری
 تقریضیں کر رہے ہیں۔ لیکن کیا تم اپنے دشمن کو جس نے تمہاری ریلپک میں دباؤ
 بیجا کی ہے گوشتالی دینے بغیر چلا جانے دو گے؟ تم ہرگز نہ جانے دو گے۔ لہذا اُس
 سے مقابلہ کرنے کو آگے قدم بڑھاؤ۔ اور اپنے دشمن کی پیشانی سے فتح نے وہ سہ
 جو اُس نے حاصل کئے ہیں نوچ لو۔ اور دنیا کے کان کھول دو کہ قوم غلط کی سربراہ

میں مداخلت کرنے والوں پر ایسی پھٹکا ر پڑتی ہے۔ ہماری کوششوں کا نتیجہ کھلی ہوئی نیکی اور پائدار امن و صلح ہوگی،“

جس دن نپولین نے پیرس سے کوچ کیا اسی دن ڈیزے مصر سے فرانس میں پہنچا چونکہ ڈیزے صاف۔ سچا۔ ایماندار۔ اور حد درجہ بادمانت تھا لہذا وہ کبھی منجملہ اُن چند آدمیوں کے تھا جن سے نپولین کو سچی محبت تھی۔ ڈیزے نپولین کو اپنے سے بہت زیادہ صاحب فضیلت شخص یقین کرتا تھا اور اُس کو پرستش کے درجہ کی نگاہ عزت سے دیکھتا تھا۔ اور نپولین سے اُس کو ایسی شدت سے محبت تھی کہ منبر لے کر ایک جذبہ کے تھی۔ اور ایسے اشرف شخص کی الفت سے موثر ہو کر نپولین نے بھی اُس کو ہم راز کر لیا تھا۔

پیرس پہنچے پر نپولین کے خطوط ڈیزے کو ملے اور جیسے کہ اُس نے ان رازداری کی مسطور کو پڑھا تو اُن کے اداس لہجہ سے حیرت زدہ ہو کر کہنے لگا۔ ”نپولین کو سب کچھ حاصل ہو گیا لیکن پھر بھی مصیبت زدہ ہے۔ پس مجھے فوراً اُس کے پاس پہنچنا چاہئے اور ایک دم اُس نے کوستان کو عبور کیا اور جنگ میرنگو سے چند ہی روز قبل نپولین کے صدر مقام پر جا پہنچا۔ نپولین اور ڈیزے تمام رات مصر کے واقعات اور فرانس کے حالات کے متعلق باتیں کرتے رہے اور نپولین کو اب اپنے لائق دوست کے آجانے سے بڑی تقویت ہو گئی۔ اور اُس نے دونا فوج کے ایک حصہ کا ڈیزے کو افسر بنا دیا۔ نپولین کتنا تھا مٹو ڈیزے میرے جہاز کا لنگر ہے۔“

دوسری صبح کو بویوین نے نپولین سے کہا۔ ”ڈیزے سے آپ کی بڑی لمبی ملاقات رہی۔“

نپولین نے جواب دیا۔ ”ہاں اس تخلیق کی میرے پاس وجوہ ہیں جس وقت میں پیرس واپس جاؤنگا میں ڈیزے کو وزیر صیغہ حرب کروں گا۔ وہ ہمیشہ میرا نائب

رہے گا۔ اور اگر مجھ سے ہوسکا تو میں اُسے بادشاہ کر دوں گا۔ وہ شجاعانِ قدیم کی وضع کا شخص ہے۔“

پہولین کو خوب معلوم تھا کہ ایک فیصلہ کر دینے والی لڑائی جلد ہوگی۔ میلان میں سرتام ہر جانب سے اپنی فوج کو ایک مقام پر سمیٹ رہا تھا پہولین کے اپنی مختصر وضع لفظوں میں سرات اور لانس کو جب ذیل حکم بھیجا۔

”اپنی فوجیں دریا سے اسٹیٹ لاپر جمع کرو۔ ۸۔ یا زیادہ سے زیادہ ۹ کو تھاراپنڈ یا اٹھارہ ہزار آسٹریا کی فوج سے مقابلہ ہوگا۔ اُس کا مقابلہ کرو اور اُس کو کاٹ کر ٹکڑے کر ڈالو۔ اور اُس فوج میں جس کا میلان کی ماتحتی میں ہمارا ایک فیصلہ کر دینے والی جنگ میں مقابلہ ہونے کو ہے اُسی قدر کمی ہو جائیگی۔“

پہولین کی پیشین گوئی صحیح ہوئی۔ آسٹریا کی پوری اٹھارہ ہزار فوج آگے بڑھی۔ لانس نے مانٹی بیلو میں اُس کا مقابلہ کیا۔ آسٹریا کی فوج مضبوط مقام پر مورچہ بند تھی۔ اور ایک پہاڑی پر توپیں بھاری بھتنیں کسارامیدان اُن کی زد میں تھا یہ امر بڑا ضروری تھا کہ یہ فوج آسٹریا کی بڑی فوج سے ملنے نہ پاتی۔ لانس کے پاس صرف آٹھ ہزار فوج تھی۔ اور اگر اس نابرابر لڑائی کو لانس چند گھنٹہ روک لیستا تو وہ کٹر چنڈ میل کے فاصلہ پر تھا چار ہزار فوج سے اُس کی کمک کو پہنچ سکتا تھا۔ فرانسیسی سپاہیوں کو معلوم تھا کہ کتنی بڑی فوج سے اُن کا مقابلہ تھا۔ اور یہ بھی جانتے تھے کہ اُن کی صفوں میں کس قدر خونریزی ہونے والی تھی۔ وہ جوش کے نورسے بلند کر کے حملہ آور ہوئے۔ آسٹریا کی توپوں سے فوراً اُن کی صفوں میں گرا ب کا طوفان برپا ہو گیا۔ لانس نے کہا ہے ”میں اپنی صفوں میں ہڈیوں کے چٹانے اُسی طرح سن رہا تھا جس طرح طوفانِ تگرگ میں شیشہ ٹوٹتا ہے۔“

گیارہ بجے سے آٹھ بجے رات تک کامل نو گھنٹہ خونریزی کا بازار گرم رہا۔

کھلی ہوئی اور خون سے نہالی ہوئی۔ اور تباہ صفیں حملہ کے لئے بار بار جج کی جاتی تھیں اور ابجا مکار جس وقت تین ہزار فرانسیسیوں کی لاشیں میدان میں پھیل گئیں تو آسٹریا کی فوج کی صفیں ٹوٹنا اور بھاگنا شروع ہوئیں۔ آسٹریا کی فوج سے بھی تین ہزار آدمی کام آئے لیکن وہ فرانسیسیوں کے ہاتھ میں چھ ہزار قیدی بھی چھوڑ گئے۔ نپولین اپنے لفٹنٹ کی مدد کو بڑی سرعت سے آیا لیکن اس وقت لائبرا کو فتح ہو چکی تھی۔ نپولین گھوڑے پر سوار لائبرا کے پاس پہنچا۔ یہ بہادر ڈسسیپا ہی حقتو لوں کے انبار کے بیچ میں کھڑا تھا۔ اور اُس کے مثل ہاتھ کی تلوار۔ ست لوہے کی ر ہا تھا اور اُس کا چہرہ دھوئیں اور بارود سے سیاہ ہو گیا تھا اور اُس کی دروی تھڑ لگی تھی اور اس طولانی لڑائی میں پارہ پارہ ہو گئی تھی۔ نپولین خاموشی سے لیکن بڑے فرسے اپنے بہادر جنرل کو دیکھ کر مسکرایا اور اُس کو الغام و بیانا بھولا۔ اس جنگ سے لائبرا کو ڈیوک آف مانتی بیلو کا خطاب عطا ہوا اور اسی نام سے آج تک اُس کا خاندان ممتاز ہے۔

جنگ کی یہ ابتدا تھی۔ فرانسیسی اس جنگ سے جوش خوشی سے بھر گئے لیکن آسٹریا کی فوج پر یالوسی سے خوف چھا گیا۔ میلاس۔ نے اب جاں توڑ ڈالنے کا عزم باخزم کیا۔ نپولین بڑے تڑو سے اپنے دشمن کی حرکات کو دیکھ رہا تھا۔ اور نہیں معلوم تھا کہ کس موقع پر حملہ ہوگا۔ ۴ جون سن ۱۸۰۵ کو میلاس۔ نے چالیس ہزار فوج مع سات ہزار سواروں اور دو سو توپوں کے جج کر کے فرانسیسیوں پر حملہ کیا جو تعداد میں صرف بیس ہزار تھے۔ میرنگو کے میدان میں صف آرا ہوئی۔ ویزے ایک محفوظ فوج کے ساتھ میرنگو سے تیس میل کے فاصلہ پر تھا اور شام سے قبل اُس کا طلب کیا جانا کسی طرح ممکن تھا۔ اب خطرہ کی کوئی انتہا نہ تھی کیونکہ لک پہنچنے سے پہلے فرانسیسی فوج کے ٹکڑے اڑا دیے جاسکتے تھے۔

لیکن ڈیزے کی تیز قوت سامعہ نے بھاری توپوں کی گج سن کر فورے کان لپکا اور فوراً قیاس کر کے کہ کوئی زبردست جہی ہوئی جنگ ہو رہی تھی اسے اپنے محبوب سردار کی خیریت کی طرف سے بڑی فکر پیدا ہوئی اور وہ گھبرا کر کھڑا ہو گیا اور اپنی فوج کو فوراً کوچ کا حکم دیا اور اپنے بہادر رفیقوں کی مدد کو جھپٹا۔ پنولین قاصد پر قاصد بھیج رہا تھا کہ ڈیزے کی فوج جلد آوے اور اس عرصہ میں اس کی فوج مستحکم کھڑی ہوئی تھی۔ اور اس کی صفوں موت کا بازار دشمن کی توپوں نے گرم کر رکھا تھا اور آخر کار وہ برباد بھی پھیلی کہ جس کا مقابلہ کرنا لشکر کے اسکان سے خارج تھا پنولین کی فوج کے سپہ رہے ٹوٹ گئے اور یہ لکڑ بھاگے کہ سب خاتمہ ہو گیا اب جس سے ممکن ہوا اپنی جان بچائے۔

ابھی خوفناک بے ترتیبی اور اتہزی پیش آئی کہ اب تمام میدان فراریوں سے بھر گیا۔ جو کثیر التعداد آسٹریائی فوج کے سامنے سے سیلاب کی طرح بھلے چلے جا رہے تھے لیکن پنولین کے پاس ہنوز چند مربے قائم تھے جو آہستہ آہستہ پیچھے ہٹتے چلے آ رہے تھے اور دوسو توپیں ان کو برابر و باقی علی آ رہی تھیں۔ اب دن کے تین بج چکے تھے میڈاس محنت سے بالکل چور ہو گیا تھا اور اس کو یقین ہو چکا تھا کہ اس کی کال فوج ہو گئی تھی۔ پس اس نے فوج کو مکمل کرنے کے لئے جنرل یریچ کو چھوڑا اور خود مستحکم کو چلا گیا۔ اور فوراً تمام پورپ کو اپنی نامی فوج کے مراسلات روانہ کر دئے اس وقت آسٹریائی فوج کے ایک تجربہ کار سپاہی نے جو پنولین کے مقابلہ میں آ کر کولا اور ریڈو میں جنگ کر چکا تھا کلامیڈاس بڑا احمق ہے۔ میری بات پر یقین کرو۔ ابھی ہماری فوج نہیں ہوئی ہے۔ کیونکہ یقیناً اپنی محفوظ فوج سے پنولین ہم پر ابھی حملہ آور ہو گا۔

اسی وقت پنولین نے ڈیزے کی فوج کے گھٹنے کالوں کو میدان میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا۔ ڈیزے اپنے سمند کو ہمیز کر کے صفوں سے آگے نکلا اور پنولین

کے پاس آیا۔ اور جب اُس نے فوج کی یہ باتری دیکھی تو بے ساختہ کہا۔
 ”میں دیکھتا ہوں کہ ہزیمیت ہوگئی مجھے خیال ہے کہ میں اس کے سوا اور کچھ
 نہیں کر سکتا کہ تم کو میدان سے بچالے چلوں“
 پوپلین نے جواب دیا ”کون کتنا ہے ہزیمیت ہوگئی“ اُس کے چہرہ سے وہی
 استقلال ظاہر تھا جیسا کہ وہ گویا اپنے کمرے میں آتھان کے پاس بیٹھا ہوا تھا ”مجھے
 تو یقین ہے کہ فتح ہماری ہوگئی۔ تم فوراً حملہ کرو اور یہ سب منتشر فوج تمھاری فوج کے
 پیچھے جمع ہو جائیگی۔“

ڈیزے ایک چٹان کے مانند اپنی دس ہزار فوج کے مربعے لے کر حملہ آور ہوا
 اور اُس نے آسٹریا کی فتح کے چڑھتے ہوئے مدوجز کا مقابلہ کیا۔ اسی وقت پوپلین
 نے کلرمن کو ہدایت بھیجی کہ اپنے رسالوں سے وہ آسٹریا کی فوج کے ایک بازو پر حملہ
 ہو۔ یہ سب ایک لمحہ کا کام تھا۔ اور لڑائی کی صورت بدل گئی۔ اور بھاگتی ہوئی فوج
 کے سامنے سے پوپلین یہ کتنا ہوا نکلا۔

”میرے عزیزو۔ اب تم کافی پیچھے ہٹ چکے۔ اب ہمارے آگے بڑھنے کی
 باری ہے۔ کیا تم بھول گئے کہ میں تو میدان جنگ میں سویا کرتا ہوں“ یہ بھاگنے
 والے محفوظ فوج کے آجانے سے تقویت پا کر فوراً اُس کے پیچھے جمع ہو گئے
 اور اب سامنے سے اور ایک پہلو سے آسٹریا کی فوج پر وہ ہرا حملہ شروع ہوا آسٹریا
 کی فوج یا تو آگے بڑھ رہی تھی یا اب رُک گئی۔ اور لغزش میں آئی اور اسی حالت میں
 ڈیزے کی صفوں نے اُس پر گولیوں کا مینہ برسایا۔ اس کے جواب میں اُنھوں
 نے بھی فرانسیموں کے سینہ پر ایک بارہ ماری اور ایک گولی ڈیزے کے سینہ
 میں ایسی لگی کہ وہ گھوڑے سے گر پڑا اور مدد کو سدھارا۔ اُس کی آخری لفظیں تھیں
 فرسٹ کانس سے کہنا کہ مرنے کا مجھے صرف اس قدر اہنسوس ہے کہ میں

اتنی خدمت انجام نہ دے سکا کہ میں یاد رہتا۔

سپاہی چونکہ ڈیزے سے بڑی محبت رکھتے تھے اُس کا یہ حال دیکھ کر غصہ سے بہو اس ہو گئے اور اپنے سردار کی موت کا بدلہ لینے کو بڑے جوش و خروش سے حملہ آور ہوئے۔ شور و غل۔ بہتری اور پریشانی کا بدو جز پلٹ پڑا اور اپنی اپنی جگہوں میں مخالف سمت کو بہنے لگا۔ ابھی ایک لمحہ ہوا تھا کہ آسٹریا کی فوج فتح سے پھولی ہوئی تھی یا اب اُنھوں نے ہزیمت کی آفت اپنے سر پر کھچی۔ اسی خوفناک منظر میں ایک شخص نیپولین کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ ڈیزے مارا گیا۔

ابھی ذرا دیر ہوئی تھی کہ ڈیزے اور نیپولین کھڑے باقی کر رہے تھے۔ نیپولین نے تھکے تھکے کر اپنا سر زور سے پکڑ لیا اور بڑی غم آلود آواز سے کہا۔ مجھے روکنے کی کیوں اجازت نہیں دی جاتی۔ اس قیمت پر فتح گراں ہے۔

فرانسیسیوں نے نعرہ فتح بلند کر کے ایک گول حلقہ باندھا۔ آسٹریا کی فوج میں خراج از بیان بہتری پھیلی ہوئی تھی اور بہو اس ہو کر وہ بے رحم قاتل کرنے والوں کے سامنے سے فرار ہوئی۔ اُس کی ہزیمت قطعی اور بالواسانہ تھی۔ اور جب اس میدانِ قتال پر بارہ گھنٹہ کی طولانی جنگ کے بعد آفتاب غروب ہوا ہے تو وہ خوفناک منظر تھا کہ شیطان کا دل بھی خوف سے لرز جاتا تھا۔ بیس ہزار سے زیادہ انسان میدان میں بچھے پڑے تھے۔ کچھ تو مر گئے تھے اور کچھ جاں بلب تھے اور خون میں تڑپ رہے تھے اور جہاں تک بدنہائی کی حد تصور میں آسکتی ہے اُن کی صورتیں بدناما ہو گئی تھیں گھوڑوں کے اعضا جسم سے علیحدہ ہو گئے تھے اور وہ تشنجی حالت میں پڑے تڑپ رہے تھے۔ توپوں۔ تلواروں اور ہر قسم کی گاڑیوں کے پُڑے اور ٹکڑے اس وحشت خیز بربادی کے میدان میں پھیلے پڑے تھے دل کے پار ہو جانے والی چیخیں جو جنگ کے گھمٹاں مظلوم جاں کنی کی تکلیفوں کی حالت میں پڑے مار رہے

تھے عام درد کی کراہوں سے زیادہ بلند تھیں اور فریاد کرنے والے طوفانِ باد کی مانند بڑے عزم سے کانوں میں آتی تھیں۔ اس مصیبت کے ہیبت ناک منظر پر اب رات کی تاریکی چھائی تھی۔ مجروحوں کی اس قدر بڑی جماعت تھی کہ چراغوں کی حد درجہ کوششوں کے باوجود اس طولانی شب کا گھنٹہ پر گھنٹہ گزرتا چلا جاتا تھا اور ہزاروں مجروح انتہائے درد سے پڑے زمین کو دانتوں سے کاٹ رہے تھے۔

اگر جنگ کے ہمراہ ہمارے اور نامور سی ہے تو اُس کے ساتھ مکرہ۔ ڈراونی اور شیطانی لعنت بھی ہے۔ نوجوان پرارمان۔ اور انگلوں والے سکراتِ موت میں پڑے اینٹھ رہے تھے۔ ہندوق کی گولیاں حسینوں کی عزت نہیں کرتیں۔ وہ اچھے کھال لیتی ہیں۔ جیڑوں کے ٹکڑے کر ڈالتی ہیں اور رخسار کو پاش پاش کر دیتی ہیں۔ اور انسانی چہرہ کو ایسی صورت میں بدل دیتی ہیں کہ دیکھنے سے جی ڈرتا ہے۔ میزنگو کے میدان سے بہت سے ایسے نوجوان وطن کو لوٹے کہ اُن کے عزیزوں نے بھی اُن کو پہچانا اور انھوں نے مصیبت زدہ بد صورتی کی زندگی چھلی۔ جنگ کے اکھاڑہ سے رحمِ خست ہو جاتا ہے۔ پاگل جنگی گھوڑے اپنے آہنی سموں سے مجروح چروں پٹکتے ہوئے اور سو جے ہوئے زخموں اور پاش پاش ہڈیوں کو ردندے ہیں اور مظلوموں کی چیخوں اور کراہوں کی کچھ پروا نہیں کرتے۔ بھاری بھاری توپوں کی گارڈیوں کے پیوں سے خون کی کھڑکیں خمیر ہو کر بے دروڑائی کا مظلوم اپنی اس۔ اپنی باپ۔ بہن اور وطن کو یاد کرتا ہے اور چنچیں مارتا اور کراتا ہے اور پھر بان مگل جاتی ہے۔ اُس کی لعش سے وہ بد معاش جو لشکر کے ہمراہ رہتے ہیں۔ کڑے اتار لیتے ہیں اور اُس کی برہنہ پامال لعش پر ایک یا دو پھاوڑے مٹی ڈال کر شک۔ ہر گس کی خوراک کے لئے چھوڑ دیا جاتا ہے اور پھر وہ ہمیشہ کے لئے زانو کر دیا جاتا ہے۔ اور اس کو نامور سی کہا جاتا ہے۔

وہ گناہ اور حماقت کا سب سے زیادہ ممتاز ذریعہ خود وہ شخص ہے جو جنگ کو اُس کے جوش، شان و ناموری اور فرضی شہرت کی خاطر عزیز رکھتا ہے۔ لیکن وہ شخص جنگ سے لایمان نفرت کے ساتھ گھن کھاتا ہے۔ جو حتی المقدور اس زلیوں اور ہولناک مصیبت کے ٹالنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن جو باوجود ان باتوں کے نہایت اسی مجبوری کی حالت میں ملک و وطن کی محبت سے بڑے استقلال کے ساتھ اُس کی سب مصائب کا مقابلہ کرتا ہے اور اپنی جان اور ہر شے کو جو اُسے عزیز ہے بنی نوع انسان کی ترقی و سیودی پر قربان کر دینے کو مستعد ہوتا ہے۔ تمام دنیا کی نگاہیں عزت کا مستحق ہوگا اور ہم کو پورا یقین ہے کہ خدا بھی اُس سے راضی ہوگا۔

و انگلینڈ جنگ کو اُس کی ہر وضع میں نفرت کی نگاہ سے دیکھتا تھا لیکن پھر اس کی سب مصیبتوں کا دلیری سے مقابلہ بھی کرتا تھا۔

میرنگو کی خونریزی کے متعلق نپولین مورد الزام نہیں ہو سکتا۔ اس عثمانی حادثہ کے تمامی جرم انگلستان اور آسٹریا کے ذمہ ہیں کیونکہ جہاں تک ہو سکا تھا نپولین نے خونریزی کے روکنے کی کوشش کی تھی اُس نے مغرور و خود میں دشمنوں کے سامنے صلح کی استدعا کر کے اپنے ان بان کے خیال کو قربان کر دیا تھا۔ اُس کی دلیل و محبت پر کچھ توجہ نہ کی گئی تھی۔ تین لاکھ فوج فرانس کے تحت پر کمزور بادشاہ کو زبردستی بٹھانے کے لئے دھاوے کئے چلی آ رہی تھی۔ فرانس کا یہ فرض نہ تھا کہ ایسے محکم کے سامنے سر اطاعت خم کرتا۔ پس نپولین نے اپنے ملک کی حفاظت میں شیر خون نشاں بنیام سے کپنجی۔ میدان جنگ میں آیا اور الجھ لہ لہ کہ اُس نے فتح پائی۔

ممکن نہیں ہے کہ اس نامی مستح پر نپولین کو بہت خوشی ہوئی ہو۔ وہ جانتا تھا کہ میرنگو اُس کی فتوحات میں بڑی زبردست فتح خیال کی جاوے گی۔ میرنگو کی ہزیمت نے جتھہ کے چھلکے چھوڑا دیئے تھے۔ میلان اب نپولین کے اختیار میں تھا اور نپولین اپنی

اپنی سب منشا شرایطِ صلح قائم کر سکتا تھا۔ باوجود اس کے میدانِ قتال پر وہ بڑے
 غم سے پھرتا تھا اور بڑے تاسف سے اپنے گرد تباہی اور ہلاکت کی منظر کو دیکھ رہا
 تھا۔ جیسے کہ وہ آہستہ آہستہ مفہوم سوار ہوا تھا کیونکہ مقتولوں کے انباروں سے
 زمین پٹی پٹی مٹی اُسے ایسے مجروحوں سے بھری ہوئی چند گاڑیاں ملیں جن کو گولوں
 گراں اور گولیوں نے بڑی گت کو ہنچا دیا تھا۔ اور یہ بھاری گاڑیاں اپنے پیوں
 سے ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کو کھلتی اور سوجے ہوئے زخموں کو دوبارہ پھاڑتی ہوئی کھڑکیوں
 چلی جا رہی تھیں اور مظلوم مجروح شدتِ تکلیف سے پڑے چھین مار رہے تھے۔
 نیپولین نے اپنا گھوڑا روک دیا اور جیسے کہ یہ غم اندوز مصیبت زدہ سلسلہ اُس کے
 پاس سے گذرا اُس نے اپنے سر سے ٹوپی اتار لی۔

صفحہ ۱۵۰

اور اپنے ایک ہمراہی سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "کاش ہم بھی اُن مظلوموں
 کی طرح مجروح ہوتے اور ان کی مصیبت و تکلیف میں شریک ہوتے۔" ان کلمات سے
 زیادہ ہمدردی کے کلمات تاریخ میں ناپید ہیں اور جو شخص یہ بات کہتا ہے کہ نیپولین کی
 ریاکاری تھی تو ایسا کہنے والا شخص ایک اشراف آدمی کے دل کی فیاضانہ تحریکوں
 اور دلولہ سے مس تک نہیں رکھتا۔ غیر ممکن ہے کہ اس فطرتی قلبی جوش کا اظہار کسی
 حکمتِ عملی کی وجہ سے ہوا ہو۔

اس جگہ میں نیپولین نے بڑی نڈری سے اپنی جان کو معرضِ ہلاکت میں
 جھونک جھونک دیا تھا۔ چند مرتبہ اُس کی دروی کو پھاڑ کر گولیاں پار کھل گئی
 تھیں۔ گولہ اُس کے گھوڑے کی ٹانگوں کے بیچ میں ایسا پڑا کہ تمام خاک و حول سے
 نیپولین پٹ گیا۔ پھر ایک گراں اُس کے بوٹ کا حصہ مع پیر کی کھال کے اس
 طرح اڑا لے گیا کہ یہ نشان تمام عمر نہ گیا۔

اٹلی کا غم کرنے سے قبل نیپولین نے حقِ المقدور صلح کی کوشش کی تھی۔ اور

اب بھی عدیم النظیر عالمی جنگ کی طرف سے جس کی تفریف نہیں ہو سکتی اُس نے یہ انتظام نہ کیا کہ اس کے مغلوب دشمنوں کی طرف سے صلح میں پیش قدمی ہو۔ اور اُس نے صلح کے بارہ میں چھ دو بارہ خود تحریک کی۔ میرنگو کے میدان ہی میں اپنے دشمنوں کو کھس کے مانند اپنے سامنے سے اڑا کر اُسی وقت جبکہ جنگ کے دھوئیں سے ہوا صاف نہ تھی اور چٹا بلب مجروحوں کی کراہیوں سے رہا تھا۔ اُس نے فرما زوالی کے سبب ضوابط سے قطع نظر کر کے نہایت خلوص و آرزو سے اسٹیرا کے شاہنشاہ لکھا۔ یہ انوکھا مراسلہ جب ذیل شروع ہوا تھا:-

”جہاں پناہ عین میدان جنگ سے اور بے شمار مجروحوں کی مصیبتوں اور پندرہ ہزار مقتولوں کے درمیان سے میں خدام والا کی التجا کرتا ہوں کہ حضور صدائے رحم پر گوش توجہ فرمائیں۔ اور وہاں تو موسیٰ کو اُن مقاصد کے لئے جو خود اُن کے نہیں ہیں ایک دوسرے کا گلا کاٹنے کی اجازت نہ دیں۔ چونکہ تماشگاہ جنگ میں میں موجود ہوں لہذا یہ بات میرے ذمہ ہے کہ باصرار کروں کہ جہاں پناہ کے قلب پر ایسا زبردست اثر نہیں ہے جیسا میرے قلب پر ہو سکتا ہے“

یہ مراسلہ بڑا طولانی اور بڑا فصیح و بلیغ تھا۔ لکھا تھا: آپ کس مدعا سے جنگ کرتے ہیں۔ کیا یہ جنگ مذہب کی خاطر ہے؟ اگر مذہب کی خاطر ہے تو روس اور انگلستان سے جنگ کیجئے۔ جو آپ کے عقائد کے دشمن ہیں۔ کیا آپ کی یہ آرزو ہے کہ انقلابی اصول سے اپنی حفاظت کریں۔ تو جانتا چاہئے کہ اسی اجر اے جنگ نے فرانس کی فتوحات کو وسیع کر کے ان انقلابی اصولوں کو آدھے براعظم یورپ میں پھیلا دیا ہے اور اگر یہ جنگ جاری رہی تو یہ انقلابی اصول اور زیادہ ترقی کے بغیر نہ رہیں گے۔ کیا یہ جنگ اسلئے ہے کہ یورپ کی جملہ طاقتوں کا پکڑا برابر ہے تو اس ہمزنی کو انگلستان جیسا خطہ میں ڈال رہا ہے فرانس نہیں ڈالتا ہے۔ اسلئے کہ وہ تجارت کا مالک ہو گیا

اور ایسی طاقت بن گیا ہے جو تجار پر ظلم کر رہی ہے اور وہ مزد سے باہر ہے۔ کیا یہ جنگ خاندان آسٹریا کے مقاصد محفوظ کرنے کی غرض سے جاری رکھی گئی ہے۔ تو آگے ہم ”کیمپ فور میو“ کے سابق صلح نامہ پر کاربند ہوں جو جہاں پناہ کے نیندر لینڈ کے بہت سے گے ہوئے ضوبوں کی واپسی کی ضمانت ہے۔ اور ایسے ملک میں جہاں بندگان عالی کو ہڑی آرزو ہے یعنی اٹلی میں بہت سے مقبوضات حاصل ہونے کا یقین ہے۔ حضور والا اپنے دکلاے مصالح کو جہاں پسند فرمائیں بھیج دیں اور میں کیمپ فور میو کے صلح نامہ میں ایسی شرائط اضافہ کروں گا جن سے جہاں پناہ کو یقین ہو جائیگا کہ وہ جسے دوم کی طاقتوں کی بقا کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا جن کے ہلاوینے کا الزام ہم پر لگایا جا رہا ہے۔ اگر جہاں پناہ منظور فرمائیں تو ان شرائط پر صلح ہوئی جاتی ہے۔ آگے سب فوجوں کے لئے التوا سے جنگ کے حکم صادر کریں اور فوراً صلح کی گفتگو شروع کریں۔“

یہ مراسلہ دیکر آسٹریا کے دربار کو فوراً ایک قاصد روانہ کیا گیا۔ شام کو یورپ میں اس حیرت خیز فتح پر پولین کو مبارکباد دینے آیا۔ اور کہنے لگا۔ ”سبحان الہ کیسی بڑی شادمانی کا دن ہے“ پولین نے آہ سرد بھر کر کہا۔ ”ہاں بڑی شادمانی کا دن ہے۔ لیکن کاش میں میدان جنگ میں ڈیزے کو گلے سے لگا سکتا۔“

اُسی دن اور قریب قریب اُسی وقت جبکہ ڈیزے کے سینہ میں گولی لگی مصری میں ایک قاتل نے کلیبر کے سینہ میں ایک خنجر مارا اور اس طرح ان دو مشہور جنگجو بہادر کی روحیں عالم ارواح میں اچانک جا ملیں۔ اب وہ اسی عالم کی سیر کر رہی ہیں لیکن وہ نقاب جس نے ان دونوں کی نعمتوں کو ہم سے ہٹا کر رکھا ہے کیسا دیر ہے ہماری روح کو تپا ہے کہ اُس دور و بعید عالم کو جو ان زبردست مرنے والوں سے آباد ہے زیادہ صاف طور سے دیکھ سکتی۔ اُسی عالم میں اب پولین کا قیام ہے۔

کیا اُس کی دہی ذہنی تفصیلت قائم ہے؟ کیا اُس کے جنرل اب بھی اُسی اطاعت سے اُس کے گرد جمع ہیں؟ کیا اُس کی روح اُد اسی اور مایوسی میں غرق ہے یا وہ پاپی اور دلجمعی کے صاف و بے غبار آسمان میں پرواز کر رہی ہے۔ ہے! ہے! موت بھی کیا بڑا راز ہے اور اس راز کا عقدہ موت ہی سے حل ہو گا۔ نہ سب بھی باوجود اپنے رفیع الشان الہاموں کے عدم آبا و کا کچھ صاف حال نہ بتا سکا۔

سینیٹ ہلینا میں نپولین نے کہا: تمام جنرلوں نے جو میرے ماتحت رہے ہیں ڈیزے اور کلیبر میں سب سے زیادہ جوہر تھے۔ لیکن ڈیزے کلیبر پر فائق تھا۔ کیونکہ کلیبر فتح مندی کو اسلئے پسند کرتا تھا کہ وہ حصول عیش و مسرت کا ایک ذریعہ تھی۔ لیکن ڈیزے فتح کو فتح ہی کی غرض سے چاہتا تھا۔ اس غرض کے ماسوا ڈیزے کو اور کسی غرض سے غرض نہ تھی کیونکہ اُس کے خیال میں دولت و عیش کی کوئی وقعت نہ تھی۔ اور نہ اُس نے ان دونوں کی طرف کبھی توجہ کی۔ وہ چھوٹے سے ڈیل کا شخص تھا اور مجھ سے قد میں قریب ایک انچہ کے چھوٹا تھا۔ وہ ہمیشہ خراب لباس پہنتا اور بعض اوقات تو اُس کے کپڑے پھٹے ہوئے ہوتے تھے۔ وہ آسائش و آرام سے یکساں متنفر تھا۔ وہ لہادہ اور حد کمر اکثر توپ کے نیچے پڑھتا اور ایسے آرام سے سوتا جیسے کوئی اپنے محل میں۔ وہ تباہی۔ عیش و عشرت کی کوئی خوبی اُس کی نگاہ میں نہ تھی۔ چونکہ وہ بڑا ہی بے تکلف اور سادہ آدمی تھا عجب اُس کو سلطانِ عاقل کہتے تھے فطرت کا منشا تھا کہ اُس کو جنرل بھی ایسے ہی پایہ کا بنائے۔ ڈیزے اور کلیبر کا مارا جانا فرانس کے لئے ایسا نقصان تھا جس کی تلافی نہ ہوئی۔“

اُس پریشانی کا بیان کرنا ممکن نہیں ہے کہ جو اسٹریا کی فوج پر اس ہمت کے بعد واقع ہوئی۔ اُس کو اب لوٹنے کا کوئی راستہ نہ رہا تھا اور اب وہ قطعی نپولین کے اختیار میں تھی۔ رات میں اسٹریا کے امیروں نے جنگی مشورہ کیا اور

بالا تفاق یہ سارے قرار پائی کہ اطاعت کے بغیر چارہ نہ تھا چنچ پنچ صبح ہوتے ہی پولیس کے پاس برائے چندے صلح کر لینے کا پیغام صلح کے جھنڈے کے ساتھ بھیجا گیا۔ اسٹریا کی فوج کی طرف سے یہ پیغام آیا کہ اگر فاتح کی فیاضی اجازت دے تو اسٹریا کی فوج اسیر نہ کی جائے اور وہ اٹلی خالی کر دیگی۔ پولیس اس اٹلی سے بڑے اخلاق کے ساتھ پیش آیا اور اپنی عداوت کے موافق ایسی قطعی شرائط جن میں پھر ترمیم نہیں ہو سکتی تھی پیش کر کے کہا کریں ان شرائط پر صلح کر سکتا ہوں، یہ شرطیں بہت نرم تھیں۔

صفحہ ۱۵۸

اُس نے کہا: اسٹریا کی فوج بلا مزاحمت اپنے وطن کو واپس جاسکتی ہے لیکن تمام اٹلی چھوڑ دینا ہوگی۔

میلانس نے جس کی اتنی برس کی عمر تھی شرائط میں ترمیم کی توقع سے کبھی ہٹنے کو چند تبدیلیوں کا اشارہ کرنے کو دوبارہ بھیجا۔

پولیس نے کہا: جناب میری شرائط میں ترمیم نہیں ہو سکتی۔ کل کی جنگ میں میری طرف سے ابتدا نہیں ہوئی تھی آپ کی حالت کو میں آپ کی طرح اچھی طرح سے سمجھنے ہوئے ہوں۔ آپ کے ساتھ مقتولوں۔ مجروحوں اور مرلینوں کی علت لگی ہوئی ہے۔ پھر اس کے علاوہ نہ آپ کے پاس رسد ہے اور نہ آپ کی فوج میں ہواؤ سپاہی باقی ہیں اور آپ ہر طرف سے محصور ہیں۔ میرا جو بی چاہے کر سکتا ہوں لیکن میں آپ کے سپہ سالار کے سفید بالوں اور آپ کے سپاہیوں کی شجاعت کی قدر و عزت کرتا ہوں۔ اور حالت موجودہ کو دیکھ کر انصاف کی رو سے جو کچھ طلب کیا جاسکتا ہے میں وہ ہی مانگتا ہوں۔ اب آپ کی مرضی جو جی میں آئے کیجئے۔ شرائط میں تبدیلی نہ ہوگی۔“

چنانچہ شرائط پر فوراً دستخط ہو گئے اور وائٹسے جواب آنے تک جنگ ملتوی کر دی گئی۔

اس مهم پرنسپلین پریس سے ۷ بیس کورو انہ ہوا تھا۔ ۱۲ جون کو میرنگو کی جنگ ہوئی اور ان پانچ ہفتوں میں پرنسپلین نے آپس جیسے کوہستان کو عبور بھی کیا۔ ساٹھ ہزار سپاہ سے جس میں بہت سے نئے نا تجربہ کار سپاہی تھے منیم کی ایک لاکھ بیس ہزار فوج کو شکست بھی دیدی اور تمام اٹلی کے ملک کو چھین بھی لیا۔ اس کامیابی سے شاکتہ دنیا دنگ ہو گئی تھی۔ ہر ایک فرانسیسی کا دل فخر و شکر سے دھڑک رہا تھا۔ تمامی فرانس نے یک زبان ہو کر نعرہ جوش بلند کیا۔ پرنسپلین نے اپنی سلطنت کی بڑی گہری بنیاد فرانسیسیوں کے دلوں میں قائم کر دی تھی اور یہ بنیاد اب بھی بڑی مضبوطی سے ان دلوں میں قائم ہے۔ پرنسپلین اب میلان میں بڑی شاد و کامی کے ساتھ داخل ہوا اور وہاں دس روز مقیم رہ کر رات دن اٹلی کی ملکی حالت کے ترتیب دینے میں برابر مصروف رہا۔ اس کے سنجیدہ مذہبی میلان طبیعت کا حال اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے جو میرنگو کی جنگ سے چار روز بعد اس نے پریس کو کانسلوں کے نام بھیجی تھی۔ اس نے لکھا تھا ہمارے ملحدین آج چاہے جو کچھ کیوں نہ کہیں لیکن میں تو بڑے کڑو فر سے میلان کی گرجا میں ٹی ڈیم ادا کرنے جا رہا ہوں ۷

اس فتح کی نامور ہی بعض تنگ خیالوں نے پرنسپلین سے چھیننے کی کوشش کی ہے اور اس فتح کو بالکل کلرین کے حملہ سے جو اس نے ایک بازو سے کیا تھا منسوب کرتے ہیں ایسی بیجا باتوں کے لئے کسی مفصل جواب کی حاجت نہیں ہے ظاہر ہے کہ پرنسپلین نے نہایت مخفی طور سے یکا یک ایک فوج قائم کی تھی اور اس کے اس طرح قائم ہونے سے جو بظاہر ایک اعجاز معلوم ہوتا تھا تمام یورپ دنگ

۱۔ ٹی ڈیم۔ ترانہ حمد ہے جو شکر گزاری کے موقع پر گایا جاتا ہے۔ اور اس کو ٹی ڈیم۔ اسٹیل

کہتے ہیں کہ اس کے شروع کے الفاظ ٹی ڈیم۔ لاڈے مس

ہیں۔ جس کے معنی ہیں اے خدا ہم تیری تعریف کرتے ہیں۔ ۱۲

ہو گیا تھا اور اُس کی کامیابی نے دشمن کی ہوشیاری اور نگرانی کو ایسا ناکام کر دیا تھا کہ سرے سے دشمن کو یہی معلوم ہوا کہ پولین کس جانب سے حملہ کرے گا اور اس فوج کو محتمل دشمن کے گریٹ سینٹ پٹریک کے بے گزر لگروں پر لے گیا اور ہالوں سے اٹلی کے میدان پر بحر الشیخ کے مثل اتر اُس نے اسٹریما کی فوج کو جو اگرچہ خود اُس کی فوج سے تعداد میں دو چندان تھی ایسے جال میں پھانسا کہ وہ جال اسٹریما کی فوج سے ٹوٹ نہ سکا اور پھر ایک قطعی فیصلہ کر دینے والی جنگ میں اُس نے دشمن کو یوں اپنے سامنے سے اڑا دیا جیسے گولہ بارود سے ٹھس اڑ جاتا ہے اور اُس کے خبروں نے جن کو اُس کی ذہانت نے مقرر و منتخب کیا تھا بڑی بہادری سے اُس کی مدد کی۔

یہ تو واقعی درست ہے کہ اپنے خبروں اور سپاہیوں کی مدد بغیر پولین فتح نہیں پاسکتا تھا کیونکہ اس فتح میں مسینا کا بھی حصہ ہے کہ اُس نے عظیم الشان شجاعت سے جنوبیاً بچایا۔ مور کا بھی حصہ ہے کہ اُس نے وریا کے رین پر دشمن کی فوج کو آگے بڑھنے نہ دیا لاس کا بھی حصہ ہے کہ اُس نے ماتئی سیلو کی جنگ میں نہایت ہی پرلے درجہ کے استقلال کا اظہار کیا۔ ڈیرے کا بھی حصہ ہے کہ وہ بڑی چال کی سے عین موقع پر جبکہ توپوں کی گرج اُس کے کان میں آئی کوچ کر کے کلک کو آہونچا۔ کلرمن کا بھی حصہ ہے کہ اُس نے ایک پہلو سے دشمن پر قابل توجہ حملہ کیا۔ لیکن سچی تو یہ سب پولین ہی کی حسن تدبیر کہ اُس نے یہ سب موقعے قائم کئے تھے۔ خبروں میں جوش کی روح بھونک دی تھی اسی نے خبروں کی رہبری کی۔ اور اسی نے سپاہیوں میں تہور بھرا دیا تھا۔

پولین نے اب اپنی قلع و قمع فوج کو جو تعداد میں بڑھ کر انتی ہزار ہو گئی تھی وریا کی شاداب وادی میں مقیم کیا اور بہادر مسینا کو اس فوج کی سپہ سالاری دی اور حکم دے دیا کہ سب قلعے اور گڑھ جو فرانس کے راستے میں بطور موانع کے واقع تھے مسمار کر دیئے جاویں۔ اور ۲۴ جون کو پیرس کو واپس روانہ ہوا۔ کوہ سینس کے ورہ

جب وہ کوہ الپس عبور کر رہا تھا اس کو میڈیم کلرمن کی گاڑی ملی جو اپنے شوہر کے پاس ملی کو جا رہی تھی۔ نیولین نے اس کی گاڑی روک دے جانے کا حکم دیا اور اپنی گاڑی سے اتر کر اس نے میڈیم کلرمن سے بہت تپاک کے ساتھ سلام وودعا کے بعد اس کے شوہر کے انہار شجاعت پر جو میرنگو کی جنگ میں اس نے ظاہر کی تھی اس کو مبارک باد دی اور جیسے کہ وہ سوار چلا آ رہا تھا۔ یورین نے اس کی عالمگیر شہرت کا ذکر کیا۔

نیولین نے ذرا تامل کر کے جواب دیا: "ہاں ایسے ہی حید و واقعات اور کامیابی کے ساتھ تکمیل کو پہنچ جائیں تو شاید آنے والی نسلوں تک میرا نام باقی رہیگا۔"

یورین نے جواب دیا: "میں تو خیال کرتا ہوں کہ تم کو کافی کامیابی حاصل ہو چکی ہے اور تمھارا نام اب کبھی فراموش نہیں ہو سکتا۔"

نیولین نے تعجب سے جواب دیا۔ ارے۔ کافی کامیابی حاصل ہو چکی! یورین تم بھی نہایت ہی بزرگ ہو۔ یہ سچ ہے کہ میں نے دو برس سے کم میں۔ قاہرہ۔ پیرس۔ اور میلان کو فتح کیا ہے۔ لیکن اگر میں کل مرحلوں کو میرے کارنامہ کے لئے عام تاریخ کا آدھا صفحہ کافی ہوگا۔"

نیولین کا صوبجات فرانس میں ہو کر برس کو مراجعت کرنا ستر پاشا ومانی کا منتظر تھا۔ لوگوں کا جوش حد جنون کو پہنچ گیا تھا۔ خوشی کی آگ۔ چراغاں گھنٹوں کا بجنا توپوں کا گرجنا۔ متواتر راستہ بھر اس کے ساتھ ساتھ رہا۔ نوخیز لکھیوں کی لمبی لمبی قطاریں جو اپنے حسن و سلیقہ کے اعتبار سے فروختیں نیولین کی گذرگاہ میں صف بستہ کھڑی ہو ہو کر تسم کے ساتھ پھولوں کا مینہ برساتی تھیں۔ نیولین ۲ جولائی کی نصف شب کو آٹھ بجتے باہر رہنے کے بعد پیرس واپس پہنچ گیا۔

پیرس والوں کے جوش مسرت کی کوئی انتہا نہ تھی۔ رات دن جشن ہوتے رہے۔ ٹوٹی لریز کے ایوان میں فرانس کے محافظ کی ایک جھلک دیکھنے کو شہر

کا ایک بڑا انبوہ جمع رہتا تھا۔ تمام سرکاری عہدہ دار آکر اُس کو مبارک باد دیتے تھے گھنٹے بجتے تھے۔ توپیں گرجتی تھیں۔ خوشی سے آگ روشن کی جاتی تھی اور چائے سے دن کا عالم ہورہا تھا۔ ہوائیاں۔ اور الشبازیاں چھوٹی تھیں اور گویا شہاب شاقب کی ضیا سے ہوا بھر گئی تھی۔ بینڈ باجے بجتے تھے اور ساری سپریم کی مخلوق ٹوٹی ریز کے باغ میں جمع ہو کر کمپ ایلائی سس تک موجیں مارتی تھی اور خوشی کے نعروں سے کان ہرے کر دیے تھے۔ پولین اپنے ایوان کے غم سے شکر گزار قوم کا یہ حال دیکھ کر کہنے لگا۔

”یہ خوشی کے نعرے میرے کانوں کو جو زلفائن کی آواز کی طرح بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ میں کیسا خوش نصیب ہوں کہ ایسی قوم مجھے اپنا محبوب سمجھتی ہے؟“ اس فتح کی یادگار میں ایک بڑے جشن کی تیاریاں ہونے لگیں۔ لیکن پولین نے اپنے نام اور اپنی یادگار میں کسی محراب وغیرہ کے بنائے جانے کی ممانعت کر دی کیونکہ قوم کے اطمینان کے سوا اسے کسی فتح کی محراب کی حاجت نہ تھی۔ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ شکر گزاری اور جوش سے پر جوش فرانسیسیوں کے سینے بھر گئے ہوں کیونکہ چارہ ماہ کے اندر پولین نے ذلت و خواری اور بربادی کے قمر سے نکال کر فرانس کو نامور سی اور سرسبز کی مینار پر چڑھا دیا تھا۔ اس نے طوائف الملوکی کے بجائے پرامن قانون قائم کیا۔ خزانہ جو دوا لیم ہو چکا تھا اب معمور تھا۔ اور ہیل ہز میتوں کے بجائے اُس نے فرانسیسیوں کو فتوحات سے خورسند کر دیا تھا اور دائمی ناراضگی کے بجائے رضامندی قائم کر دی تھی۔ فرانس پر حملہ کرنے والوں کو دفع کر دیا تھا۔ مخالفت جتھہ کو توڑ دیا تھا اور جنگ کی ستائی ہوئی فرانسیسی قوم سے اب دشمن صلح کی التجائیں کرتا تھا۔

اس مہم کے دوران میں پولین کی پیشانی کے متعلق ایک نہایت حیرت انگیز

واقعہ پیش آیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کی پیش بینی کی طاقت کس قدر ذہر دست تھی۔ اس مہم کے آغاز سے کچھ ہی قبل یورین ٹوٹی لریز کے دربار کے کمرے میں آیا اور دیکھا کہ اٹلی کا ایک ہنایت ہی بڑا نقشہ فرش پر پھیلا ہوا ہے اور نپولین اُس پر جھکا ہوا ہے اور اُپلینوں کے ذریعہ سے جن کے سرخ و سیاہ پتھرے سے سرسنگے ہوئے تھے اور سرخ سے فرانسیسی اور سیاہ سے آسٹریا کی فوج سے مراد تھی نپولین تمام میسٹ بھڑوں اور حرکتوں پر چودہ دنوں مخا لفانہ فوجوں کو پیش آنا ممکن تھیں غور کر رہا ہے۔ یورین بڑی خاموشی اور دلچسپی سے ان آپلینوں کی جنگ کو دیکھتا رہا۔ نپولین نے سرخ آپلین اُن مقامات پر جہاں وہ اپنی فوج لیجا نا چاہتا تھا قائم کر کے اور سیاہ آپلینوں کو اُن مقامات پر چھو کر جہاں آسٹریا کی فوج قائم ہو سکتی تھی یورین سے کہا۔

”یورین تمھاری سمجھ میں آتا ہے کہ میں میلاس کو شکست دید و لگا؟“

یورین نے جواب دیا: ”بھلا میں کیسے کہہ سکتا ہوں؟“

نپولین نے مذاق کے لہجہ میں کہا: ”احمق واس او صر و کچھو میلاس۔ اپنے

میں ہے اور جب تک جینوا

صدر مقام ایلینڈرا

اطاعت نہ کر لیا میلاس ایلینڈرا سے نہ ہٹے گا۔ اسی مقام پر میلاس کا سامان حرب

اور محفوظ فوجیں ہیں۔ اور یہاں سے (سینٹ برنارڈ پر ایک آپلین چھو کر) آپلین کو

عبور کر کے میں میلاس پر اُس کے عقب سے حملہ اور ہونگا۔ میں آسٹریا سے

اُس کے تعلقات قطع کر دوں گا۔ اور میرا اُس سے بار میڈا کی وادی میں مقابلہ ہوگا

اور یہ لیکر نپولین نے ایک آپلین میرنگو کے میدان پر چھو دی۔

یورین نے ان آپلینوں کی لفظی حرکت کو ایک کھیل سمجھا اور اُس کے چہرہ

سے معلوم ہوا کہ اُس کو کچھ بھی یقین نہیں ہوا۔ نپولین نے یہ دیکھ کر اپنے معمولی لہجہ سے

جو وہ تفریق کے وقت استعمال کرتا تھا کہا "چل گاودی" اور نقشہ کو لپیٹ دیا۔
 دس ہی ہفتے گزرے تھے اور یورپین نے دیکھا کہ اُسی دریائے بارمیدا کے
 کنارے پنولین میرنگو کی جنگ کی حال لکھا رہا تھا اور یورپین خود بیٹھا لکھ رہا تھا اور پنولین
 کی پیش بینی حریف بہ حریف پوری ہوئی تھی۔ یورپین دنگ تھا اور پنولین کی حربی ذکاوت
 کی بے اختیار داد دے رہا تھا۔ اور پنولین بھی اپنی پیش بینی کے اس طرح پورے
 ہونے پر متحسم کرنا تھا۔

و انیسویں میرنگو کی جنگ کی خبر آنے سے دو دن قبل انگلستان نے آسٹریا
 سے ایک جدید عہد نامہ کیا تھا کہ جنگ اور بھی زیادہ زور شور سے ہونا چاہئے۔ اس
 عہد نامہ کے ذریعہ سے یہ طے ہوا تھا کہ انگلستان آسٹریا کو پانچ کروڑ فرانک قرض دیگا
 اور دوران جنگ میں اس قرضہ پر کچھ سود نہ لیگا۔ اور آسٹریا انگلستان کی مرضی بغیر
 فرانس سے صلح نہ کر لیگا۔ اب تو آسٹریا کے شاہنشاہ کو بڑی پریشانی نے گھیرا۔ اس
 کی غیرت یہ نہ چاہتی تھی کہ وہ انگلستان سے معاہدہ شکنی کر کے فرانس سے صلح کرے
 اور اس کے برخلاف وہ اس خیال سے بھی کانپ رہا تھا کہ لافٹ پنولین کی فوجیں
 دوبارہ اُس کے دارالسلطنت و انسا پر چڑھائی کریں گی۔ لہذا اُس نے برائے چندے
 التوائے جنگ کا غم کر کے ہمت مانجھنے کو پیرس میں اپنا وکیل مصلح بھیجا۔ اس
 وکیل نے پنولین کے سامنے ایک مراسلہ پیش کیا جس میں آسٹریا کے شاہنشاہ نے
 لکھا تھا:-

"کوئٹ جولین ہماری طرف سے آتا ہے اُس کی بات کا اعتبار کرنا چاہئے۔ اور
 جو کچھ وہ کہے گا ہم اُس کو حق تسلیم کریں گے۔"

پنولین نے چونکہ وہ جلد کام کرنے کا عادی تھا اور اُس کو آسٹریا اور انگلستان کے
 جدید عہد نامہ کا حال معلوم نہ تھا۔ فوراً شرائط صلح لکھوانا شروع کر دیں اور ان شرائط پر

آسٹریا اور فرانس کی جانب سے دستخط ہو گئے۔ اس پر وائٹا کا دباؤ اپنے وکیل مصالح سے بہت غصہ ہوا کہ اس نے انگلو سے صلح کو طول کیوں نہیں دیا اور اس صلح کے لئے جو اسے قطعی لگا کر کیم کوئٹ جوبین کو واپس طلب کر لیا اور جلا وطن کر دیا اور فرسٹ کانسل کو لکھا کہ ہمارے اور انگلستان کے مابین یہ عہد نامہ ہوا ہے اور ہم انگلستان کی رضامندی بغیر صلح نہیں کر سکتے ہیں اور یقین دلایا کہ انگلستان صلح کی بات چیت پر آمادہ ہے اور اصرار کیا کہ لیون دائل میں ایک بڑا جلسہ کیا جائے اور مخالف فریق اپنے دکلائے مصالح بھیجیں۔

مس فریب دہی اور دفا بازی پر شوکلین کو نہایت ہی سخت غصہ آیا۔ لیکن اپنے غصہ کو ضبط کر کے اس نے انگلستان سے نامہ دیا کہ ہم رضامندی ظاہر کر دی اور اس سینیٹ سے اس نے یہ تجویز پیش کی انگلستان بحری جنگ کو ملتوی کرے مگر اس تجویز سے انگلستان نے صاف انکار کر دیا کیونکہ اگر بحری جنگ ملتوی کی جاتی تو فرانس مصر اور مالٹا کو سامان رسد و حرب بیچ دیتی اور اس وقت انگریزی جہاز مالٹا کا محاصرہ کئے ہوئے تھے

اب اس بات سے آکاہ ہو کر پوٹین کی درخواست صلح نا منظور کرنے میں نہایت ملک غلطی جو فی شانہ آسٹریا نے کوئٹ جوبین کو سفیر بنا کر بھیجا۔ لیکن اسکا منشا یہ تھا کہ فرانس کی گورنمنٹ کے جی کا حال دریافت کرے اور کوئٹ جوبین کو دراصل اختلافات صلح حاصل نہ تھے۔ بایںہ پٹ کو اس موقع پر حطرہ تھا۔ اور اس نے آسٹریا کو جنگ جاری رکھنے کی ترغیب دینے میں ایڑیوں تک زور لگایا اور انگریزی قوم کی جانب سے امداد کے بڑے بڑے مسرفانہ وعدے کئے۔ اور واقع میں آسٹریا اب بھی جنگ سے قسمت آزمائی کرنے کو آمادہ تھا کیونکہ یہ طرف سے دہ پریشانی سے گھرا ہوا تھا۔ لیکن اسکو دم راست کرنے کی حاجت تھی۔ اس لیے کہ وہ بڑے بڑے نقصان اٹھا چکا تھا۔ اور اس نے التجا کی کہ آٹلی کی التوا سے جنگ کو جرمنی تک وصت دیجو۔ فریق

بحری جنگ کے التوا سے فرائض کو سراسر فائدہ تھا۔ لیکن بڑی جنگ کے ملتوی کرنے سے اسکا سخت نقصان تھا کیونکہ تحریک اپنی سکتوں سے افادہ حاصل کرنے اور اپنی افواج کو مضبوط کر کے بڑی جہت بھجائی۔ پرتگیزیوں کو پورا یقین ہو گیا کہ انگلستان ایسا واقعہ ہے کہ وہاں کسی کام کو نہیں۔ یہ لہذا وہ صلح کا خواہشمند نہیں ہے۔ اور صلح صلح میں شرکت۔ یہ صرف جس کا یہ وعدہ ہے کہ آسٹریا کے ساتھ صلح کرے۔ اس میں ہوا رہ پیدہ کرے پس اس نے انگلستان کے ساتھ کسی قسم کی التوا سے جنگ سے انکار کر کے یہ کہہ دیا کہ انگلستان اس صلح کی شکوہ دہا ہو سکتی۔ ہتہ۔ انکار۔ یہ تیار ہے۔ انکار کو ہی نام منظور کر دیا۔

باب ہست ویکم

ہوہنلٹن

ہوہنلٹن کی سرحدیں

۱۶۰

آسٹریا کا قریب۔ انگلستان کی ہسٹسٹرپٹ کی ذمہ داری۔ ہوہنلٹن کی جنگ۔
لیون وایل کا صلہ۔ اسکاٹلینڈ اور ایلیسن کی شہادت۔ نیولین کی شہرہ آفاق زینت
جنرل ڈیورڈل کے نام مراسلہ۔ ملک آئشین کل۔ جوزیفائن کا خط۔ ہیودہ انڈیا
سیڈیم جونہ۔ ہوہنلٹن۔

اب یہ تمہارے مہینہ تھا اور بے نتیجہ خط و کتابت میں پورے دو ماہ ضائع ہو چکے تھے
نیولین نے حتی الوسع کوشش کی تھی اور وہ صدق دل سے صلح کا طالب تھا۔ میدانِ حرب میں کئی
جنگیں اُس کی شہرت ہو چکی تھی۔ اور اب فرانس کے ترتیب و استحکام کی طرف متوجہ ہونا اُس
کو ضروری تھا۔ اُسے نیولین کی طاقت کا استحکام! یہ تو وہ چیز تھی جس سے انگلستان
کو خطر تھا۔ ایک جمہوری حکومت کا استحکام اور وہ بھی دربار انگلستان سے ایک گولہ کے پتے پر ایسی
بڑی مصیبت تھی جس سے بچنا بڑا ہی ضروری تھا۔ یہ جمہوری حکومت تو بادشاہ اور اُمراء و نوابوں
کو الٹ دینے کی دھمکی دے رہی تھی۔

ولیم پٹ۔ تو انگلستان کی حکومت امر کی جان تھا اور اُس نے اب بھی جنگ جاری
رکھنے کا عزم کیا۔ فرانس سے انگلستان کو تو کوئی گزند پہنچنے نہ سکتا تھا لیکن انگلستان اپنے
لائف بیٹروں سے فرانس کی تجارت کو غارت کر سکتا تھا۔ سسٹر فاکس اور اُس کے شہکار بڑی
نصاحت سے جنگ کی مخالفت کر رہے تھے۔ لیکن طوطی کی نقار خانہ میں کون سنتا تھا۔ باجوہ

انگلستان کی گورنمنٹ فرسٹ کانسٹبل کو بدنام کرنے کی بہت کچھ کوشش کرتی تھی لیکن مزہ یہ تھا کہ انگلستان کی رعایا کو یہ یقین تھا کہ نپولین اُن کا خیر خواہ تھا۔ نپولین نے بعد کو سینیٹ ہلینا میں اپنے ابتدائی کارناموں پر اسے دیتے ہوئے بڑی فصاحت سے اور بڑی عالی حوصلگی سے حسب ذیل کہا اور اس میں شبہ نہیں کہ تمام دنیا اس کی تصدیق کر گئی :-

یورپ کی حکمت علی کا پٹ مالک تھا۔ قوموں کی اخلاقی قسمت اُس کے ہاتھ میں تھی لیکن اُس نے اپنے اختیارات کا بجا استعمال کیا۔ اُس نے نفاق کی لاک تمام یورپ میں بھر کا دی اور شعلوں آہ و زاریوں اور آتشوں کے درمیان اُس کا نام اتر و ستریش مصطفیٰ مدنی کی طرح تاریخ میں لکھا جائے گا۔ پچیس سال کی متواتر آتش فشاںیاں۔ بے شمار تہجدیاں۔ جو اس آتش فشاں کو اور تیز کرتی تھیں۔ یورپ کے انقلاب۔ اُس کی بربادی۔ قوموں کی باہم خونریزیاں۔ انگلستان کا خونخوار قرضہ جس سے یہ سب خطرات قائم رہے۔ قرص لپٹے کا مصیبت خیز طریقہ جس سے یورپ کی رعایا کی جان و مال میں بے ادغام ناراضا ہندی جو آبِ پیملی ہوئی ہے۔ یہ سب پٹ سے ضرور منسوب ہونا چاہیے۔ آئیے ان نفلیں اُس کے نام پر اُسی طرح نفیس کرں گی جیسے کسی بلا پر لعنت کی جاتی ہے۔

یہ شخص جس کی خود اس کے زمانہ میں تعریف ہوئی ہے آئے واسطہ زمانہ میں ہدی کا مجھوت خیال کیا جائے گا۔ اس کا سبب یہ نہیں ہے کہ میں اُس کو خیال کرتا ہوں کہ وہ جان بوجھ کر ایسا مذموم شخص بنا تھا۔ یا مجھے اس بات میں شبہ ہو کہ اُس کو یہ یقین نہیں تھا کہ وہ رستی کے ساتھ کام کر رہا تھا۔ لیکن اس سے کیا ہوتا ہے۔ سینٹ برتھالومیو کے یہی توصاف پان حامی تھے۔ پوپ اور مجتہدین نے اُس کے متعلق فی ویم کی رسم ادا کی اور ہمارے پاس اس بارہ ایگزوسٹریشن:۔ ایفیسیا کا ایک باشندہ تھا جس نے ڈاکٹار کے مشہور مسند کو اسی شب

جس شب اسکندر اعظم پیدا ہوا تھا صرف اس مدعا سے جلا دیا تھا کہ ایسے انوکھے فعل سے
اس کا نام یادگار ہے ۱۲ سترجم۔ ۵۰ حافظ مہنوت صفحہ ۳۰۶ پر

میں شک کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ انہوں نے پوری صدق دلی سے ایسا نہیں کیا۔ پس انسان کی عقل و تجویز ایسی ہوتی ہے۔ لیکن اس سب سے بڑھ کر آنے والی سفلیں جس بات کی وجہ سے پٹ کے نام پر نفیس کریں گی وہ ایک قابل نفرت فرقہ ہے جو اس نے اپنے پیچھے چھوڑا ہے اور اس فرقہ کی خود پسند نگاری ہے۔ اُس کی گہری بدکرداری ہے۔ اُس کی سود خود ستانی ہے اور بنی نوع انسان کی آسودہ حالی اور انصاف کی جانب سے اسکی بے اعتنائی ہے۔

”در حقیقت پٹ کے چال چلن میں *Scylla* کی ایک جھلک تھی۔ اُس کے طریقہ نے عام خلوق کی ترقی کو روک دیا اور اُمراء کو کامیاب کر دیا۔ اب رہا ٹاکس۔ تو قدما میں اُس کی نظیر تلاش کرنا بیکار ہے۔ وہ اپنی آپ نظیر تھا۔ اُس کے اُصول جلد یا بدیر دنیا پر حکومت کریں گے۔ میرے عہد کی ملک باتوں میں سے ایک ٹاکس کا حرجا بھی ملک بات تھی۔ اگر وہ زیادہ زندہ رہا ہوتا تو معاملات کی صورت ہی کچھ اور ہو گئی ہوتی۔ رہا یا کو کامیابی ہو جاتی۔ اور ہم یورپ کے معاملات کو نئے طرز پر ترتیب دیتے۔“

سایسل (Scylla) مشہور رومی جنرل تھا۔ روم کی جمہوری حکومت کے عہد اعلیٰ پر پونجی کی اُسے تماشائی لیکن بیہوش نے اُس کی سخت مخالفت کی۔ یونان کو فتح کرنے کے بعد سیلا شہر روم میں فتح و شادمانی کے ساتھ داخل ہوا۔ اور سب شخصوں کو جو اُس کی بلند نظری کے استہ میں داخل تھے قتل کر دیا۔ روم کے کوچے لاشوں سے پٹے پڑے تھے۔ اور سیلا نے ان لوگوں کو بھی قتل کر دیا جن سے جان بچی کا وعدہ کیا تھا۔ بڑی بے رحمی سے حکومت کرنے اور قوانین کو اپنی مرضی کے موافق تبدیل کر دینے کے بعد اُس نے مشرق میں قبل مسیح کے حکومت سے ملحدگی اختیار کر لی اور اپنی ریاست یونانیوں میں چلا گیا۔ اور بقیہ زندگی نہایت بدکار عامی شخصوں کے ساتھ عیاشی میں صرف کی۔ اُس نے اپنا خود تکرار بھی لکھا تھا۔ لیکن وہ ضائع ہو گیا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ پلوٹارک نے اُس کو استعمال کیا ہے۔ ولادت مسئلہ قبل مسیح۔ وفات مسئلہ قبل مسیح۔

آسٹریا کو واقعی صلح کی آرزو تھی۔ کیونکہ نپولین کی افواج کا اُس کے دار السلطنت وائنا پر یورش کرنا اُس کے نزدیک فرانس میں نپولین کی طاقت کے استحکام سے زیادہ خطرناک تھا۔ لیکن فرعونوں اور معاہدوں کی وجہ سے آسٹریا انگلستان کے ہاتھ میں ایسا چھنسا ہوا تھا کہ وہ دوبارہ انگلستان کی مرضی کے بغیر صلح کر سکتا تھا۔ نپولین نے خیال کیا کہ اُس کی بات یہی ہی صاف اُڑا دی گئی ہے اور صلح کے راستہ میں نہ ختم ہونے والے سوانح حائل کیے جاتے ہیں اور اس التوا سے جنگ کے آسٹریا کو اپنی شکست فوراً وہ افواج پھر سے آراستہ کرنے کا موقع مل رہا ہے اور یہ بھی خیال ہو کہ آسنے والا سرِ ختم ہونے پر پھر آسٹریا بڑے زور شور سے فرانس پر حملہ آور ہوگا۔

اب ڈیبر کا مینا آگیا اور پہاڑ برف سے سفید ہو گئے اور چوٹیوں پر بادِ سرد کے طوفان چلنے لگے۔ التوا سے جنگ کی سیاحت بھی ختم ہو گئی۔ آسٹریا نے درخواست کی کہ التوا کی مدت میں اور اضافہ کیا جاوے لیکن اب دوبارہ نپولین قریب میں آئے والا نہ تھا۔ لیکن ایک شرط کے ساتھ وہ جنگ کے التوا پر راضی ہو گیا اور وہ شرط یہ تھی کہ چوبیس گھنٹے کے اندر صلح نامہ پر دستخط ہو جائیں۔ مگر آسٹریا نے یہ یقین کر کے کہ کوئی سقتل و شعور والا انسان ایسے شدید سرمایہ میں جرمنی کے اندر چڑھائی نہ کرے گا اور ان ایام سرمایہ مملکت بل جادو کی کہ سوچ بھاریں پھر جنگ شروع کی جاوے اس شرط کے منظور کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ اور فرانس کی فوجیں فوراً استحرک ہو گئیں۔

اس التوا سے جنگ کی قلیل ہی مدت میں آسٹریا کے شاہنشاہ نے اپنی افواج کو ترقی دینے میں ایک لمحہ بھی بیکار جانے نہ دیا تھا۔ اُس نے فوجوں کا جوش بڑھانے کے

سمینٹ پر کھٹا لومپو۔ بارہ عاریوں میں سے ایک عاری تھا۔ اُس نے انجیل شریف کا مشرق میں ایتھی اوپیا۔ اور گوتیا میں دھمکا۔ اور کہا جاتا ہے کہ آرمینیا میں اُس کی زندہ کھال کھینچی گئی۔

لیکن اس بیان کی بنیاد ٹھیک نہیں معلوم ہوتی ہے۔ ۱۲۔ مترجم۔

لئے اُن کا ہدایت خود ملاحظہ کیا اور ان فوجوں کا سپلائی اپنے دوسرے بھائی آچ ڈیوک جان کو مقرر کیا۔ پولیس نے اپنی معمولی تیزی سے فوجوں کو آگے بڑھنے کا حکم دیدیا۔ پیرس اور فرانس کی ملکی ضروریات سے اُس کو دارالسلطنت چھوڑنا غیر ممکن تھا۔ اُس نے ایک زبردست فوج کو جو خبرل برون کے ماتحت تھی آسٹریا کی فوج پر اٹلی میں حملہ کرے کا حکم دیا اور تاکید کی کہ دریائے سن سیو کے کنارہ سے حملہ کر کے وائٹا کی طرف استقلال سے بڑھتی چلی جاوے۔ اس ہم کی ٹکھیل میں جنرل ہیکلڈنڈ نے نہایت شدید سر میں کو ہستان آپس کو سلو جن کے درہ سے عبور کیا اور فرانسیسیوں کو فتح ہوئی۔

مور و نے اپنی عظیم الشان فوج سے دریائے رین پر جنگ کا آغاز کیا۔ دریائے آئیر اور دریائے ان کے درمیان بڑا گنجان جنگل واقع ہے اور فرسنگوں تک اُس میں صنوبر اور دیودار کے نہایت بلند درخت کھڑے ہیں۔ یہ جنگل نہایت سُندان واقع ہوا ہے جس میں کوئی نہیں بستا اور خوفناک گھاسیاں اور الجھی ہوئی بھاڑیاں بہ کثرت واقع ہیں۔ اس جنگل میں دو بڑی بڑی سڑکیں کاٹ کر نکالی گئی ہیں۔ اور اکا دکا دشتی لوگوں کے آنے جانے سے ہیکلڈنڈیاں پر لگی ہیں۔ اس جنگل کے بیچ میں ایک چھوٹا سا مزرعہ ہے جس کو ہنڈ ہینڈٹرن کہتے ہیں۔ اسی جنگل میں مور و کی ساٹھ ہزار فوج سے آریج ڈیوک جان کی ستر ہزار فوج کا مقابلہ ہوا۔

شہر سوئچ کے گھنٹہ گھر پر رات کے ٹھیک بارہ بجے تھے کہ دونوں فوجیں اس موقع سے کہ غنیم پر شب خون ماریں۔ روانہ ہوئیں۔ خوفناک موسم سرما کی بادِ تندہ کے جھونکے درختوں کی چوٹیوں پر چل رہے تھے۔ اور دم خفا کرنے والی برف جلد جلد گر رہی تھی اور اُس نے راستہ کے سب نشان سیٹ دیے تھے۔ اور برف کے تودوں پر بھاری توپوں کا کھینچنا غیر ممکن ہو گیا تھا۔ فریقین اس تاریک طوفانی رات میں جنگل کے درمیان بھینس گئے اور اُن کی جانتوں کی اگلی صفوں کا کئی مقام پر ایک دوسرے سے مقابلہ ہو گیا اور جنگ۔ کشت

و خون اور ابتری کا ایک ہولناک منظر پیش آیا جس کی خوفناک سنجیدگی کو خیال ادا نہیں کر سکتا۔ اندھیری آدھی رات۔ سرمے کے طوفان کا شور برف کی بارش۔ ایک لاکھ تیس ہزار جنگ آزما فوجوں کی بندوتوں اور توپوں کی علی الاغصا گرج۔ توپ کے شعلوں کی دھماکے اور بھاری بھاری گولوں کے صد سے بڑے بڑے دھڑتوں کے پھٹنے اور گرنے کے اڑاٹے بے شمار سواروں کا بے راستہ برف پر پریشان ہو کر باہم گڑبڑ ہو جانا۔ حملوں کے شور و غل۔ مجروحوں کی چیخیں۔ ہزاروں پرجوش فوجی بیڈ باہوں کی گونج۔ ان سب کے بل کر وہ اوسان خطا کرنے والا شیطانی منظر سپرد کیا کہ شاید اس بوٹ نیامیں اس سے قبل کبھی پیش نہ آیا ہو گا۔

اس تاریک جنگل میں ایسا گھپ اندھیرا تھا اور ایسی کثرت اسے اندھا کرنے والی برف گری رہی تھی کہ دوست و دشمن میں شکل سے تمیز ہو سکتی تھی۔ دشمن صرف اپنی وضع سے پہچانا جاتا تھا اور شعلوں پر زیر کے جا رہے تھے جو جنگل میں دشمن کی طرف سے نظر آتے تھے۔ اکثر مقامات پر فریقین باہم ایسے غلط ملط ہو گئے تھے کہ ملحد نہ ہو سکتے تھے اور آسیبوں کی طرح خون خواری کے ساتھ سنگینوں اور تلواروں سے دست بدست لڑتے تھے۔ اگرچہ فوجی افسروں کو ان کے مرتبہ کے خیال سے غیرت کا بڑا پاس و لحاظ ہوتا ہے لیکن بنی نوع انسان میں عامی سپاہی سب سے مبتذل۔ خریار اور گمینہ ہوتے ہیں۔ جیسے کہ آگے برستی ہوئی اور پیچھے ہٹتی ہوئی فوجیں موجزن تھیں ہزار ہا مجروح پہاڑ کے پہلو پر۔ تاریک گھاریوں میں جمع ہوتے ہوئے برف کے درمیان جولو سے لال ہو گئی تھی۔ اور یہی برف بیچاروں کا کھل تھی۔ کہ اپنے ٹھٹھہ جاسے اور مر جائے کہ چھوڑ دیے گئے تھے۔ خدا سے بے عیبر کی آنکھ نے خون سے رنگے ہوئے۔ طوفان سے جھومتے ہوئے۔ تاریک۔ ویران جنگل میں اس شب کیسے کیسے موت کے منظر دیکھے ہوں گے۔

آخر کار صبح ہوئی لیکن بادل صاف نہ ہوا تھا۔ اور لڑائی دو چند شدت سے شروع

ہوئی۔ میں ہزار کے قریب مجروحوں اور مقتولوں کی نشین بھی پڑی تھیں اور جن کی خون سے
 لٹھری ہوئی بالوں کی لٹیں اُن کے برف کے ٹکیوں میں جم گئی تھیں۔ اُن کے جسم برف میں
 دب رہے تھے۔ انجام کار فراسیسیوں کو ہر موقع پر فتح ہوئی۔ اور آسٹریا کی فوج چلتی
 ہزار مقتول و مجروح اور قیدی۔ سوائے اُن اور بے شمار گاڑیاں چھوڑ کر بدحواسی سے فرار
 ہوئی۔ کسبل صاحب نے اس واقعہ کو منظم کر کے لافانی کر دیا ہے اور جہاں کہیں لوگ انگریزی
 زبان کو جانتے ہیں اس نظم سے اچھی طرح واقف ہیں۔

”ہو ہینلنڈن کے آسمان میں غروب آفتاب نہ ہوا تھا۔ اُس وقت برف کی وہ
 حالت تھی کہ کسی کا قدم اُس پر نہ پڑا تھا نہ وہ لہو سے لال تھی۔ دریاے آیزر کی دھار آہستہ
 آہستہ چل رہی تھی لیکن ہو ہینلنڈن کو ایک اور تماشہ دکھنا پڑا۔ یعنی شب میں جنگ کے
 طبل بجنے اور آتش موت کو حکم دیا کہ ہو ہینلنڈن کے اندھیرے منظر کو روشن کر دے۔“
 فراری آسٹریا وائے دریاے ڈینیوب کی وادی میں بھاگے۔ سو رو اپنے توپخانوں
 سے گولے برساتا اور اُن کی صفوں کو چیرتا ہوا تعاقب میں روانہ ہوا۔ فاتح فراسیسیوں
 سے دانا اب تیس میل رہ گیا تھا۔ اور پس وائٹا میں لابیان پریشانی پھیل گئی اور شاہنشاہ
 نے پھر ایک کلیل بھیجا کہ اتنا سے جنگ کی استعداد ملے اور یہ درخداست منظور کی گئی۔ کیونکہ پولین
 تو صرف صلح کے مدعا سے جنگ کر رہا تھا۔ تاہم عدیم المثال عالی حوصلگی سے باوجود ان جیت خیز
 فتوحات کے پولین نے اپنی شرائط صلح میں کوئی ضروری تبدیلیاں نہ کیں۔ آسٹریا اُس کے
 قدموں پر پڑا ہوا تھا۔ اُس کی فاتح فوج دانا سے اس قدر قریب پہنچ گئی تھی کہ شہر کے
 مینار نظر آتے تھے اور شاہنشاہ آسٹریا کے پاس کوئی ایسا ذریعہ باقی نہ تھا۔ کہ یورش کر دے
 فراسیسیوں کو روک سکتا۔ پولین جیسی پابنا شراٹھ کر سکتا تھا لیکن پھر بھی وہ اُنہیں شہر
 پر قائم رہا جو اُس نے پہلے لکھوائی تھیں۔

مورہ کے بعض افسروں نے اصرار کیا کہ دانا پر یورش کرنا چاہیے لیکن مورہ نے

جواب دیا بستر ہے کہ ہم یہیں ہیں اور صلح پر قانع نہیں اس لیے کہ ہم صلح کی خاطر جنگ کر رہے ہیں اب آسٹریا کا شاہنشاہ مجبور ہو گیا کہ انگلستان کی بغیر رضا مندی کے صلح کر لے اور اس طرح وہ موانع جن کا دور ہونا ممکن معلوم نہ ہوتا تھا صلح کے راستہ سے دفع ہو گئے لیون و ایل میں جو رعیت ہونا پارٹس فرانس کی طرف سے وکیل مصلح ہو کر آیا۔ اور کونٹ کو بنڈنرل *Count Colbern* آسٹریا کی طرف سے مامور ہوا۔ شرائط صلح بہت جلد طے ہو گئیں۔ اور فرانس کی اب پھر سارے یورپ سے باہشتناک انگلستان کے صلح ہو گئی۔

اس صلح نامہ کی رو سے دریائے رین فرانس کی سرحد مقرر ہوا۔ آسٹریا کا اٹلی میں ایڈنچ پر تصرف قائم کر لیا گیا۔ اور نپولین نے اس شرط پر بہت زور دیا کہ اٹلی کا ہر ایک باشندہ جو معاملات ملکی کی وجہ سے آسٹریا کے زندانوں میں اسیر تھا فوراً رہا کر دیا جائے اٹلی کی نئی جمہوری طاقتوں سے فرانس یا آسٹریا کو مداخلت کا کوئی اختیار نہ رہا اور ان طاقتوں کو اختیار وید یا گیا کہ اپنی مرضی کے موافق پانی وضع حکومت قائم کریں۔

اس صلح نامہ کے متعلق سردار اسکاٹ نے بڑی استی سے تسلیم کیا ہے کہ۔
 لیون و ایل کا صلح نامہ فرانس کے لیے کمپوز ہو کر صلح نامہ سے کچھ زیادہ مفید نہ تھا۔
 فرسٹ کانسل کی جانب سے اس نرمی نے جس کا اس صلح نامہ میں اظہار ہوا دونوں باتیں ثابت کر دیں یعنی اس کو واقعی صلح کی تمنا تھی اور اس نے آسٹریا کی بہادری اور اس کی فرماں روائی کی قدر بھی کی۔ ایلی سن صاحب لکھتے ہیں۔ واقعی تو یہ بات ہے کہ۔
 لیون و ایل کے صلح نامہ کی شرائط اور ان شرائط میں جو نپولین نے آغاز جنگ سے قبل پیش کی تھیں کچھ فرق نہیں ہے۔ اور جیسا یہ یاد کیا جاتا ہے تو سخت ہی حیرت مہوتی ہے کہ آغاز جنگ سے قبل کی فوجی حالت میں اور اس حالت میں جبکہ نپولین کو سیرنگو اور ہونہلڈن۔ اور جن سیو میں غلیم الشان فتوحات حاصل ہو چکی تھیں زمین و آسمان کا

فرق ہو گیا تھا۔

حقیقت میں سخت حیرت کا مقام ہے کہ نپولین نے اپنی ایسی بڑی توہین کے باوجود صلح میں اسقدر نرمی ظاہر کی کہ عدیم المثال ہے۔ اپنی پہلی اٹلی کی ہمیں نپولین نے صرف صلح کی خاطر جنگ کی تھی۔ اور انجام کار کیمپو فورمیو کے صلحنامہ سے اُس نے اپنا مدعا حاصل کیا اور ایسی شرائط کیں جو فرانس اور آسٹریا دونوں کی عزت کا باعث ہوئیں۔ مصر سے واپس آنے پر اُس نے دیکھا کہ آسٹریا کی تین لاکھ فوج میدان جنگ میں تھی۔ آسٹریا اور انگلستان کا ایک ہتھیہ تھا۔ اور پبلک کے مقبوضات پر حملے ہو رہے تھے۔ نپولین نے صلح کے لیے التجائیں کیں۔ رحم و انصاف کے واسطے دیے۔ اور استدعا کی کہ کیمپو فورمیو کے ایماندارانہ صلحنامہ کی شرائط پر کار بند ہونا چاہیے۔ لیکن اُس کے مخالفوں نے ان نارویوں کو کفروری پر محمول کیا اور عقارت سے بھسا سا جواب دیدیا اور نئے زور و شور سے فرانس پر اپنے سبیل کے گولے اتارنا شروع کیے۔

نپولین کو ہستان آگے پر بڑھ گیا۔ اور میرنگو کے میدان میں دشمن کو اس طرح بکھیر دیا جس طرح برگامے خزاں دیدہ باد و صحر کے سامنے اڑ جاتے ہیں۔ دھوین۔ خون۔ اور اپنے میدانِ مستح کی گراہوں کے عین درمیان سے اُس نے صلح کی پھر التجا پیش کی اور اُس نے ایسی لفظوں میں یہ مراسلہ لکھا جو کسی درو منہ اور ایماندار آدمی کے اُبلتے ہوئے ہمدرد قلب سے لکھا جانا ممکن ہو سکتا ہے۔ اُس کے لہجہ میں کوئی تشکم کی وضع نہ تھی۔ اُس کے مراسلہ میں ملکی توڑ بڑ کا رنگ نہ تھا۔ اگرچہ اُس کے دشمن نیچا دیکھ چکے تھے لیکن اس پر بھی اُس نے کوئی بڑے بڑے وعوے پیش نہیں کیے۔ اُس نے بڑی عالی حوصلگی سے وہی کیمپو فورمیو کی شرائط پیش کیں۔ اور ان ہی شرائط پر قانع رہنے کا یقین دلایا۔

اُس کے دغا شعار مخالفوں نے اپنی فوجوں کو تازہ کرنے کے لیے ہملت حاصل کرنے کو کہہ اُس پر باز مسر نوڑے زور و شور سے حملہ آور ہوئے۔ اُسے جنگ پر رضامندی ظاہر کی

اور پھر انھوں نے صلح کی بات چیت کے رستہ میں ایسے سوانح مائل کئے جو ان سے ممکن ہو سکتے تھے اور التو اسے جنگ کے زمانہ کو یہاں تک طول و یا کہ آسٹریا کے برف پوش پہاڑوں پر یوہیم سربا کی سردہوائیں تیزی سے چلنے لگیں اور اب ان مخالفوں نے خیال کیا کہ نپولین کے لئے موسم بہار آنے تک نقل و حرکت کرنا غیر ممکن تھا۔ اور اتنی ہمت میں جنگ کی ملیاریاں کر لینے کو کافی وقت تھا اور پس انھوں نے جمعہ صلح سے صاف انکار کر دیا۔

طوفانِ باد اور ٹھٹھکھڑا دینے والے گرتے ہوئے برف میں یہ ہزار وقت نپولین کی فوجیں ہوہلنڈن تک پہنچیں اور آسٹریا کی فوجوں کو پھر ہزیمت ہوئی۔ اور برف کے پاروں کے مانند اُس کے دھولیں اڑ گئے۔ دس ہزار فرانسیسی موت میں سرور پڑے تھے اور یہ خوف ناک فتح کا فخر تھا۔ آسٹریا کے شاہنشاہ نے اپنے ایوان میں نپولین کی پورش کرنے والی فوج کے توپخانوں کی گرج سنی اور اُس نے صلح کی التجا پیش کی۔ اور نپولین کی طرف سے فوراً جواب دیا گیا کہ یہی وہ چیز تھی جس کی اُس کو تمنا تھی۔ وہ بلند نظری یا فتوحات کی غرض سے جنگ نہیں کر رہا تھا۔ اور اب بھی وہ کمپیو فور میو کے سلطانہ کی شرائط کے موافق صلح پر راضی تھا۔

اب تمام بڑا عظیم یورپ سے فرانس کی صلح ہو گئی تھی اور صرف انگلستان بڑے شدید دبدبے اُس کے ساتھ جنگ میں مصروف تھا۔ اور نہ اب کوئی یورپ کی طاقت اُس کی رفیق تھی اور نہ اُس کا ظاہر یا اعلان کیا ہوا کوئی جنگ کے واسطے مقصد ہی تھا۔ بحری قوت کے اعتبار سے فرانس۔ انگلستان سے کمزور تھا۔ اور انگلستان کو کوئی ایسا صدمہ نہ پہنچا سکتی تھی جو اُس کو محسوس ہو سکتا۔ سر و الٹر اسکات نے لکھا ہے کہ ہر ہفتہ پر انگریزی جہاز فرانسیسی تجارت کو ہر باد کر رہے تھے اور اُس کی آمدنی کے ذریعوں کو خراب کر رہے تھے اور اُس کے بندر گاہوں کا راستہ بند کر دیا تھا۔

لیون وایل کے عہد نامہ پر ۹۔ فروری ۱۸۱۵ء کو دستخط ہوئے جس وقت نپولین

نے اس صلحنامہ کا اعلان کیا تو انگلستان سے صلح نہ ہونے پر اُس نے بڑا اظہارِ افسوس کر کے کہا کہ افسوس یہ صلحنامہ ایک عام صلحنامہ کیوں نہ ہوا۔ فرانس کی تو یہی خواہش تھی اور فرانس کی گورنمنٹ کے تو دماغ ہی مدعا کو کششیں رہی ہیں۔ لیکن اُس کی خواہشوں سے کچھ نہ ہوا۔ تمام یورپ واقف ہے کہ انگلستان کے وزیر نے لیون وایل کے صلحنامہ کی گفتگو کے راستہ میں ناکامی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ انگلستان کے وزیر سے یہ بات کہی گئی کہ اُس سے جدا معاہدہ ہو سکتا ہے۔ لیکن کوئی نتیجہ نہ ہوا۔ اور ہمارے اس اعلان پر انگلستان کی طرف سے انکار ہی ہوا۔ اور یہ عذر پیش کیا گیا کہ وہ اپنے رفیق آسٹریا سے کیسے جدا ہو سکتا لیکن اب جبکہ اس رفیق یعنی آسٹریا نے انگلستان کی مرضی کے بغیر صلح پر رضامندی ظاہر کی تو انگلستان نے دوسرے ذریعے تلاش کیے کہ اُس صلح میں جو دنیا کے لیے نہایت ضروری تھی تساہل پیدا ہوا۔ اس فعل سے تمام قوموں کے مراتب اور حقوق کے خلاف انگلستان کا زعم ثابت ہوتا ہے۔ تمام ایشیا کی تجارت اور بے شمار نوآبادیوں کا بیوپار اُس کی ہوں کی پائیں بچھانے کو کافی نہیں ہے۔ سب سمندر وں کو بلا مزاحمت غیرے انگلستان کا فرماں بردار بنوا دینا ضرور ہے۔ جس وقت ولیم پٹ نے اپنے رفیق آسٹریا کی ہزیمت کی خبر سنی تو سر دھن کرنا وہی سے کہنے لگا۔ ”اچھا یورپ کے نقشہ کو تہ کرو۔ اب بین بریں تک اُس کے گھولنے کی حاجت نہیں ہے۔“

جس عرصہ میں یہ بڑے بڑے واقعات پیش آرہے تھے پولین پیرس میں بیٹھا اعجازی قوت سے اُس بڑی سلطنت کے جگہ ذریعوں کو ترتیب دے رہا تھا جو اب اُس کے قبضہ میں تھی۔ اُس کے غور و فکر میں دو بے رہنے کی طاقت کی غالباً کمین نظیر نہیں ملتی۔ کسی عرصہ دراز تک وہ ایک ہی مضمون پر اپنے خیالات کو لگائے رکھ سکتا تھا۔ اور پھر اُس خیال سے الگ ہو کر بے سود غور و فکر میں اپنا ذرا سا بھی وقت ضائع کئے بغیر وہ دوسرے خیال کی طرف ایسی تپتی و تازگی سے مصروف ہو جاتا کہ گریا اسکا دباغ پہلے سے کسی کام

میں مصروف ہی نہ تھا۔ متواتر دماغی محنت اُس کی زندگی کا ایک لطف تھی۔

نپولین کہا کرتا تھا۔ ”مصروفیت تو میرا ایک غرض ہے۔ میں اسی کے لیے بنا ہوں۔ میں اسی لیے خلق کیا گیا ہوں۔ مجھے وہ حدود تو مل گئی ہیں جن کے پار میری ٹانگیں مجھے نہیں لے جاسکتیں اور میں نے وہ وسعت بھی معلوم کر لی ہے جس کے پار میری آنکھیں مجھے دکھا نہیں سکتیں لیکن اپنی مصروفیت کی طاقت کی مجھے حدیں نہیں ملتیں۔“

اب نپولین کی ذکاوت کی نمونیت عام طور پر نمایاں ہو گئی تھی۔ قومی تحامل سرسبزی پر تھے۔ رعایا کے حسبِ منشا محصلوں کی ترتیب ہو گئی تھی۔ فرانس کا بنک پھر بے قائم ہوا۔ اور اُس کے کاروبار میں نے غم و بہمت سے کام لےنا شروع ہوا۔ کئی کروڑ فرانک پانچ بڑی سڑکوں پر صرف ہوئے۔ جو پیرس سے فرانس کی سرحدوں کو لگتی تھیں۔ اُس زمانہ میں قزاق اور مرغاست شدہ فوجوں کے بد معاش سڑکوں پر کثرت سے تھے اور سفر کرنا نہایت خطرناک بات تھی۔ نپولین نے کہا۔ ”مجھے ایک دو مہینہ کی مہلت دید کہ میں باہر والوں کو ہزیمت دے کر صلح حاصل کر لوں اور پھر ایک چنگا بچاوت میں ان راہزنوں کا انتظام کر دوں گا۔“

ایک بڑی کار آمد نہر بیلجیم اور فرانس کو ملاتی ہوئی چند سال قبل شروع کی گئی تھی۔ انجینیر اس بارہ میں رائے کا اتفاق نہ کر سکے کہ اُس کو ہستان میں جو دریا ہے اویس *Oise* اور سوم *Seine* کی وادیوں کو جدا کرتا تھا یہ نہر کس بہترین سمت میں کاٹی جائے۔ نپولین نے خود موقعہ کا معائنہ کیا اور بڑی دانائی سے فوراً اس معاملہ کو طے کر دیا۔ اور نہر کا کام نہر شور سے تکمیل کو پہنچنے کے لیے شروع ہو گیا۔ پیرس میں نپولین نے دریا سے سین پر دو پل تعمیر کرائے اُس نے سپین کی عظیم الشان سڑک کو شروع کیا جس کا طیفض ہموار راستہ ناہموار کوہ الپس کے پار چلا گیا ہے۔ اور نپولین کے ذہن اور غم و بہمت کا قریباً تین ہجریاد کا ریسہ ہے گا۔ اُن مہربانیوں کے معاوضہ میں

جو سینٹ برنارڈ کے راہبوں سے ظاہر ہوئی تھیں۔ پتولین سسافروں کی امداد کے لیے اسی قسم کی دو اور خانقاہیں کوہ سینٹس اور کوہ سمپلن پر قائم کر کے ان کو سینٹ برنارڈ کا تختہ دستاویز بنا دیا۔ اور ان ہی بڑی بڑی تجارتی کمپنیوں کے ساتھ ساتھ اُس نے فرانس کے مجموعہ خطاطہ دیوانی کی تالیف و تدوین شروع کی اور اس کام کے لئے اُس نے یورپ کے لائق ترین قانون دان لوگ بلائے اور مجلس شاہی میں جس کا ٹیوٹوریلر مجلس ہوتا تھا۔ دفعہ دفعہ بحث شروع ہوئی۔ ان قانون کے عالموں کو حیرت ہو رہی تھی جب وہ دیکھتے تھے کہ قانون اور علم سیاست سے فرسٹ کانسل کو اسی طرح واقفیت ہے جس طرح معاملاتِ حرب و فنِ جنگ میں ہمارے بیورین کا بیان ہے کہ ایک دن ایک تارکب وطن جنرل ڈیورڈیل (Deurville) کا خط آیا جس نے جزیرہ بحرہ میں پناہ لی تھی اور اُس خط کا ایک حصہ حسب ذیل ہے۔

”جنرل تمہیں ضرور یاد ہو گا کہ جب تمہارے مرحوم والد نے تمہارے بھائیوں کو آئل کانال سے بہرہ ور کیا تھا تو اُس وقت اُس کے پاس روپیہ نہ تھا۔ اور مجھ سے چھ سو پچیس فرانک قرض مانگے تھے اور میں نے بڑی خوشی سے دیے تھے۔ اپنی واپسی پر اُسے ادا کرنے کا موقع نہ ملا۔ اور جب میں اجیشیو سے رخصت ہوئے لگا تو تمہاری والدہ نے اپنے کچھ ظروف فروخت کر ڈالنا اور میرا روپیہ دیدینا چاہا لیکن میں نے اس بات پر اعتراض کیا۔ اور کہا کہ میں یہ روپیہ نہ مانگوں گا اور جب کبھی اُس کو ادا کرنے میں آسانی ہو ادا کر دینا۔ انقلاب سے قبل غالباً اُس کی طاقت میں یہ بات نہ تھی کہ وہ میرا روپیہ ادا کرنے کی بابت اپنی خواہش پوری کر سکتی۔ جنرل۔ مجھے بڑا اتنا ہے کہ اس حقیر رقم کی بابت میں تم کو تصدیق دینے پر مجبور ہوں۔ لیکن میری قابلِ رحم حالت ایسی ہو رہی ہے کہ اب یہ قلیل رقم بھی میرے لیے بہت بڑی رقم ہے۔ جنرل۔ چھ ماہ کا سال کی عمر میں اپنے ملک کی ساٹھ برس خدمت کرنے کے بعد میں اس جزیرہ میں پناہ لینے پر مجبور ہوا ہوں۔ اور اب اُس ضعیف رقم پر جو سرکار انگریزی سے تارکانِ وطن

کو غمایت ہو رہی ہے میری اوقات گزاری ہے۔ میں تارکانِ وطن کا لفظ اس کے استعمال کرتا ہوں کہ اپنی مرضی کے خلاف میں تارکِ وطن ہونے پر مجبور کیا گیا ہوں۔

جس وقت یہ خط نپولین کو سنایا گیا تو اُس کا بھی بھرا یا اور یورپین سے کہنے لگا ”یورپین یہ خط واجبی ہے۔ دیکھو ایک لمحہ کی دیر نہ ہونے پائے۔ جنرل ڈیورزیل کو دس گنی رقم ارسال کر کے ابھی لکھ بھیجو کہ تارکانِ وطن کی فرستے اُس کا نام میٹ دیا جائے گا۔ ہائے مجھ سے پہلے ان کا نوٹیشن کے بذاتِ اراکین نے کیسے کیسے ستم ڈھائے ہیں اور ان کی مجھ سے تلافی ہونا ممکن نہیں معلوم ہوتی، جس وقت نپولین نے یہ لفظیں کہیں تو اُس کا قلبِ قس بھرا ہوا تھا کہ یہ حالت اُس کی بہت کم دیکھنے میں آئی ہے۔ اور پھر شام کو اُس نے بڑے تعلق خاطر سے دریافت کیا۔ ”کیوں یورپین میرے حکم کی تعمیل ہو گئی یا نہیں“

اس زمانہ میں فرسٹ کانسٹبل کو قتل کر دینے کے بہت سے ارادے کئے گئے۔ اگرچہ فرانسیسی قوم بے نظیر ملک دلی سے اطاعت۔ شکر گزاری اور تعریف کے ساتھ اُس کے گرد جمع تھی تاہم مخالفین سرکار اور موافقین سرکار کے اشتداد و ہوں میں ایسے بذاتِ شخص موجود تھے جو نپولین کو اپنے راستہ میں مائل سمجھتے تھے۔ اُس وقت نپولین کا ایک شیطانی آتشِ کل سے بچ جانا جو موافقین سرکار نے قائم کی تھی ایک عجزِ بھانچا ۲۴۔ دسمبر سن ۱۸۱۵ء کی شب میں نپولین تماشہ گھر کو ہیڈن کا اور یوٹوریو آف دی

کریشن جو پہلی مرتبہ ہوئے کو تھما سنے کو جا رہا تھا۔ اگرچہ اُس کو کثرتِ کار سے فرصت نہ تھی اور وہ جاننا نہ چاہتا تھا لیکن جو زیفین کی خوشی کرنے کو وہ اُس کے اصرار پر راضی ہو گیا۔ اُس کی گاڑی ایک تنگ سڑک سے گزرے کو تھی جب اس سڑک پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ ایک چھکڑا ٹوٹا ہوا پڑا ہے اور راستہ کو روک رکھا ہے اور اس نے لٹے ہوئے چھکڑے کے نیچے ایک پیپ لٹکا ہوا تھا۔ اس پیپ کے اندر ایک نہایت مہلک کل تھی۔ جو بارود اور اشیائے آتش گیر گولی گرے پست بھری ہوئی تھی۔

نپولین کا کوچے میں بہ وقت اپنی گاڑی کو اُس بچکڑے سے نکال کر گاڑی آگے بڑھانا چاہتا ہی تھا کہ یہ پیپ ایک دم پھٹا اور ایسی ٹسب آواز ہوئی کہ تمام پیرس گونج گئی۔ آٹھ آدمی تو فوراً سر گئے۔ اور ساٹھ سے زیادہ ایسے زخمی ہوئے کہ پرن میں سے بیس بعد کو مر گئے۔ سڑک کے دو روئے دوڑتے مکانات شق ہو گئے اور بعض منہدم ہو گئے۔ اور نپولین کی گاڑی کو ایسی حرکت ہو گئی جیسے وہ سطح آب پر ہو۔ اور گاڑی کی لٹریوں کے پرنے پرنے سے لٹکتی لیکن نپولین تو ایسے خطرناک واقعات میں رہ چکا تھا کہ کسی ہی مہیب آواز کو نہ ہوتی اُس پر اثر نہیں ہو سکتا تھا اور اُس نے مسکرا کر کہا: ”بھلا بے دماغ شو۔ ہمیں اڑا ہی دیا تھا“۔ نپولین کے ساتھی نے جو عدد درجہ خائف ہو گیا تھا کھڑکی سے اپنا سر نکال کر کوچے میں سے ٹھہر جانے کو کہا: ”نپولین نے اس پر کہا: ”ابھی چلے جاؤ“

جس وقت نپولین تماشہ گھر میں پہنچا تو اُس کے بصرہ سے کوئی پریشانی ظاہر نہ تھی اور اپنی معمولی حالت کے موافق ویسا ہی مستقل تھا۔ لیکن تمام تماشہ گھر میں بڑا ہی خوف پھیلا ہوا تھا کیونکہ یہ مہبت ناک آواز سب سے سنی تھی۔ اور اپنے محبوب نپولین کی خیریت کی طرف سے نہایت ہی متفکر ہو گئے تھے۔ اُس کے ظاہر ہوتے ہی تمام تماشہ گھر خوشی کے نعروں سے گونجنے لگا اور سب حاضرین نے اپنی ہمدردی اور محبت کا اس طرح ثبوت دیا۔ چند ہی ساعتوں کے بعد جوزیفین بھی اپنی گاڑی میں آ پہنچی اور جب نپولین کے پاس اپنی نشست گاہ پر آ بیٹھی تو نپولین نے ہنس کر کہا: ”جوزیفین۔ تم نے کچھ سنا حرام زادوں نے میرے اڑا دینے کی تدبیریں کی تھیں۔ جوزیفین آج کے تماشہ کی کتاب تو ذرا طے تھی تو ڈیر بعد نپولین تماشہ سے اٹھ آیا اور جب ٹوپی لریز کے ایوان میں پہنچا تو وہاں آدمیوں کا بڑا ہجوم دیکھا جو بڑی ہمدردی کے ساتھ اُس کی خیریت کی طرف سے متفکر ہو کر جمع ہوئے تھے۔ اس قبیح سازش نے عام خطرہ پھیلا دیا اور فرسٹ کانسٹبل کی لاسحدت ہر دلعزیزی کو اور بھی زیادہ کر دیا۔ فرانس کے جملہ محکموں اور پیرس کی طرف سے ایڈریس

کو غنا پر پیش ہوئے اور اُس کی سلامتی پر اُس کو مبارک بادیں دی گئیں۔ پہلے تو یہ خیال ہوا کہ مخالفین سرکار کی یہ سازش تھی اور اس ملعون فریق کے شٹو سے زیادہ سر غنا اُس وقت پیرس میں موجود تھے۔ اور انقلاب کے دُور پر خطر میں خوب خوب نام پیدا کر چکے تھے۔ یہ لوگ مخالفین سرکار کے بڑے شاطر اراکین تھے۔ اور اُن کا ایک خوشخوار اور جاہل جلسہ ہیشہ سازش میں لگا رہتا تھا کہ فرماں روائی کو الٹ دے۔ اور فرسٹ کانٹیل کو قتل کر ڈالے۔ اس گروہ سے فرانس کے لوگوں کو سخت نفرت تھی اور بہانہ ہی ڈھونڈتے تھے کہ ان پر مجرم تھوپ کر اُن کو فرانس بدر کر دیں۔ اس موقع کو غنیمت سمجھ کر بڑے جوش اور غصہ کی حالت میں اگرچہ اس گروہ کے خلاف اثباتِ برہم کی قرار واقع شہادت موجود نہ تھی۔ جماعت ہائے قانونی نے ایک قانون پاس کر دیا کہ ایک سو سو ساٹھ اس نوویز گروہ کے مجرم فرانس سے خارج کر دیے جائیں۔ اور اس کے بعد بڑی سرگرمی سے یہ استدعا پیش کی گئی کہ اپنے اعلیٰ اختیارات کی رُو سے پولین اس قانون کو منظور کر دے اگرچہ پولین کو واقع میں ایسی مقبولیت حاصل ہو چکی تھی اور اُس کے انصاف و دانائی پر خلوص کو ایسا بھروسہ ہو گیا تھا کہ جو کچھ وہ کہہ دیتا فوراً تعمیل ہو جاتی۔ لیکن اس موقع پر اُس نے کہا کہ یہ حکم اس طرح منظور نہیں کیا جاسکتا۔ معاملہ کی باضابطہ تفتیش ہونا چاہیے اور بعد کو ججوں کے سامنے باضابطہ پیش کیا جاوے۔

پولین نے کہا ”اس کارروائی کی ذمہ داری مجالس قانونی کے ذمہ رہے گی۔“

کانسلوں سے اس کی جواب دہی سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ لیکن وزیر کے سر جو اب دہی ضرور ہے۔ ان میں سے جس کسی نے ہسٹ وھر می کے حکم پر اگر دستخط کر دیے تو ممکن ہے کہ اس کے بعد اُن سے جواب طلب ہو۔ کسی ایک شخص کو بھی بے ثبوت پچھا سنانا چاہیے اس لئے کہ خود کانسلوں کو بھی یہ بات معلوم نہیں ہے کہ کل کیا پیش آنا ہے۔ رہا میں تو جب تک میں زندہ ہوں میں اس حق پسندی کے ساتھ کام کروں گا کہ میرے افعال کی

نسبت مجھ سے جواب طلب کرنے کی کسی کو بہت ہی نہ ہوگی۔ لیکن ممکن ہے کہ میں ناراجا رہوں تو پھر اُس کے بعد اپنے دونوں ہم منصب کانسلوں کی حفاظت کا میں کس طرح ذمہ دار ہو سکتا ہوں۔ اور اُس وقت فرماں روائی کی تمھاری باری ہوگی، اور مجھ پر شکرا کر نپولین مجھے سرنیز کی طرف مخاطب ہوا۔ حضرت رکابوں میں آپ کے قدم ابھی مضبوط نہیں جتے ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ قانون ایسا پاس ہو جو آج اور کل یکساں کام آوے۔

آخر میں بہت سے مباحثوں کے بعد یہ طے ہوا کہ قانون کی اس خاص دفعہ کے متعلق مجلس فرماں روائی وجوہ کے ساتھ ایک اعلان ملایا کرے اور فرسٹ کانسل اس پر دستخط کرے۔ اور پھر سینیٹ سے یہ بات آخر میں طے ہو کہ آیا یہ قانون جائز ہے یا نہیں۔ پس ایسے جرم کے موقع پر نپولین نے اس احتیاط کے ساتھ کام کیا۔ لیکن یہ قانون ظالمانہ اور عبث اور انصاف تھا۔ چونکہ یہ لوگ دیگر جرائم کے مجرم ہو چکے تھے لہذا ان کے ساتھ کوئی ہمدردی باقی نہ رہی تھی۔ لیکن بعد کو معلوم ہو گیا کہ موجودہ کل سے ادا دینے کی سازش میں یہ لوگ قطعی شریک نہ تھے۔ اس معاملہ میں نپولین بڑے پس و پیش میں تھا کیونکہ ان لوگوں کے جرم پر اسے یقین نہ تھا اور وہ نہ چاہتا تھا کہ شیطانی آتش کیل کے موجد ہوئے کا جرم ان لوگوں پر لگایا جاوے۔ اُس نے کہا ”ہم کو یہ تو یقین ہے کہ یہ لوگ مجرم ہیں لیکن ہم اس بات کو جانتے نہیں ہیں۔ ان جرائم کی پاداش میں جو انھوں نے کئے ہیں یعنی ان خوں ریزیوں اور سازشوں کی نہ ان کے جرم کے خلاف ثابت ہوگئی ہیں ان کو فرانس سے خارج کر دیا جائے۔ یہ قانون پاس ہو گیا۔ لیکن چونکہ نپولین بہت ہر دل عزیز تھا۔ اور اُس کو یقین تھا کہ یہ لوگ اُس کا کچھ بھی نہ کر سکتے تھے۔ اس قانون کا ان لوگوں کے خلاف نفاذ نہیں ہوا۔ وہ فرانس ہی میں رہے۔ لیکن ان کو کھٹکا ضرور ہو گیا تھا کہ پولیس اُن کی دیکھ بھال میں لگی رہتی ہے۔ نپولین نے کہا ”میں نے کچھ اپنی ذات سے خاص کاہل نہیں لیا۔ کیونکہ میری تعذیر سے تم مجھے بڑے بڑے بھولنا کہو، موقعوں پر ہونچا یا ہے اور مجھے سلامت مکمل لائی ہے۔ مجھے

اپنا خیال ہرگز نہیں ہے اور میری تقدیر تو مجھے ہمیشہ اسی طرح پہچانی رہے گی لیکن مجھے تو قومی انتقام و ترمیم کا خیال ہے کیونکہ یہی تو میری رسالت ہے کہ فرانس کا نظم و نسق پھر سے قائم کروں اور قومی اعزاز کو پھر بحال کروں۔ اور فرانس کے دامن کی دولت کا کوئی سینکڑا مبارک باد کے بے شمار ایڈریسوں کے متعلق جو اس موقع پر پیش ہوئے پولین نے کہا کہ "اس واقعہ پر پیرس کے لوگوں کی ہمدردی سے جو ان کی طرف سے ظاہر ہوئی۔ مجھے بڑا اثر ہوا ہے۔ میں اسی لائق ہوں۔ میرا صرف یہی مدعا ہے کہ فرانس کی شان و عظمت کو پھر سے قائم کروں۔ جن بد معاشوں نے مجھ پر حملہ کیا ہے میں ان کو قانون کے حوالہ کیے دیتا ہوں کہ ان کو سزا دیدے۔ اور چونکہ اس مذہوم فعل سے انھوں نے پیرس کی مخلوق کو خطرہ میں ڈال دیا ہے اور اس فعل کی تاریخ میں نظیر نہیں لہذا سزا بھی فوراً اور بے نظیر ہونا چاہیے۔"

پولین کو یہ بات معلوم ہونے سے بڑی سخت حیرت ہوئی کہ یہ سازش بوربون خاندان کے حامیوں کی تھی۔ فریق شاہی کے بہت سے نامور طرفدار اس سازش میں شریک تھے۔ پولین کو خیال تھا کہ یہ لوگ اس کے شکر گزار تھے۔ کیونکہ ان کو انہوہ عوام کے غیظ سے اس نے پناہ میں رکھا تھا۔ اور باوجود پولین کے خیر خواہوں کے اختلاف کے پولین نے نہ مانا تھا اور ڈیڑھ لاکھ ایسے تارکان وطن کو فرانس لوٹ آئے کے لیے ایک قانون پاس کر دیا تھا اور حتی الامکان یہ بھی کوشش کی تھی کہ ان کی ضبط شدہ باگیں بھی واپس ہو جائیں۔ پولین نے ان پر ہر صورت سے احسان کئے تھے اور ان کے ساتھ رعایتیں کی تھیں اور پولین کو ہرگز توقع نہ تھی کہ ان نیکووں کا اس بدی کے ساتھ بدلا دیا جائیگا۔ اب اس معاملہ میں ایسا بین ثبوت بہم پہنچ گیا کہ جیسے کلام باقی رہی پرنس فرانس نے جملہ سازش کا انکشاف کر لیا۔ سرخشاگر قاتل ہوئے اور گولی سے مار دیئے گئے۔ جوزیفائن نے اس وقت وزیر صیغہ پولیس کو ایک خط لکھا تھا اور اس

خط سے معلوم ہوتا ہے کہ جوزیفائن کیسی حیرت انگیز عالی جوصلہ خاتون تھی اور نپولین
کیسا فیاض چال چلن کا شخص تھا۔

”اس خوف ناک سازش سے جو ابھی واقع ہوئی ہے میرا کلیجہ کانپ ہی رہا تھا کہ
مجرموں کے سزا کے خیال نے میرے دل کو تازہ صیبتوں سے اور گھیر لیا۔ ایسا کہا جاتا ہے
کہ یہ مجرم اُن خاندانوں سے ہیں جن سے میرا ایک وقت میں رابطہ اتھا و تھا۔ پس اِن
مجرموں کی مائیں بہنیں۔ اور غم زدہ بیویاں جس وقت اگر مجھ سے ملتی ہوں گی تو میں قیاس
نہیں کر سکتی کہ میرے جی کی کیا نوبت پہنچے گی۔ میں جانتی ہوں کہ میں اُس قدر رحم حاصل
نہ کر سکوں گی جس کی میں سفارش کرنا چاہوں گی۔ یہ مجھے یقین ہے کہ فرسٹ کانسل کارم
بہت وسیع ہے اور اُس کو میرے ساتھ بدرجہ کمال الفت ہے۔ لیکن جب یہ خیال کرتی
ہوں کہ اس وقت اس سازش سے گورنمنٹ کے سردار ہی کی جان پر وار نہ کیا گیا تھا تو
میں ڈرتی ہوں کہ فرسٹ کانسل زیادہ سخت گیری کرے گا اور اپنے ارادے سے نہ ہٹے
پس میں تم کو قسم دیتی ہوں کہ جہاں تک ہو سکے تحقیقات کو کچھ طویل مت دیکھو۔ یہ ممکن
ہے کہ لوگ نفسانیت سے اور غلط بیانی سے بہت سے ناکر و گناہ لوگوں کو بھی پھانسی میں
میں عورت ذات ہوں۔ اور ایک شوہر کی بیوی ہوں۔ اور بچوں کی ماں ہوں۔ لہذا
تم خیال کرو کہ لوگوں کے پلکنے اور آہ و فریاد سے میرے جی پر کیا کچھ نہ بن جائے گی۔
میرے اچھے وزیر۔ تم دیکھو اسی طرح کارروائی کیجئے کہ ان بیچاروں کی تعداد میں کمی ہو جائے۔“
نپولین کا اُن بے شمار سازشوں سے جو اس زمانہ میں اُس کے خلاف ہو رہی تھیں
بچ جانا عجز معلوم ہوتا ہے۔ بوربون کے حامی خیال کرتے تھے کہ اگر نپولین اُن کے راستہ
سے ہٹا دیا جائے تو وہ بوربون بادشاہ کو فرانس میں تخت نشین کر سکتے تھے۔ اور یہ بات
صرف نپولین کی لیاقت کی بدولت تھی۔ کہ متحدہ یورپ کے مقابلہ میں فرانس کو نصرت
حاصل ہوئی۔ پس اگر نپولین مر جاتا تو فرانس بے سری رہ جاتی۔ اور پھر جتھی کی فوجیں

خوں ریزی سے دھاوے کرتی ہوئی پیرس پر چڑھ آئیں اور لمحوں بوروبوں کو تختہ پر بٹھال دیا۔
یہ سب باتیں فرانسیسیوں کو بھی معلوم تھیں اور وہ اپنے محافظ پولین کی پریشانی کر رہے تھے۔
اور یہی سب باتیں یورپ کے بادشاہوں کو بھی معلوم تھیں اور اس لیے انہوں نے اپنے
تمامی عزم و ہمت کا پولین کو نشانہ بنالیا تھا۔ اس قسم کی تیس سے زیادہ سازشوں کی
سراغ رسائی تو پولیس نے کی تھی۔

ان سازشوں کے بچنے کی بجائی لندن تھی۔ پولین پر ہوائی بند و قیس چلائی گئیں۔
خنجر دوسے مسلح قاتل اس کی گھات میں بھرتے تھے۔ ایک بم گولہ لیا ایسا بجا دیا گیا تھا۔
کہ پندرہ پونڈ وزن میں تھا اور تجویز کیا گیا تھا کہ کھڑکی سے پولین کی جگہ لائی میں ڈال دیا جائے
جہاں وہ خود اپنے گرنے کی دھمک سے پھٹک کر گاڑی کے سواروں کو ریزہ ریزہ کر دے۔
ان سازش کرنے والوں کو پولین کے ہلاک کر دینے کی غرض سے کسی دوسرے کی
جان کی ہرگز پروا نہ تھی۔ اس حملہ کی سازش کے متعلق سازش کرنا والوں کی ہر
قابل غور ہے اس لیے کہ شبہ رنج کرنے کی غرض سے بد معاشوں نے اس گاڑی کے گھوڑے
کو ایک پانزویہ سالہ لڑکی کو تھار رکھا تھا۔ اور کل کے پھٹنے ہی یہ ناہ اُفت لڑکی ایسی
پاش پاش ہو گئی کہ بعد کو سوائے ٹانگوں کے بچاری کے جسم ٹاکس تہ تک نہ چلا۔ آخر کار
پولین چوکتا ہوا اور اس نے اعلان کر دیا کہ اب میں بوروبوں کے کان کھواتا ہوں کہ
پولین وہ شخص نہیں ہے جو کتے کے موافق گولی سے مار دیا جاوے۔ پولین ایک دن
سینٹ ہلینا میں اپنا فالین کا واسکٹ پہن رہا تھا اور اس نے دیکھا کہ لیس کیس اس
کی طرف بہ غور دیکھ رہا تھا۔ اور پولین نے مسکرا کر پوچھا "کیا دیکھ رہے ہو؟"

لیس کیس نے کہا "میں نے ابھی ایک رسالہ میں پڑھا ہے کہ آپ زرہ کے ذریعہ
میں نے اپنے جسم کی حفاظت رکھا کرتے تھے۔ تو میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ یہاں سینٹ ہلینا میں
جہاں اب جملہ حفاظت کے ذریعہ علحدہ کر دیے گئے ہیں کم سے کم میں اتنی شہادت دینے

کے قابل تو ہواؤں کہ سینٹ ہلینا میں آپ زہر جیسی کوئی شے استعمال نہ کرتے تھے۔
 نپولین نے جواب دیا "لاکھوں ہتھانوں میں سے جو میرے متعلق شائع کیے گئے ہیں
 یہ بھی ایک ہتھان ہے لیکن یہ قصہ جو تم نے بیان کیا زیادہ ہنسائے والا ہے۔ ہر ایک شخص
 جو میرے پاس رہا ہے، جو خوب جانتا ہے کہ میں اپنی جان کے متعلق کس قدر بے پروا ہوں۔
 اٹھارہ برس کی عمر سے میں گولوں کے سامنے رہا ہوں اور حفاظت کی حاجت سے خوب
 آگاہ ہوں اور اسی لیے میں نے اپنی جان کو تقدیر کے حوالہ کر دیا۔ اور جب میں فرانس کا
 سردار بنایا گیا تو اس وقت بھی میدان جنگ ہی کے سے خطرات ہمیشہ میرے سامنے
 رہے اور میں اُن سازشوں کو جو آئے دن میری جان کے خلاف ہوتی رہتی تھیں ہم کے
 گولہ سے کم نہ خیال کرتا تھا۔ لیکن میں نے اپنا وہی پُرانا راستہ قائم رکھا۔ میں نے اپنی تقدیر
 کے ستارہ پر بھروسہ کیا اور سب امتیاطیں پولیس کے حوالہ کر دیں اور تمام یورپ کے
 فرماں رواؤں میں شاید میں ہی وہ فرماں روا تھا جس نے اپنا باڈی گارڈ تک موتوں
 کو دیا تھا۔ میرے قریب نہ شخص بہت آزادی سے آیا کرتا تھا اور آنے سے قبل اُس کو
 بہت سی فوجی بارگین نہ طے کرنا پڑتی تھیں۔

"میرے حفاظت کے ذریعوں کو نہایت ہی مختصر دیکھنے سے سیریا لویا کو بڑی حیرت
 ہوئی۔ وہ اکثر اپنے پتہ ہنشاہ آسٹریا کا ذکر کیا کرتی تھی جو ہر وقت سنگینوں سے محصور
 رہتا تھا۔ اور میری تو ٹوٹی لڑی کے اہوان میں بھی حفاظت کی وہ ہی حالت تھی جو تم یہاں
 سینٹ ہلینا میں دیکھتے ہو۔ میرے یہاں کون سے چوکی پر سے ہیں۔ مجھے تو یہ بھی خبر
 نہیں کہ میری تلوار کہاں پر رکھی ہوئی ہے اور پھر کہ میں ادھر ادھر بھاگ ڈال کر کہنے لگا۔
 کیس کیس تھیں معلوم ہے کہ ہر رکھی ہے۔ میں بھی عجب آدمی ہوں کہ اپنی حفاظت کی ذرا فکر
 نہیں کرتا۔ میرے خلاف تیس سے زیادہ سازشیں ہوئیں اور قابل و توفیق شہادت
 پایہ ثبوت کو پہنچیں اور بہت سی سازشوں کا تو حال بھی معلوم نہ ہوا۔ بعض بادشاہ اپنے

ہاتھوں سے اپنے غلات سازشیں ایجاد کر لیا کرتے ہیں لیکن میرا یہ دستور تھا کہ حتی الامکان سازشوں کو پوشیدہ رکھنے کی کوشش کیا کرتا تھا۔ اور میرے لگو کی جنگ سے لیکر جارج کیڈرویل کے اقدام قتل اور ڈوئیک ڈمی اینگیلین کے واقعہ تک کا زمانہ میرے لیے نہایت ہی محضوث تھا۔

پولین نے اب قزاقوں کے استیصال کا کام اپنے ہاتھ میں اپنی معمولی ہمت لیا اور بہت جلد اُن کی بیخ کنی کر دی۔ لاؤنڈی کے سرکشوں کی فوج جو تعداد میں ایک لاکھ کے قریب تھی اور جس میں بڑے چھٹے چھٹے ہمعاش تھے اُسی وقت منتشر ہو گئی تھی جس وقت اُس کے سرغناؤں نے پولین کی اطاعت اختیار کر لی تھی لیکن اُن میں سے بعض بد ذاتوں نے بٹ ماری کا پیشہ اختیار کر لیا تھا اور سرسکوں پر اُن کی وہ کثرت ہو گئی تھی کہ سفر پر خطر ہو گیا تھا اور پیرس سے جانے والی ہر ایک گاڑی کے ساتھ مسلح سوار کا جانا ضروری ہو گیا تھا۔ ایسی جماعت کی حالت کا اعلان کرنے کے لئے جو اپنے مرکز تک پہنچ گئی تھی خاص عدالتیں قائم کی گئیں جن میں آٹھ آٹھ جج مقرر ہوئے اور سازشوں پر راہ زنیوں اور دوسرے جابرانہ جرائم کی سماعت کے اختیارات اُن کو تفویض ہوئے۔

پولین کے مسلح سوار تمام فرانس میں آندھی کی طرح دھاوے کرتے پھرتے تھے۔ ڈاکو پکڑے جاتے تھے اور عدالت میں پیش ہوتے تھے۔ اور بے درنگ گولی سے مار دیئے جاتے تھے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں سب اسن ہو گیا۔ لوگوں کو اُن خطرناک اختیارات کا حال معلوم نہ تھا جو وہ پولین کو دے چکے تھے۔ واقع میں اُن کو ایک کمانڈر کی حاجت تھی جو موجودہ بد نظمیوں اور فسادوں کو سیٹ دیتا۔ ایسا کمانڈر پولین تھا اور لوگ پولین کو جملہ اختیارات جن کی وہ خواہش کرتا دیدینے کو طیار تھے۔ لگ پولین سے اعلان کے ساتھ کہتے تھے کہ اُس کو معلوم تھا کہ اُن کی بہنوی کس بات میں تھی۔ وہ اُس سے ہدایت چاہتے تھے اور تعمیل کرنے کو بلاتے تھے۔ اور اسی طرح یہ حالہ پیش بھی آیا کہ پولین کو قطعی اختیارات دے دیئے گئے۔ اور جان

بوجھ کر دے دیئے گئے۔ اور چونکہ فرانس کی حالت نہایت نازک ہو رہی تھی تو اگر انیسٹیا بھی آیا تو کوئی تعجب کا مقام نہیں ہے۔ پولین نام کا فرسٹ کانسبل تھا۔ لیکن دراصل اُس کے اختیارِ اراتِ روم کے قیصروں سے بھی زیادہ تھے۔

فریجس میں جہاز سے اترے ہوئے ابھی پولین کو صرف سو لہ ماہ ہوئے تھے اور اتنے ہی عرصہ میں اُس نے فرانس کا تخت لے لیا۔ انقلاب کے ہیولے اُس نے انتظام و فوٹن حالی کو پیدا کر دیا۔ اپنی عالی حوصلگی سے اُس نے روس کو دوستی پر آمادہ کر دیا۔ اپنی فوجوں سے اُس نے آسٹریا کو نیچا دکھایا اور بڑا غلظت کو صلیب کر لینے پر مجبور کر دیا۔ اپنے ملک والوں کی شکرگزاری کا وہ سزاوارتھا۔ اور اُس کے ملک والوں نے خوب جی کھول کر اُس کی شکرگزاری کی۔ ان تمامی واقعات میں جو ایسے حادثہ انگیز اور وقت سے بھرے ہوئے تھے کوئی بھلا پولین کا ایک فعل بھی تو ایسا پکڑ دے جس میں حاسدانہ کرکب خیال کی آمیزش ہو۔

پولین نے سینیٹ ہلنیا میں کہا۔ ”اپنی نیک نامی کے متعلق میں کسی بات سے نہیں ڈرتا ہوں۔ آنے والی نسلیں میرے ساتھ انصاف کریں گی اور ان نیکیوں کو جو میں نے کی ہیں میرے قصوروں سے موازنہ کریں گی۔ اگر میں کامیاب ہو گیا ہوتا تو میں دنیا کا سب سے بڑا آدمی مرتا۔ ایک بے بنیاد حقیقت سے صرف اپنی ماں فٹانیوں کی بدولت میں دنیا کا سب سے قوی بادشاہ ہوا۔ اور اس بادشاہی پر بھی میں نے ایک جرم نہیں کیا۔ میری بلند نظری بہت بڑی بے شک تھی لیکن اُس کی بنیاد جمہور کی رائے پر تھی۔ میں نے ہمیشہ یہی خیال کیا کہ بادشاہت کی جائے سکونت رعایا ہی کے دلوں میں ہے۔ میں نے جس قسم کی سلطنت کی ترتیب دی تھی وہ دراصل ایک بہت بڑی جمہوری حکومت تھی۔ فرانس کے باشندوں کی رائے سے تحت نشین ہو کر میرا ہمیشہ یہی اصول رہا کہ لائقوں کے لیے ترقی کے راستے کھلے رہیں۔ اور

خاندان کا کچھ لفظ نہ ہو۔ اور یہی مخلوق کے حقوق میں ہماری قائم رکھنے کا وہ طریقہ تھا جس کی وجہ سے تہامی یورپ کے تاجدار مجھ سے نفرت کرتے تھے۔ اور تاہم انگلستان میں جو ہر اور اعلا خدمات کے انجام دینے پر لوگ بڑے بڑے مرتبوں پر پہنچے ہیں۔ انگلستان کو چاہیے تھا کہ میرے مددگار کو سمجھا دیتا۔

پتولین نے نکمرا فرانس کا انقلاب کیا تھا۔ وہ صرف رعایا کی جانب ایک کوشش تھی جو رعایا نے ان لوگوں کے خلاف کی تھی جن پر بادشاہ کی سرکار سے خواہ مخواہ عنایتیں ہوتی تھیں۔ مجملہ اجابات سلطنت سے اُمرائے شہنشاہی اور پھر بلا متحرکت غیر مجملہ اعلا خدمت کے عہدوں پر وہی ممتاز تھے۔ انقلاب نے اس اجارہ کو توڑ دیا اور سب کے حقوق میں برابری قائم کر دی۔ دولت و عظمت کے کوچے ہر شہری کے لیے اس کے جوہر کے لائق کھول دیے۔ پھر فرانسیسی قوم نے شاہی تخت قائم کیا۔ اور اس پر مجھے بٹھال دیا۔ اور یہی وہی فرانس کا تخت تھا جس پر اس سے قبل چنڈا اساقف اور اُمر اور یون بادشاہ کو بٹھال دیا کرتے تھے۔ لیکن مجھے جب یہ تخت ملا ہے تو فرانس کے تمامی جمہور کی خواہش سے ملا ہے۔

جو زلیف بونا پارٹ اس زمانہ میں ملکی سفارتوں کے متعلق پتولین کی بہت مفید خدمات انجام دیتا تھا۔ لیونین بھی مختلف خدمات انجام دیتا تھا اور اس سارے خاندان کا فرسٹ کانسل سرپرست تھا۔ سینٹ ہلینا میں پتولین نے اپنے بھائی ہینول کے متعلق اس طرح واضح طور سے بیان کیا ہے۔

”ایسے حالات میں جو پیش آئے میرے خاندان سے بڑھ کر کون سا خاندان کام کر سکتا تھا۔ ہر شخص میں مدبّر ہوئے کی صفات نہیں ہوتیں۔ ایسے شخص میں ان قوتوں کے اجتماع کی حاجت ہے جو ہر ذہن کی سمت میں نہیں آتیں۔ اس معاملہ میں میرے بھائیوں کی ایک انوکھی وضع واقع ہوئی تھی۔ یعنی ان میں ایک ساتھ سے قوتوں

اور حد سے کمتر جو ہر جہت میں وہ اپنے کو اس قدر قوی سمجھتے تھے کہ انہوں کی طرح اپنے کو کسی رہنما شہسیر کے حوالہ نہ کر سکتے تھے اور پھر ساتھ ہی اس کے وہ اس قدر کڑوا واقع ہوئے تھے کہ تنہا کام کرنے سے تھے۔ لیکن جلد امور پر نظر ڈال کر میرے پاس اپنے خاندان پر فخر کرنے کے لیے یقینی وجوہ موجود ہیں۔ کسی ملک میں جو زمین کیوں نہ ہوتا وہ ایک عجمت کی آبرو کا باعث ہو سکتا تھا۔ اور کوششیں کسی گروہ میں کیوں نہ ہوتا وہ اُس کی عزت کا سبب ہو سکتا تھا۔ جبر و دم میں اپنی عمر کی زیادتی کے ساتھ وہ نشو و نما پار ہی تھیں جو ایک بلوٹا کے نیچے ورکار ہیں۔ کوئی زندگی کے کسی درجہ اور کسی حالت میں ممتاز ہو سکتا تھا۔ میری بہن ایلینز میں مردانہ و دماغی قوا موجود تھیں اور اپنے ایام مصائب میں وہ اپنے لیے ایک فلسفی ثابت ہو سکتی تھی۔ کیرولائین میں بڑی بڑی لیاقتیں اور جوہر تھے۔ پالائین جو شاید اپنے زمانہ کی سب سے زیادہ حسین عورت تھی۔ دنیا بھر کی خوش اطوار عورتوں میں یگانہ تھی اور اپنے آخری لمحوں تک ایسی ہی رہے گی۔ میری ماں۔ تو ہر قسم کی عزتوں کی وہ مستحق ہے۔ اتنا بڑا خاندان اتنی بہت سی تعریفوں کا شاد ہی تھی ہوا کرتا ہے اس کے بعد خلل انداز ملکی راسے زنیوں کو علیحدہ کر کے اس سبب میں اتنا اور اضافہ ہونا چاہیے کہ ہم سب میں باہم بڑی محبت تھی۔ میں ہمیشہ اُن سب سے بہادرانہ محبت کرتا رہا اور مجھے یقین ہے کہ اُن کے قلوب میں بھی میری طرف سے ایسی ہی محبت جاگزیں تھی۔ اور اگر حاجت ہوتی تو وہ اُس کے ثبوت بھی دے دیتے۔“

اُن مشکبہ اُمراء نے جن کو نیپولین نے فرانس لوٹ آنے کی اجازت دے دی تھی اور جن کی منضبطہ جہادیں بھی اُن کو واپس کر دی تھیں اپنے محسن کے ساتھ کسی قسم کا انہماک نہ کر گزاری نہ کرتے تھے۔ وہ بوجہوں کے تحت نشین ہونے کے لئے بے چین تھے اور پُرانے اچھے زمانہ کی تمنائیں کر رہے تھے۔ کہ جلد عزت و منفعت کے عہدے اُن کو اور اُن کی اولاد کو ملیں اور باقی مخلوق آب کشی اور ہیرم فروشی

کیا کرے۔ صبح کو تو بھکاریوں کی طرح اپنی عرضیاں لے لے کر وہ فرسٹ کلاس کے اجلاس میں حاضر ہوتے تھے۔ لیکن شام کو وہ اُس کے دربار کو اپنی موجودگی سے عزت دینے کو بُرا سمجھتے تھے۔ وہ جو زنا میں اُس کے رشتہ داروں اور اُس کی اس کوشش کے متعلق کسب فریقوں میں ایک لٹا فاد پیدا ہو جائے کلمات ناملائم زبان پر لاتے تھے۔ اور پولیس کے ہر ذیل پر اعتراض کرتے تھے۔ لیکن پولیس اُن کے بڑے بڑے پر کوئی توجہ نہ کرتا تھا۔ اور وہ یہ بھی تو نہ کہتا کہ اُن کی جانب سے تغافل ہی کر کے منرا دیتا۔ اُس بڑے خفیہ کے ساتھ جس نے اُسے یہ کہنے کو مجبور کیا تھا کہ میں اپنی فرماں روائی میں خدا کے رحم کی تطہید کرنا چاہتا ہوں۔ وہ سب سے فائدہ کے لیے بُروں اور ناشکروں کو لوٹا سے سُشورہ لیا کرتا تھا۔ اپنے دشمنوں سے انتقام لینے میں وہ اپنی ناموری نہ سمجھتا تھا بلکہ فرانس کو اسے مرتبہ پر پہنچا دینے میں وہ اپنی ناموری خیال کرتا تھا۔

اِس زمانہ میں لوئی لریز کے ایوان میں اپنے خدم و حشم کے اعتبار سے پولیس کی حالت ایک بہت امیر اشرف آدمی کی سی تھی کوئی شاہانہ دربار کی سی وضع نہ تھی۔ پولیس کے صاحب جو نو کی میڈم، اسیل پرن کے ساتھ شادی ہوئی۔ یہ وہی لیڈی تھی جس کا ”پس بان بٹل“ کے لطیفہ کے متعلق نام فراموش نہیں ہو سکتا۔ اُس کی ماں کہنے وضع ایروں کی طرح بڑی خودی تھی۔ اور پولیس کو اس وجہ سے کہ وہ خاندان شاہی سے نہ تھا منہات سے دیکھتی تھی و شادی کی شام کو میڈم جو نو۔ جو زانیوں کے سامنے پیش ہونے کو تھی۔ تب وہ تماشہ گھر سے لوئی لریز کو آئی تو اس کے گیارہ گئے تھے۔ چونکہ بوزنیان سے وقت مقرر کر دیا تھا۔ لہذا۔ میڈم جو نو کا انتظار تھا۔ بوسیں گاڑی کے سپرد نہ کی آواز سن کر زینت نیچے اتر ادر من میں جا کر۔ میڈم جو نو کو گاڑی سے اُتار ادر دونوں ساتھ ساتھ بڑے کمروں میں آئے جو نہایت ہی خوش اسلوبی سے سجایا ہوا تھا۔ موٹی شیلوں کے دو چھاروں رہنمایت سی بار میک لٹین پارجہ کا خلاف

چڑھا ہوا تھا کہ جین جین کر دم رشتی آوے۔ اور شمعوں کی چمک کم ہو جائے۔ جوزیفائین کے سامنے آؤا کھٹا ہوا تھا اور دو کار چوب بند رہی تھی اور اُس کے قریب ہی کو پری تنال ہو رہی تھی جو اپنے عادات و اطوار کی خوبی کے اعتبار سے اپنا نظیر نہ رکھتی تھی۔ بیٹھی ہوئی تھی۔ پولین جوزیفائین کے قریب اپنے پیچھے ہاتھ باندھے کھڑا اپنی بیوی اور اپنی پیاری بیٹی سے باتیں کر رہا تھا۔ جس وقت میڈیم جو نوکرہ میں داخل ہوئی۔ جوزیفائین فوراً اٹھی اور اُس کے دونوں ہاتھوں کو بوسہ دے کر اُلفت سے کہنے لگی۔

”جو تو سے میری کچھ آج کی شناسائی نہیں ہے کہ مجھے اُس کی دُلمن سے اور خصوصاً ایسی دُلمن سے جس کو اُس نے انتخاب کیا ہے ویسی ہی محبت نہ ہو۔“

اس پر پولین نے کہا ”جوزیفائین تم بھی بڑی جلد باز ہو۔ تم کس طرح جانتی ہو کہ یہ چھوٹی سی امیرانہ خیال دُلمن محبت کرنے کے لائق ہے۔ کیوں میڈم سوائسل کو تو (دیکھا) تجھے اپنے پرانے دوستوں کے نام نہیں بھولتے، میرے لیے بھی تمہارے پاس کوئی بات ہے۔“ اور یہ کہتا رہتا ہے اُس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچتا۔

یہ نوخیز دُلمن گہرائی۔ لیکن تاہم اپنے امیرانہ خیال تکبر سے اپنے کو کھینچے لگی۔ اور ”مگر اگر کیسے لگی۔“ جنرل گفتگو میں پیش قدمی میری طرف سے نہیں ہو سکتی۔ پولین نے مذاق کے لہجہ سے کہا۔ ”خوب ٹالا۔ یہ طبیعت تو ماشاء اللہ اپنی والدہ صاحبہ کی سی پائی ہے۔ اچھا۔ خیر۔ یہ تو کہہ میڈیم برسن کیسی ہے۔“

جنرل۔ وہ تو بڑی ہیما ہیں۔ اور وہ برس سے اُن کی بیماری نے ہم سب بے کل کر رکھا ہے۔ پولین نے کہا۔ ”ہے۔ ہے۔ ایسی ہیما ہیں۔ مجھے اُن کی بیماری کا حال سننے سے بہت قلق ہوا۔ اگرچہ تمہاری اس غلط خیال کی اور تکبر مزاج دالی خاتون سے۔ لیکن اُس کا دل فیاض ہے اور حوصلہ عالی ہے۔ میڈیم جو تو مجھے توقع ہے کہ تم ہم سب اکثر ملا کر دو گی۔ میرا جی چاہتا ہے کہ میرے گرد ایک بڑا اکٹبہ جمع ہو جائے جس

میں میرے جنرل اور اُن کی بیویاں ہوتیں۔ اور جو زیلفا بن اور ہورٹنس کی اُن سے ویسی ہی دوستی ہوتی تھی میرے جنرلوں سے میری ہے۔ لیکن میڈیم جو نو کم کو یہاں یہ توقع نہ ہونا چاہئے کہ تم کو مختارے قدیم امراء کے شناسا ملیں گے۔ اُن کو میں پسند نہیں کرتا۔ وہ میرے دشمن ہیں۔ اور مجھے بدنام کر کے وہ اپنی دشمنی کا ثبوت دیتے ہیں۔

یہ سپیدہ صبح اُس شاہنشاہی غفلت کا تھا جس صبح کے نور نے بعد کو یور وپ کے بڑے بڑے بادشاہوں کی آنکھوں کو خیرہ کر دیا۔ ہورٹنس جو بعد کو لوی ہونا پارٹ کی بیوی اور لوی ٹولین کی ماں ہوئی۔ اُس وقت اٹھارہ برس کی تھی۔ یہ لوی ہولین اُس کتاب کی تالیف کے وقت فرانس کا بڑا جبروتی شاہنشاہ ہے۔ میڈیم جو نو نے ہورٹنس کی بہت کسا ہے ”ہورٹنس کل نو شکستہ کی مانند شاداب تھی۔ اگرچہ اُس کے گورے رنگ میں بہت زیادہ سُرخ نہ تھی تاہم اُس میں وہ شے کافی تھی جس نے وہ تازگی اور شگفتگی پیدا کر دی تھی جو اُس کا خاص صفت تھی۔ اُس کی خوب صورت تیز نیلیوں آنکھوں کے دونوں طرف خوب صورت چمکدار بالوں کے ریشمین لچھے پڑے ہوئے تھے۔ اُس کے تن ازمین کو بوجھ شاداب کے مثل سیدھا اور کھجور کی طرح تپتا تھا اُس کے سڈول سر کی چھبے موزوں کر دیا تھا۔ لیکن وہ چنیریں جن سے اُس کی انوکھی دل رُبائی پیدا ہوئی تھی اُس کے اطوار کی نرمی اور لطافت تھی جن میں جنوبی امریکہ کا اٹھرن اور فرانس کی چلیلا ہٹ آمیز تھی۔ وہ خندہ پیشانی۔ بے شراب نیک نما تھی۔ اُس میں تیر فنی تھی جس میں ذرا اسی بھی بد خوئی کے بغیر کافی دلچسپ رنگ تھا۔ اُس کی شہتہ اور پوری نگہ رانی کی ہوئی تعلیم و تربیت نے اُس کے فطرتی سلیقہ میں اور ترقی کر دی تھی۔ وہ بڑی اچھی نقاش تھی۔ قاعہ۔ ہ سے گانا بجاتی تھی۔ اور کا میڈی ہیں بڑی خوبی سے پارٹ کرتی تھی۔ ستلوع میں وہ نہایت ہی دل فریب نوجوان لڑکی تھی بعد کو وہ یور وپ کی سب سے زیادہ نیک نما دشاہ زادیوں میں سے ایک شاہ زادی ہوئی۔

۱۔ کا میڈی۔ وہ سوانگ یا تاشہ جس کا انجام خوشی ہو۔ ۲۔ مجسم۔

اور میں نے بہت سی شاہ زادوں کو خوان کے درباروں اور پیرس میں دیکھا ہے۔ لیکن سیری نظر سے ایک بھی ایسی نگہ نہ کر رہی جو ہورٹنس سے سلیقہ میں برابری کا دعویٰ کر سکتی۔ اس کا بھائی اُس سے بہت محبت کرتا تھا اور فرسٹ کانسٹبل ہورٹنس کو اپنی بیٹی خیال کرتا تھا۔

نپولین پر الزام لگایا گیا ہے کہ اُس کو ہورٹنس کے ساتھ اور قسم کی محبت تھی۔ اور اُس بُھان نے دنیا کو بھردیا ہے۔ یورپین کہتا ہے۔ ”نپولین کو ہورٹنس کے ساتھ سوا سے پندرہ محبت کے اور کسی قسم کی محبت نہ تھی۔ اور جب ہورٹنس کی ماں یعنی جوزیفائن سے نپولین کی شادی ہوئی تو وہ ہورٹنس سے اُسی طرح اُلٹ کرتا تھا جس طرح وہ اپنی خاص بیٹی سے کر سکتا تھا۔ کم سے کم تین برس تک تو خود میں نے مخنی سے مخنی حالات آنکھوں سے دیکھے ہیں اور میں بہ اعلان کہتا ہوں کہ فوراً سے شبہ کا بھی کوئی موقع پیش نہیں آیا۔ اور نہ قابلِ الزام یا راہ کا نہ خفیف سائس اُغ چلا ہے۔ یہ تمہت بھی اُن ہی قسم کی تمہتوں سے ایک تمہت شمار ہونا چاہئے جو لوگ ایک نامور شخص پر حسد کی وجہ سے بہ خواشی لگا دیا کرتے ہیں اور یہ بتان بے تامل بے سوچے سمجھے یقین کر لیے جاتے ہیں۔ نپولین اب زندہ نہیں ہے۔ اُس کی یادگار کو اُن ہی اچھی یا بُری باتوں سے جو دراصل واقع ہوئیں منسوب کرنا چاہئے۔ اور آخر میں ان کے معاملہ کی نسبت مجھے گھدینا چاہئے کہ نپولین کے اصول نہایت ہی سخت تھے۔ اور اس قسم کا قصور جس کا اس موقع پر اُس کے سر الزام تھو پاجاتا ہے نہ تو کبھی اُس کے دل میں آیا۔ اور نہ اُس کے اخلاق یا مذاق کے موافق تھا۔“

ایک دن سینٹ ہلینا میں نپولین ایک کتاب دیکھ رہا تھا جس میں اُس کی عشق بازی کے حالات لکھے ہوئے تھے۔ اُن صفحوں کو وہ دیکھتا جاتا تھا اور سُکر کر کہتا جاتا تھا۔

ارے بے ایمانو۔ مجھے تو ان میں سے بہت سی عورتوں کے نام تک معلوم نہیں جن کا یہاں تذکرہ لکھا ہے۔ یہ تو سرتاپا حاکم ہی حاکم ہے۔ دُنیا جانتی ہے۔ کہ ایسی لغویات کے لیے میرے پاس وقت ہی نہ تھا۔“

بابِ ہست دوم

انگلستان کے ساتھ صلح

مالک متحدہ امریکہ سے صلح۔ پوپ کا انتخاب۔ ملکہ نیپس۔ ایلزبیت کی بادشاہ اور
ملکہ کی تاج پوشی۔ میڈیم ڈی مان ٹین۔ کلاشی لینے کا استحقاق۔ نیپس کی شجاعت
پال شاہنشاہ روس کا انتقال۔ مصر کی فوج کو ملک کا بھیجا جانا۔ انگلستان کی حالت
نپولین کا عزم بالجزیرہ۔ انگلستان میں پریشانی۔ لاکھوں کی غلطی۔ کارنوالس۔ شہر انطاکیہ
نپولین کی فاکس کے ساتھ الفت۔

(۱۶۸)

طاقت و اقتدار پر سچ کر نپولین کا پہلا بڑا مقصد یہ تھا کہ فرانس کی جملہ یورپ سے
آشتی اور تمام دنیا سے صلح ہو جاوے۔ فرانس جنگ سے عاجز آ گیا تھا اور انقلاب کی مصیبتوں
سے افادہ حاصل کرنے کے لیے اُسے دم لینے کی حاجت تھی۔ نپولین۔ فرانس کی سروریات سے
آگاہ تھا۔ اوستی المقدود کو شش کر رہا تھا کہ صلح میں ترقی ہو۔ دائر کثروں نے اپنی ظالمانہ حرکت
سے مالک متحدہ امریکہ کو برہم کر دیا تھا۔ لیکن نپولین نے صلح کا راستہ اختیار کر کے اُس پر بھی
کو فوراً دغ کر دیا۔ اور لیون وائل کے صلح نامہ سے چندے قبل امریکہ سے بھی صلح کر لی۔
اس صلح نامہ پر بڑی دھوم دھام سے ایک دیہی کوٹھی میں دستخط ہوئے جس کو جوزفین

نے جو اپنی شادی کی بدولت اپنے بھائی سے بھی زیادہ اسیر ہو گیا تھا۔ مارفان ٹین میں خریدار تھا۔ اسی مقام پر نپولین جس کے ہمراہ بڑی بڑی برق جماعت تھی وہ بیکے دکلا سے بڑا۔ اس کو بھی کی نہایت خوش نما و سنیت و آرایش و آرائش و رام کیا کا اتحاد ظاہر کر رہی تھی نپولین نے ان لفظوں سے جام شراب پیش کیا۔ ”یہ جام شراب میں اُن فرانسیسیوں اور امریکیوں والوں کی یادگاریں پیش کرتا ہوں جنہوں نے دنیا کی آزادی کی خاطر میدان جنگ میں اپنی جانیں دی ہیں“

دوسرے کانسل لہرن نے یہ تجویز کیا ”ستالی دول کے ساتھ امریکہ کا اس فرض سے اتحاد کہ سمندروں میں آزادی بہ زور قائم کی جاوے“

کے سرزیر نے تیسرا جام یہ لکھ کر پیش کیا۔ ”واشنگٹن کا جانشین“۔ پس نپولین نے مالک متحدہ امریکہ کی دوستی مضبوط طور سے حاصل کرنے کے لیے مستعد کر دیا بالاطریقہ سے کوشش کی۔

اس زمانہ میں پوپ پائیس سشم کا انتقال ہوا اور رومی فرقہ کے نصرانی مقتدا اُس کا جانشین منتخب کرنے کو جمع ہوئے چونکہ اٹلی کی پہلی مہم میں نپولین نے پوپ کی بڑی عزت کی تھی اور تارک و ملن پوریوں پر نہایت درجہ مہربانی کا اظہار کیا تھا۔ اور یہ دونوں باتیں ڈاکٹر کی کے برتاؤ کے منہ خلاف تھیں۔ اسلئے خود پوپ اور دیگر مجتہدین پوپٹر اثر نہ تھا۔

آرمولا (کے ہتھیار کی۔ اُس کی مضبوطی اور استقامت)۔ جیسا کہ نیکو کار اور غافل کی وجہ سے عام غرت تھی۔ سسٹن آلبین رپبلک کے ساتھ اُس کے پادریوں کے ساتھ کا اتحاد ہو رہا تھا۔ اُس نے ایک مشہور خط لکھا تھا۔ اُس میں فرانسیسیوں کے ساتھ کی نسبت ایسے کلمات کہے تھے کہ نوجوان فاتح نپولین کو بڑی خوشی ہوئی تھی۔ اب نپولین کو اٹلی اقتدار حاصل تھا۔ پس بہ امر ضروری تصور کیا کہ اُس کی

حایت حاصل کر لی جائے۔ بشپ گونسالوی نے کہا ”یہ بات فرانس ہی کی طرف سے
 ہوئی کہ گزشتہ دن سالوں میں ہم کو اذیتیں پہنچیں۔ اور شاید یہ بات بھی فرانس ہی کی
 طرف سے ہوگی کہ ہم کو آئندہ تسلی حاصل ہو۔ اس وقت ایک نہایت ہی انوکھا نوجوان
 جس کی بابت اسے قائم کرنا نہایت دشوار ہے فرانس پر حکمران ہے۔ اٹلی میں اس کا
 اثر جلد غالب آئے والا ہے۔ یاد کرو کہ سٹیفن ام میں اُس نے پادریوں کو اپنی مخالفت
 میں رکھا تھا۔ اور اب حال میں اُس نے پائیس ششم کے انتقال پر رسم عزاداری ادا
 کر کے اُس کی عزت افزائی کی ہے۔ یہ باتیں بڑی پیش بینی کی تھیں اور دور اندیش پادریوں
 نے اُن کی قدر کی۔ نپولین کی حمایت حاصل کرنے کی غرض سے آیمولا کا بشپ پوپ
 پائیس ہفتم کے لقب پوپ کی مسند پر ٹکٹن کر دیا گیا۔

اپنی مخلصیت میں نیپلس نے فرانس کے خلاف بڑی دغا بازی کا اظہار کیا تھا
 نیپلس کی ملکہ سیریا تھریسیا کی سنگت بڑی اور شاہنشاہ آسٹریا اور بد قسمت سیریا اینیو
 نیٹ کی بہن تھی۔ اور اگر نیپلس کی ملکہ نے فرانس کے ایسے انقلاب کو نگاہِ نفرت سے
 دیکھا جس نے اُس کی بہن سیریا اینیو اسے نیٹ کو پہلے تو مجلس میں مقید کیا اور پھر گولن
 سے اُس کو قتل کیا تو وہ حد سے زیادہ موردِ الزام نہیں ہو سکتی۔ نیپلس آسٹریا کی مدد
 سے محروم ہو کر اب کم زور رہ گئی تھی اور نپولین کے انتقام کے دُڑ سے کانپ رہی
 تھی۔ اور آسٹریا کا شاہنشاہ اب اپنی بہن کو مدد دے نہ سکتا تھا۔ لیکن نیپلس کی
 ملکہ نے ایک قطعی اور انوکھی تجویز اختیار کی۔ یعنی باوجود سخت سرباکی آمد آمد کے اُس نے
 عزم کیا کہ بہ ذاتِ خود سینٹ پیٹرز برگ کو جاوے اور پال شاہنشاہ روس کی مدد
 حاصل کرے۔ اس متلون مزاج بادشاہ نے اس حسین ملکہ کی چالوسی سے باتوں
 میں اگر اُس کی طرف داری کی ذمہ داری کر لی۔ اور نپولین کے پاس ایک ایچی بھیج دیا
 اور کہا بھیجے کہ اگر نپولین نیپلس کے ساتھ نرمی کرے گا تو گویا خود شاہنشاہ روس پر ذاتی حمایت کرے گا

فُرتی ہے کہ اس واقعہ سے نپولین کو شادمانی ہوئی۔ اور اُس نے فوراً اس استغاثہ پر توجہ کی اور حقیقت نپولین کی اس وقت یہی بڑی کوشش تھی کہ وہ انقلاب کی ترقی کے سیلاب کو روکے اور ترتیب و قوانین کی بنا پر فرانس کے مقاصد کو قائم کرے۔ اور اطراف کے بادشاہوں پر ثابت کر دے کہ وہ اُن کے ممالک میں انقلاب برپا کرنا نہیں چاہتا ہے۔ اور اس طرح اُن کو دوست بنالے۔ اگر نپولین اپنے سنہ سے ایک لفظ بھی نکال دیتا تو نیپلس کے بادشاہ اور ملکہ دونوں جلا وطن کر دیئے جاتے اور اُن کی بادشاہت ایک جمہوری حکومت میں تبدیل کر دی جاتی۔ لیکن نپولین نے ایسا لفظ سنہ سے نکالنے سے انکار کیا۔ اور نیپلس کے بادشاہ کو اُس کے تخت پر قائم رکھا۔

اسپین کے بادشاہ کے بھائی ڈیوک آف پارما نے نپولین کے توسط سے اپنی ریت کو شکست کے خوب صورت صوبے تبدیل کر لیا تھا۔ فرسٹ کانسل نے شکست کو اٹروریا کی بادشاہت بنا دیا جس میں دن لاکھ آدمی رہتے تھے۔ اس بوڑھے مستعصب ڈیوک نے جو تمامی اصلاحوں کا مخالف تھا اپنے ضعیف۔ واہی۔ بیٹے کی۔ اپنے بھائی اسپین کے بادشاہ کی بیٹی کے ساتھ شادی کر دی تھی۔ اٹروریا کی بادشاہت ان نوجوان میاں بیوی کے لئے بنائی گئی تھی۔ نپولین کی اُس وقت تیس برس کی عمر تھی۔ اور وہ بادشاہتیں قائم کر رہا تھا۔ ان میاں بیوی کو اپنی تخت نشینی کی جلدی پڑی تھی۔ لیکن جب تک ڈیوک آف پارما زندہ تھا وہ تخت پر بیٹھ نہ سکتے تھے۔ اور یہ تکلیف وہ بوڑھا ڈیوک نہ تو خوشی سے تخت دیتا تھا نہ مرنے کا تھا۔

نپولین کی خواہش تھی کہ پیرس پر اخلاقی اثر ڈالنے کے لئے اُن کو تخت نشین کر دے پس اُس نے کُن سال ڈیوک کو تواجارت دے دی کہ اپنی حیات تک وہ پارما پر تصرف اٹروریا۔ قدیم اطالیہ کا ایک صوبہ تھا۔ یہ نام نپولین نے پھر زندہ کیا جس نے اٹروریا کی بادشاہ کو قائم کیا۔ اور سنہ ۱۸ میں اُس کو سلطنت فرانس سے ملٹی کر لیا۔ ۱۳۔ مترجم۔

رہے اور اُس کا بیٹا اٹوریا کے تخت پر بٹھال دیا جاوے۔ نپولین فرانس کے دار السلطنت
پیرس میں جس نے اپنے بادشاہ کو قتل کیا تھا یہ تماشہ دکھانا پاتا تھا کہ فرانس نے ایک
بادشاہ بنایا اور تخت نشین کیا۔ اور اس طرح وہ اُمید کرتا تھا کہ دوسرے بادشاہوں
کے دلوں سے عداوت کم ہو جائے گی اور بادشاہی حکومت کے لیے جس کا وہ خیال
باندھ رہا تھا رستہ ملتا رہے گا اور اس طرح یورپ کے بادشاہوں سے بھی اتحاد کی
ایک صورت پیدا ہو جائے گی کیونکہ اس فعل سے ان پر ثابت ہو جائے گا کہ اُس کی یہ
خواہش نہ تھی کہ یورپ کے بادشاہوں کا نام صفحات تاریخ سے مٹ دیا جاوے۔
اور حقیقت میں یہ کام بڑی دلیری سے کیا گیا۔ لہذا اُس نے ان نوجوان سریان ہیرو کو
پیرس بلایا کہ اگر اُس کے ہاتھ سے تاج پہنیں۔ جیسے کہ زمانہ قدیم میں ماتحت بادشاہ
اگر قیصر روم سے عصائے شاہی حاصل کیا کرتے تھے۔ ان نوجوان اُمیدواروں نے
سیدرو (Seydrou) سے کو بیچ کیا اور ٹوی لرین میں آئے کہ فرسٹ کانسبل اُن کو
تخت نشین کرے۔ اس تجویز میں دو پہلو تھے اور دونوں اُنکھے تھے۔ یعنی ایک تو جمہور
کو جو بادشاہ کے خلاف تھے یہ تجویز خطرناک نظر آتی تھی۔ دوسرے اس تجویز نے
یورپ کے بادشاہوں کی اس شکایت کو رفع کر دیا تھا کہ فرانس یورپ کے تخت اُٹنے
اور جمہوری حکومت قائم کرنے کی فکر میں تھی۔ یہ تجویز تکتہ کے ناگوار ہجہ میں یورپ کے
بادشاہوں سے یہ بھی کہہ رہی تھی ”تم بادشاہ سرور عاجز اور بچوں کے مثل ہو۔ دیکھو میں
تم جیسے بادشاہوں کو خلق کر سکتی ہوں۔“

نپولین کو معلوم تھا کہ پراسے خاندان کی عظمت سے جس کا وہ جانشین تھا اُس کی
عظمت بہت زیادہ بڑھی ہوئی تھی۔ اور اُس نے شاہزادہ اور شاہزادی کو بڑی خوشی
اور دھوم دھام سے لیا۔ پیرس کے متلون مزاج لوگ جو حد پہنچ چکے تھے آدمی
تھے۔ خونریز انقلاب کی گزشتہ بارہ برسوں کو بھول گئے۔ جس نے بہت سے شاہی تخت

نیز وزیر بر کردیئے تھے اور اس انوکھے منظر کو اپنی توقعات کا ثر اور اپنے معاملہ کی فتح سمجھے اور بڑی خوشی سے نعرے مارنے لگے۔ "شاہا۔ زندہ باد" اس کے برخلاف جھلٹے ہوئے اور لول ہوئے واقعین ہر کارہ غصہ سے جواب میں کہتے تھے یہ کیوں بادشاہوں کا صفہ ہستی سے نام نہانہ دیا؟ کیا یہی گردش ہے، لیکن کیسی فطرتی ہے، ابھر دو فریق کو اپنی نئی حالت پر تعجب اور پریشانی ہوئی۔

رسوم ملاقات کے متعلق یہ طے ہوا کہ شاہزادہ اور شاہزادی دونوں اول پولیس کے پاس آویں۔ اور دوسرے روز پولیس ان سے ملاقات باز دیکر کہے۔ فرسٹ کانسٹبل نے جس کے ہمراہ فوجی افسروں کا ایک پر شکوہ گروہ تھا اس نوجوان بادشاہ کو بدرجہ شفقت لیکن ایسی شان و شوکت سے جس کی برتری سب کو تسلیم تھی۔ ٹیلیو انڈ کے عالی شان محل میں بڑی دھوم دھام اور جشن کے ساتھ لیا اور شاہزادہ کی دعوت کی۔ ایک ماہ تک پیرس میں دھوم دھام اور جشن کا اظہار رہا۔ پولیس نے اپنے مہمانوں کی میزبانی اپنے وزیروں کے سپرد کر دی تھی۔ اس لئے کہ امور سلطنت سے خود اس کو اس قدر فرصت نہ تھی کہ وہ تماشوں میں شریک ہو سکتا۔ پولیس نے شاہزادہ اور شاہزادی کو نصیحت کی کہ اگر وریا میں انھیں کس طرح بادشاہت کرنا چاہئے۔ شاہزادہ کی ناقابلیت پر اسے بڑا تعجب تھا کیونکہ اس میں امور سلطنت کی ذمہ داریوں کا کوئی سلیقہ نہ تھا اور وہ لہو و لعب کی طرف قطعی مائل تھا۔ اسے کوئٹلین (آٹھ آدمیوں کا ملکہ ناچنا) لپ ڈرگ (ایک کھیل جس میں ایک لڑکا دھڑکے پر سے میدان کے مثل کودتا ہے) اور آکھ مجونی میں بڑا لطف آتا تھا۔ اور اسی طرح وہ اپنے جلیسوں کے ساتھ تفریح اوقات کی کرتا تھا۔ پولیس نے دیکھ لیا کہ یہ شاہزادہ حکومت کرنے کے ہرگز قابل نہ تھا اور اپنے وزیروں میں سے ایک وزیر سے اس نے کہا۔ "دیکھو یہ قدیم خاندان کی نسل کے شاہزادوں کی یہ حالت ہے۔ بھلا ایسے

شخصوں کے ہاتھ میں عنان حکومت کیسے دی جاسکتی ہے لیکن بوربون خاندان کے بادشاہوں کا نمونہ بھی فرانس والوں کو دکھانا اچھا ہوا۔ اور اب فرانس خود اندازہ کرے گی کہ آیا قدیم خاندان کے شاہزادے اس لائق ہیں یا نہیں کہ ان دشواریوں کا مقابلہ کر سکیں جو ہمارے زمانہ سے مخصوص ہیں۔ اور جب نوجوان شاہزادہ پیرس سے اپنے ملک کو روانہ ہوا تو پولین نے بربستہ کہا۔ ”روم کو مشرق و نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اب اس کے ریوی کن عبور کرنے کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔“ پولین نے شاہزادہ اور شاہزادی کے ساتھ اپنا ایک جنرل بظاہر وزیر فرانس کے طور پر بھیجا لیکن دراصل وہ فرسٹ کانسل کا ایک نائب السلطنت تھا۔ اس کم زور بادشاہ کو صرف رتبہ اور شان و شوکت کی ضرورت تھی اور انکار سلطنت سے سبک دوش رہنے سے خوشی تھی۔ پولین کے تمامی کاموں میں سے جو اس نے اپنے حیرت انگیز و فزونی میں کئے انموریاس کے بادشاہ کا مقرر کرنا اس کی سب حالتوں پر نظر ڈالنے سے سب سے زیادہ عالی و ماعی کا کام تھا۔

لوی پولی کے دادا ڈیوک آف آرنیس کی۔ میڈیم ڈی مان ٹیسن مجرم سے آشنائی ہو گئی تھی ایسے تعلق سے اسے قطعی غیرت نہ تھی۔ کیونکہ زمانہ کی بدکاری نے ریوی کن سے۔ یہ ایک چھوٹی سی ندی کا قدیم نام تھا۔ جو ملک اعلیٰ کے شمال و مشرق میں ہے اور یہ ندی اس لیے خصوصاً مشہور رہی ہے کہ جب شہر روم کے سینٹ کوکانڈر سیریز کی بلند نظری کی طرف سے یہ شہر ہوا کہ وہ طاقت اعلیٰ حاصل کرنے کی نیت رکھتا ہے تو اسی ریوی کن ندی کو سینٹ نے ایک حد تک کیا تھا کہ سیرز اس کے اس طرف نہ آنے پائے۔ یہ ندی طاقت کی سرحد تھی ہے اور میں سیل سینے کے بعد بحر ایڈریاٹک میں رہی ہے۔ ۱۲ میل کے فاصلہ پر گرتی ہے۔ ۱۲۔

اس موقع پر پولین کے خرقہ سے یہ تمنا ہے کہ جس طرح سیرز ریوی کن ندی کو پار کر کے روم پر قابض نہ ہو سکتا تھا۔ اسی طرح بوربون خاندان بھی فرانس کے تحت پر اب واپس نہیں آسکتا ہے۔ ۱۲۔ سترجم۔

اُس کو سباج کر دیا تھا۔ پُرانے خاندان کے شاہزادہ سے ایسے تعلق پر بھی مغرور ہو کر اس عورت نے خیال کیا کہ شاہی خاندان کی شہر پیس کے اندر ہی صرف ایک قرابت دار باقی تھی اور اگر دریا کے بادشاہ اور ملکہ کی اُس نے عزت افزائی کرنا چاہی اور چونکہ یہ عزت افزائی پُرانے شاہی تعلق والے شخص کی طرف سے جو صرف پیس میں باقی تھا ہوئے کو تھی ملکہ اور بادشاہ کی خوشی کا موجب ہو سکتی تھی۔ چنانچہ میڈیم ڈی ان لیس نے ایک بڑا جلسہ کیا اور سب تارکان وطن کو جو اب پیس میں اجازت سے واپس آگئے تھے۔ مدعو کیا۔ میڈیم نے یہاں تک جرأت کی کہ فرسٹ کانسل کے خاندان والوں اور اُس کی جلو کے لوگوں کو بھی اس جلسہ میں بلایا۔ یہ جلسہ پولین سے مخفی ہوا۔ کیونکہ بد اخلاقی کے خلاف اُس کے چال ملن سے سب کو پوری آگاہی تھی۔ دوسرے دن پولین نے اس جلسہ کا حال سنا۔ اور اپنی جلو کے لوگوں کو جو اس جلسہ میں شریک ہوئے تھے سخت ڈانٹ بتائی۔ اور اُونچے اُونچے لوگوں میں بدکاری موجود ہونے پر بڑے جوش و خروش سے لکچر دیا۔ سیوریس جس پر شرکت کی وجہ سے پولین غصہ ہوا تھا کہتا ہے کہ ”میڈیم ڈی ان لیس کی سخت سنرا ہو جاتی اگر جو زلیفیں حامل نہو جاتی جو رحم کی ہیشیہ سفارشی رہتی تھی“۔ بڑا عظیم یورپ سے صلح کر لینے کے بعد اب پولین بڑی توجہ سے انگلستان کی طرف متوجہ ہوا کہ اس دشمن کو ہتدیر رکھ دینے پر مجبور کرے۔ اُس نے کہا ”صلح کے دغست سے فرانس اُس وقت تک ثمر حاصل نہیں کر سکتا جب تک انگلستان سے اُس کی صلح نہ ہو جاوے۔ لیکن اس طاقت پر تو ایک قسم کے سرسام کا غلبہ ہے جس نے کسی چیز کو واجب الاحترام نہیں چھوڑا ہے۔ اُس کا چال ملن غیر منصفانہ ہے اور صرف فرانس ہی کے ساتھ نہیں ہے بلکہ بڑا عظیم یورپ کے تمام ممالک کے ساتھ بھی حال ہے اور جب گوڈنٹ نصف نہیں رہتی تو اُس کی حکومت تھوڑے عرصہ میں ختم ہو جاتی ہے۔ یورپ کی جملہ طاقتوں کو چاہئے کہ انگلستان کو مجبور کر دیں کہ وہ ہندال

انصاف - اور عقل کے راستہ میں واپس آئے۔

باوجودیکہ باہم اس قدر مخالفت تھی لیکن ان دونوں کے درمیان سلسلہ رسل و رسائل دیکھنے سے بڑا اطف آتا ہے۔ شروع جنوری ۱۸۱۵ء میں پولین نے چند قیمتی کتب جن کی نہایت اعلیٰ درجہ کی جلد بندھی ہوئی تھی لندن کی رائل سوسائٹی کو بھیجیں ان کتب کے ہمراہ ایک خط تھا اور اُس کے نیچے پولین کے اس طرح دستخط تھے -
 بوناپارٹ - فرسٹ کانسل فرانس - وپریسیڈنٹ نیشنل انسٹیٹیوٹ
 اور اپنے اصول کی علانیہ اطلاع کے طور پر اس خط پر نہایت خوش غماطل ہوئی مین
 میں تصویر کے ذریعہ سے دکھایا تھا کہ آزادی بجز اعلیٰ پر جاری تھی اور یہ قولہ تحریر تھا -

دوسمندروں کو آزادی

انگلستان کو اس حق کا دعویٰ تھا کہ وہ تجارتی جہازوں کو چاہے جس قوم کے وہ کیوں نہ ہوں - کسی قسم کا مال اُن میں کیوں نہ لدا جو اور چاہے جس مقام کو وہ جا رہے ہوں روک کر تلاشی لے گا - اور اگر اس حق پر کسی قسم کی مزاحمت کی جاتی تھی تو جہاز مت مال کے ضبط کر لیا جاتا تھا - انگلستان کہتا تھا کہ ”بندر گاہوں کا راستہ بند کر دینے کے لیے کسی امر کی ضرورت نہ تھی - صرف اسی قدر اعلان کافی تھا کہ فلاں بندر گاہ بند کر دیا گیا - اور اُس کے سامنے چند جہاز متعین کر دیئے کہ گشت کرتے رہیں - اس طرح تمام دنیا کی قوموں کے جہازوں کو فرانس کے بندر گاہوں میں جانے کی ممانعت تھی - انگلستان کہتا تھا کہ ”یہ اصول مقررہ بحری ضوابط کے موافق تھا“ برخلاف اس کے وہ دُول جن کو فرانس اور انگلستان کے باہمی نزاعا مت سے کوئی سروکار نہ تھا - کہتی تھیں کہ ”یہ تو انگلستان کی طرف سے ایک دھینگا دھینگائی تھی - اور اُس کی بنیاد زور و طاقت پر تھی - اور یہ برتاؤ بحری ضوابط یا تمام اقوام کے عہدِ آدم کے خلاف تھا“

وہ کہتے تھے "آزاد جہازوں کا مال بھی آزاد ہے۔ جہاز کا جھنڈا جہاز کے مال کا محافظ ہے کسی بندرگاہ کا راستہ اس وقت تک بند شمار نہیں کیا جاتا ہے جب تک اس کے سامنے ایسی فوج مستحقین نہ ہو کہ بندریں جانا محذور ہو جائے۔"

ایسے حالات میں نپولین کے لیے کوئی دشواریات نہ تھی کہ متحدہ یورپ کو اپنے سب سے قوی دشمن انگلستان کے مقابلہ پر آمادہ کر دے۔ انگلستان تمامی یورپ کو نپولین کے خلاف متحد کر چکا تھا۔ اور اب نپولین کی باری تھی کہ سب طاقتوں کو اپنے ساتھ شریک کر کے اس نہ ماننے اور نہ ڈرنے والے انگلستان کی مخالفت پر مستعد کرے۔ انگلینڈ سمندروں کی ملکہ تھی۔ اس عنصر پر انگلینڈ اکیلی تمامی مجتمع طاقتوں سے بھی قوی تر تھی۔ وزیر اسے برطانیہ کا یہ اصول تھا کہ یورپ کی کسی طاقت کو انگلستان کا بحری قوت کے اعتبار سے رقیب دہمسر بنے گا موقع نہ دینا چاہیے۔ نپولین جب اپنی عظیم الشان چاکر اور آبادی کی سلطنت پر نظر ڈالتا تھا اور اپنی لانچ افواج کو دیکھتا تھا تو اس کو سخت غصہ آتا تھا کہ ڈیڑھ کروڑ آدمی جو ایک چھوٹے سے جزیرہ میں آباد تھے اس تمامی ناپید انکار عالم آگے مالک بنے بیٹھے تھے۔

اپنی دولت۔ طاقت۔ شجاعت۔ ذکاوت اور قائم نیکو کاری کی بدولت تمام دیگر اقوام کے مقابلہ میں انگریزوں کی زیادہ عزت ہے۔ لیکن وہ محبوب کبھی نہیں رہے ہیں۔ اس وقت بھی انگریزی قوم سب سے زیادہ قومی۔ سب سے زیادہ عزت دار۔ لیکن صفحہ روزگار پر سب سے زیادہ غیر ہرول مزید ہے۔ قدرت پہلے برابر کر دیتی ہے۔ یہ دانائی نہیں ہے کہ ایسا ہی قوم سے توقع کی جائے کہ وہ سب نیکو کاریوں کا مرکز بن جائے۔ نپولین کہتا تھا کہ "وہ کون سا وقت آئے گا جب کہ فرانسیسی اپنی خود نمائی کو ایک ذرا سی خود داری سے تبدیل کریں گے؟" اس کے جواب میں کہا جاسکتا ہے کہ "کونسا وقت آئے گا جب کہ انگریز اپنی خود داری کو تھوڑی سی خود نمائی سے بدلیں گے؟"

اگرچہ یہ تو یہ ننگ نظر فی لیکن ایسا عیب جو بہتر طہیت سے تعلق رکھتا ہے۔
اپنے رفیقوں سے کنارہ کشی کے بنائے پر انگلستان نے جنگ کے تباہ کاری
رکھنے کی نیت کی کیونکہ بنظاہر اُس کی غیرت تعاضد نہ کرتی تھی کہ مجبوری کی حالت میں صلح
کر لے۔ اور اصل تھی یہ بات کہ انگلستان واقعی مغلوب نہ ہوا تھا۔ اُس کے بیروں
کو ہر مقام پہنچ حاصل تھی۔ پولین کی شدید ضرر میں جو انگلستان کے رفتار پر پڑی تھیں
خود انگلستان کے سمندر پر تیرتے ہوئے تو پانچاؤں پر کوئی اثر نہ پہنچا سکی تھیں۔ خشکی میں
پولین کی ذکاوت نے سب کو ماند کر دیا تھا۔ لیکن پٹ کی ذہانت تری پر ہوا کے
طوفان کی طرح کام کر رہی تھی۔ فرانس کی تجارت ستیا ناس ہو گئی تھی۔ اور چونکہ انگریزی
جہازوں کے ہاتھ بڑے بڑے شکار باندھتے تھے تو وہ بیچارے غریب فرانسیسی
ماہی گیروں کی کشتیوں کا تعاقب کرتے تھے اور اُن کی مچھلیاں چھین لیتے تھے تلخ
کا فیصلہ شاید یہی تجویز کرے گا کہ بادشاہوں اور نوابوں کے ایوانوں سے فید یاس کے
تراشے ہوئے بتوں اور ریفیل کے بنائے ہوئے بڑے خاکوں کے ٹوٹے سے اگر یہ

فید یاس۔ یونان کے دار السلطنت اچینس کا ایک بت تراش تھا۔ اور زمانہ قدیم کے مشہور سے
مشہور مصوروں میں سے ایک مصور تھا۔ اسی نے مینورو آکا خوبصورت بت تراشا تھا۔ لیکن اُس پر لازم
لگایا گیا کہ اُس نے سونے میں سے جو اس کام کے واسطے اُس کے سپرد کیا گیا تھا کچھ نہ خن کر لیا۔ چنانچہ ایک
بیان کے مطابق وہ جلاوطن کر دیا گیا۔ جلاوطن ہونے پر وہ اپس کو چلا گیا۔ اور انتقام لینے کی مرض سے
اُس نے چوپٹیر اولیاس کا عظیم الشان بت طیار کیا جو اُس کے بنائے ہوئے مینورو کے بت سے بہت
زیادہ فائق تھا۔ اور دنیا کے عجائبات میں سے شمار ہوتا ہے۔ فید یاس نے ۳۳۰۰ء میں قبل
مسیح کے انتقال کیا۔ ۱۲ متر جسم۔

ریفیل۔ ملک الٹی کا مشہور نقاش تھا۔ آکسفورڈ میں اُس کے ہاتھ کے بنائے ہوئے کاموں کا
ایک عمدہ مجموعہ موجود ہے۔ ولادت مقام آرمینو ۱۴۸۳ء۔ وفات شہر روم ۱۵۴۵ء۔ ۱۲ متر جسم۔

انگریزی جہازوں کا غریب مجھیروں کو ٹوٹا برابر شان و افعل نہ تھا تو اُس سے بہت زیادہ کم شان وارجی نہ تھا۔

انگلستان نے اعلان کر دیا تھا کہ فرانس کا راستہ قلعی بند ہے اور تمام دنیا کو اُس سے تجارتی تعلق رکھنے کی ممانعت ہے۔ انگلستان کے لافتح جہاز سب سمندر میں گشت کر رہے تھے۔ اور انگریزی جہاز کو جب کوئی تجارتی جہاز مل جاتا تھا۔ تو کسی قوم کا وہ کیوں نہ ہو جس تو پہلے ایک گولہ اس طرح مارا جاتا تھا کہ اُس جہاز کے توں پہنچ کر ٹکڑے ہو کر ٹکڑے ہو جاتا تھا اور انگریزی جہاز کی طرف سے ہی دھکی دینے والا ٹکڑہ جانے کا سنا تھا۔ اگر اس حکم پر جہاز فوراً روک نہ دیا گیا تو گولوں کا مینہ شروع کر دیا جاتا تھا اور جہاز مال غنیمت شمار ہوتا تھا۔ اور اگر پہلے ہی گولہ پر جہاز روک دیا گیا تو انگریزی جہاز سے ایک کشتی اُتاری جاتی تھی اور ایک نو عمر فوجی افسر اس تجارتی جہاز پر چڑھ آتا تھا اور کپتان سے کاغذات طلب کرتا تھا اور جہاز کی تلاشی لیتا تھا۔ اور اگر جہاز میں کوئی ایسا مال ملتا تھا جو اُس کی تجویز میں فرانس سے متعلق ہوتا تھا تو اُس مال کو وہ لے لیتا تھا۔ اور اگر جہاز پر کوئی ایسا مال ہوتا تھا جس کو وہ سامان حرب تصور کرتا تھا اور جو ہوا اس کی راہ میں یہ جہاز فرانس کو لئے جاتا ہوتا تھا تو یہ تجارتی جہاز جملہ مال و اسباب اپنے قبضہ کر لیا جاتا تھا۔ بحری سر رشتہ کے نو عمر فٹنٹ ٹکٹ و مدار میں بہت سے اہل کفایت صنائع کرنے کے لئے سرب المل نہیں ہیں۔ انگلستان اصرار کرتا تھا کہ بحری آئین کے یہی قوانین مقررہ اصول تھے۔

یورپ کی جلد تو میں جن سے اب فرانس کی صلہ ہو گئی تھی۔ اس اہتمام تلاشی پر انگلستان سے حد درجہ ناخوش ہوئیں۔ کیونکہ تلاشی کا سختی سے عملدرآمد ہوتا تھا اور ان قوموں نے اعلان کے ساتھ کہہ دیا کہ انگلستان کی یہ زیادتی غیر قابل برداشت تھی۔ رابرٹ کان۔ پرتیوا۔ ڈنکرک۔ سویڈن۔ ہالینڈ۔ فرانس۔ اور اسپین نے سمندروں

کی ملکہ انگلینڈ کے ان دعاوی کے مقابلہ میں جتھے قائم کیا۔ یہ جتھے پولین نے قائم کر
پال شاہنشاہ روس۔ جو فرسٹ کانسٹل کا بڑا سہ گرم مداح تھا اس جتھے میں بڑی خوبنما جباری
سے شریک ہوا۔ اب انگلینڈ کو معلوم ہوا کہ تمام یورپ کے مقابلہ میں وہ اکیلا رہ گئے ہیں جس
لیکن وزرائے انگلستان نے بڑے عظیم الشان عزم و ثبات سے مقابلہ کے۔ کے بیڑوں
اپنی طاقت کو مجتمع کیا۔ مگر شکایتوں اور فریادوں کی صدائیں تمام انگلستان میں پہنچ رہی تھیں
تھیں۔ اور ایک نئی شدت کے ساتھ اختلاف شروع ہوا۔ اس جنگ کو جباری رشتیں خشکی میں
کی خاطر گورنمنٹ انگلستان نے قوم کو کروہار و پیہ کے قرنہ میں مبتلا کر دیا تھا۔ یہاں پر ہوا کے
انگلستان کا کتبہ جوش پر تھا اور وہ کہتا تھا۔ "ہیں! ہم اور مجبور ہو کر صلح کریں گے۔" ونگہ انگریزی
انگلستان کو اپنی بحری طاقت سے واقفیت تھی۔ اور اس کو مہنت اقلیم کی مختصصہ کباب فرانسیسی
کوئی اندیشہ نہ تھا اور تمام دنیا نے انگلستان کے سامنے ایک وسیع میدان کھتے تھے۔ تدریج
رکھا تھا کہ وہ اپنے نقصانوں کی تلافی کر سکتا تھا۔

انگلستان کے جہاز فتحمندی سے سمندر میں پھیر رہے تھے اور جتھے کی نواہی سے اگرچہ
انگلستان کے قبضہ میں اس طرح آ رہی تھیں جس طرح شلخ پر سیوہ سے شہر پہنچتے ہیں مشورے
جس وقت یہ جتھے قائم ہوا انگلستان نے ان تخذہ وول کے ہر ایک جہاز کو منسلک اس پلازم
میں چلنے کی ممانعت کر دی۔ اور یہ بھی مشترک کر دیا کہ ان طاقتوں کا ہر ایک جہاز متیار۔ چنانچہ ایک
جاں کہیں ہاتھ آئے گرفتار کر لیا گیا۔ انگریزی بہادر بڑا غلظہ پٹتہ سنائے کی غرض سے
لگے اور انگریزی بحری فوج ہر مقام پر متعدد ہو گئی۔ جہان کے کوئی املاک ان میں ویسا گمانت سے بہت
یورپ کے تاجروں کو اس قسم کی سببیت کی طرف سے کوئی شبہ نہ تھا اور ان ہی میں قبل
جہاز سب غیر محفوظ حالت میں تھے۔ لہذا ہزاروں جہاز گرفتار ہو گئے اور انہیں

کی بنا رہ گاہوں میں داخل کر دیے گئے۔ اور شمالی وول کے نصف سے زیادہ جہاز کاموں کا
اس طرح پکڑ لیے گئے۔

انگریزوں - روس - وٹمارک - اور سوئیڈن کا بڑا فوجی بیڑا بحر الہنگ میں تھا اور اُس کے برابر
زیارے کے لیے ایک زبردست انگریزی فوج جازوں میں بھیجی گئی۔ نیلسن کے خوف ناک
زم و ثبات جو ابو کر کی جنگ میں تاباں و درخشاں ہوئے تھے اب وٹمارک کے
اُس اراکسلطنت کو پین ہیگن میں اور بھی زیادہ شدت سے تاباں ہوئے۔ سخت ہنگامہ
میں کشتال شروع ہوا اور کوپن ہیگن بشیوں و بجاسے بھر گیا۔ کیونکہ وٹمارک کے ہزاروں پُرصلہ
فوجیوں نے خاک و خون میں غلطان نظر آرہے تھے۔

پہرہ کو نیلسن کا قول ہے کہ ”مجھے صد ہالڑائیوں کا اتفاق ہوا ہے لیکن کوپن ہیگن کا سحر
سب سے زیادہ سخت تھا۔“

جس وقت شدت سے توپ چل رہی تھی نیلسن اپنے جاز کے عرشہ پر جلد جلد
پھر رہا تھا۔ یہ عرشہ خون کی کثرت سے پھسلنا نہ ہو گیا تھا۔ اور مقبولوں سے پٹ گیا
آتا تھا۔ تھا کیونکہ جتنی جلدی جلدی یہ لاشیں گرتی تھیں اتنی جلدی اُٹھائی نہ جاسکتی تھیں۔ اب
کوئی بڑے مسئلہ میں ایک گولہ آگ لگا اور اُس کو ریزہ ریزہ کر کے چاروں طرف منتشر کر دیا۔
لے تو نیلسن نے اپنے گرد و برادری کے منظر کو دیکھ کر خوف ناک تبسم سے کہا: ”بڑا حشر پر پا
اور جو ہو رہا ہے۔ اور ممکن ہے کہ آج کا دن ہم میں سے کسی کے لیے ایک لمحہ میں آخری دن
و اسباب ثابت ہو۔ لیکن مجھے غور سے دیکھتے رہنا۔ ہزاروں آدمی اس موقع پر پائے کیوں
سے انہ مارے جائیں لیکن میں اس مقام سے نہ ہٹوں گا۔“ ان لفظوں سے بڑی شجاعت
آئین کا اظہار ہوتا ہے۔ لیکن یہ لفظیں عالی حوصلگی کی نہیں ہیں۔ ان سے تو مشوق جنگ ظاہر
ہوتا ہے۔ رحمدلی کا اظہار نہیں ہوتا۔ یہ جوش تو ایک ہندوستانی سردار کا سا ہے۔
مسیحی و اشنگلٹن کا یہ جوش نہیں ہے۔

اب جتھ کے بیڑہ کے سپہ سالار نے یہ خوف ناک خونریزی دیکھ کر التوائے جنگ
کا جھنڈا بلند کیا۔ ایک لمحہ کے لیے نیلسن نے سکوت کیا اور پھر فوراً اپنے ایک رفیق

سے کہنے لگا۔ ”میری تو صرف ایک آنکھ ہے اور مجھے حق حاصل ہے کہ بعض وقت مجھے
قطعی نہ سوچے، چنانچہ اپنی کافی آنکھ پر دُور بین رکھ کر وہ کہنے لگا۔ ”واقع میں بے تو کوئی
نشان و نشان نظر نہیں آتا۔ جنگ اور بھی شدت سے ہونا پاب ہے اور ایسے التوا سے
جنگ کے نشانوں کا میں اسی طرح جواب دیا کرتا ہوں۔“

انسان کی سرشت کچھ ایسی بنی ہے کہ شجاعت کی وہ ضرورت داد دیتا ہے۔ یہ
خیال ہر ایک مالی حوصلہ دل میں کسی نیک مقصد کے واسطے خدا سے قائم کیا ہے
ویل موز۔ ہالینڈ کا ایک ہفتہ سالہ بہادر جوان ایک چھوٹے جہاز پر جس پر
چھ توپیں اور چوبیس جوان تھے سوار تھا۔ اور نیلسن کے جہاز کی توپوں کے زبردستی تھا۔
انگریزی جہازوں سے اس غیر محفوظ چھوٹے جہاز پر برابر لڑا کرتا رہا۔ لیکن یہ جوان
مقتولوں میں کھڑا ہوا برابر توپوں کے فیر کیے جاتا تھا اور زبردستی
نہ ہٹتا تھا۔ دوسرے روز وہ نیلسن کو ایوان شاہی میں کمانے کے وقت ملا۔ اور
اس جوان کی بہادری کی داد دیتے ہوئے نیلسن نے براہی بستم سے اُسے
چھاتی سے لگایا اور شاہزادہ ولی عہد سے سفارش کی کہ یہ جوان اسے اپنے پاس لے جائے
گاتھی تھا۔ اس پر شاہزادہ نے جواب دیا کہ ”اگر میں اپنے پاس لے لیتا ہوں تو افسروں کو
امیر البحر بنا دوں تو میرے پاس کپتان اور لفٹنٹ باقی نہ رہیں۔“

اس جنگ سے جتھ کی طاقت شکست ہو گئی اور اسی اثنا میں شاہنشاہ پال کو
اُس کے ایوان میں اُس کے اُمرار نے قتل کر دیا اور اُس کے بیٹے اسکند (ایلکندر)
کو تخت نشین کر دیا جس وقت پولین نے پال کے مرنے کی خبر دی تو کہا کہ ”میں نے اپنی
زندگی میں دو پہلی مرتبہ کہتے ہوئے ”ناگیا“ مان دیا اور ”اندھا“ اور ”یکہ“ سے جو تمام
فرانسیسیوں کی زبان پر ہر وقت رہا کرتا ہے۔ پال کی موت کو پولین نے فرانسس
اور تمام دنیا کے لیے ایک بڑی مصیبت خیال کیا۔ پال کی تلواروں میں ابی اگرچہ پون

کے درجہ کی تھی لیکن چونکہ وہ نپولین کا بڑا مددگار تھا روس و فرانس میں بڑا اتحاد ہو گیا تھا۔
 روسی اُمرائے جمہوری ہمسری سے ناراض ہو کر جس کا فرانس میں نپولین حامی
 تھا اپنے شاہنشاہ کو قتل کر ڈالا اور اُس کے بیٹے اسکندر کو جس نے دوسری قسم کی
 حکمت عملی پر قبولِ قسم کر لے تھے تخت نشین کر دیا۔ یہ نوجوان روسی شاہنشاہ جتھ کی
 بحری شہرت سے علاحدہ ہو گیا۔ اور انگلستان سے اُس سے صلہ کر لی۔ یہ واقعات
 اگرچہ مفادِ فرانس کے بہ ظاہر خلاف تھے لیکن فائدہ جنگ کی اُنھوں نے جلد
 پہنچائی کی۔ انگریز لوگ اجرائے جنگ سے عاجز آ گئے تھے اور خون کے سمندروں
 سے نفرت کرنے لگے تھے۔ اور صلہ کے واسطے اب زیادہ شدت سے درخواست
 کر رہے تھے۔ اور اب انگلستان بھی صلہ کر سکتا تھا اور اُس کی ناموری کو کوئی ہتھ
 نہ آ سکتا تھا۔

نپولین بڑی ہوشیاری سے مصر کو ملک بھیج رہا تھا اور اس ملک کے بھیجے کو وہ
 بحری عظمت کے لئے ضروری سمجھتا تھا۔ تاکہ مصر کی نوآبادی پر قبضہ قائم رکھا جاوے۔
 اور دنیا پر ثابت ہو جائے کہ مصر کو نپولین چھپا لیس ہزار فوج بیکار نہ لے گیا تھا۔ چنانچہ
 ہر قسم کے جہاز یعنی جنگی اور تجارتی جہاز۔ اور کشتیاں۔ ہالینڈ۔ فرانس۔ اسپین اور اٹلی
 کی بندرگاہوں سے قریب قریب روزانہ۔ وانہ ہو رہی تھیں۔ اور حتیٰ کہ ملک بربر
 سے بھی برابر جاری تھیں اور ان میں اشیاء خوردنی۔ یورپ کی ساخت کا مال۔
 مشراب اور سامانِ حرب مصر کو جاتا تھا۔ بہتے ان میں سے گرفتار بھی ہو جاتے تھے
 لیکن باقی ماندہ بچ کر سر ہونچتے تھے اور نوآبادی کو اس بات کا بڑا اطمینان بخش
 ثبوت ملتا تھا کہ فرسٹ کانسل کو اُس کے معاملات سے لطف تھا۔ بذریعہ کاندل
 کے جملہ حالات بھی مصر کو ہونچاے جاتے تھے۔ جس حالت میں نپولین یہ جزوی د
 مصر کو ہونچا رہا تھا اُس کے ساتھ ساتھ یہ طیاری بھی کر رہا تھا کہ مصر کو ایک زبردست

نوجی رو بھی کیجی جاوے جس کے ہمراہ بہت سا اسباب و سامان حرب بھی ہو۔
 پنولین نے یہ بیڑہ بہ مقام برسیٹ جمع کیا اور ظاہر کیا کہ وہ سینٹ ڈونگو کو جا لگا
 اُس نے سب سے زیادہ تیز رفتار جہاز منتخب کیئے۔ اور اُن پر پانچ ہزار سپاہ مع بہت
 سے سامان حرب کے اور دوسری چیزوں کے جن کی مصمر میں حاجت تھی سوار کی اور
 اُس نے ایک جہاز میں ایک ہی قسم کی شے بار نہ کی بلکہ ہر ایک جہاز میں مختلف اقسام کی
 چیزیں بھریں کہ کسی جہاز کے گرفتار ہو جانے سے کسی خاص شے کی طرف سے مصمر
 میں ہرج واقع نہ ہو۔ اور سب چیزیں اُس کو پونچ جائیں۔ چند اور مقامات پر بھی پنولین
 نے اسی قسم کے جہاز فراہم کیئے اور اسید کی کہ اس طرح انگلستان کا خیال بٹ جائے گا
 اور وہ جگہ غیر محفوظ مقامات کی حفاظت کے لیے اپنی فوج تقسیم کرنے پر مجبور ہو جائے گا
 اور اس ابتری سے فائدہ اٹھا کر۔ اُسے یقین دلائل تھے۔ کہ تھوڑے بہت جہاز ضرور
 مصمر کو پہنچ جائیں گے۔ اور اگر بحری کمانڈر پنولین کی ہدایتوں پر پورا عمل کرتے تو
 جیسا بعد کو ثابت ہوا یہ تجویز بڑی شادمانی سے کامیابی کو پہنچتی۔

اب ایک عجیب مثال پیش آئی جس سے فرسٹ کانسل کی خود مختار فرمانروائی
 کی نظیر معلوم ہوتی ہے اور تاہم حالات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ فرانسیسیوں
 کا ایسی خود سری کی قدر و وقت کرنا تعجب کی بات نہ تھی۔ وزیر صغیر پولیس کے نام
 حکم جاری ہوا:—

”شہری وزیر۔ مہربانی کر کے ایک مختصر سا سرکلر ہر چاروں اخبارات کے ایڈیٹروں
 کے نام جاری کر دیجئے کہ جب تک اُن کو خاص سرکاری اخبار کے ذریعہ سے خبر نہ
 پہنچے تب تک وہ اس قسم کا کوئی مضمون اپنے اخباروں میں شائع نہ کریں جن
 سے ان واقعات کا جو ہماری فوجوں میں واقع ہو رہے ہیں دشمن کو ذرا بھی پتہ چل سکے
 اس سے قبل پنولین نے باتاغہ عدالتوں کے ذریعہ سے پریس کے سب

اخباروں کو سوائے چودہ کے بند کر دیا تھا۔ تمام دنیا کو حیرت ہے کہ اس طرح تمام فرانس نے نپولین کی خود سری کو کیونکر تسلیم کر لیا۔ لیکن اس کا یہ سبب تھا کہ فرانسیسیوں کو یقین ہو گیا تھا کہ جنگ کو کامیابی کے ساتھ جاری رکھنے کے لئے قطعی خود مختار انداختارات کی ضرورت تھی اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ نپولین کا ہر ایک کام نہایت ہی عقلندانہ اور ملک دوستی کے ساتھ ہوتا تھا۔ فرانسیسی مطبع کی آزادی کو قربان کر دینے کے لئے طیار تھے۔ کہ اپنے دشمنوں پر سچ پائیں۔

اب انگلستان کی حالت واقعی پریشان تھی۔ قریب قریب تمام شایستہ دنیا اُس کے مقابلہ میں سست تھی اور اُس کی آمدنی کے ذریعے روک دیے گئے تھے۔ ملک میں سخت قحط واقع تھا۔ اور فاقہ زدہ لوگ ملک میں چند مقامات پر فساد کو آما رہے تھے۔ اور انگریزی امراء کے یہی عالی شان قیام گاہوں کو لوٹ رہے تھے۔ اور بلوائیوں کے غول شہروں کی سڑکوں پر پھر رہے تھے۔ انگلستان اور آئرلینڈ کے جمہور جو بھوکوں مر رہے تھے۔ باوازی بلند سسٹرپٹ کی شکایتیں کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے۔ "ساری آفتوں کا بانی پٹا ہے۔ اُس نے قوم کو بھاری قرضہ کے نیچے پس ڈالا ہے۔ اور ناقابلِ برداشت محصولوں سے بے جان کر دیا ہے۔ اور فرانس سے صلح کا انکار کر کے اُس نے تمام یورپ کو انگلستان کا دشمن بنادیا ہے اور اس طرح ہم کو اس پٹا نے اُس روزی سے محروم کر دیا جو برا غظم یورپ سے ہماری بقا کے حیات کے لئے ہم پہنچانا گزیر ہے۔" فریق مخالف نے سسٹرپٹ کی طاقت کو اس طرح ہل جاتے ہوئے دیکھ کر اور دھڑلے سے شروع کر دیے۔ سسٹر فاکس۔ ٹیر بنے۔ گرے۔ شیرڈین۔ اور ہالینڈ۔ نے اب اپنے حلقے اس طرح شروع کیے کہ گویا اسٹھیں اپنی کامیابی کا پورا یقین ہو گیا تھا۔

ان لوگوں نے کہا "تم نے میری جنگ سے قبل ہی جب کہ فرسٹ کانسل

سے صلح کی تجویز پیش کی تھی۔ کیوں صلح نہ کر لی؟۔ تم نے اُس وقت کیوں صلح نہ کی جبکہ سیرنگو کی جنگ کے بعد صلح کا پیغام تمہارے سامنے پیش کیا گیا تھا۔؟۔ تم نے جداگانہ صلح کی بات چیت کیوں انکار کیا۔؟ اُس وقت تو نپولین راضی تھا اور بحری جنگ کے اٹھاوا کا بھی دعویٰ نہ کرتا تھا۔ وہ انگلستان کی مصیبت کو فرانس کی خوش حالی سے مقابلہ کرتے تھے اور کہتے تھے۔ ”فرانس پر قابلِ تعریف حکمرانی ہو رہی ہے۔ اُس کی تمام یورپ سے صلح ہے۔ دنیا کی آنکھوں میں وہ رحم دل ہے۔ عقل ہے۔ صلح بخو ہے۔ اور باوجود اپنی فتوحات کے ایسا اعتدال ظاہر کرتی ہے جو قابلِ پیروی ہے۔“ وہ نہایت ہی سخت طنز سے کہتے تھے۔ ”فرمانیے تو سہی۔ اب آپ اُس اجداد کو بڑے بوناپارٹ کی بابت کیا کہتے ہیں۔ جس کی وزیرا کے فرمانے کے موافق اُس کے پیش رواں کی طرح چند روزہ حیات تھی۔ اور وہ ایسا سریع الزوال تھا کہ وہ اس بات کا بھی مستحق نہ تھا کہ اُس سے صلح کی بات چیت کی جاتی۔“

فائدہ زدہ لوگوں کی فریادوں اور دشمنوں کی تعداد نے اب سسٹرپٹ کی چولیں ڈھیلی کر دیں۔ اُس کی متکبر روح گوارا نہ کرتی تھی کہ اپنے طریقہ سے باز رہے۔ وہ اپنی یہی محبت بیان کیے جاتا تھا۔ ”کہ اگر میں انقلابی فرانس سے جنگ نہ کرتا تو انگلستان میں بھی انقلاب واقع ہو گیا ہوتا۔ واقعی اس استقلال میں جس سے اس نامور وزیر نے تسلیم دنیا کا مقابلہ کیا بڑی اخلاقی غفلت پائی جاتی ہے۔ اُن طاقتوں کے، عوامی کے متعلق جن کا اس جنگ سے کوئی سروکار نہ تھا پٹ کستا تھا۔ ان اقوام کے بحری مجموعہ قوانین کے اصولوں کو جائز تسلیم کرنے کے بجائے یہ زیادہ بہتر ہے کہ ہم سب اپنے جھنڈے کے پھر پورے میں اپٹ کر آبرو کے ساتھ سمندر میں ڈوب مریں۔“

اگرچہ پارلیمنٹ میں پٹ کی طرف اب بھی تعداد میں رائے کا غلبہ تھا لیکن بہادر بڑے شدت و مد سے اُس کی مخالفت پر کمر بستہ ہو گئے تھے۔ اور اُس کو محسوس

ہونے لگا کہ اُس کا عمدہ خطرناک حالت میں تھا۔ ایسے حالات میں جب کہ پٹ امرار کا محبوب تھا اور جمہور اُس سے نفرت کر رہے تھے۔ پٹ نے استعفا دیدیا۔ اُس کا کام طور سے یہ طلب سمجھا گیا کہ اس نامور وزیر نے یہ دیکھ کر کہ فرانس کے ساتھ صلح نامہ ناگزیر تھا۔ براے چندے اپنی علیحدگی کر لی تاکہ یہ صلح نامہ دوسرے کے ہاتھ سے ہو جو اُس کے ہاتھ سے نہ ہو۔ اُس نے اپنا جانشین سسٹر ایڈنگٹن کو مقرر کر دیا جو کوئی مشہور آدمی نہ تھا اور بالکل پٹ کے قابو میں تھا۔ بادشاہ انگلستان کی مکرور ذہانت اس قابل نہ تھی کہ وہ ان ملکی طوفانوں کا مقابلہ کرتی۔ گو یہ بادشاہ سب سے زیادہ نیکو صفات اور ایمان دار آدمی تھا۔ لیکن چونکہ اُس پر جنون کا ایک اور دورہ ہو چکا تھا وہ اپنے متعلق خیالات شاہی انجام دینے کے قابل نہ رہا تھا۔ لہذا سسٹر پٹ جو سترہ سال سے وزیر اعظم تھا اس دورہ کے واقعہ سے گویا جارج سوم بادشاہ انگلستان ہو گیا تھا اور سسٹر ایڈنگٹن اُس کا وزیر تھا۔

نپولین نے اب تمام دنیا میں اعلان کر دیا کہ اُس کا انگلستان سے دست ہٹ۔ قابل کرنے کا غم بالجزم تھا اور جب تک یہ طاقت فرانس سے صلح نہ کر لے گی مقابلہ ختم نہ ہوگا۔ نپولین کو اپنے دشمن کی بحری طاقت کا پورا علم تھا۔ اور اُس نے اپنے غم کا اس طرح اعلان کیا کہ وہ ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ انگلش چینل (آبنائے کانال) ہے جو فرانس اور انگلستان کے درمیان قائل ہے، عبور کر کے براہ راست لندن پر حملہ آور ہوگا۔ اور اس طرح دربار انگلستان کو صلح کرنے پر مجبور کرے گا۔ یہ بڑا بے جگہی کا ارادہ تھا اور اس بات میں اب تک شبہ ہے کہ واقعی نپولین کا ایسا ارادہ تھا بھی یا نہیں۔ لیکن اب صرف یہی ایک پارہ کار تھا جو نپولین کے لیے باقی تھا۔ انگلستان کی برتری بحری طاقت کے اعتبار سے ایسی جانی مانی برتری تھی کہ اُس سے کسی نہ کسی بحری جنگ کرنا فعل عبت تھا۔ انگلش چینل کے بیڑہ پرنسپلین امیر البحر تھا۔ اور کیا مقدور تھا

کہ فرانس کی کسی کھاڑی سے بھلا ماہی گیر کی کشتی تو باہر آ جاتی۔ پولیس کی بڑی خواہش تھی کہ انگلستان کے جمہور اُس کے حامی اور تمام یورپ کے لوگ اُس کے ہمدرد ہو جائیں۔ اُس نے مونٹیسیر (پیرس کے اخبار کا نام) میں شائع ہونے کے لئے چند آرٹیکل خود اپنی قلم سے لکھے جو فصیح و بلیغ بحث کے نمونے تھے اور تمام ممالک کے ناظرین اخبار نے ان پر تحسین و آفرین کی۔ اُس نے انگلستان کی نئی وزارت کے متعلق بڑے ادب و تعریف کے کلمات لکھ کر لکھا کہ ”یہ وزیر اذکی۔ ایماندار اور نیک نیت ہیں۔“ اُس نے یورپ کو یقین دلانے کی کوشش کی کہ فرانس کو بلند نظری کے خیالات نہ تھے۔ اُس نے اس بات کو متبادل کر کے دیکھا یا کہ فرانس اپنی فتوحات سے دست کش ہونے کو مستعد تھا۔ لیکن اس کے خلاف ہندوستان اور جزائر میں انگلستان ملک گیری کی کرسٹر ہوس کر رہا تھا۔ حتیٰ المقدرا احتیاط کے الفاظ میں کہ انگلستان اپنی شان کے خلاف خیال کر کے ناخوش نہ ہو۔ اُس نے اس بات کا یقین دلایا کہ انگلستان پر یورش کرنا اُس کی آخری چارہ جوئی تھی۔ اور کہا کہ انگلستان کی طاقت۔ شجاعت۔ اور ان خطرات کی جو اس مہم میں اُس کو پیش آنے والے تھے وہ پوری وقعت کرتا تھا۔ لیکن اُس نے اعلان کیا کہ اب اس کے سوا اُس کے پاس کوئی علاج نہ تھا۔ اور کہا کہ اگر وزراء نے انگلستان یہ چاہتے تھے کہ سب تک دوہلا قوموں میں سے ایک کا خاتمہ نہ ہو یہ جنگ جاری رہے تو یاور ہے کہ فرانس کا ایک ایک متنفذ فرانس کی فتح و فیروزی کی خاطر اپنی جان پر کھیل جائے گا کہ یہ بھگڑہ ختم ہو۔

اور اُس نے ان کے آب و تاب اور خوب صورت الفاظ میں جن کا اوجہ مغموم ہے کہا ”لیکن اس معاملہ کو یہاں تک کیوں طول دیا جاوے۔ کہ نوبت پہنچے۔ بنی نوع انسان کی مصائب ختم کیوں نہیں کی جاتیں۔ دو بڑی قوموں کی قسمت اس طرح معرض خطر میں کہو ایچھوئی باقی ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ تو میں جو اعلیٰ درجہ کی سرسبزی پر پونہ کرنا قلا نہ حکومت کرتی ہیں اور ایسے اہم مفید مقاصد کو قسمت کی ایک بازی کے

او ہام اور گردشوں کے خطرہ میں نہیں ڈالتیں۔

ان اثر ڈالنے والے اخباری مضامین نے جو فرسٹ کانسل کے خود لکھے ہوئے تھے اور اپنی زبردست معقول اور پرجوش فصاحت کے اعتبار سے انوکھے مضامین تھے تمام لوگوں کے دلوں پر اثر کر دیا۔ لیکن اس صلح آمیز زبان کے ساتھ ہی نہایت ہی خوف ناک زور و طاقت کے ثبوت بھی انگلش چینل کے کنارہ پر نظر آ رہے تھے۔ یہی فرانس کے ساحل پر ایک لاکھ آدمی بولوں کے قریب انگلستان پر چڑھ کر کرنے کی تیاریوں میں سرگرم تھے۔ اس تنگ آہنے کو عبور کرنے کے لیے بے شمار کشتیاں جمع ہو گئی تھیں اور اعلان کر دیا گیا تھا کہ ساعت ساعدیں فوراً اُس وقت جب کہ انگریزی بیڑہ کو طوفان منتشر کر دے فرانسیسی فوج ایک مرکز پر جمع ہو کر انگلش چینل پر پھوڑے عرصہ کے لئے قابض ہو جائے اور چینل کو عبور کر جائے۔ انگلستان پور اچکاتا ہو گیا تھا لیکن پریشاں نہ ہوا تھا۔ لیشیا فوج کی قواعد ہونے لگی۔ اور تمام جزیرہ ایک لشکر گاہ بن گیا۔ گاڑیاں طیارہ کی لگنیں کہ سپاہیوں کو ہر مقام پر جہاں غنیمت کا زور ہو پونچا دیں۔ ناظرین کو یہ امتیاز دیکھنا ضروری ہے کہ سلسلہء کی طیارہ اُس بڑی طیارہ سے کوئی تعلق نہیں رکھتی۔ جو سلسلہء میں بعد کو کی گئی اور جس کا نام بولوں کا لشکر گاہ ہے۔

اس بڑے فوج کی براے چندے کامیابی پر بھی انگلستان کو بڑی فکر کا موقعہ تھا۔ تمام جزیرہ میں قحط تھا۔ کام بند تھا۔ محصلوں کی بھرمار تھی۔ آئرلینڈ میں قریب تھا کہ بغاوت ہو جاوے۔ انگلستان کے جمہور نیپولین کے مداح تھے۔ اور گورنمنٹ انگلستان تمام کوششوں کے باوجود وہ نیپولین کو امراء کا دشمن اور جمہور کا حامی سمجھتے تھے۔ نیلسن بہتے جنگی جہاز لیے ہوئے انگلش چینل میں گشت کرتا پھر تا تھا اور کوئی فرانسیسی توپ والی کشتی بھی

ملیٹریا۔ ایسے لوگوں کی فوج جو جنگ کے وقت لڑائی کے لیے طیارہ کئے جاتے ہیں اور باقی ہمیشہ اپنے

پیشوں میں مصروف رہتے ہیں۔ ۱۲۔ مسترجع۔

سمندر میں ایسی باہر نہ آسکتی تھی کہ اس بہادر کی نگاہ سے بچ سکتی۔ مصر سے بچ کر صاف
 بجل آئے تھے نپولین نے نیلسن کو ایک لیڈی کی گود میں سوتا ہوا پکڑوا دیا تھا۔ اس بحری
 سوار کے بڑے سے بڑے مداح نیم خوش تبسم کے ساتھ صرف یہی کہہ سکتے تھے کہ مجرمانہ
 حالات ہی کی وجہ سے نیلسن پر یہ حادثہ واقع ہوا۔ یعنی مصر سے نپولین بچ کر نکل آیا۔ اور
 اب اس وقت ایک انوکھی شجاعت کے غلبہ سے نیلسن اس فکر میں تھا کہ اس پر اسے
 دُعا کو دنیا کے دل سے محو کر دے۔ فرانس کا جنگی بیڑہ جو نپولین کی نگاہ کے نیچے سامان
 سے آراستہ کیا گیا تھا۔ تین ٹکڑوں میں ساحل سے متوازی کھڑا تھا۔ ہم۔ اگست کو طلوع
 آفتاب سے قبل نیلسن بڑی شان و شوکت سے فرانسیسی بیڑہ کے قریب آیا۔ اور ہر ابرو
 گھٹنے ٹیک گولوں کا مینہ برساتا رہا۔ لیکن توپوں کی کشتیاں رنجیروں سے باہم جڑ جاتی
 تھیں۔ اور کنارہ سے بندھی ہوئی تھیں۔ نیلسن ایک فرانسیسی کشتی کو بھی گرفتار نہ کر سکا۔
 اور اپنی ناکامی پر شکستہ دل ہو کر لوٹ گیا۔ لیکن یہ دھکی دے گیا کہ چند ہی روز میں پھر وہاں
 اگر اشتہام لے گا۔ فرانسیسیوں کو بڑی خوشی تھی کہ بحری جنگ میں وہ شکستے بچ گئے۔
 چونکہ اس وقت فرانسیسی اپنی حفاظت ہی کی خاطر نابارز ہو چکے تھے فتح سے ان کو کوئی بحث نہ تھی
 نیلسن کی واپسی کا ہر روز خیال رہتا تھا۔ فرانسیسیوں کا اپنی کامیابی سے جی
 بڑھا ہوا تھا اور وہ نیلسن کی پوری تواضع کرنے کو طیار تھے۔ بارہ دن کے بعد یعنی
 ۱۴۔ اگست کو نیلسن پھر واپس آیا اور اس مرتبہ اس کے ہمراہ بہت بڑی فوج تھی نیلسن
 نے رات کی تاریکی میں اپنی کشتیوں پر چیدہ آدمی سوار کئے اور وہ منڈری کا کام کیا کہ تاریکی
 میں انوکھا ہے۔ چار دستوں میں تقسیم ہو کر یہ انگریزی کشتیاں منڈرتے ہوئے ڈانڈوں
 کی مدد سے کہ شور نہ ہو فرانسیسیوں کے قریب پہنچیں۔ تلواروں۔ کلہاڑیوں۔ سنگیوں
 گچھروں۔ اور گولوں سے سخت خونریزی ہوئی۔ فریقین بڑی شدت سے لڑے۔ کسی آدمی
 واپس نہ رہا۔ یا جان کا خیال نہ تھا۔ انگلستان جنگ تو کر رہا تھا لیکن اسے یہ معلوم

(۱۷۳۱)

تھا کہ وہ کیوں جنگ کر رہا تھا۔ لیکن فرانسیسی اپنے ملک کی مخالفت میں لڑ رہے تھے۔ یہ قتال برابر چار گھنٹے تک رہا۔ ہزاروں مارے گئے۔ اب اس خوفناک منظر پر مفید صبح کا آنا زہور ہا تھا۔ اور ہر موقع پر پس پا ہو کر شکست کا اقرار کرتے ہوئے انگریز واپس چلے گئے ان دو لڑائیوں کے نتیجے نے انگریزوں کے اعتماد کو جو انھیں نیپلس کی لیاقت پر تھا کہ وہ نیپولین کی طیاروں کو ہرباد کر دے گا کم کر دیا۔ اور خطرہ بڑھ گیا کہ شاید ایسے مواقع پیش آجائیں کہ حملہ آور خود انگلستان کے اندر گھس پڑیں اور انگریزوں کے الاؤ کے پاس جنگ کریں۔ نیپولین نے بعد کو کہا ”میرا عزم تھا کہ چیمبرگ میں وہی حیرت انگیز کام شروع کرتا جو میں نے مصر میں کئے تھے۔ اس لیے کہ سمند میں مصر کے اہرام کی طرح بلند مینار تو میں قائم ہی کر چکا تھا مجھے میری اولٹس جمیل قائم کرنا باقی تھی۔ میرا بڑا مقصد یہ تھا کہ اپنی سب بھری افواج کو ایک مرکز پر جمع کرنا یہاں تک کہ وہ رفتہ رفتہ بہت ہی کثیر الشمار ہو جائیں اور دشمن کو عظیم الشان نقصان پہونچانے کے میں قابل ہو جاتا میں پیرٹیکنے کی جگہ قائم کر رہا تھا کہ واقعی دونوں قوموں کو دو بد و سامنے کروں۔ اور آخری نتیجہ میں کوئی شک نہیں تھا۔ کیونکہ ہمارے چار کروڑ فرانسیسی تھے اور انگلستان کے ڈیڑھ کروڑ انگریز تھے۔ اور ایکٹیم کی جنگ سے میں اس بھگڑے کا خاتمہ کر دیتا۔“

چیمبرگ (Chamberlain) فرانس کے شمالی ساحل پر ایک مشہور بندرگاہ ہے۔ یہ اتنا بڑا بندرگاہ ہے کہ اس میں جہازوں کے بنانے کی جگہ برطانیہ کے سب سے بڑے بندرگاہ کی جہاز بنانے کی جگہ سے بڑی ہے۔ ۱۲ ستمبر ۱۸۰۵ء میری اولٹس جمیل (Marengo) مصر کے وادی زیریں میں ہمیل لمبی اور اسیل چوڑا ایک جمیل ہے۔ ۱۲ ستمبر۔ مترجم۔

ایکٹیم (Asstani) ایپرس میں ایک شہر اور اس ہے۔ یہ مقام ایک بحری فوج کے لیے مشہور ہے جو آگسٹس نے ایٹینی اور کلی اوپاٹرا کے مقابلہ میں ۲ ستمبر کو ۳۱ برس قبل حضرت مسیح کے حاصل کی تھی۔ اور ایک شہر آباد کیا تھا۔ ۱۲ ستمبر۔ مترجم۔

صلح کے راستہ سے یکے بعد دیگرے رفتہ رفتہ سوانح دفع ہوتے گئے۔ اور انجام کار نپولین کے پاس پیغام صلح آیا اور انگلستان کی پیش قدمی کو نپولین نے بڑے شوق اور بڑے اخلاق سے لیا۔ اور کہا ”اگر انگلستان کی خوشی ہو تو بڑی آسانی سے صلح ہو سکتی ہے۔“

مسٹر انگرسال کہتے ہیں ”پہلے جمہوری حکومت کے خلاف اُس وقت جنگ کر رہا تھا جب کہ فرانس کی جمہوری حکومت نے ایک کانسل کے ماتحت فرانس کے رخنوں سے خون کا بہنا بند کر دیا تھا۔ خزانہ پر کر دیئے تھے۔ سرشتہ تعلیم کو ترتیب دے دی تھی۔ قریب قریب فریق شاہی کے سب حامیوں کو فرانس میں داپس بلا لیا تھا۔ مذہب کو از سر نو قائم کر دیا تھا اور قومی ترقی کے لئے بڑی عظیم الشان تجویز شروع کر دی تھیں۔ اور نئے مجموعہ ضابطہ دیوانی سے قانون میں اصلاح کر دی تھی۔ سوکا بیرونی تجارت کے اور بیرونی دستکاری کے اس وقت یہ فریج رپبلک برطانیہ اعظم کے مقابلہ میں زیادہ خوش حال۔ زیادہ ترقی کرنے والی اور زیادہ مطمئن تھی۔ اور انگلستان جیسے ملک میں جہاں سطح کو بڑی آزادی ہے اور ملکی معاملات پر بڑی دریدہ دہنی سے بحث کی جاتی ہے اگر غیر ممکن نہ تھا تو مشکل ضرور تھا کہ فرانس جیسی ہمسر قوم کے ساتھ ایسی مستقل صلح کی وجہ کے مقابل کوئی وزارت سر اٹھاتی۔“

۲۱۔ اکتوبر ۱۸۰۲ء کی شام کو صلح کی تمہیدی کارروائی پر لندن میں دستخط ہو گئے۔

او۔ اسی شب یہ خوش خبری لیکر قاصد فرانس کو روانہ ہوا۔ وہ چار بجے شام کو ہلسن میں جو نپولین کی بیرون شہر رہنے کی کوٹھی تھی جا پہنچا۔ اُس وقت تینوں کانسل معاملات ملکی میں کچھ مشورہ کر رہے تھے۔ اور جس وقت اس مراسلہ کا لفظ لکھو لایا تو خوشی کا کیا پوچھنا تھا۔ کانسلس نے کام بند کر دیا اور خوب جی کھول کر ایک دوسرے سے بغل گریے۔ نپولین نے اپنی خودداری ایک طرف رکھ دی تھی اور اُس جوش سترت کا اظہار کر رہا تھا جتنے نے اُس کے سینے کو ملو کر رکھا تھا۔ اس اہم معاملہ کو تکمیل کو پہنچانا

نپولین کے لئے بڑے فخر کی بات تھی۔ اپنی اُن تھک محنتوں۔ اور عزم و ہمت اور دکاوت سے اُس نے فرانس میں اندرونی اس وچن قائم کئے تھے اور تمام دنیا سے صلح حاصل کی تھی۔ اس انتہائے شادمانی کے لمحہ میں بھی فرانس کی یہودی کے متعلق اُس کی قطعی اور نہ جُش کرنے والی چسپیدگی ایک غالب جذبہ کے مثل جو موت کے وقت بھی موجود رہتا ہے، اُس کی سترت سے بالاتر نظر آئی۔

کچھ سر نیزہ نے کہا: ”اب چونکہ ہم نے انگلستان سے صلح کا عہد نامہ کر لیا ہے ہم اُس سے تجارت کا بھی عہد نامہ کر کے جلد اُمور کو جن سے دونوں ملکوں میں باہم فساد ہوا کرتا ہے دفع کر دیں گے۔“

یہ سن کر نپولین نے فوراً جواب دیا: ”نہیں۔ ہرگز اتنی جلد نہیں۔ ہمیں تسک غنیمت ہے۔ ہم کو اسی صلح کے عہد نامہ سے فائدہ اٹھانے دو۔ رہی تجارتی صلح تو در صورت امکان یہ صلح بھی کر لی جائے گی لیکن فرانس کے محنتی لوگوں کی جانیں میں کسی قیمت پر معرض خطر میں نہ ڈالوں گا۔ مسئلہ کی مصیبتیں مجھے خوب یاد ہیں۔“

صلح کی خبر چوبیس گھنٹے تک لندن میں مخفی رکھی گئی۔ تاکہ دونوں دارالسلطنتوں میں ایک ہی وقت پر اس خوش خبری کا اعلان کیا جاوے۔ انگلستان اور فرانس کے جمہور کی خوشی جس وقت اُنہوں نے یہ نوید سنی۔ جنوں کے درجہ کو پہنچ گئی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس صلح سے تمام یورپ میں ٹھنڈک پڑ گئی تھی۔ اور یہ صلح عالم گیر اور دائمی تھی اور اس نے سب قوموں کی تجارت کے لئے دنیا کا راستہ کھول دیا تھا۔ جنگ سے بڑے اعظموں پر ایک مصیبت کی گھٹا چھا جاتی ہے اور برخلاف اس کے صلح بڑے غظموں پر آسانی نور کی روشنی پھیلا دیتی ہے۔ ہر مقام پر خوشی سے روشنی ہونے لگی۔ بلغمی سے بلغمی مزاج کے لوگ تک رو رو کر ایک دوسرے سے بھل گیر جوتے تھے۔ انگلستان کے جمہور نے اپنے کو غیر معمولی خوشی کے حوالہ کر دیا تھا۔ اُن کو فرانسیسیوں سے محبت تھی

وہ شجاع۔ مائل۔ اور صلح جو نپولین کی پرستش کرتے تھے جو اُس وقت فرانس پر حکمران تھا۔ لندن کی گلیاں ”نپولین زندہ ماناؤ“ کے نعروں سے گونج رہی تھیں۔ ہر ایک ٹاک گاڑی جو لندن سے روانہ ہوتی تھی۔ شادمانی کے جھنڈے ہمراہ لے کر چلتی تھی جن کے پھیریدوں پر لکھا ہوا تھا۔ ”فرانس سے صلح ہو گئی“

لندن کے جمہور فرانس کے وکیل مصالح کے مکان کو جھپٹ پڑے۔ وہ لارڈ ہاکسبری کے پاس تصدیق کے کاغذات کا تبادلہ کرنے کو جانے کے لئے گاڑی پر سوار ہو رہا تھا۔ اس شور و غل کرنے والے ایوانہ نے گاڑی کے گھوڑے کھول دیے اور عجوناہ شادمانی سے آسمانوں کو نعروں سے سردوں پر اٹھائے ہوئے گاڑی کو غوکھنچ کر لے چلے۔ اس مجمع اور مسرت آئینہ تبری کی یہ نوبت پہنچتی کہ لارڈ ونسٹن کو کسی قسم کا مادہ ہو جانے کا ڈر ہو گیا اور وہ خود اس سرورِ جماعت کے آگے آگے ہوا۔ اور یہ گروہ خوشی سے گاڑی کو کھینچتا ہوا لے چلا۔

لندن کے جشن میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا جس سے انگریزی ماہوں کی سادہ لوحی لیکن مستعدی اور خیر خواہی کی تشیل ملتی ہے۔ وزیر فرانس۔ مانشیرواڈ کی کوٹھی بڑی آرائش کے ساتھ روشن کی گئی تھی اور اُس کی خوبصورتی سے کھنچ کر ماہوں کا ایک بڑا گروہ کوٹھی کے سامنے جمع ہو گیا ہے۔ یہ لفظ کا ٹکڑا۔ (Mansiero) جس کے معنی اتحاد ہیں بڑی خوبصورتی سے روشنی کے حروف میں لکھا ہوا نظر آ رہا تھا۔ یہ ملاح کتاب الہا سے پورے آشنائے تھے اور اس لفظ کا ٹکڑا کو دیکھتے ہی بڑی حیرت سے کہنے لگے۔ ”ہیں! یہ کانکرڈ (Congrès) دینی فتح کر لیا، کیسا؟ کس نے اور کب فتح کر لیا۔ نہیں یہ کسی طرح نہیں ہو سکتا۔“ اب جوش اور نارضامندی کا اظہار ہونے لگا۔ اور ان ماہوں نے حلقہ کرنے کی دھمکی دی۔ مانشیرواڈ بڑی نرمی سے باہر نکل آیا۔ اور کانکرڈ کا مطلب سمجھانے کی ہر چند کوشش کی لیکن کچھ نتیجہ نہ

اور مختصر آنکھ پر دل آزار لفظ کا نگرہ بٹا دیا گیا اور اُس کے بجائے ایسی (پس مندر) یعنی اخلاص و دوستی قائم کر دیا گیا۔ اور ملاح اس اطمینان بخش معذرت پر پورے مطمئن ہو کر تین گھرے مار کے خوش خوش اپنی راہ ہوئے۔

فرانس میں اگر یہ بات ممکن ہو سکتی ہے۔ انگلستان سے بھی زیادہ خوشی کا اندازہ کیا گیا۔ فرانسیسی نپولین کے اس قدر مداح تھے اور اُس کی عقل اور ملک دوستی پر اُن کو اس قدر بھر و سہ تھا کہ جس کی کوئی حد نہ تھی۔ فرسٹ کانسل سے وکسی اختیار کو جس کی وہ خواہش کرتا دیرینہ نہ کرتے تھے۔ وہ اختیارات کو اُس کے قدموں پر رکھ دیتے تھے تمام یورپ میں نپولین کو شجاع صلیح کرنے والا خطاب دیا گیا تھا۔ اس کے سوا اس خوشی کے سمندر میں نیچے نیچے بننے والی ایک لہر تھی یعنی نپولین امریکا محبوب نہ تھا۔ وہ جمہور کا محبوب تھا۔ اُس کے بڑے بڑے خود سری کے افعال کو فرانس کے جمہور بڑی خوشی سے برداشت کرتے تھے۔ کیونکہ اُن کو یقین تھا کہ کٹلی ہیبودی کے لئے ان افعال کی ضرورت تھی۔ نپولین نے کہا ”قدیمی حق والے خاندان اور دول خارجہ کے ورثہ رولین پیر *Rolins pere* سے بڑھ کر مجھ سے

سارے رولین پیرز اس کے انقلاب عظیم کے حامیوں میں سے ایک شخص تھا۔ بڑا مقرر اور لائق شخص تھا لیکن اسی کے ساتھ ظالم اور بزدل تھا۔ گرفتار ہو جائے پراس نے وہ چال چلی کہ صاف بھل گیا لیکن جب دوبارہ گرفتاری کی نوبت آنے کو ہوئی تو اس نے پٹنچ کے ذریعہ سے خودکشی کرنا چاہی لیکن گولی سے صرف اس کا ایک جڑہ پائل پاش ہوا اور اسی حالت میں گرفتار ہوا اور گلوٹن کر ذریعہ سے قتل کیا گیا۔ آراس میں ۱۸۵۹ء کو پیدا ہوا تھا اور ۱۸۵۹ء میں قتل کیا گیا۔ ۱۲ متر جم۔



نفرت کرتے تھے۔ بونا پارٹ کی تعلیف کے لغو جن سے انگلستان کے شہر
دوہیات گونج رہے تھے مسٹر پٹ اور اُس کے جرگہ کونا گوار تھے۔ سمندر کی آزادی
پنولین کے غم و دکاوت کے سامنے فرانس کی بحری عظمت و شان بڑھانے
کے لئے لا محدود میدان کھول رہی تھی برطانیہ کے وزیر (مسٹر پٹ) کو معلوم
تھا کہ پنولین کے بے خواب غم و ثبات ساحر کی چھڑی کی طرح ایک اشارہ پر
ہمازوں کے بیڑے قائم کر دیں گے کہ سمندروں میں کجش کرتے پھریں۔ پٹ بڑے
تاسف کے ساتھ اُس صلح پر غور کر رہا تھا جس کے کر لینے پر جمہور نے اُس کو
مجبور کر دیا تھا اور صلح اُس کی تجویزیں برطانیہ کی بحری فضیلت کے لئے کوئی
اچھا شگون نہ تھی۔

پٹے ہوا کہ وکیل مصلح شرائط صلح کو قطعی طور سے فیصلہ کرنے کے
لئے ایٹیس میں جو پیرس اور لندن دونوں سے برابر فاصلہ پر واقع تھی جمع ہوں۔
انگریزوں کی طرف سے لارڈ کارلٹون اُس وزیر صلح مقرر ہوا۔ اس ممتاز جنرل کو ایٹیس
والے برانڈی وین۔ کیملٹن۔ اور یارک ٹون۔ کے حوالہ دشمنان کر دینے کے تمام
سے اپنا دشمن خیال کرتے ہیں۔ لیکن کارلٹون اُس بڑا باور سپاہی تھا اور بڑا جراتور
عالی دماغ اور قابل عزت شخص تھا۔ اُس نے صاف صاف اپنے یقین کا اعلان
کر دیا تھا کہ صلح کے ذریعہ سے دنیا کی مصائب کے خاتمہ کا وقت قریب آ رہا ہے
تھا۔ لارڈ کارلٹون اُس کی بے داغ غیرت۔ دکاوت۔ نیک نوا دی اور عالی چلن
سے پنولین نے اعتراف کیا ہے۔ فرسٹ کانسٹل نے جوزیف بونا پارٹ کو فرانس
کی طرف سے سیفر مقرر کیا۔ جوزیف کو۔ اُس کی خوبی اطوار۔ نیک مزاجی۔ شہتہ
بیاضانہ ملکی خیالات اور سچی اخلاق نے جس نے اُس زمانہ کی عالم گیر خرابیوں
میں اُس کے چال چلن کو زینت دی تھی فرائض صلح کے انجام دینے کے لئے

مخصوص طور سے موزوں کر دیا تھا۔

شرائط صلح میں یہ طے ہوا کہ فرانس مصر کی نوآبادی سے دست کش ہو۔ اسلئے کہ انگلستان کو اپنے ہندوستانی مقبوضات کی بابت اس سے خدشہ تھا۔ اور درحقیقت فرانسیزی فوج نے مغلوب ہو کر اس وقت مصر خالی کر دینے پر رضامندی کا اظہار بھی کر دیا تھا لیکن ابھی اس واقعہ کی فرانس یا انگلستان میں خبر نہ آئی تھی۔ ان مباحثوں میں سب سے زیادہ اہم جزیرہ مالٹا خالی کرنے کا مسئلہ تھا۔ اسلئے کہ مالٹا جس طاقت کے ہاتھ میں ہوتا وہی بحیرہ روم کی مالک تھی۔ پنوپلین نے اس پر اصرار کیا کیونکہ سب معاملات سے یہی معاملہ اہم تھا کہ مالٹا پر انگلستان کا قبضہ نہ رہے چونکہ جبرالٹر پر انگلستان کا قبضہ موجود تھا تو پنوپلین پر مالٹا کے متعلق اصرار کرنا کوئی زیادتی کی بات نہ تھی۔ اگر پنوپلین مالٹا کو فرانس کے لئے چاہتا تو انصاف کی بات تھی کیونکہ اس سے فرانس اور انگلستان کے پتلے برابر ہو جاتے۔ لیکن اُس کی خواہش صلح اسقدر قوی تھی اور اُس کی نرمی ایسی انوکھی تھی کہ اس نے جبرالٹر بھی انگریزوں کے قبضہ میں چھوڑا اور مالٹا سے بھی دست برداری کر لی لیکن برطانیہ دونوں مقامات یعنی جبرالٹر اور مالٹا پر تصرف چاہتی تھی۔ اس کو پنوپلین منظور نہ کرتا تھا۔ وہ اصرار کرتا تھا کہ مالٹا ایسی طاقت کے ہاتھ میں ہے جس کو فرانس و انگلستان کے باہمی تنازعہ سے کوئی تعلق نہ ہو اور اُس نے اپنا مستقل ارادہ ظاہر کر دیا کہ وہ اس بات پر ہرگز راضی نہ ہو گا کہ مالٹا بھی انگلستان ہی کے قبضہ میں رہے۔

انجام کار انگلستان نے مان لیا کہ مالٹا خالی کر کے سینٹ جان کے ناٹ لوگوں کے قبضہ میں دیدیا جاوے۔ مالٹا خالی کر دینے کے متعلق جو نہایت ہی اہم بات تھی صلح نامہ میں بہت صریح الفاظ تھے یعنی لکھا تھا کہ برطانیہ کی افواج

جزیرہ مالٹا کو اور ان مقامات کو جو مالٹا کے ماتحت ہیں صلح کی تصدیق و بعد تین ماہ کے اندر خالی کر دیں۔

ان ان معزز اور مستقل کوششوں سے نپولین یورپ میں فوجی بیڑی کا طوفان برپا تھا امن و چین قائم کرنے میں آخر کار کامیاب ہوا۔

یورپین کہتا ہے: "ایسی شرائط پر صلح ہو جانے سے جو قوم کے لئے بڑی فخر کی بات تھی سب قوموں کو یہی امید تھی کہ فوجی جبرال و قتال کا خاتمہ ہو جائیگا جس میں فرانس ایک مدت سے مشغول رہا تھا اور اب فرانس کو آزاد چھوڑ دیا جائیگا کہ جس قسم کی افادہ گاہیں وہ مناسب خیال کرے اپنے لئے قائم کرے۔ لیکن اہلس کے صلح نامہ نے تو فرانس کی عزت کو بڑھا دیا تھا لہذا اس کے ہمسایوں کو بڑا حسد ہوا اور اس حسد نے وہ وہ خیالات ان کے دلوں میں قائم کئے جو یورپ کی آسودگی کے لئے مہلک تھے۔ واقعہ میں دیکھا جاتا ہے کہ غیر معمولی خصوصیت کے ساتھ جنگ پھر چھڑی گئی اور بڑی ریک ریک وجہ اس جنگ کا باعث ہوئیں۔ اس وقت تک کانسٹنٹینوپل کی شان اور اس کے طرز عمل بے دماغ تھے اور اس کی ذات سے بڑی بڑی باتوں کی امیدیں کی جا رہی تھیں اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ فرسٹ کانسٹنٹینوپل واقعی صلح کو ترقی دینے اور فرانس کو آسودہ حال کرنے کا خواہشمند تھا۔"

سیٹ پلیٹین نے نپولین سے کہا: "لارڈ کارلوائس پہلا انگریز ہے جس نے واقعی سچے طور سے اپنی قوم کی طرف سے میرے دل میں اچھے خیالات کو جاگزیں کیا۔ اور اس کے بعد فاکس ہو۔ اور اگر ان دونوں کے بعد

سے اس صلح نامہ کے متعلق خط و کتابت میں لارڈ کارلوائس نے بڑی شرافت کا اظہار کیا تھا اور نپولین کو اس سے بڑی خوشی ہوئی تھی۔ مصنف ۱۲

ضرورت ہو تو میں موجودہ ایسا البحر المکرم کا نام اور انسانہ کر سکتا ہوں۔ لفظوں کے ہر پہلو پر نگاہ کر کے کارنو اس۔ لائق۔ نیک دل اور ایمان دار آدمی تھا۔ امینس کے صلحنامہ کے وقت شرائط پر رضا مندی ہو چکی تھی۔ اور دوسرے دن مقررہ وقت پر اُس نے دستخط کر دینے کا وعدہ کر لیا تھا۔ لیکن کسی ضروری وجہ سے اسے مکان پر دیر ہو گئی۔ مگر وہ وعدہ کر چکا تھا۔ اُسی شام کو لندن سے ایک قاصد کچھ مراسلات لے کر اُس کے پاس پہونچا۔ جن میں بعض شرائط کی ممانعت تھی۔ لیکن اُس نے کہا کہ ”میں دستخط کر چکا“ اور وہ فوراً آیا اور اُس نے واقعی دستخط کر دیے۔ کارنو اس مجھے اور میں کارنو اس کو خوب اچھی طرح جانتے تھے۔ میں نے ایک رجمنٹ اُس کے حوالہ کی تھی اور اُس نے اس جرنیل کے کام بڑی خوشی سے دیکھے۔ ہر بات کے متعلق کارنو اس کی پسندیدہ یا دیگر میرے دل میں موجود ہے۔ اور یہ یقینی ہے کہ اگر کارنو اس مجھ سے کوئی درخواست کرتا تو اُس کی وقعت شاید میرے دل میں ایک تاجدار کی درخواست کی وقت سے زیادہ ہوتی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُس کے خاندان والوں نے میرے اس خیال کا قیاس کر لیا تھا۔ چنانچہ اُنھوں نے میرے سامنے چند درخواستیں پیش کیں اور میں نے وہ سب منظور کیں۔“

”امینس کے صلحنامہ کے بعد ہی فاکس۔ فرانس میں آیا۔ اُس وقت وہ خاندان اسٹوارٹ کی تاج بیگم رہا تھا۔ اور مجھ سے درخواست کی کہ اسکاٹلینڈ کے متعلق وہ دفتر کے کاغذات سے مدد لینا چاہتا تھا۔ میں نے فوراً حکم دے دیا کہ سب کاغذات فاکس دیکھ سکتا تھا۔ وہ میرے پاس اکثر آیا کرتا تھا۔ شہرت نے اُس کی لیاقتوں سے مجھے پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا اور اب مجھے فوراً معلوم ہو گیا کہ وہ بڑے عالی حوصلہ دماغ کا شخص تھا۔ وہ

ہنگ نہاد۔ آزاد خیال اور فیاض شخص تھا۔ میں اُس کو بنی نوع انسان کا دیو خیال
 کرتا تھا۔ اور مجھے اُس سے بڑی محبت تھی۔ فاکس اور کارنوالس جیسے چھ آدمی
 ایک قوم کا اخلاقی چال چلن قائم کر دینے کے لئے کافی تھے۔ میں ایسے شخصوں سے
 ہمیشہ اتفاق رائے کرتا۔ ہم اپنے باہمی جھگڑے جلد سے کر لیتے۔ اور فرانس کی طرف
 ایک ایسی قوم سے صلہ ہی نہ ہو جاتی جو قابلِ عزت ہے بلکہ ہم مل کر بڑے بڑے کام انجام دیتے

باب سبستیم

قومی صلاحیت

صفحہ ۱۷۶

عام مسرت۔۔ لارڈ کارنوالس۔ مسٹر فاکس۔ گویئر لینڈ کے دکلا۔ پنولین کی ذہنی برتری۔
 سوئزر لینڈ کے دکلاء سے خطاب۔ پیرس میں انگریز۔ انگریزی امریکی تارتہ انندی۔ جمہور
 کا جوش۔ پنولین کا سچی مذہب کی حفاظت کرنا۔ ان ساکلو پیڈیا امریکنا اور سٹارٹس کی شہرت
 گرجا کے گھنٹے کی آوازیں۔ نیا پوپ۔ پنولین کا مذہبی کتب خانہ۔ سچی مذہب کا پھر سے
 قائم ہونا۔ عالی حوصلہ اعلان۔ مذہبی تیوہار۔ شاد کامی کی یادگار میں تجویز۔ نیدرلینڈ
 کی شہادت۔ اخلاقی اصلاحیں۔ انگریز سال کی شہادت۔

یہ صلہ امریکایک واقع ہونے اور پھر بہت جلد لوٹ جانے کے لئے مشہور ہے
 اس سے بڑے بڑے سانحے پیش آئے اور دنیا کی تاریخ میں یہ اچھلے کھلے صلہ کے
 نام سے موسوم ہے۔ پنولین نے غم کیا کہ اس مشہور واقعہ کو ایک بڑے جشن سے
 یادگار بنائے۔ اس جشن کے لئے نوہر شلہ ع کی پہلی تاریخ معزز کی گئی۔ یہی وہ تاریخ
 تھی جس پر پنولین فرسٹ کانسٹل بنایا گیا تھا۔ اتنی زمانہ دراز کی مخالفت اور غور زری کے
 بعد فرانس اور انگلستان میں پھر سے اتحاد قائم ہونا ایسا واقعہ تھا کہ ہزاروں انگریز

انگلش چینل کو عبور کر کے پیرس میں آئے۔ سب انگریزوں کو بڑا اشتیاق تھا کہ فرانس کو کسی
تیار کی سے یکا یک نکل کر بے نظیر نورانی حالت میں دیکھتے اور خصوصاً اُس شخص کے دیکھنے
کی بڑی آرزو تھی جو اس وقت انگلستان اور تمام دنیا کی حیرت کا باعث ہو رہا تھا۔

اُس سرت نے جو سب کے دلوں میں پیوست ہو رہی تھی اس جشن کو بڑی فزنی
دے رکھی تھی۔ فرسٹ کانسل کی خوبی اخلاق کی نظیر اس بات سے دیکھی جاسکتی ہے
کہ اس جشن والے دن پیرس کی سڑکوں پر لارڈ کارلوس کی گاڑی کے سوا کسی کی گاڑی
کے نکلنے کی اجازت نہ تھی۔ پیرس کے جمہور کا گروہ خوشی سے شاہ مار انفر سے مارتا ہوا انگلستان
کی افواج کے وزیر کے سامنے سے نکلتا تھا اس جشن میں نامور فاکس بھی آیا تھا اور پیرس
اُس سے بے حد محبت اور اخلاق سے پیش آیا۔ جس وقت سنگین متوں کی گیلری میں
گزر ہوا تو فاکس کی بیڈی نے فاکس کو اُس کا بت ایک طاق پر دیا سنگلٹن اور بروکس
کے بتوں کے پاس رکھا ہوا دیکھایا۔ اس وقت فرسٹ کانسل سے جو شخص ملتا تھا اُس کے
اخلاق سے محو حیرت ہو جاتا تھا۔

سوئزر لینڈ کی ریلپک کے لایق سے لائق نوو کلار اسلئے مامور ہوئے کہ نپولین سے
سوئزر لینڈ کے نوادہ صناع کے ملکی انتظام کے متعلق گفتگو کریں۔ وقت کی پابندی سے
فرسٹ کانسل جس کے پیچھے دو وزیر تھے ایک صاف وسیع کمرے میں داخل ہوا۔ ایک
لمبی میز پر سبز بات پڑی ہوئی تھی اور فرسٹ کانسل نے یہی ملاقات کی جگہ مزو کی تھی
وہ اکثر چوٹس جو ان وکلاء میں سے کئی وکیلوں کا بڑا دوست تھا اور ان کے ہمراہ اس وقت
پیرس میں موجود تھا اس ملاقات کا حال حسب ذیل لکھتا ہے:-

”فرسٹ کانسل آیا اور اُس کے پیچھے پیچھے دو وزیر آئے۔ ضروری سلام
دو دعا کے بعد فرسٹ کانسل میز کے پاس صدر کرسی پر بیٹھا اور دونوں وزیر اُس کے
راست و چپ دو کرسیوں پر بیٹھے اور اس کے بعد سوئزر لینڈ کے وکلاء بیٹھے۔ پیرس

نے وکلاء کے سامنے ایک بڑا سا نقشہ پھیلا دیا اسلئے کہ مضمون زیر بحث کے لئے نقشہ بہت ضروری تھا۔ اور پھر اُس نے وکلاء سے درخواست کی کہ وہ اپنی تجاویز پیش کرتا ہے اور اُن تجویزوں پر وکلاء کو جو اعتراض ہوں وہ آزادی سے اُس کے سامنے پیش کریں۔ وکلاء نے اس سے فائدہ اٹھا کر چند تبدیلیوں کا اشارہ کیا جن کو وہ فرانس اور سوئٹزرلینڈ کے مقاصد کے مفید خیال کرتے تھے۔ لیکن فوری۔ صاف۔ اور لا جواب وجوہ سے جو نپولین نے اُن کے اعتراضوں کے جواب میں پیش کیں وکلاء کو یقین ہو گیا کہ نپولین کی تجاویز واقعی عاقلانہ تھیں۔ دس گھنٹے کی دلچسپ گفتگو کے بعد وکلاء نے صحت دہنی سے اقرار کیا کہ خود اُن کے مقابلہ میں۔ سوئزرلینڈ کے اضلاع کے مقامی حالات اور اُن امور سے جو ان کی بھلائی کے تھے نپولین زیادہ بہتر طور سے آگاہ تھا۔ تہائی بحث کے درمیان نپولین کے وزراء نے ایک لفظ بھی منہ سے نہ نکالا۔ بعد کو ان وکلاء نے کہا کہ ”نپولین اُن سب شخصوں سے زیادہ حیرت انگیز شخص تھا جن کو ہم نے زمانہ موجودہ میں دیکھا ہے یا جن کا ہم نے قدیم تاریخ میں حال پڑھا ہے۔“

مانشور کا کنسٹیٹ۔ اور مانشور سسٹماٹکس جو نپولین کو اچھی طرح جانتے تھے کہتے ہیں ”اُس کا معاملہ کی تہ کو فوراً پہنچ جانا اُس کے فقروں کا عموماً۔ اُس کی فصاحت کی خوبی اور صفائی اور ان سب سے بڑھ کر اُس کے جوابوں کی سچائی اور بڑے تحمل سے اُس کا خاموش بیٹھا رہنا اور بات کو سننا ایسی حیرت انگیز صفات تھیں جو ہم نے کسی تنفس میں نہیں دیکھیں۔“

اس بحث میں نپولین نے سوئزرلینڈ کے وکلاء سے کہا ”متمحارے مقاصد کے مفید جوابات ہیں وہ یہ ہیں:-

اول۔ جملہ متحدہ اضلاع میں حقوق کی ہمہری۔ دوسرے امراء کے خاندانوں کی جانب سے برصغیر دلی اور بطیب خاطر اپنے قدیمی آبائی حقوق سے جن ہیں

کسی اور کو حصہ نہیں ملتا دست برداری کا عمل میں آنا۔ تیسرے ایسا اتفاق پیدا کرنے والا
 نظم جس سے ہر جہاں کا مصلح میں اُس کی زبان۔ مذہب۔ رسوم اور اغراض کے لحاظ
 سے پورا بندوبست ہو جائے۔ اور مرکز کی حکومت کے لئے سامان مہیا رہے۔
 لیکن یہ اتنا ضروری نہیں ہے جتنا کہ مرکز کے انتظام و ترتیب کی ضرورت ہے
 چونکہ مختار ملک سوئزر لینڈ ایسے کوستان پر واقع ہے جس سے فرانس اٹلی اور جرمنی
 جدا ہوتے ہیں۔ لہذا عداوت و مزاج کے اعتبار سے تم ان ممالک میں شریک ہو۔
 تم نے کبھی باقاعدہ افواج نہیں رکھی ہیں اور نہ ان ممالک میں کبھی تمھاری طرف سے
 بااختیار سفیر رہے ہیں اس لئے تمھارے مفید تو یہی بات ہے کہ تم کبھی کسی کے
 جھگڑوں میں شریک نہ ہو کہ تم کو سرسبز کے ساتھ تجارت کے موقع ملے رہیں
 اور خاندانوں کے باہم انتظام درست رہیں اور یہی وہ باتیں ہیں جو تمھارے مفاد
 کے عین موافق ہیں۔ ہر ایک ایسا انتظام جو تمھارے باہم قائم ہو سکتا ہو لیکن اسی
 کے ساتھ وہ ایسا ہو کہ فرانس کے مقاصد کے خلاف ہو تو وہ تم کو بہت سے ضروری
 معاملات میں نقصان پہنچائیگا۔

یونین کا ان دکلار سے اس طرح کہنا گویا ان دکلار کو ممالک متحدہ امریکہ کے
 اتفاق قائم رکھنے والے انتظام سے واقف کرنا تھا اور ان کو ہوشیار کرنا تھا کہ
 طاقت کے ایک مرکز پر جمع کرنے سے نقصان اور مصیبتیں پیش آتی ہیں۔
 کوئی منصف مزاج شخص انکار نہیں کر سکتا کہ یہ تجویز جو یونین نے پیش کی عاقلانہ تھی اور اس سے
 ان تمام مناقشوں کا خاتمہ ہو گیا جس سے سوئزر لینڈ میں مصیبتیں پیش آ رہی تھیں کہتا ہے ان
 شرائط نے جہالت نرم خفیں تمام سوئزر لینڈ کو مطمئن کر دیا سوئزر لینڈ کے اس انتظام کو وقت پر یونین نے
 جو یادگار پیچ دی تھی ہر سچے شخص کو تحیرت میں ڈال دی اور ب لوگوں کے لئے لطافت خالی نہیں
 ”قدیم و نفع پران جمہوری اصلاح کا انتظام پھر سے قائم کرنا سب سے بہتر طریقہ“

ہے جو تمھارے اور میرے لئے اختیار کیا جاسکتا ہے یہ وہ ریاستیں ہیں جن کی کوئی وضع حکومت تمام یورپ کی آنکھوں میں نہایت پیاری معلوم ہوتی ہے۔ لیکن خالص جمہوری حکومت میں تم کوئی ایسی شے نہیں دکھاسکو گے جو دوسری جگہ نہ پائی جاتی ہو۔ یاور کھوکھلی ایسی امتیاز کرانے والی شے کو ہاتھ سے حکومت چھینا میں چاہتا ہوں کہ اس وضع کی جمہوری حکومت میں چند وقتیں میں لیکن وہ قائم ہو چکی ہے اور وہ صدیوں سے قائم ہے۔ یہ وضع حکومت لوگوں کی قدیم عادات۔ حالات۔ موقع و محل بادشاہت کی خاص ذکاوت سے پیدا ہوئی ہے اور اُس کا چھوڑنا خرابی سے خالی نہیں ہے۔ تم کو چاہئے کہ ایک جمہوری جماعت کو اُس کے حقوق کی عملی عکاسی سے محروم نہ کرو اور ایک مذہب کی عقل سلیم کا تو یہی لغضا ہے کہ ایسے عکس راہ کو ہی راستہ بتایا جاوے جس سے ریاست میں امن کی شکل پیدا ہو۔ قدیم روم میں اس کا درجہ کے اعتبار سے لحاظ ہوتا تھا۔ اور نادار شہری آخر درجہ میں شمار کئے جاتے تھے اور اس طرح اول درجہ میں چند صد بالدار لوگ رہ جاتے تھے۔ لیکن اس پر بھی جمہور مطمئن تھے اور اسی بات سے اُن کو تشفی تھی کہ وہ رائے میں تو شریک تھے اور اپنی اضافی قیمت و قدر کے لئے بے انتہا فرق کو نہیں دیکھتے تھے۔

اب چونکہ فرانس نے سوزر لینڈ میں اس طرح اخلاقی و باوجود حاصل کیا تھا لہذا اس بات سے ہمسایہ طاقتوں کو بڑا بھاری حسد پیدا ہو گیا۔ ایلین کتا ہے۔ اس موقع پر نپولین کی زبان اور چال چلن کا امتیاز اُس کی معمولی لطافت طبع۔ یاقوت۔ اور نہایت عجیب و غیر معمولی نرمی اور بڑباری کی مقدار سے ہو گیا اور اپنی آزادی کے نقصان پر اگر کسی شے سے سوزر لینڈ کو تشفی ہوئی تھی تو وہ صرف نپولین کی لاش کے عقل و انصاف ہی سے ہوئی تھی۔

انگریز جو اس وقت پیرس میں آئے پیرس کے اظہار خوش حالی پر حیرت میں

و بگئے کیونکہ انہوں نے فرانس کو اس کردہ صورت سے بالکل مختلف پایا جیسی وہ لندن کے اخباروں میں ظاہر کی گئی تھی۔ لیکن انگلستان میں دو فریق تھے پٹ اور اس کے شکر کا نے اس صلح کو جس کے لئے بغیر چارہ نہ تھا نہایت طوعاً و کرہاً منظور کیا تھا۔ لیکن انگلستان کے جمہور اس کردہ جنگ کے موقف ہوئے پر بڑے شواہد ماس تھے یا کسی کتابت اگرچہ جمہور کے فطری خیالات تھے کیونکہ ان نا سمجھ لوگوں کے دلوں دوں پر فوری اثر حکومت کیا کرتے ہیں اور یہ لوگ زیادہ تر ان واقعات سے جن سے معاملات ملکی پر اسے زنی کی جاسکتی ہے محروم ہوتے ہیں۔ تاہم بہت سے اسے لوگ بھی تھے جن کو پیش بینی اور ذکاوت عطا ہوئی تھی اور انہوں نے اسی وقت پیشین گوئی کر دی تھی کہ یہ صلح استوار نہیں ہے۔ وہ کہتے تھے جنگ ایک دم موقوف ہو گئی تھی اور ایسا ایک مقصد بھی حاصل نہیں ہوا تھا جس کی خاطر یہ جنگ چھڑی گئی تھی یہ جنگ تو صرف اس عرض سے شروع کی گئی تھی کہ فرانس کی بلند نظری رویہ کی جاوے اور جمہوری حکومت قائم نہوئے پائے۔

بقول امی سن کے ”یہ لوگ جن کو ذکاوت عطا ہوئی تھی“ اور جن کا سر فہرست ولیم پٹ تھا اب رات دن اسی فکر میں مبتلا رہنے لگے کہ کسی طرح اس صلح کو جو ایسی بے ہنگام تھی شکست کر دیا جاوے۔ سردار اسکاٹ نے جب ذیل ریمارک سے ان خیالات کا پردہ فاش کر دیا ہے جن سے اس صلح کے مخالفین کو تحریک ہو رہی تھی۔ یعنی وہ لکھتا ہے ”اس امر کا قیاس غالب سے بھی زیادہ درجہ بہت کہ متہید صلح نامہ پر دستخط ہو جانے سے لندن کے عوام الناس کی بھڑکی خوشی اور ان کے۔ لارڈ سن کی گاڑی کھینچنے کیلئے پھر نے اور تو پنا پارٹ جاوے یہاں ادا کے افراد نے فرانس کے فرماں روا کو گراہ کر کے اس رائے پر قائم کر دیا تھا کہ انگلستان کے لئے صلح اشد ضروری تھی۔ اور ممکن ہے کہ بڑی سہانی سے وہ لندن

کے طوفان بے تمیزی کی شور و غل کو برطانیہ کے جمہور کی آواز سمجھ گیا ہو یہ

سب عوام نہیں بلکہ کلینٹن بیان ہوا ہے کہ انگلستان نے امیٹس کے سنیامہ کے متعلق حسب ذیل باتوں سے کچھ کہا کہ فرانس اس صلح نامہ کو شکست کرتا ہے یعنی پیمانہ - جزیرہ آئیکا - اور پارما کی ریاستوں کو فرانس نے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ اور سوزر لینڈ کے حالات میں رد و فعل دیا۔ اور بیان کیا گیا ہے کہ ان واقعات سے ثابت ہو گیا کہ باوجود اپنے زبانی جمع بیچ کے پوپس کو صلح مطلوب نہ تھی لیکن اس نے خواہ مخواہ وہ تھا کہیں کہیں شروع ہو لیکن ہم بات فرانس کے وکلاء مصالح کے سردار کے وثوق سے کشتیں کرتے رہے چند مواقع پر لارڈ کارنواٹس کے گوش گزار کر دیا تھا کہ فرانس اور آلمی کے باہمی رشتوں کے متعلق فرانس میں چند تبدیلیاں ہونگی۔ پہلے انگلش گورنمنٹ کو ان تبدیلیوں سے آگاہ کر دیا گیا تھا اور لندن ایتھریلیاں صلح نامہ کے شکست کر ایسے جانے کا باعث نہیں ہو سکتیں (ان سائیکلو پیڈیا - امریکا - انیکل پوپلین)

میں سوال کرتا ہوں کہ وہ کون تھا جس نے سب سے پہلے سوزر لینڈ کے سامنے یہ بات پیش کی تھی کہ وہ اپنی صلح نامہ کی سے دست کش ہو جاوے۔ اور کہا گیا تھا کہ سوزر لینڈ کی خلافت کے لئے یہی بات ضروری تھی کہ وہ بھی اس جنگ میں شریک ہو اور فرانس کے خلاف متحدہ میں شامل ہو۔ میں خود ہی اس سوال کا جواب بھی دیتا ہوں۔ سوزر لینڈ کے سامنے اس تجویز کا پیش کرنے والا میرا عالی حوصلہ رشتہ دار لارڈ ہامبرٹ (فرخیرلڈ) تھا اور اُس وقت وہ انگلستان کی طرف سے اضلاع ویزلینڈ کا وزیر تھا۔ اس کو ہایت کی تھی کہ ایک سرکاری مراسلہ کے ذریعہ سے صاف صاف لفظوں میں سوزر لینڈ کے لوگوں کے سامنے یہ بات پیش کرے کہ وہ اُس محفوظ طریقہ کو جو انھوں نے اس بارہ میں اختیار کیا تھا چھوڑ دیں اور ان کو اضلاع دسے دی جاوے کہ وہ اسی جنگ میں علیحدہ بنا جو مانع تھا اور اگرچہ یہ اندیشہ معروف سے کچھ متروکہ صدمہ سے پردا بنے تھی کا بڑا نہیں ہے۔ تاہم میں اُس عالی خیال لارڈ کو ایسا کہی طعنہ دانا ہوں کہ شبہ نہیں کر سکتا تھا کہ اس صلح میں اُس نے اپنی انگلستانی سرکار سے صریح حمایت حاصل کئے بغیر یہ دانی کی ہو یا دربار کی ہایتوں سے اُس نے تجاوز کیا ہو۔ اس کی سرٹیفکٹس - ۱۱ تو پاپا پینٹ

(۱۷۸) انہیں افکار کی حالتوں میں پہلین نہایت شدید محنت کر رہا تھا کہ فرانس میں کون
پھر سے قائم کرے اور ایسے بڑے کام کے انجام دینے کے لئے بڑی جرأت اخلاقی
دیکھ کر تھی۔ قریب قریب تمام جہل اُس کی فوجوں کے متحد تھے اور ہر وضع مذہب کو
بڑی حقارت آمیز بے پروائی کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ مذہبی عنصر یونین کے سینہ میں
فطرتی طور سے غالب تھا۔ اُس کا مزاج ہی ایسا واقع ہوا تھا کہ وہ سنجیدہ خیال
میں ڈوبا ہوا اور اُس رہا کرتا تھا۔ اُس کی سوچنے والی طبیعت پر ایک گہری فکر
چھائی رہتی تھی اُس کا تجسس دل گذرے ہوئے واقعات اور آئندہ کی غیر یقینی حالتوں
کو غور سے سوچا کرتا تھا۔ چونکہ اُس نے ایسے وحشی ملک میں تعلیم پائی تھی جہاں کے
کاشتکاروں کے دل مذہبی خیالات سے گہرے رنگے ہوئے تھے اور اُس کو ایسی
ایک نیکو کارمان نے تربیت دی تھی جس کے قابل عزت چال چلن کے وہ ہمیشہ حجت
طرازیوں کیا کرتا تھا۔ لہذا مذہبی رسوم کے پاکیزہ منظر اُس کے اثر پذیر اور رنج الشان
خیال میں چپن کے نہایت گہرے خیالات تازہ کر دیا کرتے تھے۔

مصر سے واپس آنے پر اُس نے انجیل کا بڑی اعتبار سے مطالعہ کیا اور اُس کے
فول بصرہ اخلاق کا بڑا نشانہاں اور قدر داں ہو گیا۔ سوچی۔ یگر تیج۔ اور کسپیس سے
بحث کیا کرتا تھا اور یہ ایسے عاقل لوگ تھے کہ یونین اُن کی عقل کی تعریفیں کیا کرتا
تھا اور اُن کی بڑی عزت کرتا تھا۔ وہ اکثر ایسے دلائل کی صاف منطقت سے ان غلط
لوگوں کو یقین کو دیتا تھا۔ دائرہ کے طرافت آمیز فقرات نے جو مذہب کے متعلق وہ
لکھ گیا تھا اور بے لگام معصیت نے انجیل کی پاکیزگی کو فرانس کے لئے بدردہ کر دیا
تھا۔ ٹیرانڈ بھی اپنے رنگ مذہب سے دن ہو کر بڑی سختی سے اُس شے کی مخالفت
کرتا تھا جس کو وہ اپنے لفظوں میں ”مذہبی صلح“ کہا کرتا تھا۔ قریب قریب کاتھولک
کے سب دوست اور حامی اُس چیز کے بحال کرنے میں بڑی مخالفت کا اظہار کرتے

تھے جس کا نام انھوں نے "ضعیف الاعتقادی کی فرماں روا" رکھ چھوڑا تھا۔ انہوں نے کو
ایمانداری کے ساتھ اس بات کا یقین تھا کہ فرانس کے مقاصد مقتضی تھے کہ خدا پرچا تاجا
اور مذہب کی عزت کی جائے۔

ایک دن پولین نے مونگی سے بڑی دل سوزی کے ساتھ کہا: "سنئے میں
اپنی اس رائے پر ایک مستعصب زاہد کی طرح ہٹ و مڑی سے نہیں قائم ہوں بلکہ دنیا
مختلف میں اپنی رائے پر جا ہوا ہوں۔ میرا مذہب بہت سادہ ہے۔ یعنی میں عالم کو دیکھتا
ہوں جو ایسا وسیع پیچیدہ اور عالی شان ہے۔ اور میں اسے جی سے کہتا ہوں
کہ یہ سب محض اتفاق کا نتیجہ نہیں ہو سکتا ہے۔ بلکہ یہ ایک نامعلوم قادر مطلق کا کام
ہے اس کے بنانے سے خواہ اس کا کچھ ہی مقصد ہو۔ اور یہ قادر مطلق ایسا خالق
ہے کہ انسان سے فائق ہے اور اسی طرح اس خالق کی تمام صنعتیں بشری صنعتوں
سے فائق ہیں۔ فلاسفہ کے اقوال ہیں اس کی جستجو کیجئے اور آپ کو اس سے
بھی زیادہ واضح براہین نظر آدینگے اور آپ ان براہین کو ہلا نہ سکیں گے۔ لیکن یہ حقیقت
آومی کے لئے بہت مشکل ہے کیونکہ وہ خود اپنی بابت اور اپنی آئندہ موت کے
مستحق حالات جانتا چاہتا ہے اور یہ بھیدوں کا ایسا معمہ ہے جو اس عالم کی تشا
سے حل نہیں ہوتا۔ پس کیا وجہ ہے کہ مذہب کو اجازت نہ دی جاوے کہ وہ ہم کو
ان باتوں سے باخبر نہادے۔ جن کے جاننے کی ہم کو ضرورت محسوس ہوتی ہے
اور پس مذہب کے انگشت فات کی ہم کو عزت کرنا چاہئے؟"

ایک دن جبکہ اسی مذہبی مضمون پر مجلس فرماں روا میں بیٹے جو شس سے
بحث ہو رہی تھی۔ پولین نے کہا: "کل شام میں درختوں کے نیچے تنہا ٹھل رہا
تھا اور اس مقام پر سناٹے کا عالم تھا۔ میں نے ایک گھنٹہ کی آواز سنی جو دور
گر جاب میں بج رہا تھا۔ اضطرابی حالت سے میرے قلب پر ایک بڑا بڑا دست اثر

ہو گیا۔ دیکھنے کی صحبت اور عادت کا ایسا قوی اثر ہوا کرتا ہے۔ میں نے اپنے جی میں کہا کہ اگر میرے دل پر ایسا اثر ہوتا ہے تو جمہور کے دلوں پر اس اثر کا کیا اثر ہو گا؟ اب تم لوگوں میں سے جو سب سے زیادہ عقلمند ہوں میرے اس سوال کا جواب دیں اگر وہ دے سکتے ہوں۔ یہ بات ناگزیر ہے کہ جمہور کے لئے مذہب ہونا چاہئے۔ یہ کسا جائیگا کہ میں پوپ کا پیرو ہوں تو سنئے۔ میں پوپ کا پیرو نہیں ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ اگر میں پروٹسٹنٹ فرقہ کی طرف داری کروں تو فرانسیسیوں کا ایک حصہ پروٹسٹنٹ ہو جائیگا۔ مجھے یہ بھی یقین ہے کہ فرانس کا ایک بڑا حصہ رومن کیتھولک رہیگا اور وہ اپنے مخالف پروٹسٹنٹ فرقہ کی بڑی شدت سے مخالفت کر لیگا۔ اور اُس وقت ہمارے باہم ہو گونگ *Huguenot* کی جنگ پھر شروع ہو جائیگی اور وہ دہ فساد ہو گئے جو کبھی ختم نہ ہونگے۔ لیکن اُس مذہب کو پھر قایم کر دینے سے جو فرانس میں ہیشہ رہا ہے اور قوت ایمانیہ کی آزادی دیدینے سے سب کو اطمینان ہو جائیگا۔

یورین کہتا ہے کہ گرجا کے گھنٹہ کی آواز سے جو اثر پولین کے دل پر ہوا کرتا تھا میں برگزبان نہیں کر سکتا۔ وہ بڑی مسرت سے اُس کی آواز سن کر تاتا تھا۔ جب ہم مالمیس میں ہوتے تھے اور اُس سڑک پر ٹھلا کرتے تھے جو رویل کو جاتی ہے تو بہت متنبہ ایسا اتفاق ہوتا تھا کہ ایک گانوں کی گرجا کے گھنٹہ کی آواز سے ہمارے باہم نہایت اہم معاملات کی گفتگو قطعی ترک جاتی تھی۔ پولین سناٹا کھڑا ہوتا تھا کہ قدموں کی آواز سے اس گھنٹہ کی آوازیں میں کوئی ایک آواز بھی جو اُس کی روحانی مسرت کا باعث تھی سننے سے نہ رہ جاتے۔ چونکہ ان آوازوں سے میرے قلب پر پولین کی طرح اثر نہ ہوتا تھا تو وہ ہنچھلا جھنجھلا جاتا تھا۔ گرجا کے گھنٹہ کی آواز سے پولین کے دل پر

سنا ہو گونگ *Huguenot* فرانس میں ان لوگوں کو گونگ دودھ کو کہتے ہیں جو اصلاح شدہ مذہب

کے پیرو تھے لیکن خصوصاً ان کے پیرو اس ہو کو تو کے لقب سے مشہور تھے۔ ۱۲ مترجم

ایسا اثر پڑتا تھا کہ اُس کی آواز میں لعش پیدا ہو جاتی تھی۔ وہ مجھ سے کہا کرتا کہ ”یہ وہ آواز ہے جس میں کہ ہم کبھی طفلی میں برین کی طالب علمی کی حالت میں سنا کرتے تھے۔ ان سے میں اپنے وہی ایام خورد سالی یاد آجاتے ہیں اور یہ وہ ایام تھے کہ جب ہم خوش نصیب تھے“ مجھے ہنس کر تب سے زیادہ یہی دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ یعنی گرجا کے گھنٹہ کی آواز نے پوہن کو از خود رتہ کر کر دیا ہے۔“

پوہن نے ایک اور موقع کہا ”کیتھولک مذہب کا جس چیز نے مجھے سب سے زیادہ مخالف بنایا ہے وہ اُسے دن کے مہرے تو ہمارے ہیں جو پرانے زمانہ سے چلے آ رہے ہیں۔ سینٹ ڈے بیکاری کا دن ہوتا ہے اور میں اُسے پسند نہیں کرتا۔ اپنی روزی حال کرنے کے لئے لوگوں کو محنت کرنا چاہئے۔ تمام سال میں چار تعطیلوں کا تو مضائقہ نہیں لیکن ان سے زیادہ ہمیں راضی نہیں ہوں۔ اور اگر دس کیتھولک خطبینوں کو یہ میری بات ناگوار ہو تو وہ یہاں سے تشریف شریف لیجائیں“ پوہن کی رائے میں نصیب اوقات بڑی بھاری مصیبت تھی اور وہ کسی ایسے جشن کو جس کے لئے بغیر چارہ ہی نہوتا کسی ایسے دن کے لئے اٹھا رکھتا جو بیشتر سے کسی تو ہمارے لئے مقرر ہوتا۔

فیاپوپ باہمی ہمدردی کی مخفی زنجیروں سے پوہن کے ساتھ وابستہ تھا۔ جیسا ہم اوپر بیان کر آئے ہیں ان دونوں میں جنگ اٹلی کے دوران میں ملاقات ہوئی تھی۔ موجودہ پوپ پائیس مضم اُس وقت آیمولا کا لیبٹ تھا اور اُسی وقت اُس کو حیرت و مسرت ہوئی تھی کہ ریلیک کا نوجوان جنرل پوہن جس کی شہرت کا تمام یورپ میں غلغلہ تھا مذہب اعلیٰ ذکاوت کا۔ غور والا۔ سنجیدہ اطوار کا۔ بیدار پار سالی کی زندگی بسر کرنے والا۔ تیز آواز کا اور اپنے مذہب سپاہیوں کے برے میلان سے بچنے والا شخص تھا اور نہ ہی افادہ گاہوں کی عزت کرتا تھا۔ وہ بڑی خوبی اور فصاحت سے اٹلی کی زبان بولتا تھا۔ اُن خوشحور بے باک سپاہیوں کے مقابلہ میں جن سے وہ گھرا ہوا تھا اُس کے مذہب

طریقے اور ترتیب و انتظام سے اُس کا شوق نہایت اونٹھکے معلوم ہوتے تھے اور اُس وقت پوپ کے دل پر ایسا اثر پڑا کہ کچھ نہ مٹا انصاف اور فیاضی مصالحت کی کے لئے واقعی ضروری ہیں۔ لیکن اُس شخص کی حدیث بتانی ہے جو اس قاعدہ سے یہ نتیجہ اخذ کرتا ہے کہ فیاضی کا ہمیشہ مصالحت کی ہی کی خاطر اٹھایا جاتا ہے۔ پوپ نے ایک نائب پیرس میں بھیجا۔ پولین نے اُس سے کلام بھیجا کہ جمع خاطر رکھے اور اس پر اعتماد رکھے اور کسی مغارت کا خیال جی میں نہ لائے۔ وہ مذہب کی اسی طرح حمایت کریگا جس طرح شارلیان نے کی تھی۔

پولین نے مذہب کی تدوین و تاریخ کے متعلق اور مذہب و سلطنت کے باہمی تعلقات کے بارہ میں بہت ناور کتب جمع کیں اور حکم دیا کہ ہوسوے کی لاطینی زبان کی کتاب کا اُس کے واسطے ترجمہ کیا جاوے۔ اور صرف اُسے سے وقت میں جس کی افکار سلطنت کے اوقات میں سے وہ خوشہ چینی کر سکتا تھا اُس نے ان سب کتابوں کو پڑھ ڈالا۔ اپنے ذہن کی بدولت وہ پہلی ہی نظر میں مصنف کی دلیل کو سمجھ لیتا۔ اور دلیل باطل کو فوراً شائبہ کر لیتا تھا۔ اُس کا حافظہ عجائزی وضع کا زبردست واقع ہوا تھا اور اُس کا دماغ فلسفیانہ سانچہ کا تھا۔ اور وہ ان تمامی خزائن علوم چلوکی ہو گیا تھا۔ اُس کی صحت تحقیق۔ وسعت نظر اور طرح طرح کی واقفیت نے دنیا کو حیرت میں ڈال دیا تھا۔

پولین کی عادت تھی کہ جب کسی مضمون سے اُسے گہری دلچسپی ہوتی تو وہ ان تمام آدمیوں سے جن سے اُس کو اس مضمون کے متعلق آگاہی حاصل ہو سکتی تھی بحث کیا کرتا تھا۔ اور اپنی صاف۔ قاطع۔ اور استوار براہین سے اپنی رائے کی حاکمیت کرتا۔ اور غلط دلیلوں کو جو یکے بعد دیگرے اُس کے سامنے پیش کی جاتیں رو کر دیتا۔ پولین پر اس بات کا زور دیا گیا کہ اگر ایسا ہی اُس کو مذہب قائم کرنا ہے

تو وہ فرانسیسی کرجا علمدہ قائم کرے۔ جو روم کی گربا کے ماتحت نہو لیکن ایسے مواقع پر پوپ لین کے شاعرانہ عنصر کو غلبہ ہو جایا کرتا تھا۔

اور چنانچہ اُس نے بڑے استعجاب سے کہا۔ ”چہ خوش امیں ایک مرد میدان بننا شمشیر و نیز سے آراستہ اور جنگ وجدال میں ہمیشہ مصروف اور اس بات کی حوات کروں کہ ایک مذہب کا امام بن جاؤں۔ اور گر جا کی ترتیب اور اصولوں کی ہدایت کروں میری ارزو ہے کہ فرانس اور تمام دنیا میں امن و چین قائم کروں تو کیا اُس کے ساتھ اب میں ایک نئے مذہب کا موجد بھی بننے کی خواہش کروں یہ حرکت پہلی خواہش سے زیادہ مہمل اور کچھ کم خطرناک نہیں ہے مجھے ضرور ہے کہ پوپ کو قائم رکھوں اور یہ پوپ ایسا ہو جو لوگوں میں باہم اتحاد پیدا کرے اور تفرقہ منوںے دے اور یہ پوپ لوگوں کو ایک کر دے۔ اور اُن کو اُس گورنمنٹ کے حوالہ کرے جو ابھی ابھی انقلاب سے ابھری ہے اور پوپ کا ایسے متفق لوگوں کو گورنمنٹ کے حوالہ کرنا اُن باتوں کی قیمت ہو گی جن کی بابت پوپ آئندہ گورنمنٹ سے توقع کرے گا۔ اور ایسے مدعا ہر لائے کے لئے میں سچا پوپ رکھوں گا۔ اور ایسا پوپ رکھوں گا جو رومن کلیقو ملک ہو۔ اور جس کا صدر مقام وہی کن ہو۔ فرانسیسی افواج اور تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ میں اس پوپ پر حاکم رہوں گا۔ اور جب میں گرجے پھر سے قائم کر دوں گا۔ اور جب پادریوں کی حفاظت کر دوں گا۔ اور جب میں وٹلیفے دوں گا۔ اور اُن سے وہی برتاؤ کر دوں گا جس کے وہ ہر ملک میں مستحق ہیں تو ضرور اُس لطف کی وجہ سے جو مخلوق کے فائدہ سے متعلق ہو گا پوپ میرے حسب منشا کام کرے گا۔ وہ لوگوں کے دلوں کو مطمئن رکھے گا اور اپنی ہدایت سے انھیں متفق کر کے میرے ماتحت کرے گا اور اگر اُس میں سے جو کچھ میں نے اوپر بیان کیا ہے ذرا بھی کمی کی گئی تو اُسی تباہ کرنے والے نفاق کا جاری رکھنا اور بڑھانا ہے جو ہمارے دلوں میں سہا رہا ہے اور میرے لئے

بڑے بھاری اور نہ مٹنے والے مضحکہ کی بات ہے۔“

پوپ کے وکیل نے بڑے اصرار سے مذہب کے متعلق چند منکر دعاوی جن میں کوئی دوسرا شریک نہ پیش کروائے۔

اس پرنسپلین نے کہا: ”فرہیمسی پھلما کر مذہب کی طرف رجوع کئے جاویں اور وہ ڈرانہ ویسے جاویں۔ یہ کہنا کہ گورنمنٹ کا وہی مذہب ہے جو کیتھولک مذہب ہے غیر ممکن ہے۔ یہ بات اُس خیال کے خلاف ہے جو فرانس میں ساری ہے اور کبھی تسلیم نہ کی جاوے گی۔ ہاں یہ اعلان کیا جاسکتا ہے کہ فرانس کی جماعت کثیر کا مذہب رومن کیتھولک ہے لیکن اسی کے ساتھ اسے کی آزادی ہونا چاہئے۔ سب فریقوں کے عقلا اور ایماندار لوگوں کو متحد کرنا میرے عہد کا اصول ہے اور مذہب اور گورنمنٹ دونوں میں یہی اصول ملحوظ رہنا چاہئے۔ اور صرف یہی ایک طریقہ ہے جس سے فرانس کی مصائب کا خاتمہ ہو سکتا ہے اور میں اس طریقہ پر ایسی مضبوطی سے عمل کر دینگا کہ اس سے ذرا بھی نہ ہٹوں گا۔“

مجلس فرماں روائی میں مذہب کے از سر نو قایم کرنے کے متعلق بڑے زور شور سے بحثیں ہوئیں اور اُن اعتراضات کے جواب میں جو پیش کئے گئے پرنسپلین نے جواب دیا: ”آپ غلطی پر ہیں۔ پادری لوگوں کا وجود باقی ہے اور اُن کا وجود ہمیشہ رہے گا۔ جمہور کے دل مذہب کے رنگ سے گامٹے رنگے ہوئے ہیں اور یہ رنگ اسی طرح باقی رہے گا اور یہ پادری لوگ موجود رہیں گے۔ ہم نے جمہوری حکومتیں اور خود سر بادشاہتیں دونوں دیکھی ہیں اور نتائج میں ان فرماں روائیوں کی بہت سی شبیہ ملتیں ہیں۔ لیکن ایسی بادشاہت کی نتائج میں ایک فیض بھی نہیں ملتی جس میں معینہ عبادت نہ ہو اور مذہب نہ ہو اور دین کے ہادی نہ ہوں۔ کیا عبادت کا ترتیب و تدبیر اور ہادیان دین کو باقاعدہ قایم کر دینا اُس سے بہتر نہ ہو گا کہ

کہ مذہب اور ہادیان دین دونوں فرماں روائی کی ماتحتی سے آزاد کر دیے جاویں۔ اب اس وقت ہادیان دین رپبلک کے خلاف علانیہ وعظ کرتے ہیں اسلئے کہ رپبلک سے انھوں نے کسی فائدہ کا تجربہ نہیں کیا ہے۔ لیکن اس پر کیا اس کی پاداش میں ہم ان کو فرانس بدر کر دیں؟ نہیں یقیناً نہیں۔ ان کی کچی کھجی دلوں میں جو کچھ ان کا اختیار باقی رہ گیا ہے یہ اُسی کی وجہ سے ہے کہ وہ اپنے آبائی مذہب کو وفاداری سے چپٹے ہوئے ہیں اور ان تمام تکالیف سے جو وہ برداشت کرتے ہیں ان کی مذہبی وفاداری میں اور زیادتی ہوتی جائیگی۔ تم انگریزوں اور اسٹریا والوں کو جلا وطن کر دو کیونکہ کسی قسم کے علاقہ سے وہ ہمارے ساتھ وابستہ نہیں ہیں۔ لیکن فرانسیسیوں سے جن کے فرانس میں خاندان موجود ہیں اور سوائے اس کے ان کی کوئی اور خطا نہیں ہے کہ وہ اپنے مذہب کو چپٹے ہوئے ہیں۔ دوسری قسم کا برتاؤ ہونا چاہئے۔ پس تمھارے لئے ضرور ہے کہ ان ہادیان دین کو رپبلک کو خیر خواہ بنا لو۔ اگر پروسٹنٹ مذہب کا اعلان کیا گیا۔ تو آدھا ملک یہ مذہب اختیار کر لے گا اور باقی آدھا ملک ضرور ہے کہ کیتھولک رہے گا اور ہم لوگوں کے باہم خونریز مذہبی لڑائیاں پھر واقع ہوں گی اور ایسے ایسے نفاق واقع ہونگے جو کبھی ختم نہ ہونگے۔ ان ہادیان دین کے پاس کیا دھڑا ہے جو ہم چھین لینگے۔ اور اسی طرح ہم کو ان سے کچھ پوچھنا ہے یہ معاملہ قطعی ملکی معاملہ ہے اور جو راستہ میں نے اختیار کیا ہے سب سے زیادہ محفوظ ہے جو اختیار کیا جاسکتا ہے۔

راے کی تعداد حسب ذیل تھی:-

مخالف

موافق

۷

ٹریبونٹ - ۷۸

۲۱

مجانسن قانون ساز ۲۲۸

۲۸

میزان ۳۰۶۰

اس نتیجہ پر پولین کو حد سے زیادہ خوشی ہوئی کیونکہ اب صرف پوپ ہی اسے عام صلح نوگئی بلکہ خود فرانس میں بھی مذہبی اعتبار سے اس چین ہو گئے۔ دیہاتی حلقوں میں جہور کو اپنے قدیم مذہب اور مشیوایان مذہب کی بڑی تمنا میں تھیں۔ ڈاکٹر کٹری کے دوران حکومت میں لورٹو کے گرجا سے حضرت مریم کا مشہور چوٹی بہن ٹھوکر پیرس کے عجائب خانہ میں ایک نادر شے کی طرح رکھوا دیا گیا تھا اور اس محل سے کچھ لک مذہب والوں کو بڑا صدمہ پہنچا تھا اور اس فعل کو انھوں نے بڑا گناہ سمجھا تھا۔ لیکن ذرا اور آگے میں بڑی خوشی ہوئی جبکہ پولین نے پوپ کے پاس کھلا بھیجا کہ یہ بہت واپس کیا جاتا ہے جس کی مخصوص حرمت کی جاتی تھی اور یہی اٹلی گریبا کی صلح کی شرائط بھی لیگی روم کے ساتھ مذہبی صلح کا نام کنکارڈیٹ Concordat رکھا گیا۔

دنیوی طاقت کے اعتبار سے پوپ یاوسانہ حالت میں تھا۔ کیونکہ جب پولین کے جی میں آنا اپنی افواج کے ایسی دل پوپ کی ریاست میں بھیج سکتا تھا۔

ص ۱۸۱

جس وقت یہ فرانسیسی اٹلی ٹوٹی کر رز سے رخصت ہونے لگا تو اس نے فرسٹ کانسٹبل سے چند ہدایتوں کی استہ عاکی۔ پولین سے عالی حوصلگی سے جواب دیا۔

پوپ سے اس طرح پیش آنا کہ گویا اس کے پاس دو لاکھ فوج ہے، دوستانہ طریقہ سے معاملات کے فیصلہ ہو جانے کے راستہ میں بے شمار دشواریاں تھیں۔ پولین کی فوجیں قطعی بے دین تھیں بہت سے سربراہ اور وہ جنرل اور دہران ملک جو پولین کے گرد تھے مذہب کو بڑی گھن اور حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ اور اس کے برخلاف کیٹھولک گرجا جس نے ایام مصائب کی آفتوں کا مزہ نہ کچھا تھا اپنے مغرور و عاوی میں ذرا بھی کمی کمتری تھی اور ایسی ایسی رعایتوں کا دعویٰ کرتی تھی جن کا عمل میں لانا پولین کے اختیار میں بھی نہ تھا۔ لیکن اس صلح کو مکمل کرنے کے لئے فرسٹ کانسٹبل ہی کے سے سلیقہ سقل و حلم درکار تھے۔ جو زلیف بونا پارٹ جو نہایت ہی لاپرواہی۔

صاحب اخلاق۔ ذکی اور ایماندار آدمی تھا۔ ملکی معاملات میں پنپلین کی محفوظ فوج کا کام دیتا تھا۔

صلح کی تمہیدی کارروائیاں طے ہو جانے پر پوپ کے وکلاء ۱۵ جولائی سنہ ۱۶۰۰ء کو پوپ بوناپارٹ کے مکان پر جمع ہوئے اور اس تمہیدی کارروائی پر دستخط ہو گئے۔ پنپلین نے مجلس فرانزوالی میں اس کا اعلان کیا اور ڈیڑھ گھنٹہ برابر اسپینچ دی اور اس کی زبان کی پاکیزگی اور مناسب موقع تقریر نے سب کو حیرت میں ڈال دیا۔ سب کا اتفاق ہے کہ پنپلین کی اسپینچ نہایت زبردست ہوا کرتی تھی وہ فلسفی بھی جنہوں نے اپنی رائے میں دنیا بھر کی ضعیف الامکان نام مذہب رکھ چھوڑا تھا اور انقلاب کی بڑی کامیابی اور شان اس میں سمجھتے تھے کہ بڑا طوفان کے جھوکے سے اڑا دیا جاوے بڑی ترش خاموشی سے اس طاقت کے مغلوب ہو گئے جس کا مقابلہ نہ کر سکتے تھے۔ جمہور یعنی فرانس کے کروڑوں آدمی پنپلین کے شکر میں تھے۔

کنکارڈیٹ۔ کے متعلق اعلان میں پنپلین نے حسب ذیل فیاضانہ شریف خیال کا اظہار کیا:-

”ایام انقلاب میں ایک محزون حکمت علی نے یہ کوشش کی تھی کہ مذہبی اختلافات کا شعلہ گرجا کے مندرم و طہیر اور خود مذہب کی خاکستر کے نیچے داب کر بجھا دیا جاوے۔ اس حکمت علی کے اختیار کرنے سے وہ سب مذہبی سنجیدگیاں موقوف ہو گئیں جن سے شہری بڑے محبت آمیز الفاظ سے ایک دوسرے کو اجنی مکر لپکارتے تھے اور خدا کی نظر میں سب کے حقوق کے برابر ہونے کا اعتراف کرتے تھے۔ سکرات موت کے وقت فریسی تمنا رہ گئی اور ان تشفی بخش الفاظ کے سننے سے محروم ہو گئے۔ جن سے ایک عیسائی کی بہتر دنیا کی طرف دعوت کی جاتی ہے۔ پیچھے کے حضور سے خدا جلا وطن معلوم ہونے لگا۔ اسے باوہان مذہب صلح۔ اب اپنے لفاق۔ اپنی مصائب

اور اپنے غیبیوں پر نقاب فراموشی ڈال لو اور اُس مذہب سے جو تم کو متحد کرتا ہے اپنے کو اتفاق کی ڈوریوں سے جکڑ لو کہ اپنے ملک کے مقاصد پورے کر کو۔ تمھاری مثالوں سے لڑکے بھی سیکھیں کہ صلح اور جنگ دونوں کے خدا ایک ہیں اور یہ خدا اُن لوگوں کو اپنے سایہ حفاظت میں رکھتا ہے جو فرانس کی آزادی کے لئے جنگ کرتے ہیں۔

اے پرنسٹن مذہب کے شہر کو تمھارے مقاصد کے لئے بھی قانون اُسی طرح وسیع ہے تم کو خدا توفیق دے کہ تم اُس اخلاق سے جو حسنہ۔ بے عیب اور محبت سے بھرا ہوا ہے اور جو تم میں موجود ہے اپنے ملک سے محبت کرنے میں ایک دل ہو جاؤ اور قانون کو نگاہ عزت سے دیکھو۔ اور اس سب سے بڑھ کر ذہنی اختلاف کی وجہ سے اُس عام کریم انسانی کو کمزور مت کر جس کی مذہب نے تعلیم دی ہے اور جس کا حکم دیا ہے ۴

مالک غیر کو بیات دیکھنے سے کفرانس نے مسیحی مذہب کو خود بخود بحال کر لیا بڑی خوشی ہوئی اور یہ بات اُن کو صلح کی حامی اور امن چین کی لقیب معلوم ہوئی۔ اس سنجیدہ موقع پر روس اور آسٹریا نے سرکاری طور پر اظہار مسرت کیا اور آسٹریا کے شاہنشاہ نے یقیناً کہیں یہ ایسی خدمت ہے جو صدق دل سے تمام یورپ کے لئے عمل میں لائی گئی ہے اور سب ممالک کے عابد اور دیندار لوگوں نے فرانس کو خود بخود اس طرح مذہب کی طرف اتے ہوئے دیکھ کر کہا ”بھلا کہیں ممکن ہے کہ مذہبی اصولوں کے قائم رکھے بغیر کوئی زندہ رہ سکے“ اور اُس کو بڑی مذہبی کامیابی خیال کیا۔

۱۱۔ اپریل ۱۸۰۴ء کو اس صلح کی تکمیل ہوئی دھوم دھام سے مذہبی رسم کو نوٹریٹ نامہ *Notre Dame* کے گرجا میں ادا کر کے عمل میں لائی گئی۔ اور اس جشن کو اعلیٰ درجہ کی شان و شوکت سے پورا کرنے کے لئے کوئی محنت کا دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا گیا۔ اگرچہ بہت سے جبرل اور گورنمنٹ کے نامدار افسر اس جشن میں شرکت سے کراہت ظاہر کرتے تھے لیکن فرسٹ کانسٹبل کی محبوبیت اور اقتدار کا

وہ حال تھا کہ کوئی دم مارنے کی جرات نہ کر سکتا تھا۔ نوٹری ڈیم کا گرجا بڑی شان سے آراستہ کیا گیا۔ متلون مزاج جمہور جو جدت اور تماشہ سے ہمیشہ خوش ہوتے تھے اس وقت پھولے نہساتے تھے۔ مگر جنرل ریپ نے شرکت سے قطعی انکار کر دیا اور سپاہیانہ جالت سے یہ خیال کر کے کہ وہ فرسٹ کلاس کا بڑا جاں نثار تھا اور اُس کو سزا نوگی۔ اُس نے کہا:۔

”میں اس جلسہ میں شریک نہوں گا۔ تم چاہے ان پادریوں کو اپنا مصاحب بناؤ یا اپنا باورچی بناؤ مجھے کوئی سروکار نہیں۔“

جس وقت پنولین گرجا جانے کی تیاری کر رہا تھا۔ کبے سریز اُس کے کمرہ میں آیا پنولین نے جو فرط مسرت سے باغ باغ ہوا تھا کبے سریز سے پوچھا: ”کبے سریز لو۔ ہم تو گر جا چلے۔ لیکن یہ تو بناؤ کہ پریس میں کیا چرچے ہیں؟“

کبے سریز نے جواب دیا: ”بہت سے لوگوں میں تو باہم یہ مشورہ ہوا ہے کہ بہی گرجا چلو اور اگر یہ مذہبی جلسہ پسند خاطر نہ آوے تو خوب آوازے اور فقرے چست کرو“ پنولین نے مضبوطی سے جواب دیا۔ جس کسی کے سر میں یہ سایا کہ بھپتی اٹاے اُس کو میں اپنے گارڈ کے گرانڈیلوں سے گرجا کے باہر نکلوا دوں گا۔“

کبے سریز نے جواب دیا کہ ”اچھا یہ تو فرمائیے کہ اگر ان گرانڈیلوں نے خود دوسروں کی طرح آوازے کسے تو کیا ہو گا۔“

پنولین نے جواب دیا: ”میں اس سے بھی نہیں ڈرتا۔ اور مچھوں پرتاؤ دے کر دیکھو میں تو یہ نوٹری ڈیم کو چلا اور اُسی طرح جاتا ہوں جس طرح میں قاہرہ کی مسجد میں جاتا تھا یہ گرانڈیل جب مجھے سنجیدگی سے جانا دیکھینگے تو ادب کا ایک دوسرے کو اشارہ کرتے ہوئے میرے ہمراہ ہو جائینگے اور جو میں کروں گا کرنے لگیں گے۔“

جب یہ رسم گرجا میں ادا ہو چکی تو پنولین نے جنرل ویلیامس سے جو اُس کے قریب

ہی کھڑا تھا پوچھا کہ کوٹھاری اس کی بابت کیا راسے ہے؟ جرنل ویلیامس نے جواب دیا: کیا کہنے ہیں۔ نقاب پوشوں کا خوب سوانگ ہوا کسی بات کی خامی نہ تھی مگر افسوس وہ لاکھوں آدمی موجود نہ تھے جو اسی شے کے غارت کرنے میں برباد ہوئے جس کو آج تم نے پھر سے قائم کیا ہے؟

بعض پادریوں نے مسیحی مذہب کے بجال ہو جانے پر سختی میں اگر بہت کچھ بکھر کا بھی اظہار کیا۔ تماشہ میں پارٹ کرنے والی ایک بے دین عورت کا انتقال ہوا۔ سینٹ روچ *Saint Roche* کے پادری نے اُس کے جنازہ کو تدفین کی رسوم ادا کرنے کے لئے گرجا میں لینے سے انکار کر دیا۔ پولین نے دوسرے ہی دن بائپٹیسم میں حسب ذیل آرٹیکل شائع کروایا:-

”سینٹ روچ *Saint Roche* کے پادری نے بڑی خود بینی سے میڈمواہیل کیرول *Mad maiselle Carrol* کی رسوم تدفین ادا کرنے سے انکار کیا۔ اس پادری کے ہم منصب دوسرے پادری نے جو سمجھدار آدمی ہیں سینٹ روچ کی گرجا میں جنازہ اور جنازے کے ہمراہیوں کو آنے کی اجازت دی اور مقررہ رسوم سے نماز ادا کی۔ پیرس کے آرچ بشپ نے سینٹ روچ *St. Roche* کے پادری کو تین ماہ کے لئے معطل کیا کہ اُس کو یاد کرنے کی مہلت ملے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے ہم کو ہدایت فرمائی ہے کہ دشمنوں کے لئے بھی دعا مانگیں۔ اور اس طرح غور و خوض کا موقع پانے سے یہ معطل پادری ممکن ہے کہ سیکھ جائے کہ منتصب دستور جو زمانہ بے اعتقادی یا مجنونانہ خیالات کے نتیجے ہیں اور سچے مذہب کی طرف سے بے اعتقادی پیدا کرتے ہیں نئے صلنامہ کی رو سے جو گرجا کے ساتھ اچھی نکل میں آیا ہے منسوخ کر دیئے گئے ہیں۔“

پادریوں کی بڑی کوشش تھی کہ لارڈس سپر *Lords Supper* میں

نپولین شریک ہو کر حلف کر لے۔ اور اس مثال سے پادریوں کو یقین تھا کہ دوسروں پر بڑا اثر پڑیگا اس کا نپولین نے بڑی عالی حوصلگی سے اس طرح جواب دیا کہ ”اُس رسم پر میرا کوئی اعتقاد نہیں ہے کہ میں اُس میں شریک ہو کر پورا فائدہ اٹھاؤں گا۔ لیکن اُس کے ساتھ ہی مجھے اُس پر ایسا زبردست اعتقاد ہے کہ میں اُس سے مخوف ہو کر مجرم نہ بنوں گا۔ ہم جیسے ہیں ویسے ہی اچھے ہیں۔ اور اس معاملہ میں مجھ سے آگے بڑھنے کی درخواست مت کرو۔ تم وہ شے جس کی تم قنارکتے ہو نہ پاؤ گے۔ میں ہرگز ریاکار نہ بنوں گا۔ اور تم کو جو کچھ بل گیا ہے اُسی پر قناعت کرو۔“

اُس سچی خوشی کا محیط تحریریں آنا دشوار ہے جس سے فرانس کی دیہاتی مخلوق نے یوم السبت کی صبح کو گرجوں میں گھنٹوں کو بجتے ہوئے سنا۔ اور گرجوں کے دروازوں کو کھلتے اور جماعتوں کو تبسم اور مبارک باد کے ساتھ جوق جوق آتے اور اس تبرک و ن کی استراحت کو دیکھا۔ ایتنس کے صلحنامہ کے بعد اٹلے گشتگو میں مسٹر فاکس نے نپولین پر جرات کر کے یہ الزام دیا کہ فرانس میں اُس نے پادریوں کی شادی کو جائز نہ کیا اس پر نپولین نے اپنی زبردست فصاحت سے کہا ”مجھے اُس وقت ٹھنڈا کرنے کی ضرورت تھی اور آپ کو چاہیے ہے کہ علم الہیات کے آتش فشاں کو تیل سے بجھائیں بلکہ پانی سے بجھائیں۔ پر سلطنت مذہب اپنی سلطنت میں قائم کرنے کے لئے مجھے کم وقت نہ تھی“

پیرس کے محسٹر ٹیوں نے اُن برکات سے شکر گزار ہو کر جو نپولین نے فرانس کو بخشی تھیں اُس سے درخواست کی کہ وہ ایک تجویز کو جو پانچ لاکھ فرانک کی لاگت سے ایک کامیابی کی یادگار اُس کے نام پر قائم کرنے کے لئے کی گئی تھی منظور کر لے۔ نپولین نے اس کا حسب ذیل جواب دیا۔

”میں اُن خیالات کو جن سے شہر پیرس کے محسٹر ٹیوں کو خراب ہوئی ہے شکرگزار

کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ یہ خیال کہ ایسے لوگوں کی یادگاریں قایم کی جادوی جنہوں نے جماعت کی مفید خدمات انجام دی ہوں سب قوموں میں قابل تعریف بات ہے۔ میں اس درخواست کو جو تم میرے لئے یادگار قایم کرنے کے متعلق میرے سامنے پیش کرتے ہو قبول کرتا ہوں اُس کی جگہ نامزد کرو لیکن اُس کی تعمیر کی محنت آنے والی نسل پر چھوڑ دو اور اگر وہ مناسب سمجھیں گی تو وہ اس ٹھکانہ کو جو تم میری خدمات کے صلہ میں تجویز کرتے ہو منظور کر لیں گی، اب انویلیڈس کے گنبد کے نیچے وہ ٹھکانہ دیکھا جاسکتا ہے جو فرانس نے نپولین کی خدمات کے صلہ میں منظور کیا ہے۔

نپولین کے عادات و صفات میں وہ دلفریبی تھی جو کسی دوسرے شخص میں کبھی نہ ملے کچھ اعلیٰ درجہ کے فوجی افراد نے یہ قصد کیا کہ نپولین کے ان ابتدائی ایام حکومت میں ایک موقع پر نپولین سے ایک معاملہ کے متعلق جس سے اُن کو تکلیف پہنچی تھی جا کر شکایت کریں۔ اس گروہ میں سے ایک امیر اس ملاقات کا حسب ذیل بیان کرتا ہے:-
یہ تو مجھے معلوم نہیں کہ وہ کہاں سے پیدا ہوتا ہے لیکن اُس شخص کے قریب ایک جادو ہے کہ نہ جس کا مقابلہ ہو سکتا ہے نہ جس کا بیان ہو سکتا ہے۔ میں اُس کا کوئی ساح نہیں ہوں بلکہ میں اُس کی طاقت کو جس پر وہ پوچھ گیا ہے ناپسند کرتا ہوں۔ تاہم یہ اقرار کئے بغیر چارہ بھی نہیں ہے کہ اُس میں ایک بات سے جو یہ کہتے ہوئے معلوم ہوتی ہے کہ وہ حکومت کرنے کو پیدا ہوا ہے۔ ہم اس کے کہ میں یہ لپکا ارادہ کر کے داخل ہوئے کہ بے دھڑک اپنے دل کی سب باتیں اُس سے کہہ دینگے اور خوب جی کھل کے رد و بدل کرینگے۔ اور جب تک ہماری شکایتیں رفع نہ ہو جائیں گی ہرگز نہ ٹھینگے۔ لیکن اُس طریقہ میں جس سے اُس نے ہمیں لیا کچھ ایسی بات تھی اور اس درجہ طلسم تھا ایک لمحہ میں ہم آگئی سب بھول گئے۔ ہمارے منہ سے ایک لفظ بھی نہ نکلا جس کو ہم کہنا چاہتے تھے وہ ہم سے بڑی دیر تک اُس فصاحت سے جو اُس کا حصہ ہو گئی۔ ہمے باتیں کرتا رہا

اور نہایت غولی اور وضاحت سے اُس ضرورت کی تصریح کرتا۔ باجو اُس طریق پر منتقل رہنے کے لئے ضروری تھی جو اُس نے اختیار کیا تھا۔ اُس نے کھلے کھلے لفظوں میں ہم سے اختلاف نہ کیا بلکہ ہماری رائے میں اس لیاقت سے رد و بدل کیا کہ ہمارے پاس جوابی ایک لفظ بھی نہ تھا۔ ہم چنانچہ اُس کے پاس سے لوٹ آئے اور اگر کچھ کر کے آئے تو بس اسبق قدر خاموش اُس کی باتیں سنتے رہے اور اُس سے کچھ بحث نہ کی اور کم سے کم اُس وقت تو یہی پورا یقین کر لینا پڑا کہ وہ صحیح کہتا تھا اور ہم غلطی پر تھے۔

رد آمدی کے تاجروں کو بھی اسی قسم کی دلفریبی کا تجربہ ہو رہے جبکہ وہ چند تجارتی معاملات پر نمپولین کے پاس شکایت لے کر پہنچے تھے۔ اُس کی بے تکلفی اور صداقت نے ان تاجروں کو بے قوت کر دیا اور ان پر اُس کے خیالات کے عمق اور وسعت کا وہ اثر پڑا کہ وہ یہی اقرار کرتے ہوئے واپس آئے کہ بیشک فرسٹ کانسٹل ان کے مقاصد کو ان سے زیادہ بہتر طور سے سمجھتا تھا۔

یڈی مارگن کا قول ہے: "وہ آدمی جو ایک بڑی سلطنت کا فرماں روا ہو کر عظیم الشان اور قائم رہنے والے کاموں کے خاکے تجویز کر سکے۔ قوموں کو فتح کرے اور پھر ان باتوں کے سوا لاپس place جمع سے بخود پر بحث کرے۔ ہم ناگ واقعات کے تانوں پر ٹالما Valma سے گفتگو کرے اور موسیقی پر کیڑی بتی Phera-linn سے اور مصوری پر گراؤ Gerard سے اور علم الاخلاق پر ڈسے فن know

(۱۸۲)

۱۷ لاپس مشہور فرانسیسی ریاضی دہشت وال ولادت ۱۷۷۸ء وفات ۱۸۵۷ء۔ مترجم

۱۸ ٹالما۔ فرانس کا مشہور ڈراما لکھنے والا ولادت ۱۷۳۲ء وفات ۱۸۰۷ء مترجم

۱۹ کیردینی۔ آئینی نژاد علم موسیقی کا استاد و لیکانہ ولادت ۱۷۷۸ء وفات ۱۸۲۲ء مترجم

۲۰ گرڈ۔ آٹلی کا لائٹانی معرور ولادت ۱۷۷۸ء وفات ۱۸۳۷ء مترجم

۲۱ ڈسے فن مشہور عالم و مورخ پولین کے ہمراہ مہر کو بھی گیا تھا اور سیاحت مہر پر ایک تاریخ بھی لکھی ہے ولادت

۱۷۷۸ء ولادت ۱۸۵۷ء

سے۔ ادب اور علوم دیگر پر ہر شخص سے گفتگو کرے جو اس کی بات سننا چاہے۔ تو ایسا آدمی یقیناً معمولی آدمیوں کی دنیا سے باہر کا آدمی ہے۔“

اب نپولین نے فرانس کو آسمان ترقی پر پہنچا دینے میں جہاں تک ہوسکا محنت کی۔ ارباب چوپر جہاں جہاں نظر اسکے تلاش کر کے فراہم کئے اور نپولین کی شاہانہ فیاضی سے مصنف۔ مصور۔ علماء۔ کوئی محروم نہ رہا۔ سب مالا مال اور نہال کر دیئے گئے۔ بچوں کی تعلیم میں حد درجہ محنت سے کام لیا گیا۔ محکمہ بحر۔ تجارت۔ زراعت۔ حرفت۔ صنعت۔

اُس کے دامن حفاظت و حمایت میں لے لئے گئے۔ اُس نے بڑی محنت اور جسرات اخلاقی سے جس کی تعریف ہو نہیں سکتی اُن سب باتوں کو جو مخرب اخلاق تھیں یا جن سے تماشوں اور مذاق میں ضعف اور بے ہمتی پیدا ہوتی تھی مستاصل کر دینے کی سعی کی۔

فرانس میں جی بھلانے کا سب سے بہتر اور ہر دلعزیز ذریعہ تھیٹر تھا۔ نپولین نے سب داہمی اور بے حیائی کے تماشوں کے متعلق اپنی ناراضگی کا اظہار کیا اور ایسے

تماشوؤں کی ترغیب دہی جو پر اخلاق۔ سنجیدہ اور عالی منتہ۔ نپولین کو صرف غمناک واقعات کے تماشوؤں سے دل لگتی تھی۔ اپنے خانگی طریق زندگی میں وہ نیک اخلاقی۔ سادگی۔

اور جفاکشی کی نظیر دکھاتا تھا۔ فرانس کے چار کروڑ آدمیوں میں نپولین سے زیادہ پرہیزگار اور جفاکش آدمی نہ تھا اور جب لگاتار رات دو دن محنت کرنا پڑتی تھی تو نپولین اپنی طبیعت کو صحت لیو نیپل سے تحریک دیتا تھا۔ وہ خود اپنے خاندان اور اجاب سے ایسی

کا اظہار کرتا تھا کہ جس کے عوض میں اُن سب کی محبت کا نپولین کے ساتھ یہ حال تھا کہ وہ عالم پرستش میں پرواز کرتی تھی کبھی کسی بشر کے ساتھ بشر نے ایسی محبت نہیں

کی جتنی نپولین کے ساتھ کی جاتی تھی۔ اپنی محبت کی وجہ سے ہزاروں آدمی اُس پر سے اپنی جانیں فدا کر دیں جو موجود تھے۔ اور یہ پر راز جادو کچھ ایسا زبردست جادو تھا کہ

نپولین کی وفات کے بعد بھی اُس کا وہی حال رہا۔ یعنی اس وقت ہزاروں آدمی ایسے

موجود ہیں جو کسی قسم کی موت کی پروا نہ کریں گے۔ اور اس کا سبب وہی محبت ہے جو اُن کو اب پنپوئین کے ساتھ ہے۔

اگر پنپوئین ایک سپاہی کی طرح فن حرب میں ممتاز نہ ہوتا تو وہ ایک شاعر۔ موز۔ مہندس۔ یا کسی اور فن کا نامور شخص ہوا ہوتا۔ کیونکہ قتل اور زبان دونوں کا وہ بادشاہ تھا۔ اور اسی طرح وہ صاحبِ سپین تھا۔ اُس کی تقریر صبر و جبر و نتیجہ فیز تھی اور زمانہ حال کے اعلیٰ فصحا میں سے پنپوئین بھی ایک فصیح تھا۔ اُس کے پیرایہ کا اعلان۔ سرکاری رپورٹیں۔ اسپچیں۔ ایڈریس۔ ایڈیسیوں کے جواب اور اُس کے اعلیٰ میں ظاہر ہونے کے دن سے لے کر سینٹ ہینا میں اُس کے آخری وصیت نامہ تک اُس کی جملہ تحریریں۔ اُس کے بہت سے نئی البدیہ مقولے۔ امثال۔ کنائے۔ لہجے۔ فقرے۔ اُس کی مخصوص حاضر طبیعت کی شوخی اور اُد کا انہار کرتے ہیں۔ جو شاعرانہ کثیر انجیال۔ متعلق۔ مدلل۔ اور تند و ہر زور تھی۔

پنپوئین صاف گو شخص تھا۔ نہ وہ ہم خاموشی کے غلاف میں لپٹا ہوا تھا۔ نہ غلق ایسا کناہ سے کام لیتا تھا۔ لیکن باوجود اس کے وہ بڑے غور سے بات کو سنتا تھا۔ اور یہ صفت لوگوں میں شاذ ہوا کرتی ہے۔ وہ اپنے فیصلہ کو ملتوی رکھتا تھا تاکہ ہر طرف سے جو کچھ کہاجائے کو تھا وہ سب سن لے۔ دن میں اکثر باغیچے پانچ اور چھ چھ گھنٹہ متواتر بحث ہوا کرتی تھی اور یہ وقت امریکی کی عدالتوں کی نشست اور سچا قانون ساز کے اجلاسوں سے زیادہ تھا۔ شاہنشاہ اس تمام وقت میں کونسل کا شریک ہی نہ رہتا تھا۔ بلکہ بعض اراکین کو اپنے ساتھ کھانا کھانے کے لئے رکھ لیتا تھا اور کھانے کے وقت اُد کھانے کے بعد اُسی مضمون کو لینا اور طریقے سے اس کی تشریح کرتا۔ ان اہم اور بعض اوقات بڑے بڑے چوبیدہ اور مصطلحی مسئلوں میں اُس کی ذکاوت کی حریت انگریز رسائی اور ملکی و فوجی فراں رسائی میں اُس کی مہارت کی وسعت اور ایسے ایسے معاملات کے متعلق مسئلوں میں جن کی اُس کو تعلیم نہ تھی اور جن سے اُس کو اچھی طرح آگاہی نہ دی جاتی تھی اُس کا اہل مدعا کو جلدی اور صفائی سے پیوے جانے پر حیرت انگیزی سے ثابت کرتا ہے کہ پنپوئین ہشیار اور انسان کے علم کا پورا ماہر تھا۔ انگریز سال جنگ دوم۔ (سلسلہ دوم)۔

بابتِ حیات

نپولین کا تمامی عمر کے واسطے فرسٹ کانسل مقرر ہونا

صفحہ ۱۸۲

فرانس میں امن و چین۔ جوزیپھائن کے تفکرات۔ حالتِ اقلاتی۔ ہونڈیس کی بابت
جوزیپھائن کی تجاویز۔ لونی بونا پارٹ۔ آلی کی ریلپ۔ لیاںس میں کانگریس۔ نپولین کی
مستورِ حسی۔ انگلستان میں تردد۔ مدارس۔ لیجن آف آئز کے تمغہ کا آغاز۔ نپولین کا
تمام عمر کے واسطے فرسٹ کانسل مقرر ہونا۔ بنوشین اور ایڈمیلی ملست۔ معائنہ
انگلستان کے ساتھ از سر نو شاریوں کا پیدا ہونا۔

اب فرانس کی تمام دنیا سے صلح تھی۔ عام طور سے یہ مسلم امر تھا کہ نپولین بڑا امن پسند
والا شخص تھا۔ وہ فرانس کا محبوب تھا۔ یورپ کے جمہور اسے ہر مقام پر اپنا حامی اور
دوست خیال کرتے تھے اور غاصب امراء کا دشمن جانتے تھے اور یقین کرتے تھے کہ
جمہور میں برابرِ عقد قائم کرنے کا وہ سامی ہے۔ فرانس کے جمہور اب از او سی نہ مانگتے
تھے۔ رنج و مصائب کے زمانہ دراز نے ان کو سکھا دیا تھا کہ اس نعمت سے دست برداری
اولیٰ تھی۔ ان کو صرف ایک فرماں روا کی حاجت تھی جو ان کی پرداخت کرتا اور ان پر نافرمانی

کرتا۔ اور متحد خود سر بادشاہوں کے زور و ظلم سے اُن کی حفاظت کرتا اور اُن کو برابر حقوق عطا کرتا۔ اگرچہ نپولین کو صرف فرسٹ کانسل کا خطاب حاصل تھا اور فرانس میں برائے نام جمہوری حکومت تھی لیکن فی بحقیقت وہ یورپ کا سب سے زیادہ طاقتور بادشاہ تھا اُس کی تختِ قریب قریب چار کروڑ آدمیوں کے دلوں میں قائم تھا۔ اُس کی منہ کی بات قانون تھی یہ بات یاد رکھی کہ جوزیپھائن بڑے بڑے اس حیرت انگیز اقتدار چس پر اُس کا شوہر پہنچ گیا تھا فوراً کرتی تھی وہ دیکھتی تھی کہ شاہی اختیارات سے زیادہ اختیار اُس کے ہاتھوں میں پہنچ گئے تھے اور اُس کو بڑی پرشوق خواہش تھی کہ اس طاقت و اقتدار کا کوئی وارث ہوتا۔ وہ جانتی تھی کہ بہت لوگ اب کہہ رہے تھے کہ فرانس کی امن و چین کے لئے ایک وارث کی ضرورت تھی۔ جوزیپھائن کو پوری آگاہی تھی کہ امپورسلٹنٹ کی ضروریات کو وہ گردان کر نپولین پر طلاق کا زور دیا جا رہا تھا۔ ایک روز جبکہ نپولین تنہا اپنے کمرہ میں کام کر رہا تھا۔ جوزیپھائن ایک بغلی دروازہ سے یہ آہستگی کمرہ میں داخل ہوئی اور بڑے پیار سے اس کے زانو پر بیٹھ کر بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگی اور کہنے لگی :-

”میرے اچھے شوہر۔ میں التجا کرتی ہوں کہ تم اپنے کو بادشاہ مت بنانا۔ ایوشین ایسا کرنے کے لئے تم پر زور دیتا ہے تم اُس کی بات نہ سنا“

نپولین نے مسکرا کر جواب دیا :- اے غیب جوزیپھائن۔ تم سٹرن ہو گئی ہو۔ تم اُن کمانیوں پر توجہ نہ کر دو جو پرانی بادشاہ بیگیوں کی تم نے سنی ہیں تم اس وقت میرا ہج کر رہی ہو۔ مجھے بہت کام ہے۔ مجھے اکیلا چھوڑ دو“

اگر جوزیپھائن کو اُس خوفناک مصیبت کے خطرہ سے جو اُس کو ڈراتا رہتا تھا بڑی سخت پریشانی گریباں گیر رہا کرتی تھی۔ وہ اپنے شوہر کی شدتِ محبت کو جانتی تھی لیکن اس کے ساتھ ہی وہ اس کی لامتناہی نظری سے بھی واقف تھی اور وہ اس ضرورت کی طرف سے بے خبر نہ تھی کہ سلطنت کی حکمتِ عملی کے لئے نپولین کو ایک وارث کی بڑی ضرورت تھی۔

وہ یہ بات بھی خوب جانتی تھی کہ تمام فرانس میں شادی صرف باہمی رضامندی کا نام تھا اور وہ اپنی مرضی کے موافق قایم کی جاسکتی اور شکست کی جاسکتی تھی۔ میڈیم ڈی اےٹیل کا مقولہ تھا کہ زنا کے جواز کا نام شادی ہے۔ قوم میں یہاں خیالات کا اثر تھا جو زیلفائن پر الزام لگاتی تھی کہ وہ خود غرضی سے ایسی تجویز سے الکار کرتی تھی جو فرانس اور یورپ میں امن و چین کے لئے ضروری تھی۔ کبھی کوئی عورت ایسی روح فرسا پریشانی کی حالت میں نہوئی ہوگی۔ اور کبھی کوئی بلند نظر مرد ایسے سوزناں اغوا کے سامنے نہوا ہوگا۔

(۱۸۳)

مذہبی احکام کو عملہ کر کے اور معاملہ پر صرف نگاہ ضرورت سے غور کرنے سے پنپولین اور جوزیفائن دونوں کا یہ فرض معلوم ہوتا تھا کہ عملہ ہو جائیں۔ لیکن معاملہ موجودہ میں بڑی شان کے ساتھ خدا کی نہ ٹٹنے والی الفاظ کی صداقت کی مثال ملتی ہے کہ ایسی اشد ضرورت کے وقت بھی جیسا یہ معاملہ تھا وہی طریقہ جو انجیل مقدس نے بتا دیا تھا صرف امن و صلح کا راستہ تھا۔ یعنی پنپولین نے بعد کو کہا ہے:-

جوزیفائن کو طلاق دینے اور میریا کو یٹا سے شادی کرنے سے مینے ایسے غار کے منہ پر قدم رکھا جو پھولوں سے ڈھکا ہوا تھا۔

جوزیفائن کی پٹی ہوٹنس جو حسین طحدار اور نیک بنا دیتی اس وقت اٹھارہ برس کی تھی اور پنپولین کے افسر ڈیوراک سے جو بڑا خوبصورت اور وضعہ شخص تھا محبت رکھتی تھی۔ لیکن جوزیفائن کی یہ تجویز تھی کہ ہوٹنس کی لوی بونا پارٹ سے شادی ہو جو پنپولین کا چھوٹا بھائی تھا۔ ایک دن جوزیفائن نے بیورین سے کہا:-

”پنپولین کے بھائی میرے بڑی ہیں۔ تم ان کے سب کر تو توں کو دیکھتے ہو۔

تم جانتے ہو کہ وہ میرے جی کی کیسی کیسی فکر کا باعث ہوتے ہیں۔ ڈیوراک سے ہوٹنس کی شادی کے جو منصوبے ہو رہے ہیں اُس سے میں بے آسره رہ جاؤ گی اگر پنپولین کا سایہ نہ رہے تو ڈیوراک کچھ نہیں ہے۔ نہ وہ صاحب رتبہ ہے نہ صاحب

شرارت ہے نہ صاحب شہرت ہی ہے۔ ان بھائیوں کی عداوت سے بھلا وہ مجھے کیا بچا سکتا ہے۔ میرے لئے ضروری ہے کہ اپنے آگم کے لئے کوئی زیادہ بھروسہ کا سامان ہم پہنچاؤں۔ نیولین لونی کو بہت چاہتا ہے اگر میں ہورٹنس کی لونی کے ساتھ شادی کر دیں میں کامیاب ہو جاؤں تو لونی دوسرے بھائیوں کے طعن اور ستاؤ سے میری آڑا ہو جائیگا۔“

یہ باتیں نیولین سے وہ ہرالی گئیں۔ اُس نے جواب دیا۔ ”جوزیفائین بے فائدہ اپنا جی جلاتی ہے۔ ڈیوراک اور ہورٹنس میں باہم الفت ہے اور اُن کی ضرورت شادی ہوگی۔ مجھے ڈیوراک سے محبت ہے اور وہ اچھے خاندان کا شخص ہے۔ میں نے کیرولین کی مرآت سے اور پالائین کی لی کلرک سے شادی کر دی ہے اور میں ہورٹنس کو ڈیوراک سے منسوب کر دینگا۔ وہ بہادر ہے اور ویسا ہی اچھا آدمی ہے جیسے دوسرے ہیں اور وہ فوج کے ایک حصہ کا جنرل ہے۔ اس کے علاوہ لونی کے واسطے میں نے ایک اور تجویز کی ہے۔“

ایک ایوان شاہی میں بھی افکار اور مسرت سے اُسی طرح جی دھڑک سکتا ہے طرح ایک جھوٹے میں دھڑک سکتا ہے۔ اس مجوزہ شادی کی امید واثق تھی کہ اتنے میں ڈیوراک ایک خاص سفارت پر اسکندر شاہنشاہ روس کے دربار میں اُس کی تخت نشینی پر اُس کو مبارک باد دینے کے لئے بھیجا گیا۔ اس غیر حاضری کے دوران میں ڈیوراک ہورٹنس کو اکثر خطوط لکھتا رہا۔ اور لونی اریز کے جنگلاتے ہوئے گروہ کے درمیان جب پریویٹ سکریٹری ہورٹنس کے کان میں کہتا کہ اُس کے پاس ایک خط آیا ہے تو ہورٹنس فوراً اپنے کمرہ میں تہا چلی جاتی اور اُس کی واپسی پر اُس کے رفیق دیکھتے کہ محبت اور خوشی کے اشکوں سے اُس کی آنکھیں نم ہوتیں۔ جوزیفائین کو امید تھی کہ اگر وہ ہورٹنس کی لونی بہنا پارٹ سے شادی کرنے میں کامیاب ہو گئی اور ہورٹنس کے بیٹا ہو گیا تو نیولین

اُس کو اپنا وارث خیال کر لیا۔ لڑکے کا نام بونا پارٹ ہو گا۔ بونا پارٹ کا خون اُس کی رگوں میں دوڑتا ہو گا۔ اور وہ ہوٹنس کا بچہ ہو گا جسے پنولین اپنی بیٹی تصور کرتا ہے اور اُس سے پرانہ شفقت کرتا ہے اور اس طرح خفاک طلاق کی مصیبت دفع ہو جائیگی۔ پس ایف پی وجہ سے ترغیب پاکر جوزیفائن نے اس مدعا کے پورا کرنے میں محنت کا کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھا۔

لوئی بونا پارٹ طالب علم وضع کا ایک پرنیال اور بڑی اخلاقی خوبیوں کا شخص تھا۔ اُس کی عادات و صفات میں کوئی تیزی و تندہی نہ تھی۔ اپنے عشق میں اسے بڑی مایوسی ہوئی تھی اور دنیا اُس کو وبال ہو گئی تھی۔ لوئی کی صرف انیس ہی سال کی عمر تھی کہ اُس کو ایک نوخیز لیڈی سے محبت ہو گئی۔ جس سے تیس برس میں اُس کی ملاقات ہوئی تھی۔ یہ ایک تبارک وطن امیر کی دختر تھی اور اُس کے عشق کا ضد نگ لوئی نے جگر پر پورا کاری بیٹھا۔ پنولین کی اُس وقت ان فتوحات کا زمانہ تھا جن سے اس کی باونٹا ہنت کار راستہ تیار ہوا۔ اور اُس کو خیال ہوا کہ اگر ذیق شہی کے حامی کی دختر سے لوئی کی شادی ہو گئی تو خود اُس کی بلند نظر تجاویز میں خطرہ راہ پائیکا۔ اور پس اُس نے لوئی کو ایک فنی سفارت پر بھیج دیا اور ادھر اپنی زبردست وساطت سے اُس لیڈی کی ایک دوسرے شخص سے شادی کر دی۔ اس ناکامی نے لوئی کے دل کو اندر ہی اندر سے چاٹ لیا اور اُس کی بلند نظری اور حوصلہ کا خاتمہ ہو گیا۔ اب وہ خلوت پسند ہو گیا اور کاروبار دنیا اور نام و نمود سے بڑی جدوجہد کے ساتھ بچنے لگا۔ پنولین کو اپنے بہائی کے ایسے زبردست عشق کی خبر نہ تھی اور جب اُس نے اس زخم کو جس کا وہ خود باعث ہوا تھا دیکھا تو اب اُس کے اندام کی حتی المقدور سستی کی۔ ہوٹنس بڑی حسین خوش ادا اور خوش اوصاف تھی اور انجام کار پنولین نے جوزیفائن سے اتفاق رائے کر کے لوئی اور ہوٹنس کی شادی کا عزم باجزم کیا۔ اور حتی الاسکان تلافی مافات کی نیت سے دونوں

پر نواز شہاے بیکراں کرنے کا قصد کیا۔

لیکن اس بارہ میں کہ کوئی ہورٹس کو قبول کرے بڑا عرصہ لگا اُس کا دل تو اُسی صیاد کا صید ہو رہا تھا اور کسی دوسرے سے شادی کا خیال وہ بغیر بڑی تکلیف برداشت کئے ہوئے نہ کر سکتا تھا۔ اور فی الحقیقت کوئی اور ہورٹس کی شادی سے بڑھ کر دوسری نا اتفاقی اور بے دلی کی دوسری کسی کی شادی ہو بھی کیا سکتی تھی۔ کسی ایک بات میں دونوں کا مذاق مطابق نہ تھا۔ لیکن جوزیفائن کے سلیقہ اور پنولین کے زور کا کوئی مقابلہ کر سکتا تھا۔ سب موانع صاف ہو گئے۔ اور یہ نوجوان لیڈی جو زندگی کی خوشی و امنیاد کو عزیز رکھتی تھی اور شبنوں کے نہایت خوشنما منظروں اور دھوم دھام کی لڑائی تھی ایک ساکت اور خیال میں ڈوبے ہوئے طالب علم کے آغوش میں بے دلی سے دے دی گئی جس نے طوعاً و کرہاً اُس کو اپنی زوجہ تسلیم کیا۔

ہورٹس اس شادی پر کسی قدر راضی ہو گئی تھی کیونکہ پنولین نے بڑی بڑی ہربائیوں کے وعدے کر لئے تھے۔ لیکن کوئی نے تو اپنے کو قسمت کے حوالہ کر دیا تھا۔ اور یقین کر لیا تھا کہ بس زمین پر اب کوئی خوشی اُس کی تقدیر میں باقی نہ تھی۔ اس شادی کی خوشی میں ایک بڑا جشن ترتیب دیا گیا جس میں تمامی قدیم بادشاہی دھوم دھام کا اظہار کیا گیا۔ کوئی پنولین کو ناپارٹ جو کوئی فلیی بادشاہ فرانس کی خلع سلطنت کے بعد فریچ ریلک کا پریسیڈنٹ منتخب کیا گیا اور بعد کو فرانس کا شاہنشاہ ہوا۔ کوئی اور ہورٹس کا اکھوتا بیٹا تھا جو اپنے والدین کے بعد زندہ رہا۔

پنولین نے اُمّی کے وسط میں ایک ریلک کی ترتیب دی تھی جس میں پچاس لاکھ آدمی تھے۔ یورپ کے بادشاہوں کے مقابلہ میں یہ ریلک قائم نہیں رہ سکتی تھی اگر فرانس اُس کی مدد نہ کرتا۔ پنولین نے چونکہ مخالف بادشاہوں سے گھرا ہوا تھا یہ بات ضرور خیال کی کہ فرانس کی امن و حفاظت کے لئے لازمی تھا کہ اُمّی میں ایک قوم کو جس کے مدد

و مقاصد فرانس کے موافق ہوں سرگرم دوست بنایا جاوے۔ اٹلی والے جو خود اپنی حکومت اپنے ہاتھوں سے انجام دینے میں نا تجربہ کار تھے صرف پو لین کو اپنا محسن اور معاون بن گئے تھے۔ اور اُسی کی طرف دیکھ رہے تھے کہ اُن کی طرز حکومت کو ترتیب دے دے۔ سسٹن اپن ریلک کے تین سب سے زیادہ نامور شخص وکیل بنا کر پیرس کو اس مدد سے بھیجے گئے کہ حکومت کی وضع کے بارہ میں فرسٹ کانسل سے مشورہ کریں۔ پو لین کی ہدایت کے موافق چنانچہ ایک مسودہ تحریر کیا گیا۔ جو اٹلی والوں کی عادات و اطوار کو دیکھنے اور اُس مخالفانہ بادشاہی دباؤ کا لحاظ کرنے سے جس سے یہ اٹلی والے گھرے ہوئے تھے بڑا مفید تھا۔ پو لین نے تجویز کیا تھا کہ دس سال کے واسطے ایک پریسیڈنٹ اور ایک وائس پریسیڈنٹ منتخب ہو۔ آٹھ اراکین کا ایک سینیٹ ہو اور پچتر اراکین کا ایک ہوس آف رپریزنٹیٹو (مجلس کلار) ہو۔ اور تین سوزمینداروں۔ دو سوتاجروں اور سو پادروں اور نامور علما میں سے منتخب کئے جاویں اور لنداریاست کے حکم سربراہ اور وہ گروہوں کے وکلاء کی یہ مجلس قائم ہو سکتی ہے۔

اس وقت یورپ کے دیگر ممالک کی طرح اٹلی میں بھی تین سربراہ اور وہ گروہ تھے فریق شاہی کے طرفدار کو چاہتے تھے کہ بادشاہ پھر تخت نشین ہو جاویں اور بادشاہ اور اراکے حقوق بلا شرکتِ غیر سے قائم ہو جاویں۔ متوسط خیال کے جمہوری چاہتے تھے کہ مضبوط فرماں روائی قائم ہو جس سے ملک کو انتظام و ترتیب نصیب ہو اور سب کو برابر حقوق عطا ہوں۔ مخالفین سرکار چاہتے تھے کہ کسی قسم کا امتیاز باقی نہ رہے اور انہو عوام کے اندھاؤہند عزم و ہمت سے جانداویں تقسیم ہوں اور نظام حکومت عمل میں آئے۔ اٹلی پر ہمیشہ سے دو قسم کی حکومت رہی تھی۔ ایک تو پادریوں کی جو در حالی خطرات کی برابر دھکیاں دیتے رہتے تھے اور دوسری حکومت آسٹریا کی سنگینوں کی۔ بدتملے دراز سے غلامی کرتے کرتے جمہور نا تو اں ہو گئے تھے اور اب اٹلی میں ایسے ہر

نہ تھے۔ جو فرماں روائی کے جہاز کی اس طرفانی مصائب کے سمندر میں نافذ الی کرتے۔
 نپولین نے اس ریلک کا پریسڈنٹ خود اپنے کو منتخب کرانے کا عزم کیا کہ اعلیٰ اختیارات
 اپنے ہاتھ میں رکھ کر جگہ کار ہائے فرماں روائی امتزائی والوں کے ہاتھوں سے
 انجام دلوائے۔ یہاں تک کہ ایسے کام کے لئے جو ان کے واسطے قلعی نیا تھا ان کی
 کیفیت تعلیم و ترتیب ہو جائے۔

تیسرے۔ کتابے۔ نپولین کی یہ تجویز خود اس کی کوئی بلند نظری نہ تھی بلکہ یہ بڑی نیک
 نیتی کا کام تھا۔ اس موقع پر اس کے خیالات بڑے پاک اور بلند پایہ تھے۔ لیکن نپولین
 کے اعجازی عزم و ثبات کی اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ فرانس کی اہم روائی
 کی افکار کے علاوہ اس میں ایسی خود اعتمادی موجود تھی کہ اس نے پچاس لاکھ آدمیوں کی
 ایک دوسری قوم کے ترتیب و انتظام کو اپنے ہاتھ میں لینے کی جاہلی اپنے ذمہ
 لے لی۔ یہ واقعہ سنہ ۱۸۰۵ء کا ہے اور اس وقت نپولین صرف ۳۳ برس کا تھا۔

ان اعلیٰ والوں کو جو وقت ضرورت میں فرانس کے شریک ہوئے تھے پھر آسٹریا کے
 ہاتھوں میں دے دینا ناپسی تھی اور حالت نامجزہ کاری میں خود ان کا انتظام ان پر
 چھوڑ دینا کہ اوہ تو انہوہ عوام اور اوہ موافقین سرکار ان پر اپنی سازشوں کی جھریاں
 تیز کریں ریلک کو جان بوجھ کر ستیاناس کرنا تھا۔ جہاں امور کی تفصیلی فرماں روائی خود اعلیٰ
 والوں سے انجام دلوانا اور طاقت اعلیٰ کو اپنے ہاتھ میں رکھنا اور قوی ہاتھ سے ان کی
 رہنمائی کرنا یقینی امر تھا کہ ریلک خوش حال اور مالا مال ہو جاتی اور خود مختار بن جاتی۔

چونکہ نپولین پر کثرت کار کا ہجوم تھا وہ فرانس چھوڑ نہ سکتا تھا اس لئے شہر لیٹن جرمین
 اور پیرس سے برابر فاصلہ پر تھا۔ ایک بڑی کانگرس کے لئے تجویز ہوا کہ وکلاء ہاں جمع
 ہوں اور ریلک کی کانٹینٹین منظور کی جائے۔

چار سو باون وکلاء کا انتخاب ہوا کہ ماہ دسمبر میں برف سے ڈھکے ہوئے کوہستان

آپس کو عبور کریں۔ فرسٹ کانسل کی دوراندیشی اور نگرانی نے راستہ میں اُن کے آرام کے متعلق ہر شے کا اہتمام کر دیا تھا۔ لیمنس میں اُن کی دعوت اور خاطر و مدارات کے بڑے بڑے سامان ہوئے۔ بڑے بڑے عالی شان کمرے اعلیٰ سامانوں سے آراستہ اس جلسہ کے لئے سجائے گئے۔ مصر کی فوج جس کا افریقہ کی گرمی نے رنگ کالا کر دیا تھا ابھی حال میں فرانس واپس آئی تھی اور زرق برق درو یوں سے بھی ہوئی اس موقع کی رونق کو دوبالا کر رہی تھی۔ لیمنس کے نوجوان جو خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے ایک قابل وید رسالہ میں ترتیب دے گئے۔

۱۱۔ جنوری سن ۱۸۷۸ء کو نپولین مع جوزیفائن کے لیمنس پہنچا۔ قریب دو چار کی سب مخلوق راستہ میں مشتاق و مدار جمع ہوتی تھی۔ راتوں میں پہاڑ کے دامنوں اور گھاٹیوں میں بڑی بڑی روشنیاں کی جاتی تھیں۔ پیرس سے لیمنس تک نپولین کی گاڑی کے ہمراہ ڈیونا پارٹ زندہ ماناؤ کے نعروں سے برابر ہواگو بجتی رہی۔ نپولین لیمنس میں زیادہ رات گئے پہنچا۔ شہر میں اس کثرت سے روشنی کا اہتمام ہوا تھا کہ وہ پورا کا عالم ہو گیا تھا۔ نپولین کی گاڑی ایک محراب میں ہو کر گزری جو اس موقع پر خاص اہتمام سے تیار کی گئی تھی جس پر ایک سوتا ہوا شیر بنا تھا جو فرانس کی علامت تھی۔ فرسٹ کانسل نے ہوٹل ڈی وایل میں قیام کیا جو بڑی شان و وضع سے آراستہ کیا گیا تھا۔ اہلی والے نپولین کی پرستش کرتے تھے۔ اُس کی شہرت کو وہ اپنا ذاتی فخر خیال کرتے تھے کیونکہ اُس کو وہ اپنا ہموطن سمجھتے تھے۔ اہلی کی زبان اُس کی لادری زبان تھی جس کو وہ بڑی شہسکی اور فصاحت سے بولتا تھا۔ اور جس وقت دکھلا کر سامنے یہ تجویز پیش کی گئی کہ نپولین اہلی کی ریلپک کا پریسیڈنٹ مقرر ہو تو بڑے شادمانی کے نعروں کے ساتھ یہ تجویز منظور کی گئی۔

فرسٹ کانسل کے پاس ایک سفارت بھیج کر تجویز ہو کر کانلنشن کی اس دلی تمنا

کا اُس کے سامنے اٹھار کیا جاوے کہ وہ ریلپک کے عمدہ پریٹڈی کو منظور کر لے جس وقت
یہ تجاویز عمل میں آ رہی تھیں پنپلین نے اپنی بیاور اٹلی اور مصر کی فوج کا ملاحظہ کیا۔ عنان
نے بھی اس موقع پر مسعدت کی۔ آسمان ابر سے صاف تھا۔ بڑی ضیا سے آفتاب
روشن تھا۔ تندہوا بھی نہ چلتی تھی۔ طبیعتیں شگفتہ تھیں اور آس پاس سے آکر مخلوق پر
کثرت سے جمع ہونی لگتی۔ اُس مسرت کا جس سے اس ہیر کا جیکوہ اپنی آزمودہ کا
فوج کے سامنے سے جس کو وہ اکثر فتح کے میدان میں لیا چکا تھا گھوڑے پر ہوا
ہو کر گزرا بیان کرنا احاطہ تحریر سے باہر ہے۔ سپاہی مجنونانہ جوش سے خوشی کے نغمے
مار رہے تھے۔ اور پورے جوان اور لڑکے اس جوش میں شریک ہو گئے تھے
اور متواتر نعروں سے ٹیکس گونج رہی تھیں۔ بوڑھی خاتونیں اور دو شیرہ لڑکیاں جھنڈیاں
اور درمال ہلا کر فرط جوش سے رو رہی تھیں۔ کھٹکوں سے گلہ ستوں اور پھولوں کی اینٹلی پچھا
ہو رہی تھی کہ پنپلین کے راستہ میں فرسٹ گلی ہو گیا تھا۔ اور اس موقع پر محبت کے دان
تک ثبوت دیئے گئے جہاں تک ممکن تھے۔

ص ۱۸۵

پنپلین پر خود اس منظر سے بڑا اثر تھا۔ چند گرانڈلیوں کو اُس نے پہچانا اور ان کو
صفوں سے اُگے بلایا اور بڑی محبت سے اُن سے باتیں کرتا رہا اور اُن کے جڑ چوڑا
اور حاجتوں کے متعلق استفسار کیا۔ اُس نے چند افسروں سے باتیں کیں جن کو اُس نے
کئی معرکوں میں دیکھا تھا اور اُن سے ہاتھ ملایا۔ سب کے دلوں میں اُس وقت عجیب
جوش پیوست تھا۔ ہوٹل ڈی وائل *Hôtel de Ville* میں آکر وہ کانفرنس
Commentaire کے وفد سے ملا جنہوں نے اُس کے سامنے ایڈریس مش
کیا اور اصرار کے ساتھ درخواست کی کہ وہ سمس آلپین ریلپک *Alpine*
کی پریٹڈی منظور کر لے۔ پنپلین نے ایڈریس لیا اور پریٹڈی کی منظوری کا اظہار کیا۔
اور دوسرے دن کانفرنس سے ملنے کا وعدہ کیا۔

دوسری صبح کو آفتاب بڑی ضیا کے ساتھ طلوع ہوا۔ اس صبح کے لئے ایک ٹرل
گرجا جس کی دیواروں پر تانے آویزاں تھے آراستہ کیا گیا تھا۔ پولین گرجا میں داخل
ہوا۔ اور بلند چوڑے پرتھکن ہوا۔ اُس کے گرد اُس کے خلدان کے لوگ۔ ڈرائس
کے وڈر اور بہت سے نامور جنرل اور ممبر بیٹھے۔ اٹلی کی زبان میں اُس نے عہد
کے سامنے ایسی فصیح اور شستہ خوبی و لطافت کے ساتھ تقریر کی کہ جس سے ثابت
ہوتا تھا کہ اُس نے تمام عمر اسی فن کی تعلیم پائی تھی۔ اُس نے پریسڈنٹ کے عہدہ کی
منظوری کا اعلان کیا۔ پھر اُس نے ان تجاویز پر بحث کی جو اُس کی رائے میں اس اٹلی
کی ریسپبلک کی خوش حالی کے لئے یقینی تھیں۔ اُس کی تقریر کے دوران میں تحسین و
آفرین کے ایسے نعرے بلند ہوتے تھے کہ تقریر روک دینا پڑتی تھی۔ اور تقریر کے
اختتام پر پسندیدگی اور خوشنودی کے جوش اٹھانے ثابت کر دیا کہ جماعت نے اس
کی تجاویز کو بڑی خوشی سے منظور کیا۔

پولین یانسن میں بیس دن رہا اور بظاہر بڑے اہم معاملات میں جن کا ہجوم
اُس کے دماغ میں ہو رہا تھا وہ مصروف تھا لیکن باوجود اس مشغولی کے وہ روز
پریس کو مراسلات بھیجنے کا بھی وقت نکال لیتا تھا تاکہ ڈرائس کی نئی ذراں ردائی کی
منتقم بالشان تجاویز کی ترقی کو آگے بڑھائے۔ اس مخفی خط و کتابت کا خلاصہ سب
ذیل ہے اور اس سے اس دلچسپ مقصد کی ایک جھلک جو پولین کو اس وقت
ترکیب کر رہی تھی اور نیز اُس کی بلند فطرت کے بڑے مدعا کا حال ظاہر ہو جائیگا۔
”میں اپنی تجویزوں میں آہستہ آہستہ کارروائی کر رہا ہوں اور میرا تمام صبح کا وقت
ہمسایہ محکمات کے وفدوں سے گفتگو کرنے میں صرف ہوتا ہے۔ ڈرائس کی خوش
حالی ظاہر ہے۔ گذشتہ دو برس میں یانسن کی آبادی بیس ہزار کے بقدر زیادہ ہو گئی
ہے۔ سب دستکاروں سے مجھے معلوم ہوا کہ کام میں خوب ترقی ہے سب کے دل

غزم و ہمت سے بھرے ہوئے ہیں۔ یہ غزم و ہمت وہ نہیں ہیں جو سلطنتوں کو الٹ دیتے ہیں یہ وہ غزم و ہمت ہیں جو سلطنتوں کو قائم کرتے ہیں اور ان کو خوش حال و امیر بناتے ہیں۔

”میں تمھاری خاص طور سے التجا کرتا ہوں کہ یہ بات خاص طور سے دیکھو کہ وہ تمھاری سرکش اراکین جو ہمارے مغرورہ عہدوں پر ممتاز ہیں علیحدہ کر دیے گئے یا نہیں۔ قوم کی یہ خواہش ہے کہ گورنمنٹ کے راستہ میں رفاہِ خلائق کے لئے کوئی موانع پیش نہ آنا چاہئے اور میڈیوسل *Medusa* کا سر ہماری عدالتوں اور ہماری جماعتوں میں اب پھر ظاہر نہ ہوگا۔ اس موقع پر سیانی *Sieny* کا طرز عمل پوری طرح سے ثابت کرتا ہے کہ ۱۹۱۷ء سے وہ برابر حکومتوں کی وضع کو برباد کر رہا ہے اور اب موجودہ فرماں روائی پر وار کرنا چاہتا ہے سیانی کو لگی کے چراغ جلانا چاہئے کہ ایسی خوش قسمتی کے ساتھ اور ایسا غیر متوقع طور سے وہ مصیبت سے کورا بچکر نکل گیا۔ لیکن قہنا میں بوڑھا ہوتا جاؤ لگا مجھے یہ دیکھنے کا موقع ملتا جائیگا کہ ہر شخص اپنی تقدیر کا لکھا کس طرح پورا کرتا ہے۔ میں سفارش کرتا ہوں کہ یقینی طور سے دریافت کر لو کہ سینٹ ڈوننگو کو رسب بھیج دی گئی یا نہیں اور اس کو تو میں

۱۔ زمانہ قدیم کی روایتوں کے موافق فوری اور کپڑوں کی تین پٹیاں تھیں جن کے نام آٹھینو۔ یوریل۔ اور میڈیوسا تھے۔ یہ نہیں سوا سے میڈیوسا کے مر نہیں سکتی تھیں ان کے بالوں میں مارسیا ہ پچاں تھے باختر بچ کے تھے اور جسم ایسے سٹوں سے ڈھکا ہوا تھا کہ جن میں کوئی چیز اثر نہ کر سکتی تھی اور ان کے دانت بھی سور کے دانتوں کی طرح بلے تھے۔ ان کی صورت ایسی ڈرلونی تھی کہ جس کسی کو وہ نگاہ بھر کے دیکھتی یہ وہ چہرہ کا ہوتا تھا۔ پریس نے ان کو فتح کیا تھا کیونکہ دیوتاؤں نے اس کو اپنے اسلحہ مستعار دئے تھے اس نے میڈیوسا کا سر کاٹ لیا اور سر د کو دبیر یا جس نے اس کو مندر میں ڈھال پر رکھ دیا۔ لیکن اس میں اب بھی یہ تاثر باقی تھی کہ سامنے جانے والا چہرہ ہوتا تھا میڈیوسا کے سر سے خون کے قطرے گرنے لگے اور رونق میں اٹھیں۔ سے ہر گزرت سا نہیں پیدا ہو۔ گئے ہیں ۱۲ مترجم۔

فرض کئے لیتا ہوں کہ تم نے چٹلیٹ *Chatelet* کو تو منسوخ ہی کر دیا ہو گا اگر وزیر صیغہ بیکر کو بادشاہ پولیس کے جہازوں کی ضرورت ہو تو وہ ان کو کام میں لاسکتا ہے جنرل جورٹن نے پیڈمانٹ کے متعلق قابل اطمینان اطلاع بھیجی ہے۔

”میری خواہش ہے کہ مئیرن *Citizen* ردار فوجی ڈیویژن نمبر ۱۶ کو بھیجا جاوے کہ پلے ماسٹر *by Master* کا (تخاؤ تقسیم کرنے والا امن) کا احتساب لپٹے۔ اور میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ نمبر ۱۳ اور نمبر ۱۴ کے ڈیویژن کے پلے ماسٹروں کا بھی حساب جانچا جائے۔ اور مئیرن ردار کی طرح کوئی شخص اس کام کے واسطے بھی مامور کیا جاوے۔ اس بات کی شکایت ہوئی ہے کہ تحویلدار اور پوسٹ ماسٹر جہاں تک ہو سکتا ہے روپیہ دینے میں تامل کرتے ہیں۔ سلطنت میں ان سے بڑی تکلیف ہوتی ہے۔

”کل میں نے چند کارخانے دیکھے۔ میں محنت اور محنت کفایت شعاری پر جن سے ان کارخانوں میں کام لیا جا رہا ہے بہت خوش ہوا۔ اگر سرمایہ کی شدت کا یہی حال رہا تو میری رائے میں سو الاکہ فرانک مائمانہ جو وزیر صیغہ داخلی خیراتی مدین ویتا سے کافی ہنوں گے۔ بیس ہزار فرانک لکڑی تقسیم کرنے اور گرجوں اور دوسری بڑی عمارتوں میں جہاں بہت سے لوگ تاپ سکتے ہیں آگ روشن کرنے کے لئے اور دینا ضروری ہو گا۔“

۳۱۔ جنوری کو نپولین پریس آیا۔ اس عرصہ میں ٹریبونٹ *Tribunate* اور لے جیسیٹو کونسل *Legislative Council* کے اراکین کا انتخاب ہو چکا تھا۔ جلد اراکین جنہوں نے مذہب سچی کے بحال کرنے کی تجاویز اور نئے ضابطہ دیوانی کے اختیار کرنے میں نپولین کی مخالفت کی تھی ملحدہ کر دئے گئے۔ اور ان کے بجائے ایسے اراکین قائم ہوئے جنہوں نے فرسٹ کانسٹ کی تجاویز کو پسند کیا تھا۔ اب مئیرن

کا کوئی نخل نہ تھا اور ہر طرف سے اطاعت کا اظہار ہو رہا تھا۔ پنولین کی مراجعت پر سلطنت کے تمام افسر حصول ملازمت کو حاضر ہوئے اور اُسی پر جوش زبان میں جس کی پنولین کی صفات و عادات اور عالی شان کارگزاریوں نے اُن کو تحریک کی تھی اُس کو مبارکباد دی۔ وہ بادشاہ ہو چکا تھا۔ اُس کو وہ شاہی اختیارات حاصل تھے جو یورپ کے کسی بادشاہ کو حاصل نہ تھے۔

صفحہ ۱۸۶

ایک ہی مقصد پر اُس کے زبردست عزم و ہمت مصروف تھے۔ فرانس اُس کی ریاست تھی۔ اُس کا تاج تھی اُس کا سب کچھ تھی۔ فرانس کی عظمت اُس کی عظمت تھی فرانس کی خوش حالی اُس کی خوش حالی تھی اور فرانس کی تو نگری اُس کی تو نگری تھی جیسی اُنک نفس کشی۔ تعلق خاطر۔ شانہ روز کی محنت و مشقت سے پنولین نے فرانس کی بیہودی کے واسطے کام کیا تھا۔ کسی باپ نے اپنی اولاد کے لئے کبھی نہ کیا ہوگا۔ اُس کو تن پروری کا شوق نہ تھا۔ اُس کو آرام و آسائش سے محبت نہ تھی۔ خواہش اسے نفس کی طرف اُس کا رجحان نہ تھا۔ فرانس کو ترقی دے کر خوش حال کروینا۔ دولت مند بنادینا اور طاقتور کروینا اُس کی لامحدود بلند نظری تھی۔ قریب قریب فوق العادت کامیابی جو اُس کی کوششوں میں اب تک ہوئی تھی اُس کی خواہشوں کو بڑھاتی تھی اور اُس کی امیدوں کو تحریک کرتی تھی۔ اُس کی خواہش نہ تھی کہ دوسری قوموں کو برباد کر کے فرانس کو ترقی دے بلکہ اُس کی یہ تمنا تھی کہ فرانس کو جامع صفات بنا دے اور سب قوموں کا باپ بن کر دے۔ کہ وہ فرانس کو خوش حالی سرسبزی۔ اور نوکات کا ایک نمونہ سمجھیں۔ اس وقت پنولین کی اعلیٰ بلند نظری ایسی تھی۔ اور یہ بلند نظری ایسی عالی اور محیط تھی کہ کسی انسان کے خیال میں اس سے بڑھ کر نہ آئی ہوگی۔

یہ قدرتی ہے کہ ایسی بلند نظری دوسری قوموں کو کیوں پسند آنے لگی تھی۔ پنولین کا تو یہ عزم بالآخر تھا کہ فرانس سب سے اول ہو جائے۔ لیکن اُس نے اپنا یہ رجحان

ہرگز ظاہر نہ کیا تھا کہ دوسری قوموں کی سرسبزی کو برباد کر دیگا۔ اُس کی خواہش تھی کہ اُسکی دماغ - خوبی اخلاق - خالص محنت و دستکاری - بیرونی تجارت - عظیم الشان قومی عمارتوں سے فرانس میں ایسا جوش پیدا کر دے کہ میدان سعی میں فرانس کے سمندر کو کسی قوم کا سمندر نہ پہونچے۔

اس میدان سعی میں فرانس کا ایک حریف تھا یعنی - انگلستان - فرانس کی آبادی قریب چار کوڑ کے تھی۔ اور برطانیہ اعظم میں ڈیڑ کوڑ باشندے آباد تھے۔ لیکن اپنی نوآبادیوں سے وہ دنیا کا احاطہ کئے ہوئے تھی۔ اور اپنے جہازوں سے سمندر پر حکومت کر رہا تھا۔ پولین کتا تھا کہ فرانس کی بھی اسی طرح جہاز اور نوآبادیاں ہوں برطانیہ اعظم کے دربار اس کا یہ جواب دیتے تھے کہ اگر فرانس کو اس بات کی اجازت دیدی گئی تو برطانیہ اعظم درجہ دوم کی طاقت رہ جائیگی۔ اور فرانس کا حکوم بننا پڑیگا۔

اس میں کلام بھی کیا تھا۔ کیا تاریخ کی ایسی فاش غلطی کی طرف سے انھیں نہ ہنسن؟ کیا فتح مند نظری کے لمحے میں بشر الیہا متوسط الخیال ہو سکتا ہے کہ ہم اُس کی طاقت پہونچ جانے پر راضی ہو جاویں اور اُس کے محکوم بن جاویں۔ برطانیہ اعظم سمندروں پر بڑی کامل حکومت رکھتی تھی۔ وہ شکستہ ہو گئی تھی اور اُس نے اپنی طاقت کا بیجا استعمال کیا۔ وہ سب قوموں کو نقصان پہونچانے لگی۔ لیکن اسی طرح پولین کے عادات و اطوار بھی کوئی مخصوص طبع و عادات و اطوار نہ تھے۔ جن سے یہ ظاہر ہوتا کہ برطانیہ اعظم کی طرح طاقت پر پہونچ کر جس کا کوئی قوم مقابلہ نہ کر سکے وہ بھی برطانیہ اعظم کی طرح نہ ہو گا بلکہ اُس سے بڑھ کر اعتدال والا اور میل جول والا ثابت ہو گا پس کوئی راستہ و شخص اس بارہ میں برطانیہ اعظم کو شتم نہیں کر سکتا کہ وہ اپنے اصلی رتبہ اور بحری برتری سے دست بردار ہو کر فرانس کی خواہ مخواہ محکوم بن جائے لیکن اس کے ساتھ ہی فرانس کی اس

خواہش پر کون نکتہ چینی کر سکتا ہے کہ وہ بھی اپنی نوآبادیاں قائم کرے۔ اپنی تجارت کو وسعت دے دوسری قوموں سے اتحاد پیدا کرے۔ جہاز تیار کرے اور خشکی و تری میں اپنے کو محفوظ کرے۔

پنولین نے خود اُسی عالیٰ صِلگی سے جس سے اُس کے صفات و عادات ممتاز رہے ہیں اگر بعض اوقات وہ اُن محاصمتوں سے جھلک بھی اٹھتا تھا جو اس وقت تک کر رہی تھیں۔ اُن اختیارات و مراتب کا جن سے اُس کے دشمنوں کے اور بھی زیادہ جو صیلہ بڑھتے جاتے تھے اچھے کلمات سے ذکر کیا ہے لیکن سخت افسوس ہے کہ اُس کے مخالف اس عالیٰ صِلگی کا نہایت ہی شاذ و بدل کرتے تھے۔ اس شدید باہمی محاصمت میں ضرور ایک بات حق تھی اور ایک ناحق تھی لیکن اس کا پورا موازنہ کرنا آدمی کے لئے بہت دشوار کام ہے۔ اس نتیجہ کا فیصلہ تو خود عادلِ حق کے ورید پر سے ہوگا۔ اور خیال جس وقت قوت ایمانیہ اور جذبہ اور نیک نیت مقاصد اور ناپاک بلند نظری کی بھول بھلیاں میں ڈالنا ڈول پھرتا ہے تو مغموم ہو جاتا ہے۔ کوئی شک نہیں کہ یہ دنیا بڑی زبوں شے ہے۔ قوموں کا سوانگ ایک غم اندوز واقعہ کا ٹکٹ ہے۔ آدمی کی قسمت غمناک ہے۔

اُن بڑی ترقیوں کو جو اس وقت فرانس کر رہا تھا اب انگلستان روز افزوں خطرات کے ساتھ دیکھ رہا تھا۔ فرسٹ کانسٹل کے عزم و ہمت فوق العادہ معلوم ہوتے تھے وہ نہایت ہی گہری فہانت اور نہایت ہی بعید رس دور اندیشی کا اظہار کر رہا تھا۔ لیجے لندن میں آج خبر آئی ہے کہ فرسٹ کانسٹل اٹلی کی ریلپک کا پریڈیٹ گیا اور پچاس لاکھ آدمی اُس کی سلطنت میں اور اضافہ ہو گئے۔ اور کل لندن میں دوسری اور خبر پہنچتی ہے کہ فرسٹ کانسٹل جزیرہ ایلیمین نوآبادی قائم کر رہا ہے اور ایک جرافونج سینٹ ڈونگو کو جارہی ہے کہ وہاں بھی نوآبادی قائم ہو۔ اور ان خبروں سے

انگلستان گھبرا گیا۔ اس کے بعد پھر ایک اور اعلان ہوا کہ پولین نے اسپین سے ٹوٹی خرید لیا اور دریا سے سی سٹی *ee* *مہمہ* *مہمہ* کی شاداب وادی میں فرانسسی آبادی متیم کر رہے ہیں۔ پھر اسی کے ساتھ فرانس میں اندرونی اعتبار سے بڑی نگرانی سے کام ہو رہا تھا۔ کارخانے۔ ٹیکس۔ پل۔ اور قلعے ہر جگہ تعمیر ہو رہے تھے فرانس کے ہر ایک بندرگاہ میں جہاز کے ہٹوڑے کی آواز گونج رہی تھی اور ہر مہینہ تین رو کی تعداد بڑھتی چلی جاتی تھی۔ اس ترقی کو انگلستان حیرت کی نگاہ سے دیکھ رہے تھے۔ لیکن انگلستان کے مدبر اس ترقی کو خطرہ کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

اپنی دوسری انکار کے درمیان پولین چند ماہ سے فرانس کے بچوں کی تعلیم کی عظیم الشان تجویز کو بخینہ کر رہا تھا۔ اُس نے خود اپنے ہاتھ سے اُن کے مدارس کے لئے ایک تجویز کا مسودہ لکھا۔ اور تعلیم کا کورس تجویز کیا۔ لیکن یہ بات ذرا تعجب کی ہے کہ باوجود اپنے علوم و فنون کے رجحان کے کلاسیکل (یونانیوں اور رومیوں کی مستند علم ادب کی تصانیف) تعلیم کو اُس نے اعلیٰ طبقہ میں رکھا۔ شاید اس کا سبب ہو کہ شجاعان قدیم کا وہ مشہور معترف تھا۔ یونان اور روم کے واقعات کے ذخیرے سے خود اس کا و مانع معہر تھا۔ یہ جملہ مدارس۔ حربیہ مدارس کے نمونہ پر قائم ہوئے۔ اسلئے کہ فرانس مخالف قوموں کے عین وسط میں واقع ہوا تھا۔ پولین نے ضروری خیال کیا کہ حربی تعلیم عام ہونا چاہئے ان مدارس میں نہ ہی تعلیم پادری دیتے تھے۔ اور حربی تعلیم پر اُسے فوجی انداز دیتے تھے جو فوج سے علمدہ ہو گئے تھے اور علوم و فنون کی تعلیم یورپ کے لائق ترین اشخاص دیتے تھے

فرسٹ کلاس نے تعلیم نسوان کی طرف خاص توجہ کی۔ اُس کا مقولہ تھا کہ فرانس کو اپنے لئے جنم کے لئے کسی شے کی اس قدر ضرورت نہ تھی جتنی لائق ماؤں کی ضرورت تھی۔

۱۲۰۰ء میں

تھی، "فرانس کی لڑکیوں کو ان مدارس میں لے جانے کے لئے چھ لاکھ فرانک چھ ہزار مدارس کو جہاں مفت تعلیم دی جاے عنایت کئے گئے۔ دس مدرسے قانونی تعلیم کے لئے کھولے گئے۔ نو طلبیہ مدارس جاری ہوئے اور ایک مدرسہ صنعت و حرفت کا کھولا گیا جس کا نام "سٹرکوں اور پٹلوں کا مدرسہ" تھا، تھا علوم و فنون کے مدارس کا یہ پہلا نمونہ بنے ہما سمجھا جاتا ہے اور یہ مدارس فرانس میں آج تک جاری ہیں۔ ان مدارس میں بلا شرکت غیرے کسی کو حقوق حاصل نہ تھے۔ اور قطعی برابری کا لحاظ رکھا گیا تھا۔ سب مدارج کے طلبہ کی ایک حالت تھی اور ایک بے روک میدان ترقی ان کے سامنے کھول دیا گیا تھا۔ "پولین نے کہا" ابھی تو یہ ابتدا ہے۔ رفتہ رفتہ ہم اس سے زیادہ اور اس سے بہتر کام کریں گے۔"

اب پولین نے ایک تجویز اور پیش کی جس کا بڑی شدت سے مقابلہ کیا گیا۔ اور یہ تجویز "مجن اف انز" کے متعلق تھی۔ پہلا اور بڑا زبردست انقلاب کا اصول تھا کہ خطاب معدوم کر دئے گئے تھے اور ہر شخص خواہ کسی درجہ کا ہو "سٹیزن" (شہری) کے لفظ سے مخاطب کیا جاتا تھا۔ پولین نے چاہا کہ انعام کا ایک طریقہ قائم کرے جس سے بہادری کے کام کرنے کی طرف لوگوں کا حوصلہ بڑھے۔ اور ان اشخاص کی عزت افزائی ہو جو عزت کے مستحق ہوں۔ جس وقت سے صلح ہوئی تھی بہت سے مغرور غرور لوگ فرانس میں آئے تھے۔ پولین بڑی آرزو کی نظر سے دیکھتا تھا کہ رعایا ان لوگوں کے تمنوں اور لیشٹین فیتوں کو جن سے ان کے سینے آراستہ تھے بخوشی دیکھتی ہوئی ان کے پیچھے پیچھے پھرتی تھی۔ اور جب یہ نامور لوگ آتے اور جاتے تھے تو کوئی ریزر کا صحن فرانس کے لوگوں سے بھر جاتا تھا۔ کونسل میں جہاں پولین کی فضا حیرت مشہور تھی اور جہاں اس کو اختیار حاصل تھا اس نے اپنی رائے پر حسب ذیل بحث کی "فرمان نالیشتی کاموں کو دیکھئے جن کو ہمارے ذہنی لوگ حقارت کی نظر سے

دیکھتے ہیں لیکن ان کی اصحاب کی طرح جہور ان نمائشی کاموں کو حقارت کی نظر سے نہیں دیکھتے ہیں۔ وہ ان رنگارنگ فیتوں کو اُسی شوق کی نظر سے دیکھتے ہیں جس سے وہ مذہبی دھوم دھام کو دیکھتے ہیں۔ یہ جمہوری حکماء فرماتے ہیں کہ یہ محض نمائش ہی نمائش ہے۔ اچھا اسے نمائش ہی تصور کیجئے۔ لیکن یہ نمائش تو وہ کمزوری ہے جو ہر ایک انسان میں موجود ہے۔ اور اس نمائش سے ہم بڑی بڑی نیکیوں کے نیچے نکال سکتے ہیں۔ انھیں نفرت کئے گئے نمائش پسند لوگوں میں سو رہا پیدا ہو سکتے ہیں۔ مذہبی خیالات کے لئے عبادت ضروری ہے۔ لیکن پر شکوہ شریفانہ خیالات کے لئے ایسی نمائش کی حاجت ہے جو انھوں سے لفظ آنے۔ قوموں کو چاہئے کہ وہ بھی انسانی سے بڑھ کر اپنے کو انوکھا نہ بنالیں۔ دنیا کے راستہ سے خلاف چلنا ایسی بات ہے جس پر سمجھدار اور باجیا آدمی ہلاکت کرتے ہیں تمام ممالک میں ایسے فیتوں کا رواج ہے اور ان فیتوں کو فرانس میں بھی استعمال ہونے دو اور اس سے یورپ کے ساتھ ہمارا ایک اور اتحاد کا ذریعہ پیدا ہو جائیگا ہماری ہمسایہ قومیں یہ فیتے خاندانی لوگوں کو دیتی ہیں اور میں یہ فیتے ارباب جو ہر کوئی دنگا یعنی اہل سیف اور اہل قلم میں جن کی اعلیٰ خدمت ہو گئی یا اہل حرفت میں جو اعلیٰ درجہ کی صنعت کا کام بناویگا۔

اس پر اعتراض ہوا کہ لیجن آف آئز کا بحال کرنا تو قدیم شاہی رواجوں کی طرف رجوع کرنا ہے جن کو انقلاب نے منسوخ کیا ہے۔ پولین نے تعجب کے لہجہ سے پوچھا: اس میں بھلا بادشاہی رواجوں کی کونسی بات ہے یہ فیتے شخصی ہونگے اور جن حیات ہونگے۔ اور صرف ان اشخاص کو دیے جائینگے جن سے نمایاں خدمات کا اظہار ہوا ہوگا۔ خواہ یہ اشخاص اہل سیف تھے ہوں یا اہل قلم تھے ہوں۔ یا دوسرے پیشوں سے متعلق ہوں۔ اور صرف ان کی ذات تک محدود ہونگے اور صرف ان کی حیات تک محدود ہونگے۔ ترکہ میں ان کی اولاد کو نہیں پہونچینگے۔ یہ بات

امراے زمانہ کے علمدار تھے بالکل خلاف ہوگی۔ کیونکہ امر کی حکومت کا لب لباب تو یہی تھا کہ خطابات باپ سے بیٹے کو وراثت میں منتقل ہوتے تھے چاہے بیٹے میں باپ کے سے جوہر ہوں یا نہ ہوں۔ پرانی حکومت جن کو انقلاب کی کل نے منہدم کیا ہے ابھی ایسی منہدم نہیں ہوئی ہے جیسا یقین کر لیا گیا ہے۔ ڈنڈی کے باشندے خصیہ درج رجسٹر ہو رہے ہیں۔ پادری دل سے ہمارے طرف دار نہیں ہیں اور ان دو لفظوں پر ”شرعی بادشاہ“ ہزاروں آدمی مسلح ہو جائیں گے۔ لہذا ضرور ہے کہ وہ لوگ جنھوں نے انقلاب میں شرکت کی ہے ایک معاہدہ کی رو سے متحد ہو جائیں۔ اور اس اتفاقہ امر پر کہ صرف ایک شخص (بادشاہ) کا سر قلم کر دیا جاسکے بھروسہ نہ کرنا چاہئے۔ دس برس سے ہم متواتر منہدم ہی منہدم کر رہے ہیں لیکن اب ہم کو چاہئے کہ ایک ایوان کی بنیاد رکھیں۔ یاد رہے کہ یورپ سے ابھی جنگ ختم نہیں ہوئی ہے اور یقین جانئے کہ یہ جنگ پچھڑائیگی۔“

اب اس پر بعض نے یہ اعتراض کیا کہ جن آئینہ صرف فوجی صفیہ سے محدود رہنا چاہئے۔ پزیرین نے جواب دیا۔ ”نیں ہرگز نہیں۔ صرف فوج ہی میں انعام تقسیم نہیں ہو سب اہل جوہر باہم بھائی بھائی ہیں۔ کانٹون کے پریڈنٹ کی جرات کو جسے جمہور کا مقابلہ کرنا ہے کلیبر *Kleber* کی شجاعت سے تشبیہ دینا چاہئے جو ایکری پر وھاوا کرنے کے لئے اپنے رہنوار پر سوار ہوا تھا۔ یہ بات حق بہ جانب ہے کہ اہل سیف اور اہل قلم دونوں کو انعام ملنا چاہئے۔ اور وہ لوگ جو اس راستہ میں سنگسار ہیں دشمنوں کی طرح دلیل پیش کر رہے ہیں۔ یہ مذہب تو حیوانوں کا ہے جس کی وہ ہم سے تعریف کر رہے ہیں۔ قلم کو سیف کے مقابلہ میں ضرور استحقاق حاصل ہے عجائبات لے ڈنڈی۔ فرانس کا ایک مقام جہاں کے سرداروں نے ۱۷۹۴ء سے سنہ ۱۸۰۴ء تک رپبلک کی فوجوں کا بڑے شہد سے مقابلہ کیا تھا ۱۲ مترجم۔

بے علم و فضل کے پہنچتے۔ زمانہ جہالت میں شہ زور آدمی سردار ہوا کرتا تھا اور اب وہ شخص جبریل ہوتا ہے جو بہادروں میں سب سے زیادہ لائق اور ہوشیار ہوتا ہے۔ قاہرہ میں مصروفوں کی سمجھ میں یہ بات نہ آتی تھی کہ باوجود ایسے عظیم تحریک کے کلیر سپالار کیوں نہ تھا۔ جب مراد سب نے ہمارے طرز جنگ کو بغور دیکھا تو وہ سمجھا کہ سوکھ میرے (پنولین) اور کوئی ایسی فوج کا جبریل نہ ہو سکتا تھا جس کی نقل و حرکت اور طرز جنگ ایسے مخصوص تھے۔ تم بالکل مصروفوں کی طرح حجت پیش کرتے ہو جب کہ تم صرف اس بات پر زور دیتے ہو کہ انعام فوجی خدمات سے محروم کر دیے جاویں۔ تم سسٹو سپاہیوں کی سمجھ چکی ہے۔ ذرا شب میں ان کے قیام گاہ پر جاؤ اور غور سے سنو کہ وہ کیسی باتیں کرتے ہیں تمھارا یہ خیال ہوگا کہ سب سے قد آور اور سب سے دھیمہ افراد کی ان کے دل میں سب سے زیادہ وقعت ہے۔ کیا تمھارا یہی خیال ہے کہ وہ سب سے زیادہ بہادر کی سب سے زیادہ عزت کرتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ وہ ایسے شخص سے ضرور نفرت کرتے ہیں جس کی بہادری میں شبہ ہو۔ لیکن ایسے شخص پر جو صرف بہادر ہی بہادر ہو وہ ایسے شخص کو ترجیح دیتے ہیں جو سب سے زیادہ زیرک اور دانا ہو۔

”رہا میں تو کیا تم خیال کرتے ہو کہ میں فرانس پر اس وجہ سے فرماں ردائی کر رہا ہوں کہ میں ایک بڑا مشہور جبریل ہوں۔ نہیں اس کا سبب یہ نہیں ہے۔ بلکہ اس کا یہ سبب ہے کہ ایک مدبر اور محبٹر کی صفات مجھ سے منسوب کی جاتی ہیں۔ تلوار کی حکومت کو فرانس ہرگز برداشت نہ کریگی۔ اور جو لوگ ایسا خیال کرتے ہیں بڑی بھاری غلطی میں ہیں۔ تلوار کی حکومت برداشت کرنے کے لئے پچاس برس کی غلامی بڑی دلت کے ساتھ پہلے درکار ہے فرانس ایسا شریف اور ایسا ذہین ہے کہ ہادی زور کا مطیع نہ ہوگا۔ پس ہم کو لازم ہے کہ ارباب علم و فضل۔ نیکوکار۔ اور فن و ہنر

لوگوں کی عزت کریں۔

(۱۸۸) جمہوری حکومت کی سچی روح حقوق میں برابری ہے۔ اور اکتسابِ زبردستی
سفہت و عزت نہیں ہے۔ اور ایسے موردِ نفی خطابات اور حقوق کا منسوخ کر دیا جاتا
ہے جن کی بنیاد پر بنو۔ لیکن آف آئز کا نشان اُن سب لوگوں کو دیا جائے جو تختہ
جنھوں نے ذہانت۔ نفس کشی اور محنت سے ثمرت پیدا کی ہو۔ یہ ایسا انعام تھا جو
ملک کے اونی سے ادنیٰ و ہقان کو دیا جاسکتا تھا۔ تاہم اُن کا ردِ ایکوں سے
جن میں پرانی شاہی باتوں سے ذرا بھی مشابہت ہوتی تھی اُس وقت فرانس میں
سخت مخالفت کی جاتی تھی اور معاملہ موجودہ میں اگرچہ ایک جماعت کثیر نے موافق رہا
ویری تھی پھر بھی سخت مخالفت موجود تھی۔ پولین کو اس سے سخت تعجب ہوا اور
وہ یورپین سے کہنے لگا۔

یورپین تمھاری رائے صحیح ہے۔ لوگوں کو اب بھی میرے ساتھ بجا عداوت
موجود ہے۔ مجھے انتظار کرنا چاہئے تھا۔ اور اس معاملہ کو پیش کرنے کی کوئی جلدی تھی
لیکن اب تو یہ معاملہ پیش ہو ہی چکا اور تم جلد کچھ لوگے کہ لوگوں کا مذاق ان باتوں کی
طرف سے ابھی مروہ نہیں ہو گیا ہے۔ یہ وہ مذاق ہے جو فطرتی ہے اور تم دیکھو گے
کہ اس سے حیرت انگیز نتائج پیدا ہوں گے۔

اس عزت میں چھ ہزار آدمی شریک کئے جانے کو تھے۔ اور اس کے چار
درجے قائم کئے گئے۔ بڑے بڑے جلیل القدر افسر۔ کمانڈر اور معمولی افسر اور خاکی
لوگ۔ یہ نشان صرف ایک ریٹین فیتہ تھا۔ جو بٹن کے سوراخ میں نصب
کر دیا جاتا تھا۔ پہلے درجہ کے لوگوں کا پانچ ہزار فرانک سالانہ تھا۔ دوسرے درجہ
دالوں کا دو ہزار تیسرے درجہ والوں کا ایک ہزار اور چوتھے درجہ والوں کا دھائی
ہزار فرانک سالانہ مقرر کیا گیا تھا۔ معمولی سپاہی۔ تارک الدنیا۔ عالم۔ کاریگر اور صنعت

لوگوں کے سینوں پر وہ ہی عنت کا نشان لگایا گیا تھا۔ جو جنرلوں۔ امیروں اور بادشاہوں کے سینوں کو رونق دے رہا تھا۔ اور لیجن آف آئز کا عین فرانس کے مذاق کے موافق ہونا اس بات سے ثابت ہوتا ہے کہ بعد کو فرانس کی حکومت میں اگرچہ خوب خوب انقلاب واقع ہوئے لیکن لیجن آف آئز کا طریقہ منسوخ نہیں ہوا۔ پھر اس کہتا ہے "لیجن آف آئز کو مقرر کئے گئے اگرچہ بہت تھوڑا زمانہ ہوا ہے۔ لیکن تاہم ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے رواج کو صدیاں گزری گئی ہیں۔ ہر قسم کے جوہر۔ لیاقت۔ علم اور شجاعت کا یہ بڑا معاویہ ہو گیا ہے۔ اور اس اعزاز کی بڑے بڑے امرا و شاہزادگان یورپ جن کو پہنچے خاندانوں پر پورا فخر ہے بڑی تمنا میں کرتے ہیں۔"

اب نپولین کی ہر لغزیزی لا محدود تھی اور بالعموم ہر اپرا آرزو قوم کا میلان خیال اب یہ ہو رہا تھا کہ فرسٹ کانسٹل کے سامنے قومی شکر گزاری کا ایک عالی ثبوت پیش کیا جائے اور یہ ثبوت ایک ایسی سند کے ذریعہ سے دیا جاوے جو خود اسی طرح عالی شان اور اس بڑے آدمی کے شایاں ہو جس کے سامنے وہ قبولیت کے لئے پیش کی جاوے۔ اور پھر اس کے ساتھ ہی وہ سند اس ٹیپی

سے جن اشخاص کو لیجن آف آئز کا فیتہ عطا کیا جاتا تھا ان کو اس طرح متم دی جاتی تھی۔ میں اپنی غیرت و آبرو کی متم کھانا ہوں کہ میں رینک کی خدمت میں اپنے کو ہمہ تن مہر و ف کر دوں گا۔ اور رینک کی ملک محدودہ کا اپنے غم و ثبات کے ساتھ حامی رہوں گا۔ اس کی گورنمنٹ کا مطیع رہوں گا اور حفاظت کر دوں گا۔ اس کے قوانین اور اس کی ملکیت کا جو ان قوانین کی حفاظت میں ہوگی محافظ رہوں گا اور ہر طریقہ سے جس کی انصاف عقل اور قانون کے ذریعہ سے اجازت ہوگی میں ان تمام امور کی مخالفت کر دوں گا جن سے امرامی حکومت قائم ہو سکتی ہو یا وہ خطابات اور اعزاز جو خود حکومت سے متعلق ہوں از سر نو زندہ ہو تے ہوں اور نہاں تک میری طاقت میں ہے آزادی اور میری قائم کرنے میں سامی ہوں گا۔ جب پھر سے بادشاہت قائم ہوئی تو اس قسم میں خفیت مناسب موقع تو میری

قوم کے حسب شاں ہو جو اُس کو عطا کرے۔ ٹریڈ یونل کے پریڈیٹنٹ نے ٹریڈ یونل کے سامنے حسب ذیل تقریر کی۔

” سب قومیں ایسے شخص کو جس نے نمایاں کارگزاریوں سے اپنے ملک کی خدمت کی ہو اور اُس کو خطرات سے بچایا ہو عزت دیتی ہیں اور قومی شکر گزاری پر پورن بونا پارٹ سے بڑھ کر کسی شخص کا کبھی استحقاق نہوا ہوگا جنرل بونا پارٹ کی شجاعت اور ذکاوت نے فرانسیسی قوم کو طوائف الملوکی کی شدائد سے بچایا ہے اور جنگ کی مصائب سے محفوظ کیا ہے۔ اور فرانس ایسا شریف اور ایسا عالی حوصلہ نہیں ہے کہ ایسی ضرر یا اور احسان کا معاوضہ دے بغیر خاموش بیٹھا رہے گا۔“

پینولین کے پاس فوراً ایک وفد روانہ ہوا۔ کہ انہما الفت اور شکر گزاری کے متعلق اُس سے مشورہ کیا جاوے۔ پینولین نے مع اپنے دوسرے ہم منصبوں اور سیک کے افسروں کے اس وفد کا دوسرے دن ٹونی لریزیس استقبال کیا اور بڑی سنجیدگی اور کمر نفسی کے ساتھ سکوت سے اپنے کارہائے نمایاں کی پرآب و تاب تقریروں کو سنتا رہا اس کے بعد اُس نے حسب ذیل جواب دیا۔

” میں بڑی صدق دلی سے اُس خواہش کو جس کا ٹریڈ یونٹ نے انہما کیا، قبول کرتا ہوں۔ میں سوائے اس کے اور کسی شان و شوکت کا ہمتی نہیں ہوں کہ اُس کام کو جو میرے سپرد کیا گیا ہے مکمل کروں۔ میں کسی اور انعام کا ہمتی نہیں ہوں سوائے اس کے کہ میرے شہری مجھ سے محبت کریں۔ میں اپنے کو خوش نصیب خیال کروں گا اگر اُن کو اس بات کا کامل یقین ہو جائے کہ وہ سب مصائب جو اُن پر واقع ہو سکتی ہیں میرے لئے ہمیشہ بڑی ہمتی کا باعث ہیں اور یہ کہ زندگی مجھے صرف اسی لئے عزیز ہے کہ میں اپنے ملک کی خدمات کرنے کے قابل ہو سکوں اور موت میرے واسطے کوئی تلخی کی بات نہوگی اگر مرتے دم میں

ریپبلک کی خوش حالی کو اُسی طرح مستحکم دیکھ سکوں جس طرح اُس کی شان و شوکت مستحق ہے۔
یہ سب کچھ تھا لیکن وہ انعام کیا تھا جو نپولین کو دیا جاسکتا تھا۔ اور یہی بڑا اہم اور
مشکل سوال تھا۔ کیا نپولین کو دولت دی جاتی؟ لیکن دولت کی اُسے کوئی پروا نہ تھی۔ اور وہ
روپیہ اُس کے اختیار میں تھا لیکن اُس نے وہ سب ریپبلک کے خزانہ میں داخل کر دیا
آرام و عیش و آسائش اُس کے لئے کوئی دلفریب چیز نہ تھیں۔ کیا اُس کی یادگاریں
قائم کی جاتیں اور اُس کے نام کے ساتھ خطابات اضافہ کئے جاتے؟ لیکن نپولین
ان چیزوں کو تو صرف مقصد براری کے ذریعہ خیال کرتا تھا۔ اور یہ یادگاریں خود کوئی شے
نہ تھیں۔ صرف ایک شے جس کی اُس کو خواہش تھی وہ یہ تھی کہ اُس کے اختیارات وسیع
کئے جاتے۔ اور یہ اختیارات ایسے تھے جن سے وہ دوسروں کے لئے بڑے
نیچے نکال سکتا تھا۔ اور پھر اس طرح اپنا نام اور اپنی شہرت مستحکم کرتا جو بے لوث اور
لافانی ہوتی۔

لیکن نپولین کے اختیارات میں وسعت کس طرح دی جاسکتی تھی۔ اُس کو قریب
قریب کامل اختیارات تو حاصل ہی تھے۔ اور جو اُس کے جی میں آتا تھا کر سکتا تھا۔
جملہ مجالس کے اراکین صرف اس لئے کام میں مصروف تھے کہ اُس کی تجاویز زیادہ
عزم و ثبات کے ساتھ پوری ہوں۔ یا وہ ہو گا کہ نپولین دس سال کے واسطے کانسل
مقرر ہوا تھا۔ اور معلوم ہوتا تھا کہ اب واقعی کوئی ایسی شے باقی نہ تھی جو اُس کو دیکھائی
اور اُس سے اُس کو خوشی ہوتی۔ اور اگر کوئی ایسی شے تھی تو صرف یہی تھی کہ اُس کی
میعاد حکومت میں اضافہ کیا جاتا۔ اور یہ میعاد یا تو دس سال کے لئے اور بڑھا دی جاتی
یا وہ اپنی تمام زندگی کے واسطے فرسٹ کانسل مقرر ہو جاتا۔

اب یہ عام ٹٹول تھی کہ نپولین کیا چاہتا ہے۔ ہر ایک ممکن ذریعہ سے چارہ چونی
کی گئی کہ خود اُس کے منہ سے اُس کی خواہش کا حال معلوم کیا جائے لیکن کچھ نتیجہ نہ ہوا

سینیٹ کا ایک رکن کہے سرز کے پاس گیا اور اُس سے پوچھا ”وہ کونسی بات ہے جس سے جنرل بونا پارٹ کو خوشی ہوگی۔ کیا وہ بادشاہ ہونا چاہتا ہے؟ صرف اُس کو اپنے منہ سے ایسی بات کہہ دینا چاہئے اور بادشاہت کے پھر سے قائم کر دیے جانے کی بابت ہم رے پیشنگے۔ یہ کام ہم اُس کے لئے بڑی خوشی سے کرینگے کیونکہ وہ اس عہدہ کے لائق ہے۔“

صفحہ ۱۸۹

لیکن فرسٹ کانسٹبل نے سخت خاموشی اختیار کی تھی۔ اور اُس کے نہایت بے دوست بھی اُس کی پوشیدہ خواہشوں کی ایک جھلک نہ پاسکے۔ اور انجام کار یہ سوال صاف صاف اور بڑے اصرار کے ساتھ خود اُس کے سامنے پیش کر دیا گیا۔

اُس نے ظاہر اڑے آنکھار سے کہا ”میں نے کسی بات پر اپنی رائے کو قائم نہیں کیا ہے۔ اور جہوہرا اپنے اطمینان کے متعلق جس قسم کی شہادت کا اہلار کرینگے وہی میری خوشی کا باعث ہے۔“

اب اس سوال پر بحث ہوئی کہ آیا نپولین کی سیوا حکومت میں وسعت دینے کے لئے دس سال اور اضافہ کر دیئے جاویں یا وہ جیتے جی کے واسطے فرسٹ کانسٹبل مقرر کر دیا جاوے۔ کہے سیریز نپولین کی بے پایاں بلند نظری کو خوب اچھی طرح جانتا تھا اور وہ واقف تھا کہ اختیارات کا کوئی محدود زمانہ نپولین کی مرضی کے موافق نہوگا۔ اور اُس نے جرات کر کے نپولین سے کہا:-

”اپنی رائے کا اہلار نہ کرنے میں آپ غلطی کر رہے ہیں۔ باوجود آپ کی بڑی بڑی خدمت کے بعض آپ کے بدخواہ جن کو آپ نے سینیٹ میں چھوڑ دیا ہے آپ کی خاموشی کا برا استعمال کرینگے۔“

نپولین نے استغمال کے ساتھ جواب دیا۔ ”ان لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو کیونکہ سینیٹ کی جماعت غالب اُس سے زیادہ کرنے کو ہے اور ہمیشہ کرنے کو تیار

ہے جو مانگا جاویگا۔ اور وہ اُس سے زیادہ کو کھائیگی جو مانگے جانے کے علاوہ مختاراً خیال ہو سکتا ہے۔“

۸۔ مئی ۱۹۲۲ء کی شام کو پولین کی میعاد حکومت میں دس سال اور اضافہ کرنے کا رزلویشن پیش ہوا۔ اس سے پولین کو غالباً تعجب اور مایوسی ہوئی ہوگی مگر اُس نے اس کا جواب شکرگزاری کے ساتھ دینے کی نیت کی اور یہ کہنے کا بھی ارادہ کر لیا کہ صرف سینیٹ ہی کی رائے سے وہ اپنی میعاد حکومت میں اضافہ کو منظور نہ کر سکیگا بلکہ تمام فرانسیسیوں کی رائے کے موافق کاربند ہوگا کیونکہ انھیں کی رائے سے وہ پہلے فرسٹ کانسل کے عہدہ پر ممتاز کیا گیا تھا۔ اور چنانچہ دوسری صبح کو پریسینٹ کے پاس حسب ذیل اعلان بھیجا گیا۔

”اس قابل قدر عزت افزائی کا ثبوت جو آپ نے اپنی متین بخ کی بحث میں دیا ہے میری لوح دل پر ہمیشہ نقش رہے گا اُن تین سال میں جو میری حکومت کے متعلق گزرے ہیں اقبال مندی ریلک کی مساعدا رہی ہے۔ لیکن یہ اقبال مندی کوئی پائیدار شے نہیں ہے۔ بہت سے لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ جن پر فرانس نے اپنی غایتوں کا مینہ برسایا چند ہی سال زیادہ زندہ ہے۔ میری شان و شوکت۔ خوش حالی کے مقاصد۔ اور میری پبلک خدمات کی زندگی کا اس لمحہ نے تعین کر دیا ہے جس پر فرانس کی صلح کا تمام دنیا کے ساتھ اعلان ہوا ہے۔ لیکن ایک شہری کی شان و شوکت اور خوش حالی کو اُس وقت تک خاموش رہنا مناسب ہے جب تک مقاصد فرماں روا کی ادا پبلک کی حمایت اُس کو نہ لپکے۔ تم اندازہ کرو کہ جمہور کے واسطے ایک اور نئی قربانی میرے ذمہ واجب الادا ہے اور میں یہ قربانی کرونگا اور اگر جمہور مجھے حکم دینگے اور اگرچہ تم اس بات کو جائز تسلیم کر چکے ہو لیکن جمہور کی رائے سب سے زیادہ ضروری ہے۔“

ابن پولین فوراً پیرس سے اپنی دیہی قیام گاہ کو مال میں چلا گیا۔ یہ خوبصورت کھٹی پیرس سے بارہ میل پختی اور اٹلی کی پہلی مہم کے دوران میں جوزیفائن نے اسے پولین کی درخواست کے موافق خرید لیا تھا۔ پھر اس کے بعد زکثیر کے صرف سے اس کو وسعت دی گئی اور اُس کو آراستہ کیا گیا تھا۔ پولین اور جوزیفائن کی یہ عزیز قیام گاہ تھی۔

بکے سرزینے مجلس شاہی کا ایک غیر معمولی جلسہ کیا اور بہت طولانی مباحثہ کے بعد علیہ اُس سے یہ بات تجویز ہوئی کہ جمہور کے سامنے حسب ذیل سوال پیش کیا جاوے کیا پولین بونا پارٹ اپنے جیتے جی کے واسطے فرسٹ کانسل مقرر کر دیا جاوے؟ پھر تجویز ہو کہ ایک سوال اور پیش کیا جاوے کیا فرسٹ کانسل کو اپنا جانشین مقرر کرنے کا اختیار دیا جاوے؟ فی الحقیقت ریلک کے پردہ میں یہ بادشاہت کا قیام کرنا تھا۔

بکے سرز فوراً مامسین گیا اور یہ دونوں سوال اُس کے سامنے پیش کئے اور اس بات سے سب کو تعجب ہوا کہ پولین نے دوسرے سوال کو فوراً ناپسند کیا۔ اور اُس نے بڑا زور دے کر کہا :-

تم میرا جانشین کسے مقرر کرنا چاہتے ہو۔ کیا میرے بھائیوں کو مقرر کرنا چاہتے ہو؟ لیکن فرانس جو میری فرماں روا لی پر راضی ہو گیا ہے کیا جوزیفائن اور لیون کی فرماں روا لی پر راضی ہو جائیگا؟ بکے سرز کیا میں تم کو فرسٹ کانسل کر دوں گا؟ تم کو!۔ تم میں ایسی جرات ہے کہ ایسے کام کو اختیار کر سکو۔؟ اور جب کوئی چہارم کی وصیت پر عمل نہوا تو یہ ضرور قین قیاس ہے کہ میری وصیت پر عمل ہوگا۔ آؤ جی۔ جی۔ رجائا ہے تو وہ چاہے کوئی بھی ہو اُس کی حقیقت نہیں رہتی :-

باوجود بہت بڑے اصرار کے پولین نے دوسرے سوال کو قطعی نا منظور کر دیا

اور کہا کہ صرف پہلا سوال جمہور کے سامنے پیش کیا جاوے۔ اُس علت کا پتہ لگانا جس کی وجہ سے پولین نے اُس وقت دوسرے سوال کو ایسے غیر متوقع طور سے نامنظور کر دیا ناممکن ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ باوجود اس الکار کے پولین کو سلطنت اور ایسی بادشاہت کا خیال تھا جو در اثنا اُس کے خاندان کو پسپے اور وہ ترتیب سلطنت میں آئندہ کی تبدیلی کے لئے بطور وجہ کے یہ ایک غار چھوڑنا چاہتا تھا دوسرے لوگوں کا یہ خیال ہے کہ وہ اس زلفابت سے خائف تھا جو اُس کے بھائی بھتیجیوں میں فرانس کی فرماں روائی جیسی نعمت کی بابت پیدا ہوتی۔ لیکن مورخ جب واقعات کی علتوں کا اندازہ کرنا شروع کرتا ہے تو وہ ایک خطرناک زمین پر گام فرما کر رہتا ہے۔ جو کچھ پولین نے اس موقع پر کیا نہایت ہی اعلیٰ درجہ کی ادسٹروش اور عالی حوصلہ فعل تھا۔ یعنی اُس نے اپنے جانشین کے نامزد کرنے کے اختیار سے انکار کیا اور اپنے انتخاب کئے جانے کو جمہور کی رائے پر چھوڑ دیا۔ پینتیس لاکھ آٹھ ہزار آٹھ سو پچاسی رائیں تو اُس کے موافق تھیں کہ وہ اپنی تمام عمر کے لئے فرسٹ کانسل مقرر کیا جاوے اور آٹھ ہزار کوئی سو اُس کے خلاف تھیں۔ سوائے کوئی پولین کے انتخاب کے کہ وہ تو ایک مستثنیٰ امر ہے۔ نہ اس سے قبل اور نہ اس کے بعد کبھی دنیوی فرمانروائی ایسی یک دلی سے قائم کی گئی ہے۔ مورکھی کسی بادشاہ کو اس سے بڑھ کر غیر قابل اعتراض تخت کا حق حاصل نہیں ہوا۔ لائیٹ نے اپنی رائے کے علاوہ حسب ذیل الفاظ اور اضافہ کئے۔

ایسی مجبوری کے لئے میں اُس وقت تک رائے نہیں دلیکتا جب تک جمہور کی آزادی کی بدوری ذمہ داری نہ کر لیاوے۔ جب یہ ذمہ داری کر لے گی تو میں پولین کو پاریٹ کے لئے رائے دیتا ہوں۔ اور فرسٹ کانسل سے ایک بج کی ملاقات میں لائیٹ نے کہا کہ آزاد حکومت ہو اور تم اُس کے سردار ہو۔ اور یہی بات ہے جو میری سب خواہشوں

کا احاطہ کرتی ہے، اس کے جواب میں پنولین نے کہا: اصول کے اعتبار سے شاید لافیت راستی پر ہے۔ لیکن اصول کیا شے ہے۔ صرف ایک خیال ہے۔ جب وہ آدمیوں کے ساتھ منسوب کیا جاتا ہے۔ لافیت خیال کرتا ہے کہ وہ ہنوز ممالک متحدہ امریکہ میں ہے۔ یعنی فرانسیسی گویا امریکہ والوں کی طرح ہیں۔ لافیت کو اس کا اندازہ نہیں ہے کہ اس ملک فرانس کے لئے کس کی حاجت ہے۔

اس بڑے اعزاز کے جشن کے لئے ایک دن منتخب ہوا۔ کہ جملہ مجالس اور دول خارجہ کے ایچی پنولین کو اس اختیار کے حاصل ہونے پر مبارکباد دیں۔ سچا ہی زرق برق و رویوں سے سجے ہوئے ٹوٹی کریمز سے لکسم برگ تک دور یہ صفیں باندھے کھڑے تھے۔ فرسٹ کانسٹل نہایت نفیس چرٹ پر سوار تھا جسے آٹھ گھوڑے کھینچتے تھے۔ ایک مصاحب نہایت اعلیٰ درجہ کا لباس پہنے ہوئے۔ اس کی جلو میں سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ پیرس کی تمام سڑکوں پر جدھر سے یہ گاڑی گزرنے کو سختی مخلوق کا اڑدہا ہوا ہوتا تھا نہایت پرجوش نعروں سے ہوا گونج رہی تھی۔ سینٹ کی مبارک باد کی ایلیس پر پنولین نے حسب ذیل جواب دیا۔

ایک شہری کی جان اس کے ملک کی ملک ہے۔ فرانسیسی قوم چاہتی ہے کہ میری جان بالکل فرانس کے کام آوے میں اس کے حکم کا فرماں بردار ہوں۔ اسے سینٹ کے اراکین۔ میری کوششوں۔ بختاری مدد۔ اور افسروں کی اعانت اور زبردست قوم کے اعتماد و معاونت سے۔ آزادی۔ ہمہری۔ اور فرانس کی سرسبز باوجود گردش زمانہ اور آئندہ غیر یقینی حالت کے محفوظ و امنوں رہیگی۔ سب سے زیادہ نیکو کار قوم سب سے زیادہ خوش حال ہو ا کرتی ہے جیسی وہ مستحق ہے۔ فرانس کی خوش حالی تمام یورپ کی خوش حالی کے معین ہوگی۔ اور اس طرح اس بڑے قادر کے حکم سے جس سے تمام کائنات کا نظام قائم ہے اپنے فرائض کا انجام

دیسے کہ مامور ہو کر کہ میں ترتیب انصاف اور حقوق کی برابری پھر قایم کروں۔ فخر تا ہوا آپ
آخری لمحوں میں میں رضا و تسلیم کے ساتھ اپنی جان قابض ارجاع کو سوپ دو لگا اور
آئندہ نسلوں کی رائے کے متعلق مجھے کوئی تردد نہ ہوگا۔

دوسرے دن ایک نیا آرٹیکل اُس تبدیلی کے لحاظ سے جو فرسٹ کانسل کے
عہدہ میں واقع ہوئی تھی کانسیٹیوٹن میں کچھ ترمیم کرنے کے واسطے مجلس فرماں روائی
میں پیش کیا گیا۔ فرسٹ کانسل میرے مجلس تھا۔ اور اپنی معمولی فصاحت اور وضاحت
کے ساتھ اُس نے آرٹیکل کو دفعہ بدفعہ پڑھا اور اُس کی وجہ کی صراحت کی۔ آرٹیکل میں
یہ شرط بھی تھی کہ پنپلین اپنا جانشین نامزد کر کے سینیٹ کے سامنے پیش کرے گا۔ اس
دفعہ کی پنپلین نے حقیقت معافیت کر کے آخر میں اُس کو مان لیا۔ فرانس کو اس سے
بڑی تسلی ہوئی تھی کہ جوزیفائن کو بھی اطمینان و خوشی ہوئی کیونکہ اُس نے خیال کیا کہ
بادشاہت اور موروثی ترکہ کے خیالات اب گامور و ہو گئے۔ جوزیفائن کو گراں
اختیار کو جو پنپلین کو اپنا جانشین مقرر کرنے کی بابت حاصل ہو گیا تھا بڑے تردد سے
خبر کر رہی تھی۔ پنپلین جوزیفائن کا بڑی ہمدردی سے رفیق تھا۔ ہورٹس کے جلد پچھ
پیدا ہونے والا تھا اور پچھس جوزیفائن اور پنپلین کے دل میں تھا۔ اور پنپلین کا یہی
منتخب وارث تھا۔

۱۵۔ اگست کو پنپلین کی سالگرہ کا بڑی دھوم دھام سے جشن ہوا۔ منجملہ شاہی روم
کے ایک پہ بھی رسم تھی۔ تمام بڑے بڑے کلیسانی حکام اور سلطنت کے اعلیٰ افسر
اور دول خارجہ کے وکلاء مبارک باد و سائے کو اُس کے پاس آئے۔ اور دوپہر کو
تمامی گرجوں میں اس بات پر ترانہ حمد گایا گیا کہ خدا نے پنپلین جیسی نعمت فرانس کو عطا
فرمائی تھی۔ رات میں شہر میں روشنی کی گئی۔ شاہی جلوس اور دھوم دھام کے منظر اب
جلد جلد پھر سے قایم ہو رہے تھے اور وہی متلون مزاج جمہوری جو ابھی بہت دن پہلے

تھے تخت اور بادشاہ کو خاک و خون میں ملا چکے تھے ان ملعون نمائشوں کے دیکھنے سے
خوش ہو رہے تھے پوپلین نے اب سینٹ کلاؤڈ کے خوبصورت ایوان میں جس کی بری
شان سے اُس نے درستی کرائی تھی اپنی سکونت اختیار کی۔

اتوار کو پوپلین اور جوزیہا کن بلاناغہ گرجا میں جا کر شریک عبادت ہوئے۔ نئے آواز
بہت سے درباریوں نے ان کی مثال کی پیروی شروع کر دی۔ اور قوم ایک بات
ہو کر مذہب مسیحی کی طرف واپس آئی۔ جو اپنی بگڑی ہوئی حالت میں بھی انسان کو بہت
سی خرابیوں سے بچاتا ہے جن میں انسان الحاد کی وجہ سے مبتلا ہوتا ہے۔ نماز کے
بعد فوراً پوپلین ان اشخاص سے جو ایوان میں اُس کی ملاقات کے منتظر ہوئے
تھے گفتگو کیا کرتا تھا۔ اُس کی ذکاوت کی آب و تاب اور اُس کی بلند شہرت نے اُس کو
ایسا ہنار کھا تھا کہ لوگ اُس کے قریب جانے سے مرعوب ہوتے تھے۔ اُس کی
لفظیں بڑی آرزو مند و توجہ سے سنی جاتی تھیں۔ وہ مشاہدہ اور توجہ کا مرکز بن گیا تھا۔
کسی دنیوی بادشاہ کو ایسی بے لوث اور سچی اطاعت میسر نہیں آتی جیسی اس وقت
فرسٹ کانسبل کی ہو رہی تھی۔

پوپلین کو بڑی آرزو تھی کہ اُس کا دربار تہذیب اور اخلاق کی مثالگی کا نمونہ
بن جائے۔ نیولی میں لیوشین کا ایک خوبصورت محل تھا۔ ایک موقع پر اُس نے
پوپلین کو مدعو کیا کہ اپنے مایسن کے سب رفقا کے ساتھ اگر بھی تھوڑا سا تاشہ دیکھے
لیوشین اور ایلیزا تاشہ کے ایک بنزد میں جس کا ایلیزا نے نام لیا تھا اکر لکھے
ان کے جوش۔ انداز واداک کی آزادی۔ اور اس سب سے بڑھ کر ان کے
لباس کی آوارگی نے پوپلین کو حد درجہ خوش کر دیا۔ اور جیسے کہ تاشہ ختم ہو اپنی
نے کہا:-

”بڑی خوش حرکت ہے۔ مجھے ایسی فحشیات جائز نہ رکھنا چاہئے۔ اچھا۔ میں

لیون کو سبق دینا کہ یہ حرکت میں پھرنے دیکھو لگا۔ اور جب لیون اپنی معمولی پوشاک پہن کر وہیں آیا۔ پولین نے تمام جماعت کے سامنے اس کو تنبیہ کی کہ آئندہ یہ فعل نہ ہوگا اور پھر کہنے لگا۔ عجب لطف ہے۔ میں تو یہ کوشش کروں کہ اطوار و عادات میں پشتگی پیدا ہو۔ مگر خود میرے ہی بھائی اور بہن اسٹیج پر اس طرح آزادی سے پارٹ کریں واقعی سخت تو ہیں ہے۔

اسی زمانہ کا ذکر ہے کہ بیورن مالمیسن سے روئل کو جاب ہاتھا اور اس کی خوبصورت جیسی گھڑی گر گئی۔ اس نے روئل میں منادی کے ذریعہ سے اپنے نقصان کا اعلان کیا۔ ایک گھنٹہ بعد جب بیورن کھانے پر بیٹھا ہوا تھا ایک کسان کا لڑکا وہی گھڑی جس کو اس نے سڑک پر پایا تھا اس کے پاس لے آیا۔ پولین نے اس واقعہ کو سنا۔ اور فوراً اس لڑکے کے خاندان کے متعلق تحقیقات کرائی اور جب اس کو اس خاندان کے بارہ میں اچھی اطلاع ملی تو اس نے تینوں بھائیوں کو ملازمت عطا کی اور اس نوجوان کو پورا انعام دیا۔ بیورن کتا ہے۔ پولین کی عادات و صفات میں مہربانی بڑا نمایاں جوہر بھی۔

اب اگر مختصر طور سے ان سب کارگزاریوں پر نظر ثانی کی جاوے جو پولین نے اپنی مصر کی واپسی سے اس وقت تک کی تھیں تو یہ مان لینا پڑیگا کہ دنیا کی تاریخ میں اس کی نظیر تلاش کرنا ایک عبث فعل ہوگا۔ اس سے قبل اتنے قلیل عرصہ میں کسی بشر نے نہ اتنا کام کیا اور نہ ایسی خوبی سے انجام دیا۔

آٹے ایک لمحہ کے واسطے ہم۔ اکتوبر ۱۸۹۹ء سے جبکہ پولین مصر سے واپس آکر جزیرہ قبرجس میں جہاز سے اترتا تھا۔ اگست ۱۸۹۸ء تک جبکہ وہ اپنی تمام عمر کے واسطے فرسٹ کلاس نسل منتخب کیا گیا اور جو پورا تین سال کا بھی زمانہ نہیں ہے اس کی کارگزاری پر ایک مصری نظر ڈالیں۔ وہ یکہ و تنہا پیرس آیا اس نے ٹوکر لڑی کو میٹ دیا۔ طاقت اعلیٰ

سور ۱۹۱

اپنے ہاتھ میں لے لی۔ نظام حکومت میں ترتیب قائم کی۔ ٹیکس وصول کرنے کا نیا اور بہتر طریقہ
 کافی طریقہ مقرر کیا۔ گورنمنٹ کے اعتبار کو بڑھایا۔ مصیبت زدہ فوج کی حاجتوں کو پورا
 کیا۔ بڑے عزم و ثبات اور رحم دلی سے اُس نے اُس غیر قدرتی جنگ کو ختم کیا جو
 برسوں سے لاؤڈی *Laodice* کو پر باد کر رہی تھی۔ اور عاجزی سے
 صلح کی یورپ سے درخواست کی۔

یورپ نے صلح کی جنگ کو منتخب کیا۔ اعلیٰ جرہی یاقت سے پھولین نے
 سور *Moreau* کو بڑی جرار فوج کے ساتھ دریائے رین *Rhine*
 پر پہنچا۔ سینیا کو جینوا *Genoa* کی جنگ کے متعلق جوش سے بھر دیا۔ پطرس
 سرعت سے ایسے سپاہیوں کی فوج کے ساتھ جس پر اعداد بہت تھے وہ تو بچاؤ
 رسالوں اور سامان حرب کے ساتھ کوہستان آلپس کی برف سے ڈھکی ہوئی چوٹیوں
 پر چڑھ گیا اور میرنگو *Marengo* کے میدان میں اپنے دشمنوں پر براجماع
 مثل جاٹوٹا۔ اور اپنی بہت تھوڑی فوج سے کثیر القعدا و عظیم کی فوج کے مقابلہ میں
 فاتح دشمن کے ہاتھ سے فتح کو چھین لیا اور ایسے بڑے فاضح فتح کے پر خون میدان
 سے جیسا میرنگو کا تھا اُس نے پھر صلح کی التجا کی اُس کے دشمنوں نے جو عاجزی سے
 اب اُس کے قدموں پر پڑے تھے بڑی خوشی سے اُس کے رحم سے فائدہ اٹھایا
 اور صلح کا وعدہ کیا۔ لیکن کمر سے وہ صرف یہی چاہتے تھے کہ اپنی طاقت پھر سے
 قائم کرنے کے لئے مہارت حاصل کریں۔ اس پر نپولین نے سور کو ہولینڈن کو روڈ
 کیا۔ اور آسٹریا کی دیواروں کے نیچے یورپ سے صلح حاصل کی۔

انگلستان اب بھی جنگ پر آمادہ رہا۔ فرسٹ کانسٹنٹل نے اپنی یاقت سے
 پال شاہنشاہ روس کو اپنی طرف کر لیا۔ پروسٹیا۔ سویڈن اور ڈنمارک کو اپنا دوست
 بنایا۔ اور سمندروں کی ملکہ انگلینڈ کے مقابلہ میں حقہ قائم کیا۔ پھر ایسی مصروفیت

کے ساتھ ہی اُس نے فرانس کا قرض ادا کیا۔ اور فرانس کا بنگ قائم کیا۔ راہزنیوں کا
استیصال کر کے فرانس کے سب صوبوں میں امن و امان کر دی۔ کوہستان اُلپس پر
عالی شان، شکر کی کاٹیں۔ اُلپس کی چوٹیوں پر اسپتال قائم کئے بغیر محظوظ شہروں کی
حفاظت کے لئے فوجیں لقمیر کیں۔ نریں کھدوائیں۔ پل تعمیر کئے۔ بڑی بڑی ٹرکیں
بنوائیں۔ اور ایسے مجموعہ قوانین کی تدوین کی کہ اُس کی محنت اور ذہانت کی لازوال
یاوگار قائم ہو گئی۔ اپنے بہترین دوستوں کی مخالفت کے باوجود اس نے نہایت سی
بحال کیا اور اُس کے ساتھ قوت ایمانیہ کی آزادی کا عام اعلان کیا۔ اناؤہ عام کی عطا
بنوائیں۔ کہ محنتی لوگوں کو بہت ہو۔ مدرسوں اور کالجوں کی بنیادیں ڈالیں۔ اور بڑے
بڑے افغانوں سے اہل جوہر کی قدر افزائیاں کیں۔

پیرس کو بڑی ترقی دی۔ کوپے صاف کئے گئے۔ سڑکوں پر چھڑکاؤ پیسے
اور ان سب اذکار کے درمیان وہ دنیا بھر کے دشمنوں کے مقابلہ میں فرانس کی حقانیت
کو ثابت اور بالآخر مجبور و ناچار ہو کر اُس نے ایک بڑی فوج کے ساتھ خود انگلستان
میں گھس جانے اور جنگ کرنے کا سوئم کیا۔ باوجودیکہ تمام انگلستان ان بتانوں اور
ستمتوں سے بھر دیا گیا تھا جو پولین پر لگائے گئے تھے تاہم یہی آب و تاب سے اُس
کی شہرت ان پر غالب رہی اور وہ انگلستانیوں میں ہر روز مزید بہت سے انگلستان
کے نام آور مدبر اُس کے حامی بنے۔ اُس کا قومی دشمن سرسپ اس کی ذہانت
سے مغلوب ہو کر مستعفی ہوا اور عداوت سے ملحدہ ہو گیا۔ اور دنیا میں صلح قائم
ہو گئی۔

وہ وقتیں پریشانیوں اور حیرانیاں جو ان امور کے سرانجام میں برداشت کرنا پڑیں
لا محدود تھیں اور پولین سے بڑی عالی دستگی سے بہتے تھے تاہم کرنا چاہئے کہ اسے
بہت سے کامیابیات کے دستے کا نسل کو برباد نہ دیکھنا چاہئے، حتیٰ کہ وہ انصاف کرنا

لیکن وہ کس کس کے ساتھ انصاف کرتا۔ کیا وہ اُن مالکانِ جائداد کے ساتھ انصاف کرتا جن کو انقلاب کے ظلم نے اُن کی جائدادوں سے محروم کر دیا تھا۔ اور صرف اس لئے انصاف کرتا کہ وہ اپنے جاپنا اور اداں اصولوں کے ساتھ بن۔ تھے اُن کو دراصل ہونے پر کوئی تھی و فادار رہتے تھے۔ فرسٹ کانسل اُن نے مالکوں کے ساتھ انصاف کرتا جنہوں نے یہ جائدادیں خریدی تھیں اور اُس قانون پر محروسہ کیا تھا جو ایک ناجائز حکومت نے نافذ کیا تھا۔ کیا فرسٹ کانسل کو فریقِ شاہی کے طرفداروں کے ساتھ انصاف کرنا چاہئے تھا۔ جو لاؤڈی۔ کوئی برن *Duchess* اور جرمنی کے میدانوں میں مجروح و پامال ہوئے تھے اور بوربون کے سفید جھنڈے کے صفت بہتے ہوئے تھے اور یقیناً واثق رکھتے تھے کہ وہ حق بجانب ہیں اور شرعی بادشاہ کی حمایت و طرفداری میں ایک ظالم اور فاضل حکومت کا مقابلہ کر رہے ہیں یا فرسٹ کانسل اُن لاکھوں جمہوریوں کے ساتھ انصاف کرتا جنہوں نے فرانس کی سرحدوں پر اپنے کو ایک برہنہ دیوار کے مثل قائم کر دیا تھا اور اپنے ملک کو بہت دفعہ اُس کے سخت دشمنوں سے بچایا تھا اور فرانس کے عطا فی جھنڈہ کو ایسی رفیع الشان بلندی تک پہنچا دیا تھا۔ کیا فرسٹ کانسل کو اُن پادریوں کے ساتھ انصاف کرنا چاہئے تھا جو ہر ایک سیسی نیکو کاری کی مثال اور نمونہ تھے۔ اور جن کا وہ حق پیدائش چھپرہ یا گیا تھا جو پندرہ سو برس کی ریاست کا اعلا م تھا۔ یا فرسٹ کانسل کو اُن نئی جائدادوں کے حاصل کرنے والوں کے ساتھ انصاف کرنا چاہئے تھا جنہوں نے صومعوں کو دکانوں سے بدل کر دیا تھا اور گرجوں کو گوداموں سے بدل کر دیا تھا اور اُن رسوم کو جو تین سو برس سے تبرک اور واجب الاحرام چلے آتے تھے سب سے زیادہ گندہ اور ناپاک قرار دیا تھا۔

تیسرا کتاب ہے "ایسا زبردست فخر ہونے کے باوجود پولین نے وہ میاں دیا

اختیار کی گئی اور نہایت بڑا سپہ سالار ہو کر وہ ایسا بڑا آئینہ اس اور مقنن ثابت ہوا تھا اور فن حرب میں سب پر فائق ہو کر اس نے امن و صلح کے علوم و فنون سے ایسا شوق ظاہر کیا تھا کہ فرانس اور تمام دنیا میں اگر یہ سب باتیں خیالی نظر آئی ہوں تو بے جا نہیں ہے۔ منجملہ ان اشخاص کے جو اس کی مجالس میں داخل تھے وہ چند اشخاص جو حال سے استقبال کا اندازہ کر سکتے تھے۔ پولین کی خواہشوں کی تیزی اس کے ارادہ کے غم و ثبات اور اس کے جسم و دماغ کی ان تھک چستی دیکھ کر ایک ساتھ حیرت و تردید سے بھر گئے تھے۔ جس طریقہ سے پولین نیکی کرتا تھا وہ اس طریقہ ہی کو دیکھ کر چاہتے تھے کیونکہ اس کی تکمیل میں وہ حد درجہ کی بے صبری ظاہر کرتا تھا اور اس کو بڑے بھاری پڑ سے کرنا چاہتا تھا۔ عاقل و فزاد ٹروچٹ کما سیکس سمیٹل جو پولین کا مداح اور خیر خواہ تھا اور اسے فرانس کا نجات دہندہ یقین کرتا تھا ایک دن بڑے مترواجم میں کئے میرز سے کہنے لگا۔ ”یہ جوان میرز کی طرح کام کا آغاز کر رہا ہے اور مجھے خوف ہے کہ اس کا شیرازہ ہی کی طرح کیسے انجام نہو“

ڈیوک آف لیتھ کا قول ہے ”جب سے پولین کو اعلیٰ اختیارات حاصل ہوئے اس کے پیش نظر ایک اہم سوال بہت عرصہ تک رہا اور بہت دنوں تک اس کے خیال کو اپنی طرف مصروف رکھا اور وہ سوال یہ تھا کہ آیا فرانس میں جمہوری حکومت کا قیام رہنا ممکن ہے یا نہیں؟

”جمہوری وضع حکومت کا طریقہ ہمارے باہم کامیاب ثابت نہیں ہوا۔ انقلاب کی یاد گاریں تازہ تھیں۔ ہم کو خوف تھا کہ اس وقت جبکہ فرانس نے اپنی قسمت کو فخر ایسے ایک شخص کے حوالہ کیا جو اس کو طوائف الملوکی سے بچا سکتا تھا کیسے وہ نظام پھر دوبارہ اور زیادہ شدت سے پیش نہ آویں لیکن اس شخص کو کیا یہ امید ہو سکتی تھی کہ وہ

لے شیر (میر) روم کا زبردست بادشاہ تھا اور آخر میں اس کو برونس نے قتل کیا۔ مترجم ۱۲

کسی مدت تک اپنی ذہانت کی برتری سے اُن جذبات کا انتظام کر سکتا تھا جو متواتر مہتمم کے ترتیب و انتظام کو دھکی دے رہے تھے اگر وہ اس مہتمم کا ملکی انتظام قائم کر جائیں سے ان جذبات کے مہلک اثر کی تائید ہوتی۔

۱۹۷۷

"یہ سچ ہے کہ جمہوری حکومت امریکہ میں کامیاب ہوئی۔ لیکن ہماری طبعی اور اخلاقی حالت اور اُس ملک میں کتنا بڑا فرق ہے جو قطعی نیسا ہے۔ اور پورا آبادی بھی نہیں ہوا ہے۔ جس کے عادات و اطوار عموماً بالکل ہیں اور جو علاوہ ان سب باتوں کے براعظم یورپ سے ہذیمہ ایک بڑا عظم کے جدا بھی ہے اور اس لئے یورپ کے تاجداروں کو اُس سے ایسا خطرہ بھی نہیں ہے کہ جمہوری رنگ سے خود اُن کے مالک پر کوئی اثر پڑے گا۔ اس کے برخلاف یورپ کے بادشاہ امریکہ کی جمہوری مثال کو فرانس میں جو ان کا ہم عصر ملک ہے کیونکر لگا ہلاکت سے دیکھ سکتے تھے۔ اور پھر فرانس اپنی مقامی حالت اور مقبوضات کے اعتبار سے ایک قوی ملک تھا۔ کیا شیرٹواریلیک کے مقابل میں تمام یورپ نے ایک نہیں کر لیا تھا۔ ۹۔ کیا اس عالمگیر جنگ کی بدولت فرانس کی پامالی برسر رسیدہ وقتی جبکہ فرانس نے امور انتظامی پنولین کے سپرد کئے۔

جب ان سب امور پر لحاظ کیا جاتا ہے تو کسی طرح ممکن نہیں معلوم ہوتا کہ اُس مہتمم کے نئے انتظام و انقلاب نے قائم کئے تھے کامیابی سے قائم رکھے جاسکتے تھے۔ اور بے شک ایک مشہور کپتان کی ہمتی میں جس کو قوم نے اختیار بخشا تھا، شاہی وضع حکومت قائم کرنے میں اسی مہتمم کے موانع پیش آتے۔ یہ بھی ضروری ہوتا کہ قدیمی یورپ کے خاندانوں کے حلوں کے مقابلہ میں ویسی ہی زبردست تیاریاں کی جاتیں جو کم و بیش حصہ تک قائم رکھی جاتیں اور ان حلوں کو فرانسیسی فتوحات ہی روک سکتی تھیں۔

"با اینہم جہاں تک امکان میں تھا۔ انگلستان کی وضع حکومت کے قریب پہنچ کر پنولین نے فرمایا کہ وہ کم وقت کے ساتھ فرانسیسیوں کے لئے خاص خاص حقوق

مضبوط رکھ سکا جن کو فرانس نے بڑی گراں قیمت پر حاصل کیا تھا۔ اور پولین نے فرانس کو اسی قسم کی حکومت دی جس کے وہ صدیوں سے عادی تھی اور شاید اُس نے دوری طرف پورپ کے بادشاہوں کی خصوصیت کو اس جدید فرانس کی فرماں روائی کی طرف سے کم کر دیا جو قریب قریب اسی قسم کی فرماں روائی تھی جیسی یورپ میں جاری تھی۔
 ڈیوک آف گیٹا کی یہ رائے جو اُس نے تحریر کی ہے بیشک تمام سوچنے والے شخص مان لینگے۔ جو فرانس کی اُس وقت کی حالت پر غور کریں گے۔ اور کسی قسم کی طرفداری کو کام میں نہ لائیں گے اور اس میں ذرا کلام نہیں کہ پولین نے یہ جملہ کارنامے صدق و لی سے اختیار کی تھیں اور کوئی دانا آدمی انکار نہیں کر سکتا کہ فرانس کے جزو انظم نے ان کو بڑے نفع سے بہت لایا تھا۔

باب سبست و پنجم

ایٹلی کے صلح نامہ کی شکست

نپولین کے پاس دوں یورپ کا مبارک باد کے لئے اپنے وکیلوں کو بھیجا۔ انگریزی گورنمنٹ کی بے اطمینانی پلیٹیر

ایٹلی کے صلح نامہ کے صلح نامہ سے انگریزوں کا انحراف۔

فائنس کی موجودات کو گزاری۔ نپولین کا فیصلہ۔ فرانسیسی غیر محفوظ حالت۔ لارڈ وائٹ وورث

Whitworth سے ملاقات۔ انگریزوں کا جنگ کو شروع کر دینا۔ ایک سال

Engels - Shiers - Hazlet - اسکات

ایٹلی سے Alisau اور لاک اسٹریٹ کی شہادت۔ نپولین کے

ریہرک۔

نپولین کا تمام عمر کے واسطے اعلیٰ اختیارات پر فائز کیا جانا یورپ کے بہت سے بادشاہوں کے اطمینان کا باعث ہوا کیونکہ اس بات سے جمہوری اثرات کے خدشے کم ہو گئے اور فرانسیسی اور یورپ کی دوسری سلطنتوں میں مشابہت پیدا ہو گئی۔ حتیٰ کہ

انگلستان میں وزیر اعظم نے فرانسیسی سفیر کو یقین دلایا کہ اس واقعہ سے انگلستان کی گورنمنٹ کو اطمینان ہوا کیونکہ اب فرانس میں امن چین ہو جائیگا۔ پروشیا کے بادشاہ اور روس کے شاہنشاہ اسکندرا اور پرنس ڈیوک چارلس نے نپولین کو دوستانہ طریقے سے ہمالک باد دی۔ اور نیز کئی اور نے جو شاہنشاہ آسٹریا کی ماں اور نیپلس کی مغرور ملکہ تھی اور اس وقت وائیا میں موجود تھی اپنے جوش اطمینان کی حالت میں فرانسیسی سفیر سے یقین کیا کہیں "جزل بونا پارٹ بڑا آدمی ہے۔" اُس نے مجھے بہت نقصان پہنچایا ہے لیکن اس سے یہ نہیں ہو سکتا کہ میں اُس کی ذہانت کی تعریف کروں۔ فرانس میں بد نظمی کا خاتمہ کر کے اُس نے یورپ کی خدمت کی ہے اُس نے اپنے ملک کی فرماں روائی اس لئے حاصل کی ہے کہ وہ اُس کا اہل ہے۔ شاہی خاندان کے شاہزادوں کے سامنے میں اُسے بطور نمونہ کے ہر روز پیش کیا کرتی ہوں۔ میں اُن کو نصیحت کیا کرتی ہوں کہ اس حیرت انگیز شخص کی حالت پر غور کریں اور اُس کی مثال سے سیکھیں کہ ذہانت اور شان و شوکت کے ذریعہ سے حکومت کا جو اکس طرح قابل برداشت بنائیں۔

نپولین کا قول تھا "اگر ہم اپنے صلح نامہ کا قیام و دوام چاہتے ہیں تو ضرور ہے کہ ہمارے گرد کی حکومتیں یا تو ہماری وضع حکومت اختیار کریں یا ہمارا خود طرز فرماؤں گی اُن کی حکومت سے مشابہ ہو جائے۔ کیونکہ نئی جمہوری حکومت اور پرانی بادشاہتوں میں مخالفت کی روح باقی رہنا لازمی سی بات ہے اور یورپ میں نفاق کی ہی بنا ہے"

ڈیوک آف گیسٹرنبرگ نے یہ بات بیان کی تھی کہ اس سے بہتر طریقہ کے ساتھ اُن مقاصد اور اغراض کا اظہار کر سکتا تھا جن کی طرف اپنی تدبیر رجوع کرنے کا اُسے میلان تھا اور ایسا فیصلہ کرنے پر وہ اس لئے مجبور تھا کہ اُس کی رائے میں پائدار اور مستحکم صلح کرنے کی اگر کوئی تھی تو یہی تدبیر تھی۔"

لیکن فرانس اور انگلستان میں دشواریاں جلد جلد پیدا ہو رہی تھیں۔ انگلستانیوں کی توقع کے موافق ان کی ساختہ اشیاء کی نکاسی انوی روائی اور لوہے کی اشیاء انگلستان کی دستکاری کی سب سے زرخیز شاخیں تھیں۔ نپولین نے خود فرانس کی دستکاری پر محدود توجہ کی تھی اور ان کو اس طرح رواج دیا کہ باہر کی اشیاء درآمد کا استعمال قطعی بند کر دیا۔ ولیم پیٹ اور اس کے رفقاء کو اب بھی ترسوخ حاصل تھا اور وہ نپولین کی تیز ترقیوں کو نگاہ حسد سے دیکھتا تھا اور رسالوں اور اخباروں کے ذریعہ سے فرانس کی بلند نظری کے خلاف بڑی داد دیا چار لکھی تھی۔ فریٹش ہی کے وہ معاون جنہوں نے فرانسیسی حکومت کو تسلیم نہیں کیا تھا اور اب تک بوربون کے حامی تھے انگلستان میں پناہ گیر تھے۔

انگلستان اور فرانس کی طویل جنگ میں وہ انگلستان کے رفیق رہے تھے۔ اور ان کی مصائب میں انگلستان ان کی ہمدردی کرنے سے اجتناب نہ کرتا تھا۔ اور اگر انگلستان ایسا نہ کرتا تو فیاضی کے خلاف بھی تھا۔ بہت سے تارکان وطن کو انگلستان سے پشن ملتی تھی اور اسی کے ساتھ وہ نپولین کی بان کے خلاف ہمیشہ سازشوں میں مصروف رہتے تھے۔ اور اس غرض سے قائل بھیجے رہتے تھے کہ نپولین کو گولی سے مار دیں۔ نپولین نے ایک مرتبہ حالت غیظ میں کہا تھا۔ میں بوربون کو تباہ نگاہ میں وہ شخص نہیں ہوں جو کہنے کے مثل گولی سے مار دیا جاوے، نپولین کو سخت شکایت تھی کہ وہی لوگ جو اس کی جان کے خواہاں تھے سرکار برطانیہ سے تنخواہیں پارہے تھے۔ فرانس کی پولیس ان تارکان وطن کی سازشوں کا رد ذریعہ لگا رہی تھی۔

ایک بوربون رسالہ نویس نے جس کا نام پبلیئر تھا۔ نپولین۔ اس کی بیوی۔ بچوں بھائیوں اور بہنوں کے خلاف نہایت ہی مذموم بتائوں سے بھری ہوئے رسالوں کا تمام انگلستان میں طوفان برپا کر دیا تھا۔ ان رسالوں میں نہایت ہی شرمناک باتیں نپولین اور اس کے خاندان سے منسوب کی گئی تھیں۔ ان رسالوں سے بڑا گرا اثر ہوا۔

ان پرتین کیا گیا۔ ان ہمدہ اخبارات کے شائع کرنے میں بہت سے لوگوں کو جپون کی ہرٹلز نری کو بر باد کرنا چاہتے تھے بڑا لطف تھا۔ کہ اس ذریعہ سے انگلستان کو ان کو نپون کے خلاف پھر جنگ پر آمادہ کریں۔ نپون سخت شاک کی تھا کہ ایسے بہت ان اُس کے خلاف انگلستان میں رد و ارتکبے جاتے تھے۔ لیکن اُس کو معلوم تھا کہ انگلستان میں مطاب کو آزادی حاصل تھی۔ اور ان باتوں کا سواے اس کے کوئی علاج نہ تھا کہ انگلستان کی عدالتوں میں قانونی چارہ جوئی کی جاتی۔ اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ سچی عظمت اسی میں تھی کہ ان ہتھانوں پر کوئی توجہ نہ کی جاتی لیکن نپون کو معلوم ہوا کہ ان ہتھانوں سے یورپ کی قوموں کے خیال خراب ہو رہے تھے اور یہ ہتھان یورپ کو جنگ کے سیلاب میں مبتلا کر دینے کا راستہ تیار کر رہے تھے۔ اور ایسے افعال جن کے ایسے مذموم نتائج پیدا ہونے کو تھے اس قابل نہ تھے کہ خاموشی اختیار کی جاتی۔

الجزائر کے باشندوں نے بحر روم میں قزاقی کی گرم بازاری کر رکھی تھی اور عیسائی طاقتوں سے روپیہ وصول کرتے تھے۔ ساحل پر ایک فرانسیسی جہاز غارت ہو گیا تھا اور اُس کے طالع قید کر لئے گئے تھے اس کے علاوہ دو اور فرانسیسی جہاز اور ایک نیپلس کا جہاز گرفتار کر لئے گئے تھے اور الجزائر کو بھیج دیے گئے تھے۔ اس پر نپون کو برا غصہ آیا اور ڈے سے کو اُس نے فوراً ایک مراسلہ بھیجا اور لکھا کہ اگر قیدی اور جہاز فوراً رہا نہ کر دیے گئے اور ورائس اور اٹلی کے جھنڈوں کی اگر عزت نہ کی گئی تو بہت جلد ایک فوج گراں بھیج کر الجزائر پر باد کر دیا جاوے گا۔

ڈے نے مصر کے متعلق نپون کے حالات سن چکا تھا۔ وہ ڈر گیا اور اُس نے فوراً قیدی اور جہاز چھوڑ دیے اور محذرت لکھی اور وحشیانہ انصاف سے اُن لوگوں کے قتل کا حکم دے دیا جنہوں نے خود اُس کے حکم سے ان قیدیوں اور جہازوں کو

گرفتار کیا تھا۔ اور اگر وزیرِ فرانس سفارش نہ کرتا تو یہ لوگ بے شک قتل کر دیے جاتے۔ اب
 نپولین نے پوپ کے ساتھ نہایت عالی حوصلگی کا ایک کام کیا۔ پوپ کے پاس ایسے درجن
 نہ تھے کہ اپنے ساحل کو ان غارت گروں سے جواب بھی سمند میں بہ کثرت جمع تھے محفوظ
 رکھ سکتا۔ نپولین نے ٹولون کی بندرگاہ سے دو عمدہ جہاز منتخب کئے اور ان کو عمدہ سامان
 حرب سے اچھی طرح آراستہ کر کے ایک کانام سینٹ پیٹر اور دوسرے کانام سینٹ پال
 رکھا اور پوپ کو بتا بھیجے۔ اور یہاں تک احتیاط کی کہ ایک اوجھوٹا جہاز ان جہازوں
 کے ساتھ اس غرض سے کرویا کہ وہ دونوں جہازوں کے ملاح اس جہاز پر واپس آئیں
 اور پوپ کے خزانہ پر مصارف کا بار نہ پڑے۔ پوپ اس بات سے ایسا خوش ہوا کہ
 ان ملاحوں کو بڑے اصرار سے شہرِ روم میں بلایا اور بڑے تپاک سے ان کی مدد
 کیں اور سینٹ پیٹر کے گرجا کی سیر کر لی اور اپنی شان و شوکت سے ان ملاحوں کو دنگ
 کر دیا۔ یہ ملاح اپنے ہمراہ بہت سے مخالف لائے۔ اور پوپ کی تواضع سے بہت
 مسرور تھے۔

ہینس کے صلح نامہ کی ایک شرط یہ تھی کہ انگلستان اور فرانس مصر کو خالی کر دیں اور
 اور انگلستان مالٹا کو اس کے فرمانرواؤں کے سپرد کر دے۔ چونکہ مالٹا کی فضیلتیں اور
 قلعہ نہایت بے گدز اور مستحکم تھے لہذا مالٹا کا قابض بحرِ روم کا مالک تھا اور مالٹا مصر
 کی بکید تھا اور صلح نامہ کے وقت جب نپولین نے خود اس جزیرہ کے خالی کر دینے پر ہمسایہ
 ظاہر کی تھی تو اس بات پر بہت زور دیا تھا کہ انگلستان اس جزیرہ کو ضرور خالی کر دے۔ اور
 اس سوال پر کہ مالٹا ایسی طاقت کے حوالہ کر دیا جاوے جسے فرانس اور انگلستان کے باہمی
 جھگڑے سے کوئی واسطہ نہ ہو صلح نامہ انکار ہوا تھا۔ اس کے بعد صلح نامہ پر دستخط ہو گئے۔
 اور نپولین نے بڑی احتیاط سے صلح نامہ کی جملہ شرائط کو پورا کر دیا۔ لیکن کچھ ایسے موانع
 پیش آئے جن کا ذمہ دار انگلستان نہیں ہے کہ مالٹا خالی کرنے میں انگلستان کو دیر لگی۔

لیکن اب وہ موافق بھی وضع ہو گئے اور صلح نامہ کے دستخطوں کو بھی ایک سال ہو گیا۔ لیکن انگلستان کی افواج مصر اور مالٹا دونوں میں موجود رہیں اور انگلستان کی پارلیمنٹ اور اخبارات میں اب اس بات پر شدت سے بحث شروع ہوئی کہ آیا امیتیس کے سلیحہ کی شرائط پورا کرنے کا انگلستان پابند بھی ہے یا نہیں کیونکہ فرانس ایسا قومی ہوتا چلا جاتا کہ باعث خوف و خطر ہے۔

مسٹر فاکس نے بڑی عالی مولگی اور فصاحت سے کہا: "اُن سب باتوں پر جو میں سن رہا ہوں مجھے حیرت ہوتی ہے اور خاص کر اس وجہ سے اور حیرت ہو رہی ہے کہ ایسی باتوں کو لوگ کہہ رہے ہیں۔ فی الحقیقت فرانس کی بڑھتی ہوئی ترقی پر جو یورپ اور امریکہ میں اپنی طاقت کو روزانہ ترقی دے رہا ہے مجھے مسٹر پٹ کے ہر ایک دوست اور ہر ایک ہم منصب سے بڑھ کر مضموس ہے۔ یہ وہی فرانس ہے جس پر اب دوسروں کے معاملہ میں ذخیل ہونے کا الزام لگایا جاتا ہے۔ اسی فرانس پر ہم نے اس غرض سے پیش کی تھی کہ اُس پر یورپا میں فرماں روائی قائم کریں جس کو وہ تسلیم نہ کرتا تھا اور اس کو یورپا بادشاہ کی اطاعت پر مجبور کر دیں جس کی حکومت کے جوئے کو وہ لگاؤ نفرت سے دیکھتی تھی۔ لیکن اس عظیم الشان غزم و ثبات سے جو نایح نہیں قابل پیروی ہے اور جس کو کبھی فساد پوش نہ کرنا چاہئے فرانس نے سب حکماء اور لوگوں کو پس پا کر دیا۔ گو انگلستان سے ہمارا بڑا گرم جوشی اور محبت کے ساتھ تعلق ہے تاہم بڑی بے خودی سے ہم اس جوش آزادی کے ہمدرد ہیں جو فرانس نے ظاہر کیا اور کوئی وجہ نہیں کہ ہم اپنے خیال و ہمت کو چھپائیں۔ اس میں شک نہیں کہ فرانس بڑا ہے اور اُس سے زیادہ بڑا ہے کہ لپکا اگلا تانی اس کو اتنا بڑا ہونا نہ چاہیگا۔ لیکن یہ سب باتیں سفیدہ عذر ناموں کے شکست کو دینے کی وجہ نہ ہونا چاہئے۔ یا اس ۱۰۰۰ سے کہ فرانس ہم کو بے حد زبردست نظر آرہی ہے اور اُس سے زیادہ بڑی ہو کئی ہے جتنا مارا خیال تھا ہم اثنی عشر کو

توڑ دیں۔ مثلاً ہم مالٹا پر اپنا قبضہ قائم رکھیں تو یہ معاہدہ شکنی کا ایسا نامزیا فعل ہے کہ برطانیہ کی آبرو میں داغ لگ جائیگا۔ مجھے یقین ہے کہ اگر پریس میں ایسی ہی جماعت ہوتی جیسی آج بیاں بحث کر رہی ہے تو برطانیہ کی بحری طاقت اور بحری سلطنت کا انھیں لفظوں سے ڈرکھاتا جیسا آج ہم فرانس کی بری افواج اور بری سلطنت کا اس مکان میں ذکر کر رہے ہیں۔

ہنولینگ کا صدق دل سے خواہشمند تھا اور وہ فرانس کو ترقی اور زینت دینے کے بڑے بڑے سامان کر رہا تھا۔ ہزار ہا کاریگر گوہ آپس پر ٹسکس کا ٹٹنے میں مصروف تھے ہنولین بڑے پرشوق لطف سے استقامی عمارتوں یعنی فصیلوں وغیرہ اور نہروں کی ترقی کو دیکھ رہا تھا۔ اُس کو قطعی خود مختار انداختاریات حاصل تھے۔ ہر طرف اُس کے ماح موچ تھے۔ پوری امن و چین تھی اور وہ اپنے تئیں مبارک باد دیتا تھا کہ اُس نے یورپ میں امن و چین قائم کیا تھا۔ اس نے افواج بر خاست کر دیں اور تمام غزم و ثبات کو دستکار کی اور جرت کی ترقی کی طرف متوجہ کر دیا تھا۔ اور اسی لئے اُس نے برو باری اور عاجزی کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا کہ پھر جنگ کی مصیبت برپا نہ ہو۔

اُس نے انگریزی سیفلار ڈوائسٹ ورثہ کا پریس میں بڑی عزت سے استقبال کیا اور اُس کی لیڈی یعنی ڈیچراف ڈارسٹ کے ساتھ ساتھ کی بڑی تپاک سے خاطر و مدارات کیئیں اور کوئی لریز میں تفریح کے بڑے بڑے سامان کئے کئے۔ ٹیکرانڈ نے خاطر و داری اور تواضع میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ لبرن اور کپے ہیرز ہنولین کے ہم منصب کا نسل بھی سرگرم مہماں داری رہے۔ لیکن ان سب کو ششوں کے باوجود جو ہنولین نے برطانیہ کے ساتھ ارتباط و اتحاد قائم رکھنے میں کیں کوئی نتیجہ نہوا۔ اور برطانیہ نے امن کے صلح نامہ کے شرائط سے علانیہ پہلو ہتی کر کے اب بھی مالٹا پر قبضہ قائم کیا۔ اس صلح نامہ کی شرائط کو پورا کرانے کی بابت کہ یہ سنجیدہ معاہدہ تھا اب فرانس کی آبرو

بازی پر چڑھی ہوئی تھی۔ مالتا ایسا کارآمد اور ضروری مقام تھا کہ انگلستان کے قبضہ میں نہ چھوڑا جاسکتا تھا اور انجنا مکار انگلستان نے گستاخی سے اس بات کا دعویٰ کر دیا کہ فرانسز بالینڈ کو تو قطعی خالی کر دے اور مالتا انگلستان کے قبضہ میں قطعی چھوڑا جائے۔ اس پر نیپولین کو سخت غصہ آیا اور اُس نے کہا ”پاپیے ڈور اور ڈیو بارنس کے دُور دُور ہو چکے۔ فرانسیسی صدقِ دل سے صلح کے طالب ہیں لیکن ایسی صلح کے طالب ہیں جو نجات دار آدمیوں کے شایان ہے“۔ نیپولین نے لارڈ وائٹ ورتھ سے خود ملاقات کی اور بڑی بے تکلفی سے اُس کے سامنے اپنے خیالات اور ارادوں کی تصریح کی۔

۱۱۔ فروری سن ۱۸۰۷ء کو اُس نے لارڈ وائٹ ورتھ کا ٹوٹی لریز کے ایوان میں دربار کو درمیانِ استقبال کیا۔ کرہ کے بیچ میں ایک بڑی کھفے کی میز بھی تھی ایک سر پر اس نے وائٹ ورتھ کو بٹھا لادو وکر کے پر خنوبیٹھا اور کہا ”میں نے چاہا ہے کہ میں خود تم سے باتیں کروں تاکہ میں پوری طرح سے اپنے اصلی ارادوں اور اسے کی بابت تم کو پورا یقین دلا دوں“ اور پھر اُس زور قوت پر اور وضاحت سے جس سے کوئی سہ پاپیے ڈور کا اصل نام بین امیٹلے نیٹ مارشلس آف پاپیے ڈور تھا یہ کوئی پانزدہم بادشاہِ فرانس کی آشنائی۔ پہلے تینارٹ کے بن میں شکار کے وقت بادشاہ اس پر مائل ہوا۔ پھر اس عورت نے بادشاہ پر پورا قبضہ کر لیا۔ فرانس کے ظلموں کی یہی بانی تھی۔ بہت سے عہدوں پر اسی کے رشتہ دار تھے۔ مصنف ۱۲

۱۳۔ ڈیو بارنس۔ پاپیے ڈور کی جانشین تھی۔ دربار میں اس کا بہت زبردست اثر تھا اور اپنے اختیارات اور سلطنت کے محاصل سے اپنے عزیزوں کو فائدہ پہنچاتی تھی اور فرانس کے انقلاب میں بڑی بڑی گت سے قتل ہوئی۔ ۱۲ مصنف

نیپولین نظر سے کتا ہے کہ وہ دن ہو چکے کہ فرانس میں ایسی برکدار عورتوں کی بادشاہ پر حکومت تھی اور انگلستان کے جوجی میں آتا تھا کرتا تھا۔ ۱۲ مترجم

سبقت نہ لے جاسکا اُس نے اپنے اور برطانیہ کے باہمی معاملات شروع سے بیان کئے اور کہا "کانسل ہوئے ہی مینے برطانیہ سے صلح کی درخواست کی۔ برطانیہ نے صلح سے انکار کیا۔ پھر دوبارہ نہایت ہی مناسب موقع پر مینے صلح کی درخواست کی اور امینس کے صلح نامہ سے مینے بڑے بڑے نقصان منظور کئے"۔

پھر کہا "اُن کو شمشوں کے بدلہ میں کہ میں برطانیہ کے ساتھ اتحاد قائم رکھوں مجھے کوئی دوستانہ جواب نہ ملا۔ برطانیہ کے اخباروں میں کیا ہے۔ صرف یہی ہے کہ وہ میری مخالفت کر رہے ہیں۔ تارکان وطن کو اجازت دیدی گئی ہے کہ وہ مجھے دشنام دے ایسی اجازت دینے میں برطانیہ نے اپنے تئیں حتیٰ جانب ثابت نہیں کیا۔ جارمبہ

پہنشن دی جا رہی ہے۔ تارکان وطن جن کا لجاو ماوا برطانیہ ہے برابر فرانس پر سخت کرتے رہے ہیں کہ خانہ جنگی کے شعلوں کو مشتعل کریں۔ بولوں شاہزادوں کا اس

اعتشام سے کہ وہ گویا بادشاہ ہیں استقبال کیا جاتا ہے۔ سوزر لینڈ اور اٹلی میں اس اس غرض سے گمانتے مقرر کئے گئے ہیں کہ فرانس کے مقابل میں شور اپنی کی جاویں۔ آلے والی ہوا میرے پاس انگلستان سے تو ہیں و نفرت کے سوا کچھ نہیں لاتی اور اب ہمارے

ماہین حالات اُس تنگی کو پہنچ گئے ہیں کہ اب اُن سے خلاصی پر ضرور ہے اور اب فرما دیجئے کہ امینس کے صلح نامہ پر آپ عملدرآمد کریں گے یا نہیں۔ اور میں تو اپنی طرف سے اس صلح نامہ کی تعمیل وہی آدمیوں کی طرح ذرا دراکر چکا۔ اس صلح نامہ کی رو سے مجھ سے چاہا گیا تھا کہ میں نیپلس *Naples* مارٹو *Martu* اور روم *Rome* کی ریاستوں کو تین ماہ کے اندر خالی کر دوں چنانچہ میں نے دو ہی

ماہ کے اندر ان ممالک سے تمام فرانسیسی افواج علیحدہ کر لیں۔ لیکن برطانیہ کی افواج

مالٹا اور اسکندریہ میں ہنوز موجود ہیں اور صلح نامہ کے دستخطوں کو دس ماہ ہو چکے۔ اور

اس موقع پر مجھے فریب دینا بے کار ہے۔ اب آپ فرادیجئے کہ صلح نامہ پر عمل کرینگے یا آپ
 لڑینگے۔ اگر جنگ کا غم ہو تو دلیا فرادیجئے۔ اور ہم بے تکلف جنگ کے واسطے حاضر ہیں
 اور اگر یہ منظور ہے کہ صلح قائم رکھی جائے تو بس اسکذریہ اور مالٹا کو فوراً خالی کر دیجئے۔
 ”یتیم ہے کرائی کی پہاڑی جس پر کثرت سے فصلیں اور بچ بنے ہوئے ہیں بحری
 کھڈ سے نہایت کا آہ شے ہے۔ لیکن اب چونکہ فرانس کی آبرو اس سے وابستہ ہے
 اسلئے میری رائے میں مالٹا کی عظمت و وقت حد درجہ زیادہ ہو رہی ہے۔ اگر تم ایک
 صلح نامہ پر دستخط کر کے اور اس طرح اس کے شکست کر دیئے جانے کو گوارا کر لیٹے تو دنیا
 کیا کہے گی۔ اس سے ہمارے غم و ہمت کے دامن پر وجہ لگے گا۔ میں اپنا تو آپ کو
 یقین دلاتا ہوں کہ میں اپنے غم میں پختہ ہوں اور مجھے یہ گوارا ہے کہ مالٹا کی بلندیوں
 پر برطانیہ کا قبضہ ہو جائے لیکن مالٹا پر برطانیہ کا قبضہ مجھ سے نہ بچا جائیگا۔
 ”اگر تم کو میری طرف سے شبہ ہو کہ میں صلح نہیں چاہتا تو یہ بات میں تمھارے
 لئے تجویز کرنا چھوڑتا ہوں کہ میں سچا ہوں یا نہیں۔ عمر کے اعتبار سے میں ابھی بالکل جوان
 ہوں تاہم ایسی شہرت حاصل کر چکا ہوں کہ اب اس میں اضافہ کرنا دشوار کام ہے۔ کیا تم
 خیال کرتے ہو کہ ایسی جنگ میں مصروف ہو کر جس میں فتح کی مجھے امید نہیں میں اپنے
 اختیارات اور شہرت کو معرض خطر میں ڈالوں گا۔ اگر میری اسٹریٹ جنگ ہوئی تو میں
 دانتا مک پونچے کی کوئی نہ کوئی تجویز لکھاؤں گا اور اگر میری تم سے جنگ ہوئی تو براعظم یورپ
 کے تمھارے ہر ایک شریک کو میں تم سے چھین لوں گا۔ تم سمندر میں ہمارا راستہ بند کر دو گے
 لیکن میں براعظم یورپ میں تمھارا راستہ بند کر دوں گا۔ تم ہمارے لئے براعظم کو زندہ ان کر دو گے
 سلاہ مار ڈالو گاؤں بنے جو خاص دارالسلطنت پیرس کے شمال ملحق واقع ہیں اور اتنا متصل ہے
 کہ دنیا بھر کے اندر ایک ہی آواز میں اس مقام پر خوب جنگ ہوئی تھی۔ اوار کے دن پیرس کے
 لوگ یہاں تفریح کو باریا کرتے ہیں مترجم ۱۲

میں بھڑے لئے بحرِ عظیم کو زندان کر دوں گا۔ لیکن جنگ کو ختم کرنے کے واسطے پھر بڑے بڑے سامانوں کی ضرورت ہوگی۔ یعنی ڈیڑھ لاکھ فوج اور جنگی جہازوں کا ایک بہت بڑا بیڑہ تیار کرنا پڑیگا۔ میں انگلش جنرل کو مجبور کرنے کی ضرورت کو شش کو دنگا اور شاید اپنی قسمتِ عظمت اور حیات کے ساتھ سمندر میں ڈوبو دنگا۔ جناب ہندہ انگلستان پر حملہ کرنا کھیل نہیں ہے بڑا خوفناک۔ بے بالی کا فعل ہے۔

اس موقع پر لارڈ وائٹ ورڈ کے سوت ہی لقب ہوا جبکہ پولین نے بڑے زور اور دھت سے اُن خطروں کا جو اس ہم کے ساتھ تو آئے تھے اور جہازوں۔ سپاہ اور سامانِ حرب کو مینا کرنے کی عظیم الشان تیاریوں اور انگلستان کے بیڑے کو دھوکا دینے کی دقت کو بیان کیا۔ پولین نے کہا: ”بربادی کا پلہ زیادہ جھکتا ہوا ہے۔ کامیابی کی استعداد امید نہیں ہے۔ لیکن جنگ والا۔ اگر آپ مجبور کرینگے تو میں اس بے باک حملہ اور ایسی یا بوسانہ جنگ پر بھی حاضر ہوں مگر اتنا گزیرش کئے دیتا ہوں کہ جتنے میرے ساتھ اس مہم میں کامیابی کے اتفاق ہیں اتنے دوسرے شخص کے ساتھ نہیں ہو سکتے۔ پس دیکھئے ایسی بے باک مہم میں اپنی خوش حالی اختیارات اور امن و چین کو خطرہ میں ڈالنا کس طرح پسند کر دنگا۔ اور اب ایسی حالت میں جبکہ میں شہدے سے یہ کہتا ہوں کہ میں صلح کا خواستگار ہوں تو کون خیال کر سکتا ہے کہ میں صدق دل سے ایسا نہیں کہتا ہوں۔“

”بھڑے اور میرے دونوں کے لئے یہی بہتر ہے کہ حد و صلح نامہ سے متجاوز نہوں۔ تم کو ماننا خالی کر دینا لازم ہے۔ تم کو چاہئے ہے کہ میری جان کے دشمنوں کو انگلستان میں پناہ مت دو۔ اگر تمہارا ایسا ہی جی چاہتا ہے تو انگریزی اجباروں کو مجھے برا کہنے دے لیکن اُن تاہنہ تارکانِ وطن سے مجھے گالیاں مت دلو اور جو تمہاری دی ہوئی خطا کو بے عزتی کا دافع لگاتے ہیں۔ یورپ کی قوموں کے باہمی قانون کی منشا سے تم ان تارکانِ وطن کو انگلستان بدر کر دینے کے مجاز ہو میرے ساتھ دوستانہ برتاؤ کر دو اور

میں تم سے اپنی طرف سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں تم سے اتحاد رکھوں گا۔ دیکھو اگر ہم دونوں ہم ایک ہو جائیں تو دنیا میں وہ کونسی شے ہے جس پر ہم فرماں روا بنیں کر سکتے ہیں تمہاری بحری فوج اتنی قوی ہے کہ اگر میں برابر دس برس محنت کروں تو ویسے تیار نہیں کر سکتا اور میرے پاس پانچ لاکھ بڑی ایسی سپاہ ہے کہ جس سرحد پر چاہوں لپکا سکتا ہوں اگر تم تری کے مالک ہو تو میں خشکی کا مالک ہوں۔ پس ہم کو لازم ہے کہ اتحاد کا خیال کریں اور جنگ کا سنا سر سے نکال ڈالیں۔ پھر اپنی مرضی کے موافق ہم دنیا کی متمدنوں پر حکومت کرینگے۔ اگر فرانس اور انگلستان ایک ہو جائیں تو وہ کونسی بات ہے جو اپنی نوع انسان کی بہبودی کے لئے نہ کی جاسیکی؟

لیکن باوجود ان سب باتوں کے فرانس کی التجاؤں پر کچھ توجہ نہ کی گئی اور برطانیہ نے مالٹا اب بھی نہ خالی کیا۔ فریقین میں آتش غیظ زیادہ مشتعل ہوئی اور رفتہ رفتہ جنگ پر آمادگی ہوئی۔ بعض وقت پولین اپنے غصے کا بڑی آواز دی سے اٹھار کرنا تھا۔ اُس نے کہا: مالٹا کا مالک بحرِ روم کا فرماں روا ہے۔ ہر شخص یہ یقین کر لیا کہ میں انگلستان سے ڈر گیا اور اسی وجہ سے میں نے مالٹا حوالہ کر دیا۔ اگر میں نے مالٹا چھوڑ دیا تو دنیا کا سب سے کارآمد سمندر میرے ہاتھ سے نکل جائیگا اور یورپ کی نگاہیں میری کوئی آبرو نہ رہے گی۔ بحرِ روم کے قبضہ کے واسطے تو جب تک دم میں دم ہے میں جنگ کروں گا۔ اگر ڈوڈو کو میں نے ایک مرتبہ لے لیا تو ان بحری ظالموں کا (انگریزوں کا) خاتمہ ہو جائے گا۔ علاوہ اس کے ایسے لوگوں سے جو فرانس کی سرسبزی کو دیکھ ہی نہیں سکتے جنگ تو ہونا ہی ہے خواہ یہ جنگ جلد ہو یا بہ دیر ہو تو ابھی میں جوان ہوں۔ انگلستان ناحق پر ہے اور اس سے بڑا کہ جیسا وہ اس وقت ہے وہ ناحق پر ہو بھی نہیں سکتا۔ بس بہتر ہے کہ معاملہ فوراً ہی

ایک طرف ہو جائے۔ مالتا تو میں اُن کو نہ دوں گا۔

بادجووان باتوں کے پنولین اس بارہ میں برطانیہ کے ساتھ خط و کتابت کرنے پر راضی تھا کہ علاوہ مالتا کے برطانیہ کو بحر روم میں جہاز لنگر انداز کرنے کے واسطے کوئی اور بندرگاہ دیلا جاوے۔ اور کہا کہ اُس پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن اس بات پر میں ہرگز راضی نہیں ہو سکتا کہ بحر روم میں برطانیہ کو دو جہاز لنگر لگانی ایک تو بحر روم کے دھانہ پر اور دوسرا وسط میں دیدے جاویں۔ لیکن انگلستان نے اس تجویز سے انکار کیا۔

اس کے بعد پنولین نے یہ تجویز کی کہ تمبرہ مالتا اتنے زمانہ کے لئے جب تک انگلستان اور فرانس کے باہمی معاملات طے ہوں شاہنشاہ روس کے حوالہ کر دیا جاوے۔ اور اس وقت ایسا اتفاق ہوا کہ شاہنشاہ روس نے اس شرط پر کہ اگر فریقین پسند کریں انگلستان اور فرانس کے باہمی جھگڑہ کو طے کر دینا چاہا۔ لیکن انگریزی گورنمنٹ نے اس سے بھی انکار کیا اور کہا کہ اُس کی رائے میں زار اُس خدمت کی انجام دہی جو اُس سے چاہی گئی ہے اپنے ذمہ نہ لے گا اب دربار انگلستان سے لارڈ وائٹ رتھ کے نام ہدایت موصول ہوئی

کہ وہ فرانس سے درخواست کرے کہ دس برس کے واسطے مالتا انگلستان کو دیدیا جاوے اور اس کے معاہدہ میں انگلستان اٹلی کی رپبلک کو تسلیم کر لے گا اور اس دیکل کو یہ ہمت بھی آئی تھی کہ اگر سات روپے کے اندر یہ شرائط منظور نہ کر لیا جائیں تو وہ اپنا پر دانہ داری طلب کر کے انگلستان کو واپس چلا آئے بھلا ایسی توہین کرنے والی تجویز کو فرانس کیونکر منظور کر سکتا تھا چنانچہ انگلستان کے دیکل لارڈ واسٹورٹھ نے راہ داری کا پر دانہ لیا۔ اور فرانس سے رخصت ہو گیا اور فوراً ہی انگریزی جہازوں نے فرانسیسی تجارتی جہازوں پر چاں کہیں وہ دستیاب ہوئے حملہ کیا اور دنیا بھر طوفان جنگ کی مصیبت میں مبتلا ہو گئی۔

تاریخ کا کوئی واقعہ اس سے بڑھ کر دلائل دہراہین کے ساتھ ثابت نہیں ہے جتنا یہ

واقعہ ثابت ہے کہ امینس کے صلح نامہ کی شکست کے بارہ میں پنولین جواب دہ نہیں ہے اور چونکہ اس واقعہ کا انفصال نہایت ہی اہم تاریخی مسئلہ ہے اسلئے ہم اس کے متعلق مزید شواہد پیش کرتے ہیں۔

پنولین نے سینٹ ہلینا میں کہا۔ امینس کے صلح نامہ سے مجھے یقین ہو گیا تھا۔ کہ فرانس۔ یورپ اور خود میری تقدیر کا مستقل طور سے قیام و دوام ہو گیا۔ لیکن دربار انگلینڈ نے مشغلہ جنگ کو پیش نظر کیا۔ اور اس وقت سے جب قدر مصائب یورپ پر پڑیں جن کا ذمہ دار انگلستان ہے۔ رہا میں تو میرا یہی ارادہ تھا کہ فرانس کی بیہودگی میں بہترین مصروف ہو جاؤں۔ اور مجھے اعتماد تھا کہ میں معجزے کر کے دکھا دیتا۔ شان و عظمت کے پلہ میں کوئی شے ایسی نہ رہتی جس کو میں حاصل نہ کر لیتا اور شہرت کے پلہ میں کوئی چیز باقی نہ چھوڑتا۔ تمام یورپ میں اخلاقی فتح حاصل کرنا اور باوجود مخالفوں کی لڑائی کو شمشوں کے اس اخلاقی فتح کو قریب ہی تھا کہ میں بہ زور شمشیر حاصل کر لوں۔ لیکن صدر اراضوں بہت بڑی نامور سی سے میں محروم کیا گیا۔ میرے بچوں ہمیشہ ہی کہتے رہے کہ میں جنگ کو بڑا محبوب رکھتا تھا لیکن کیا ہمیشہ میں حفاظت رانی میں نہیں لڑتا رہا اور اپنی ہر ایک فتح کے بعد کیا میں فوراً ہی صلح کی تجویزیں پیش نہیں کیں۔؟

”اصل یہ ہے کہ میں کبھی اپنے افعال کا مختار نہیں رہا اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میں اپنی مرضی کے موافق کام کر سکتا۔ میں بہت سی تجویزیں سوچتا تھا لیکن یہ بات میرے امکان میں کبھی نہ ہوئی کہ ان میں سے ایک تجویز پر بھی عمل کرتا میں نے بڑے زبردست ہاتھ سے باگ کو کھڑا۔ لیکن موبوں کا زور اس قدر قوی تھا کہ میری طاقت اس کے مقابلہ میں بے قوتی اور مینے جان بوجھ کر باگ اٹھنے سے چھوڑ دی اور یہ خطرہ مابعد حال نکلیا کہ ان موجوں کا زور مقابلہ کروں اور ڈوب جاؤں اور واقعی میں اپنا مختار کبھی نہ ہوا

بلکہ حالات اور معاملات نے مجھ پر حکومت کی۔ اور یہی وجہ تھی کہ میرے آغاز اقبال پر اور اُس زمانہ میں جبکہ میں کانسل میں تھا میرے نایت مخلص احباب اور سرگرم شرکار بائیں غرض کہ اپنے انحال میں اُن کو ہدایت ہو مجھ سے بڑی نیک بینی سے ہمیشہ سوال کیا کرتے تھے کہ میں کیا کرنا چاہتا تھا اور اس سوال کا میں ہمیشہ یہی جواب دیتا تھا کہ مجھے نہیں معلوم کہ میں کیا کرنا چاہتا تھا اُن کو اس جواب پر تعجب ہوتا تھا اور غالباً اطمینان نہ ہوتا ہوگا لیکن یہ واقعی سچ جواب دیتا تھا۔ اس کے بعد دوران شاہنشاہی میں جبکہ لوگوں سے بی تکلفی کہ ہو گئی تھی بہت سے بُشروں سے یہی معلوم ہوتا تھا کہ یہی سوال کر رہے ہیں اور اُن سے بھی اگر میں جواب دیتا کہ مجھے نہیں معلوم میں کیا کرنا چاہتا ہوں۔ مختصر آنکھ میں اپنے احوال کا کبھی مختار نہ رہا۔ پس میں اتنا احمق نہ تھا کہ واقعات کو کھینچ تان کر میں اپنے طریقہ کے موافق کرنے کی کوشش کرتا بلکہ اس کے خلاف میں نے اپنے طرز عمل کو ڈھال کر اُس سلسلہ واقعات کے مطابق کر دیا تھا جو مجھے پہلے سے نظر نہ آتے تھے اور یہی وجہ تھی کہ میرا طرز عمل اکثر غیر مقرر اور مختلف نظر آتا تھا اور اس خامی کے متعلق بعض اوقات مجھ پر نا انصافی سے الزام لگایا گیا ہے۔“

از ایل چارلس۔ بے۔ انگر سال۔ کا قول ہے۔ ”اس زمانہ میں جس طرح واقعات پریس میں سمجھے گئے تھے وہ یہ ہے کہ امپیس کے صلح نامہ اور فرانس کی جمہوری ترقی پر شکزدول ہو کر انگلستان نے جنگ کا غم کیا تھا اور اسی جنگ پر ٹوری پارٹی کی قطعی فیصلیت منجمد تھی اور پھر سٹ فرڈر وزیر اعظم ہو جاتا۔ لونا پارٹ کو گورنٹ برطانیہ کے ارادہ جنگ اور صلح نامہ کو شکست کروینے کے بانوں کی خواہش سے پوری اگاہی تھی۔“

تجربہ کا مقولہ ہے۔ ”غور کامل کے بعد دونوں قوموں کے باہم از سر نو جنگ شروع ہو جانے کے متعلق ہم فرانس پر الزام نہیں لگا سکتے ہیں۔ اس موقع پر

فرسٹ کانسل نے بنایت ہی پوری نیک نیتی سے کام کیا۔ انگلستان کے پورے وزیر اور اگرچہ صلح قائم رکھنا چاہتے تھے تاہم اُس مہینے سے ڈر گئے جو جنگ کا حامی تھا اور اُس سٹورنٹ سے گھبرائے جو سٹورنٹ لینڈ کے متعلق برپا کیا گیا تھا۔ اور مالٹا خالی کرنے پر محبت و تکرار کر کے بدتمتی سے غلطی کر بیٹھے اور اُس وقت سے پھر صلح کا ایسا خون ہوا کہ علاج باقی نہ رہا۔ اسلئے کہ مالٹا جیسی سونے کی چڑیا جب ایک مرتبہ انگلستان کی ہوس کے نذر ہو چکی تو اب کیسے ممکن تھا کہ یہ چڑیا بعد کو اُس سے چھین لی جاوے چونکہ فرانس نے سٹورنٹ لینڈ کے معاملہ میں بڑے اعتدال اور نہایت مستعدی سے تمامی شکایات کا جو سٹورنٹ لینڈ سے پیدا ہو رہی تھیں خاتمہ کر دیا تھا اسلئے دربار انگلستان کو بڑی خوشی سے مالٹا حاصل کر دینا لازم تھا لیکن دربار انگلستان مالٹا خالی کرنے کی جرات نہ کر سکا۔

فرسٹ کانسل نے منصفانہ زبان اور مجروح تکبر کے ساتھ دربار انگلستان کو امینس کے صلح نامہ پر عمل کرنے کی اطلاع دی۔ لیکن پے درپے اطلاعوں کا یہی نتیجہ ہوا کہ صلح کی امنوس ناک شکست عمل میں آئی جس کا ہم ابھی اوپر تذکرہ کر چکے ہیں۔

ولیم پیرلٹ کننگھم نے لکھا ہے: "اسی مسئلہ کو برطانیہ عظمیٰ نے فرانس کے مقابلہ میں جنگ کا اشتہار دیا۔ چیف یہ وہ زمانہ ہے کہ ہمیشہ کے لئے مہلک اور یادگار ہے اور جس سے مصائب کے ایک اور ایسے جگ کا آغاز ہوا کہ جب تک دنیا باقی ہے یہ مصائب فراموش نہیں کی جا سکتیں۔ پہلی جنگ میں کوبرطانیہ کو ناکامی ہوئی اور دوسری جنگ سے جو اب شروع کی گئی یہ مدعا تھا کہ کچھ ہی کیوں نہ ہو سٹورنٹ لینڈ کے اُس نمونہ کو مٹا دے جس نے ایک مکروہ لیکن پُرانے ظالم اور لون خاندان کا اورنگ اولٹ دیا تھا اور یہ انقلابی نمونہ وہ تھا کہ ہر ایک داخلی اور خارجی کشش پر جو اُس کی پامالی کے لئے کی گئی تھی غالب آچکا تھا۔

"اُن تمامی جھوٹی کہانیوں میں جو اس طشت از بام نا انصافی پر پردہ ڈالنے کے

لئے گھڑی گئی تھیں اس موقع پر انصاف اور رحم دلی کے غدر سب سے زیادہ جھوٹے
تھے۔ اس موقع پر کچھ زیادہ چنیں چناں سے کام نہیں لیا گیا۔ صرف معذور اور ناکیدی
لجھ کو او بھار لیا گیا۔ مالٹا۔ صرف ایک مجرمانہ عذر تھا جب صلح نامہ کے عمل درآمد کا وقت آیا تو فرانس
کی دست درازی اور اس کی اثر کی وسعت کا نام لیا گیا اور یہ کہا گیا کہ ہمارے ہندوستان
کے انگریزی مقبوضات کو خطرہ تھا۔ اور مزید ضمانت میں مالٹا مانگا گیا لیکن کیا یہ وہی زمانہ
نہ تھا کہ ہم انگریزوں نے ہندوستان میں اپنے مقبوضات کو رکھا لیا تھا۔ اور اگر مقبوضات
ہی کئے بڑھالینے کو فرانس اپنی طرف سے اس صلح نامہ کو شکست کی وجہ قائم کرتا تو کیا ہم انگریز
فرانس کے اس عذر کو جائز عذر مان لیتے۔ لیکن کیا مزے کی بات ہے کہ ہم انگریز ان
قواعد سے خود مستثنیٰ رہتے ہیں جو ہم دوسروں کے لئے دھینگا مشتی سے وضع کرتے ہیں
سرواٹر اسکاٹ نے کہا ہے۔ ”دراے انگلستان نے اپنے دعوے کو بیاتک
گھٹا دیا کہ مالٹا صرف دس ہی برس کے لئے اپنے قبضہ میں رکھنا چاہا۔ لیکن اس کے
خلاف بونا پارٹ نے صلح نامہ میں کسی قسم کی ترمیم کو جائز نہ رکھا۔ چونکہ میلبیس کی افواج پر جو
مالٹا میں تھیں اعتراض کیا گیا لہذا بونا پارٹ نے یہ بات تجویز کی کہ مالٹا میں روس اور آسٹریا
کی افواج رکھی جاویں لیکن اس تجویز کو برطانیہ نے نہ مانا۔ ۱۸۰۱ء میں مسئلہ کو لارڈ وائٹ
درتھ نے پیرس سے کوچ کر دیا اور برطانیہ نے فرانس کے خلاف جنگ کا اشتہار دیا
امین کی برائے چندے صلح کے بعد جس جنگ کا آغاز ہوا تو اس کی وجہ کے متعلق اگر
ہم ایک ہجو کی لفظیں استعمال کریں تو یہ کیسے کہ یہ خونریز جنگ مغرورانہ لفظوں۔ یعنی
وحشہ اور خطرات کی وجہ سے چھٹی گئی اور اس کی کوئی معین یا خاص وجہ نہ تھی جو کسی صفائی
معذرت۔ یا عذر خواہی سے دور ہو سکتی ہو۔“

مسٹر لاک ہارٹ کہتے ہیں۔ ”۱۸۰۱ء میں مسئلہ کو برطانیہ اعظم نے جنگ کا اشتہار دیا
فرانسیسی جہازوں کی گرفتاری کے متعلق جہاں کہیں یہ جہاز دستیاب ہوں پہلے ہی حکام

صادر ہو چکے تھے۔ اور کہا گیا ہے کہ قبل اس کے کہ اعلان جنگ کی اطلاع پیرس میں پہنچے
دوسو فرانسیسی جہاز جن میں تیس لاکھ پونڈ کا مالیتی اسباب بار تھا۔ گرفتار کئے جا چکے تھے۔
ہم نہیں کہہ سکتے کہ ایسے حالات میں رعایا کے مال کو یوں بے تکلف چھین لینا جائز
ہے یا ناجائز فعل ہے۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ قاعدہ بہت دنوں سے جاری
تھا اور ایسے تمام مواقع پر انگلستان اس پر عملدرآمد کر رہا تھا اور ایک مدت دراز کے گزر جانے
اور بے شمار عدناموں کے ہو جانے کے بعد یورپ کے طرز جنگ کا یہ ایک جزو ہو گیا تھا
سر رچی بالڈاٹیلین کا قول ہے "ان حالات پر بغور توجہ کرنے کے بعد جن سے یہ
جنگ دوبارہ چھڑی۔ اس امر سے انکار کرنا غیر ممکن ہے کہ انگلستان نے جنگ چھڑنے
کے متعلق اپنی بڑی پر جوش فواہش کا اظہار نہیں کیا۔ اور جہاں تک انگلستان اور فرانس
میں باہمی تعلقات موجود ہیں ان پر نظر ڈالنے سے اس موقع پر پیش قدمی انگلستان ہی
کی طرف سے ہوئی۔"

جب یہ نئی جنگ چھڑی تو نپولین نے ایسے عالی حوصلہ الفاظ میں جن کی ہر فیاض دوا
دیگا اپنے دربار سے کہا۔ "دیکھو اب ہم کو انگلستان مجبور کرتا ہے کہ ہم اس خندق کو پھانسی
(انگلستان چیل کی طرف اشارہ ہے مترجم)۔ تو۔ اچھا ہم پھانسی جانیگے۔ اب چاہے انگریز
ہمارے بہت سے جہازوں اور نوآبادیوں پر قبضہ کر لیں لیکن میں لندن کی سڑکوں پر خطہ
اور بر بادوی لے جا کر انگریزوں کو ایسی نتیجہ کو دلگا کہ اس جنگ کے نتیجہ پر وہ خون کے
آنسوؤں سے روئیں گے۔ انگلستان کے دربار نے اپنے بادشاہ سے تمامی یورپ
کے روبرو رجحوت بلوایا۔ فرانس میں تو کوئی فوجی تیاریاں نہ ہو رہی تھیں یا کسی قوم سے
خط و کتابت یا ساز باز نہ ہو رہا تھا۔ پھر کیا وجہ تھی کہ انگلستان نے مجھے ایک پُرزہ بھی لکھ کر
بھیجا۔ دیکھو لارڈ وائٹ ورتھ کو ان سب باتوں کا اقرار کئے بغیر نہ بنی۔ اور تمام ایسے
دنی کنایات سے ایک قوم دوسروں کے غصہ کو مشتعل کرنا چاہتی ہے۔ دو ماہ گزشتہ

سے انگلستان کی طرف سے میں برابر توہین برداشت کر رہا ہوں۔ اور میں نے یہاں تک چشم پوشی کی کہ انگلستان نے اپنے جوائیم کے پیانہ کو آخر لبریز کر دیا۔ میری چشم پوشی کو انگلستان نے میری کمزوری پر محمول کیا اور اپنے شک و دعوای کو یہاں تک بلند کیا کہ اپنے سفیر سے کھلوا یا "چٹیں کیجئے اور چٹاں کیجئے" نہیں تو بندہ سات دن میں رخصت ہوتا ہوں کیا یہی لاج ہے جس سے انگلستان ایک بڑی قوم کو مخاطب کرتا ہے۔

"انگلستان کے سفیر سے کہا گیا کہ اچھا جو کچھ وہ زبان سے کہتا ہے۔ اپنی فہم سے لکھ دے کہ اُس کی تحریر اُس کی گورنٹ کے سامنے پیش کی جاسکے۔ اس کا اُس نے صرف یہی جواب دیا۔ نہیں۔ مجھے تو صرف زبانی گفتگو کرنے کا حکم ہے" بھلا آج تک کس ایسی سفارت بھی سنی گئی ہے۔ اس حرکت سے کیا یہ بات نہیں ظاہر ہوتی۔ کہ انگلستان جلد حوالہ کرے۔ مبہم الفاظ بولے۔ جیسا جی میں اُلے گول مال کرے۔ اور پھر بھی اپنے خلاف کوئی ثبوت نہ چھوڑے۔ جب انگلستان سچے واقعات ہی کو جھٹلاتا ہے تو دوسری باتوں میں بھلا اُس کا کیا اعتبار کیا جاسکتا ہے۔ اگر انگلستان کا یہ منشا ہے کہ فرانس کے چار کروڑ جمہور کے لئے اپنے زور و جبر سے قانون نافذ کرے تو انگلستان لال باغ میں ہے۔ اس کو یقین کرادیا گیا ہے کہ نپولین جنگ سے اس لئے خائف ہے کہ اُس کے اختیارات ہل جائیں گے۔ لیکن کیا انگلستان کو یہ نہیں معلوم ہے کہ اگر ضرورت ہو تو نپولین میں لاکھ فوج قائم کر سکتا ہے۔ پہلی جنگ کا نتیجہ کیوں نہیں دیکھتے کہ فرانس کی ایسی عظمت بڑھی کہ پیٹنٹ اسٹ اور لیم اس میں شامل ہو گئے اب دوسری جنگ کا نتیجہ ہوگا کہ یورپ کی فرماں روا بیویں میں باہمی اتحاد کا رشتہ اور مضبوط ہو جائیگا۔ بڑی قوموں میں باہمی اتحاد کی ضمانت اور کیا ہو سکتی ہے۔ یہی ہو سکتی ہے کہ انصاف کے ساتھ وہ باہمی عہد ناموں کی تعمیل کریں۔ لیکن جس قوم کے خلاف۔ ایسے عہد نامے شکست کئے جاویں تو وہ قوم اس کو کیونکر گوارا کر سکتی ہے

اس لئے کہ یہ تو اُس کی بڑی ذلت کا موجب ہے۔ اگر یہ قوم ایک موقع پر یہی ایسی حالت میں دب جائے گی تو اُس کی بربادی میں کیا شبہ باقی رہے گا۔ فرانسیسی انواع کے لئے ایک معنی سے یہ بہتر ہے کہ ہاڈشاہ انگلستان کا تخت پر س میں قائم ہو جانے دیں اور اُس کی اطاعت میں گون جھکا دیں۔ لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ انگلستان کی گورنمنٹ کے ہٹ دھرم و ہادی اور اُس کی متلون مزاجی کے مطیع ہو جائیں۔

”اسی طرح ایک دن وہ ہمارے جہازوں سے سلامی کے مدعی ہونگے پھر کہیں گے کہ فلاں عرض البلد سے فرانس کے جہاز نہ گزریں۔ اور اس وقت بھی تو وہ ہماری بندر گاہوں کی درستی اور ہماری بحری فوج کو حسد کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اس کی وہ شکایت کرتے ہیں اور ضمانت مانگتے ہیں۔ ابھی کچھ بہت دن نہیں ہوئے ہیں کہ ہمارا نائب امیر البحر یسین الٹا کے قریب گیا۔ اُس وقت اُس کے ہمراہ کوئی جہاز نہ تھے۔ قریب ہی پندرہ انگریزی جہاز موجود تھے اور انھوں نے یسین سے سلامی مانگی۔ اُس نے انکار کیا۔ باجم کچھ رد و بدل کی نوبت پہونچی۔ لیکن یسین نے سلامی نہیں دی۔ اور اگر یسین سلامی دے دیتا تو میں اُسے گت پرچہ اٹھاتا اور تمام شہر میں سنڈاتا۔ اور اور ایسی تشہیر گلوٹین پر قتل کئے جانے سے زیادہ ذلیل ہے۔ میں فریہ کہتا ہوں کہ جب ہمارے عادات و صفات کا اظہار ہوگا تو یورپ کے ہر گوشہ سے صدائے آفریں بلند ہوگی جس وقت انگلستان نے صلح پر رضا مندی ظاہر کی تھی تو اُس کو یقین تھا کہ فرانسیسی ایک دوسرے کو بچاؤ رکھا ئینگے یعنی خبر لون کے ہاتھ سے اُس کو تکلیف پہونچگی۔ اور جنگ ہو سکا انگلستان اپنی حرکت سے باز نہ آیا۔ لیکن اُس کی سازش سے کوئی نتیجہ نہ ہوا کیونکہ ہر ایک فرانسیسی اپنے نقصان کی تلافی میں مصروف ہے۔ اب چونکہ جلد یا بدیر جنگ تو ضرور ہی ہوگی۔ لہذا فوراً ہی جنگ شروع ہو جانا چاہئے اور ہم کو اپنی بحری قیادت کے بحال ہونے کا انتظار نہ کرنا چاہئے۔“

جب یہ حالات بحسب لیٹوکولنسل میں ظاہر کئے گئے تو مائٹھورفان ٹین نے حسب ذیل تقریر کی:-

”فرانس پھر انھیں اسلحہ سے پناہ لے گا جو ایک مرتبہ یورپ کو فتح کر چکے ہیں۔ فرانس اپنی طرف سے جنگ کا اعلان نہیں دیتا ہے۔ مگر ہاں مجھے خوف و خطر پیغام جنگ کو قبول کرتا ہے۔ فرانس جانتا ہے کہ جنگ میں ثابت قدم کس طرح رہتے ہیں۔ ہمارا ملک از سر نو شائستہ یورپ کا مرکز بن گیا ہے۔ اب انگلستان کو یہ کہنے کی گنجائش نہیں ہے کہ وہ بغاوت یا طواغیت الملوک کے خلاف جنگ کر رہا ہے۔ نہ انگلستان اس کے ناگزیر اصولوں کی حفاظت کر رہا ہے اور اگر جنگ ہوئی تو ایسا کہنے والے ہم ہونگے کہ صلح اور امن کے اصولوں کی ہم حفاظت کر رہے ہیں۔ ہم ہی انگلستان کے حلوں کو رد کر کے جو قطعی نا انصافانہ ہیں قوموں کے حقوق کی حفاظت کریں گے انگلستان صرف فریب دہی کی غرض سے صلح کی بات چیت کرتا ہے کہ جنگ کی تیاری کرے اور عہد ناموں پر صرف اس غرض سے دستخط کرتا ہے کہ ان سے انحراف کر کے ایک اشارہ پر متفقہ حرکت کے ساتھ تمام فرانسیسی اپنے محبوب سورما کے گرد جمع ہو جائیں گے۔ جملہ فریق جو اس سورما کے حسن انتظام و ترتیب کی وجہ سے اس کا دم بھر رہے ہیں آپس میں صرف اسی بات پر جھگڑیں گے کہ ان میں سے کون کون سی بات سے زیادہ بہادری اور جوش کا اظہار کون کرتا ہے۔ سب اس کی وائانی کی حاجت کو محسوس کریں گے اور سب اقرار کریں گے کہ میٹیک ان جدید واقعات کے بار کو صرف وہی اٹھا سکتا ہے۔“

ڈیوک آف گیٹا۔ جو پولین کی کونسل کا ایک ممتاز رکن تھا اپنے دلچسپ تذکرہ میں لکھتا ہے کہ پولین صلح کا آرز مند تھا لیکن یورپ کے تاجدار یہی کہے جاتے تھے کہ وہ شعلہ جنگ کو مشتعل کرتا ہے۔ پس پولین کے دشمن پولین کی نیک نامی پر دہشتہ

لگانا چاہتے ہیں۔ اس بات سے کوئی ناواقف نہیں ہے کہ اعلیٰ مرتبہ پر پہنچنے والے لوگوں نے انگلستان کے ساتھ صلح قائم رکھنے میں حدودِ جہ کو شمش کی لیکن ہمیشہ اُس کی گویں رو کر دی گئیں۔ دورانِ خط و کتابت میں جس سے پہلے کو توقع تھی کہ صلح ہو جائیگی۔

Mr. Dundas

انگلستان کے سکرٹری آف اسٹیٹ مسٹر ڈنڈاس

نے فرانسیسی کسٹمر انشور (Customer) کو اطلاع دی :-

”بادشاہ انگلستان نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ فرانسیسی ماہی گیروں کی کشتیاں گرفتار کر لے اور کشتی والوں کو قید کرنے کے حکم کی از سر نو تعمیل کی جاوے۔“

”جیسے ہی فرسٹ کانسل کو اس امر کی اطلاع ہوئی اُس نے فرانسیسی کسٹمر کو فوراً حکم بھیج دیا کہ لندن سے چلا آوے اور شخصیت کے وقت حسبِ ذیل تحریر برلن گورنمنٹ کے سامنے پیش کر دے۔“

”میں نے اپنی گورنمنٹ کو برطانیہ کے وزیر کا وہ اعلان بھیجا جس میں لکھا ہوا ہے کہ فرانس کے ماہی گیروں کا تقابک کیا جاوے اور وہ گرفتار کئے جاویں اور جس اعلان کی تعمیل میں بہت سے بحرے اور کشتیاں گرفتار ہو چکی ہیں۔ فرسٹ کانسل نے خیال کیا ہے کہ چونکہ گورنمنٹ برطانیہ کا فیصلہ ثالثہ اقوام کے عملدرآمد اور نیز ان قوانین کے جو ان ثالثہ اقوام میں نافذ ہیں خلاف ہے۔ حتیٰ کہ ایامِ جنگ میں بھی ایسا فعل ناجائز ہے اور اس فعل سے پہلی جنگ میں بے نظیر درشتی اور تلخی پیدا ہوگی اور دونوں فوجوں کے باہم محاصرت زیادہ بڑھ چکی اور مدتِ صلح میں اور زیادہ فاصل پیدا ہو جائیگا۔ لہذا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ایسے ملک میں اب نہ ٹھروں۔ جہاں صرف معاملاتِ صلح میں ہی خود سری نہیں برتی جاتی ہے بلکہ جنگ کے قوانین اور نافذہ قواعد سے انحراف کیا جاتا ہے اور نفرت کی جاتی ہے۔ لہذا مجھے حکم موصول ہوا ہے کہ میں انگلستان کو چھوڑ دوں۔ جہاں اب میرا قیام محض فضول ہے۔ اسی کے ساتھ مجھے اس بات کو

اعلان کر دینے کا بھی حکم موصول ہوا ہے کہ فرانسیسی گورنمنٹ جس کی عین آرزو اور منت
ہمیشہ یہی ہے کہ امن و چین قائم رہیں اور جہاں تک ممکن ہو مصائب جنگ میں کمی ہو
اپنی طرف سے اس بات پر راضی نہیں ہے کہ طولانی عداوتوں کا شکار بیچارے
ماہی گیر بنائے جاویں۔ چنانچہ اُس کو اس قسم کی کارروائیوں سے اجتناب ہے اور
اُس نے اپنے امیر البحر کو حکم دیا ہے کہ انگریزی ماہی گیروں سے خبردار کوئی تعرض
نہ کیا جائے اور وہ آزادی سے جہاں چاہیں شکار کرتے رہیں۔

۲۰ مئی سنہ ۱۹۱۷ء کو نپولین نے امین کے صلح نامہ کی شکست کا فرانس میں جب
ذیل اعلان کیا:-

”نا انصافانہ دست درازی کو روکنے کے لئے ہم جنگ پر مجبور کئے گئے
ہیں۔ پس ہم اس دست درازی کو ایسا رد کینگے کہ فرانس کی چار دانگ عالم میں
دھوم ہو جاوے گی۔ اگر شاہ انگلستان کی یہی مرضی ہے کہ وہ اُس وقت تک جنگ کرے
جب تک کہ فرانس یتیم نہ کر لے کہ برطانیہ کو اختیار ہے کہ اپنی مرضی کے موافق جس طرح
چاہے صلح ناموں کو قائم رکھے یا شکست کرے اور فرانس گورنمنٹ کے سرکاری اور
خانگی معاملات میں جس طرح چاہے ذلیل ہو اور فرانس کو شکایت کی بھی اجازت نہ دے
تو رحم و انصاف کی پھوٹی سمت پر ہم کو رونا لازمی ہے۔ بے شک و شبہ ہماری
یہی تمنا ہے کہ ہم اپنی اولاد کے سامنے فرانس کو معزز اور بے دانع چھوڑ جائیں۔
کچھ ہی حالات کیوں نہ ہوں سب موقعوں پر ہم یہ بات انگلستان ہی کے لئے چھوڑیں گے
کہ صلح کی شکست اور قوموں کی آزادی کے خلاف پہلے وہی پیش قدمی کرے اور
ہماری طرف سے اُس کو اعتدال کی ایسی مثال ملیگی کہ اگر کسی واقعی تمدنی رتبہ
اور عیال کی خوش حالی کی نظیر ملیگی تو اسی اعتدال سے ملیگی۔“

نپولین نے سینٹ ہینامیں اس نا انصافانہ اور بے وجہ حملہ کا تذکرہ کرتے ہوئے

کہا۔ پچھلے چار سال میں میں نے اُن تمامی فرقوں کو جن میں فرانس میری تخت نشینی کے وقت تقسیم تھا متحد کروا دیا تھا۔ تارکانِ وطن کی فہرست بند کر دی گئی تھی۔ پہلے تو میں نے ان ناموں پر نشان کئے پھر یہ نشان مٹا دیے اور آخر میں اُن سب کی جو فرانس واپس آنا چاہتے تھے میں نے جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داری کر لی۔ اور اُن کی تمامی موجودہ اور ایسی جائیدادیں جو فروخت نہ ہو گئی تھیں واپس کر دیں۔ لیکن جنگلات اس قاعدہ سے مستثنیٰ رہے کیونکہ یہ لوگ صرف محاصل ہی پاسکتے تھے۔ اُس فہرست میں پھر سوائے اُن لوگوں کے جو براہِ راست یورپوں شاہزادوں سے ذاتی تعلق رکھتے تھے کسی اور کا نام نہ رہا اور ان لوگوں نے معافی سے فائدہ اٹھانا نہ چاہا۔ ہزاروں تارکانِ وطن واپس آ گئے اور اُن سے کسی اور بات کی خواہش سوائے اس کے نہ کی گئی کہ وہ رسپبلک کے ساتھ وفادار رہیں کاحلف کر لیں ان قوانین سے سرکاری معاملات میں بہت بہتری پیدا ہو گئی تھی۔ لیکن ان قوانین کی نرمی اور اعتدال نے کانسٹنٹین کی حکومت کے دشمنوں یعنی فریقِ شاہی اور ہمارے خارجہ دشمنوں کی گستاخی کو بڑھا بھی دیا تھا۔

انگلستان کی گورنمنٹ نے توہین کے ساتھ نیپولین کی صلح کی درخواست کو جب وہ کانسٹنٹین بنا گیا تھا نا منظور کیا تھا۔ لیکن آخر کار انگلستان کی گورنمنٹ نے اپنی رعایا کی شکایتوں سے خوف زدہ ہو کر طوعاً و کرہاً صلح کی۔ لیکن یہ گورنمنٹ موقع کی منتظر رہی کہ جنگ پھر شروع کرے اور اُس نے ایتیس کے صلح نامہ کی بنیاد پر محترم مشروطہ کو شکست کیا۔ اور فرانس کے جہاز اور کشتیاں گرفتار کیں جن میں ساٹھ کروڑ فرانک کا مال موجود تھا اور قبل اس کے کہ اعلانِ جنگ کو پیرس پہنچنے کی مہلت ملے انگلستان نے فرانس کی تجارت کو برباد کرنا شروع کر دیا۔ اور پھر اُس بڑے شخص کو بدنام کرنے کی غرض سے جس نے نہایت عالی ہمتی

سے اپنی قوم کو اس کی حفاظت پر آمادہ کیا انگلستان نے یہ فریادیں بلند کیں کہ چو لینڈ
 نہ سیر ہونے والی بلند نظری اور خونخوار مراجمی کی بدولت جنگ کو چھیڑنا ہے۔ برطانیہ کی
 روسیاء کا یہ فعل اب اور زیادہ سیاہ رنگ سے نہیں رنگا جاسکتا۔

باب سبب و شتم

بولون کا لشکر گاہ

صفحہ ۱۹۸

تاریخ کا فیصلہ۔ انگلستان کی طاقت۔ فرانسیسی جہازوں کی گرفتاری۔ سعادتمند میں انگریز تیار
کا قید کیا جانا۔ انگلستان پر حملہ کی تیاری۔ پھیم کا دورہ۔ آبائے دود کو عبور کرنے کی تجویز۔
نوجوان انگریزی ملاح۔ سکرٹری۔ بولون میں افواج کا جمع ہونا۔ انگلستان میں پریشانی۔
ہلنگٹن صاحب کی شہادت۔ پولین کے قتل کی تجویزیں۔

۱۹۸

غیر فدا ریلوے آہن کے صلح نامہ کی شکست کی جواب دہی بلا اختلاف گورنمنٹ جٹا
کے ذمہ ڈال لیگی۔ پولین کو جنگ سے کسی قسم کے فائدہ کی توقع نہ ہو سکتی تھی بلکہ اُس کو
ہر طرح سے خطرہ ہی خطرہ تھا۔ صرف ایک راستہ تیس کے ذریعہ سے وہ اپنے قوی
دشمن انگلستان تک پہنچ سکتا تھا یہ تھا کہ سمندر کو عبور کر کے اپنے دشمن پر حملہ کرے۔
پولین خود اقرار کرتا تھا اور تمام دنیا جانتی ہے کہ ایسا نفل جان پھیلنا تھا۔ انگلستان

سلا بولون بندر گاہ ہے فرانس کے شمال میں جہاں سے انگلستان کا ساحل بہت قریب ہے ترجمہ ۱۲

۱۳ آبائے دود فرانس اور انگلستان کو جدا کرتا ہے اور یہ انگلش چینل کا ایک حصہ ہے۔ ترجمہ ۱۳

سمندروں کا بلا شرکتِ غیر سے مالک تھا۔ اور کوئی بحری طاقت اُس کے مقابلہ میں ٹھہر سکتی تھی اور یہ مقولہ قطعی سچا مقولہ ہے کہ برطانیہ کو قلعوں کی حاجت نہیں اُس کی گولہبیاں تو موجوں پر ہیں اور سمندر اُس کا گھر ہے۔“

اپنے لائقِ جہازوں سے انگلستان فرانس پر ہمت سے حملہ آور ہو سکتا تھا۔ انگلستان شیرِ فرارِ سپک کے جہازوں کو سمندر کی سطح سے ناپید کر سکتا تھا۔ اور ب ممالک کی تجارت کا آپ مالک ہو سکتا تھا۔ لہذا جنگ سے انگلستان کو سراسر فائدہ تھا اور دولت حاصل ہو سکتی تھی۔ اور انگلستان کے خوفناک رقیب فرانس کی تجارت کی جنگ سے بربادی ظاہر تھی۔ فرانس کی خوش حالی اور طاقت نے انگلستان کو خوف زدہ کر دیا تھا لہذا وزیرِ اسے دربارِ انگلستان کے سامنے جنگ کو از سر نو آغا کرنے کا لالچ نہایت دل فریب تھا۔ اور اس لالچ سے بچنے کے لئے اُس معمولی نیوکواری سے زیادہ نیوکواری کی ضرورت تھی جتنی عموماً شاہی درباروں کی قسمت میں ہوا کرتی ہے۔ اور افسوس مصیبت زدہ انسانوں کی یہ ہمتی تھی کہ انگلستان اس لالچ میں آگیا۔ انگلستان نے ایسے صلح نامہ کی مشالط کی تعمیل سے انکار کیا جو نہایت ہی واثقِ عہد و پیمان کے ساتھ عمل میں آیا تھا۔ اور اپنے ایمان کے خلاف مائلس سے قبضہ نہ بٹایا۔ اور فرانس پر حملہ کر دیا۔

نپولین نے اُس لالچ میں جو صلح کے شکست ہوتے ہی اُس نے بحسبِ یوکونو کو دی حسبِ ذیل کہا تھا۔

”انگلستان میں برتری حاصل کرنے کی غرض سے دو فریق آپس میں جھگڑ رہے ہیں۔ ایک فریق نے تو صلح کر لی ہے اور دوسرے فریق کو فرانس سے ہلاکی نفرت ہے اور اسی وجہ سے انگلستان کے دربار کی تجاویز اور مشوروں میں یہ تزلزل ہے اور یہ حال ایسی ہے کہ کبھی تو صلح کی طلب گار ہے اور کبھی جنگ کی دھمکی دیتی ہے۔ جب تک یہ

جھگڑہ باقی ہے رپبلک کو اپنی تجویزوں میں بڑی دورانہ نشی سے کام کرنا چاہئے اور فرانس کی حفاظت اور توہین کا انتقام لینے کو پانچ لاکھ سپاہ کے تیار رہنے کی حاجت ہوگی اور وہ تیار رہیگی۔ عجب ضرورت ہے کہ ناقص جذبات نے دونوں قوموں پر عاید کی ہے۔

درحالیکہ اپنے پتجائس فوائد اور اغراض کے اعتبار سے ان قوموں میں صلح رہنا چاہئے لیکن ہمیں امید رکھنا چاہئے کہ بہتر وقت آئے گا اور ہم کو یقین رکھنا چاہئے کہ سنوز انگلستان کے دربار سے زیادہ عاقلانہ مشوروں اور رحم دلی کی صدا ہمارے کان میں آئے گی۔

ایک دن پیرس میں مسٹر فاکس پنولین کے ہمراہ مع دیگر شرفار کے لووری کی گیلری میں تھا جہاں کہ عجائب خانہ میں نہایت نفیس زمین کا ایک کرہ رکھا ہوا تھا۔ ایک شخص اس کرہ کو دیکھ کر کہنے لگا کہ ”دیکھو برطانیہ اس کرہ پر کسی ذرا سی جگہ پر واقع ہے“ اس برٹش فاکس اس کرہ کے قریب آیا اور اپنے ہاتھ پھیلا کر اس کو اپنے ہاتھوں کے حلق میں لینا چاہا اور کہنے لگا ”ہاں برطانیہ اس کرہ پر بہت ذرا سی جگہ گھیرے ہوئے ہے۔“ لیکن اپنی طاقت سے اُس نے تمام کرہ پر قبضہ کر رکھا ہے۔“

فاکس کی یہ شے نہ تھی کیونکہ برطانیہ کے مقبوضات ہر جگہ موجود تھے یعنی اسپین، جزائر مشرقی، جزائر مغربی، ایشیا، افریقہ، امریکہ اور بحر اعظم کے بے شمار جزائر پر اُس کی طاقت پھیلی ہوئی تھی۔ اُس زمانہ میں بھی حکم سلطنت روم کا ستارہ اوج اقبال فلک مغنم پر پہنچا ہوا تھا اُس کی سلطنت برکھانیہ کی برابر وسیع نہ تھی لہذا پنولین کو برطانیہ کی یہ شکایت محض ناچیز معلوم ہوئی تھی۔ کہ فرانس کی شیر جزائر رپبلک جو یورپ کے مخالف بادشاہوں سے جھگڑا رہی تھی اپنی بلند نظری سے دنیا کو معرض خطر میں ڈال رہی تھی۔ کیونکہ اُس نے پیڈمانٹ، سسلی اسپین رپبلک اور پارما کی کمزور ریاست پر اپنا اثر قائم کر لیا تھا اور جزیرہ ایلیمس نو آبادی قائم کی تھی۔ پنولین کی دلائل اور جھٹول کا برطانیہ کوئی جواب نہ دے سکتی تھی اگر اُس کے

پاس کوئی جواب تھا تو یہی تھا کہ وہ اپنے جہازوں سے گولے مارنے لگتی تھی۔

انگلستان۔ ”تم جلاوطن اور بون کے تحت پر بیٹھے ہو“

نیپولین۔ ”اور تمہارا بادشاہ جلاوطن اسٹوارٹ کے تحت پر بیٹھا ہے“

انگلستان۔ ”لیکن فرسٹ کانسل تو بس اسپین رپبلک کا پریسیڈنٹ بھی ہے“

نیپولین۔ ”اور بادشاہ انگلستان بھی تو ہیڈور کا ایکٹر elect ہے“

انگلستان۔ ”اور تمہاری فوجیں سوئزر لینڈ میں ہیں“

نیپولین۔ ”اور تمہاری فوجیں بھی تو اسپین میں ہیں اور جرمنی کی پارٹی کو کیسا مستحکم

کیا ہے“

انگلستان۔ ”تم بلند نظر ہو اور مالک غیر میں اپنی نوآبادیاں قائم کرنا چاہتے ہو“

نیپولین۔ ”تمہاری دس نوآبادیوں کے مقابلہ میں ہماری ایک ہے“

انگلستان۔ ”ہم کو یقین ہے کہ تم مصر پر اپنا قبضہ کرنا چاہتے ہو“

نیپولین۔ ”اور تم تو ہندوستان پر اپنا قبضہ کر چکے ہو“

اس پر انگلستان غصہ سے جھلا کر کہتا تھا۔ نیلسن لا تو۔ بحری افواج۔ ولنگٹن بن

تو بری سپاہ کا سپہ سالار یہ آدمی پال ہونا چاہئے۔ اس کی بلند نظری نے تو دنیا

کی آزادی کو معرض خطر میں ڈال دیا ہے۔ اسے انگلستان کے مورخ۔ ذرا تو مول کو

آگاہ تو کر دینا کہ غاصب اپنی دست و رازی اور غور سے یورپ کو خون

کے طوفان میں ڈال رہا ہے“

پریس سے برطانیہ کے سفیر کے رخصت ہوتے ہی اور قبل اس کے کہ فرانسن

کاہ دیر لندن سے رخصت ہو انگلستان نے کسی قسم کے اعلان جنگ کے بغیر

پر حملے شروع کر دیے۔ فرانسیسی رپبلک کے تجارتی جہاز جو قیمتی مال سے لدے

ہوئے تھے اور جن کو کسی قسم کے خطرہ کا شبہ نہ تھا۔ خود انگلستان کے بندروں میں

اور جہاں جہاں ہاتھ اُس کے گرفتار کئے گئے۔ فرانس کے دو جنگی جہازوں پر بھی حملہ ہوا اور گرفتار کئے گئے۔ اور پہلی خوفناک یہی خبر تھی جو نپولین کو جنگ شروع ہو جانے کے متعلق پہنچائی گئی۔

نپولین کو نہایت سخت غصہ آیا اور اُس نے بھی انتقام میں وہ سخت کارروائی کی جو نپولین جیسے شخص کے شایاں تھی۔ آدھی رات کو اُس نے وزیرِ صیغہ پولیس کو اپنے حضور میں طلب کر کے حکم دیدیا کہ ۱۸ سال سے لے کر ۶۰ برس کی عمر تک ہر ایک انگریز جو فرانس میں موجود ہو گرفتار کر لیا جاوے اور ان سب کو ان قیدیوں کے عوض میں جو انگلستان نے سمندر میں گرفتار کئے ہیں قید کر دیا جاوے۔ اس دشتِ خیرِ خبر سے انگلستان کے گھروں میں کھرام مچ گیا۔ اس لئے کہ یورپ میں اس وقت ہزاروں ستیاح موجود تھے اور ان کو کسی قسم کا خطرہ نہ تھا۔ اور وہ جانتے تھے کہ آغازِ جنگ سے قبل اعلانِ جنگ ضرور شہر کیا جائیگا۔ لیکن اس خوفناک جنگ کے پہلے پھل تھے جس میں اب دنیا مبتلا کی گئی تھی۔

ان سیاحوں کی گرفتاری پر ہزاروں گھروں میں غم و مصیبت کا وہ حال تھا کہ اُس کے بیان کا کسی زبان کو یاد آ نہیں ہے۔ ان لوگوں میں سے بہت سے بڑے بڑے لایق اور تعلیم یافتہ انگریز تھے۔ ان میں باپ۔ بیٹے اور بھائی بھی تھے جو محض تفریح کی غرض سے یورپ کی سیر کر رہے تھے۔ ان بیکسوں نے بارہ برس متواتر جلاوطنی کی مصیبتیں سہلیں۔ اور بہت سے تھکے تھکے فرانس ہی کی خاک میں خاک ہو گئے۔ انگلستان میں بچے جو ان ہو گئے اور اپنے امیر بالوں کی صورت تک نہ دیکھی اور نہ جانا کہ وہ جیتے بھی تھے یا مر گئے تھے۔ بیویاں اور بیٹیاں اُبوکے ہوئے گھروں میں مصیبت و انتظار کی برسیں تھیں کہ قبریں یا یوسی سے جاسوئیں اُدھر انگلستان نے اپنے پرانے جہازوں کے کولوں کو فرانسیسی قیدیوں سے

بھریا تھا جن میں صاحبِ اولاد اور بیوی بچوں والے بھی محسوس تھے۔ فرانس کے ہزار ہا جھونڈوں میں بھیک اور فاقہ کشی کی حکومت تھی جو فرانس کی دایلوں میں اور لبِ سمندر واقع تھے اور جہاں۔ اگر یہ جنگ نہ ہوتی تو صلح امن اور مسرت کا مکتب ہوتا۔ جیسا عموماً ایسی حالتوں میں ہوا کرتا ہے خاص کر مصیبت بے گناہوں پر پڑی تھی جہاں گھر کی بیویوں اور بیٹیوں اور بہوؤں نے سالہا سال بے پایاں بے مصیبت میں گزارے۔

جنگ کی معمولی مصائب کا خیال کرنے سے روح لرزتی ہے۔ ولیم پیٹ جو اس جنگ کا بانی تھا بڑے زبردست ذہن اور غم و ہمت کا شخص تھا لیکن وہ اُن رحم دلی کے خیالات سے خالی تھا جو انسان کی فطرت کو آب و تاب بخشتا کرتے ہیں نہ اُس کے بیوی ہی تھی نہ اُس کے بیٹا ہی تھا۔ پس محبت اور درویشی کا خیال اس کی بے درو۔ غیر متحرک اور ظالم سرد مہر روح کی سطح کو حرکت نہ دے سکتا تھا۔ فرانس کے موجودہ انگریزوں کی گرفتاری کا حکم سرکاری اخبار رائیٹیور *Moniteur* میں اس طرح شائع کیا گیا تھا۔

”نوآبادیوں اور بحری صیغہ کے وزیر نے بریٹش *Breast* کے بحری افسر کی ایک رپورٹ رپبلک کی گورنمنٹ کے حضور میں پڑھی جس سے معلوم ہوا کہ چلیج آڈریو *Adriou* میں دو انگریز جنگی جہازوں نے فرانس کے دو تجارتی جہازوں کو بنیہ کئی اعلان جنگ کے قومی قوانین سے انحراف کر کے گرفتار کر لیا۔

لہذا سب انگریزہ سال سے لے کر ۷۰ برس کی عمر تک انگریزہ اشخاص جو برطانیہ کی طرف سے کسی خدمت پر مامور ہیں۔ اور اس وقت فرانس میں موجود ہیں رپبلک کے شہریوں کے معاوضہ میں جو برطانیہ کے جہازوں اور اُس کی

رہایا نہ گرفتار کر لیے ہیں اور اعلان جنگ سے قبل یہ کارروائی کی ہے فوراً گرفتار کر لینے
چاہیے۔“

(دستخط) بوناپارٹ

نپولین نے انگریزی قیدیوں سے بڑی مہربانی سے برتاؤ کیا اور صرف انہیں لوگوں کو
قید کیا جو فوجی خدمات پر متعین تھے اور باقی لوگوں کو گڑھیوں میں آزاد چھوڑ دیا اور ان
کے گردپرہ کر دیا۔ انگریزوں نے فرانسیسیوں کو پڑاٹے جہازوں میں قید کیا تھا۔
جہاں کثرت کی وجہ سے ان کو لایمان تکلیف تھی۔ نپولین کے جی میں کئی دفعہ یہ بات
آئی کہ فرانسیسی قیدیوں کی حفاظت کے لئے جو انگلستان کے جہازوں میں قید
تھے وہ بھی اپنے انگریز قیدیوں کو اسی قسم کی تکلیف پہنچائے جیسی فرانسیسیوں کو
دی جا رہی تھی۔ لیکن پھر اس کی جلتی رحم دلی غائب آئی اور اس نے ان بد قسمت
قیدیوں کو جو اس کے اختیار میں تھے محفوظ رکھا۔ انگلستان کے دربار نے اس
بات کی شکایت کی کہ نپولین نے صلح جو سیاحوں کو فرانس میں قید کر لیا تھا۔
اس کا نپولین نے یہ جواب دیا کہ تم نے بھی تو شبہ نہ کرنے والے فرانسیسیوں
کو سمندر میں گرفتار کیا ہے۔“

انگلستان نے جواب دیا: ہمارا تو یہ قاعدہ ہے کہ ہم سمندر میں دشمن کے
متعلق جو کچھ پاتے ہیں گرفتار کر لیتے ہیں اور اس لئے ہمارا یہ فعل حق بہ جانب ہے۔“
نپولین نے جواب دیا۔ اب میں بھی یہی قاعدہ معزز کرونگا کہ جنگی میں دشمن کے
متعلق جو کچھ پاؤں گرفتار کروں اور میرا بھی یہ فعل حق بہ جانب ہو جائیگا۔“

یہاں پر رحمت کا خاتمہ ہو گیا۔ لیکن مصیبت پیار سے قیدیوں کی تھی یعنی اوہ
فرانسیسی پڑاٹے جہازوں میں اسبر بلا تھے اور اوہ انگریز پرائی گڑھیوں

میں خانہ برباد تھے۔ پولین نے تجویز کیا کہ قیدیوں کا تبادلہ کر لیا جائے
کے دربار سے اس کا یہ جواب ملا کہ اگر قیدیوں کا تبادلہ کر لیا
ہو جائیگی کہ فرانس کا انگریزوں کو قید کرنا حتیٰ بہ جانبِ فعل
سے انکار کر دیا گیا اور بے دردی سے دونوں قوموں سے یہ

کے حوالہ کیا گیا۔ پولین نے اپنے قیدیوں کو اپنی ہمدردی کا یقین دلایا اور لہذا
رہائی خود مختاری گورنمنٹ کے ہاتھوں میں ہے اور تم اُسی سے استغاثہ کر دو۔
پولین نے سینٹ ہلینا میں کہا: تمہارے دُزر اُنے اس بات پر کہ میں نے فرانس
میں انگریزوں کو قید کر لیا تھا بظاہر غامچا کیا۔ لیکن پہلے اس کی نظر کس نے دکھائی تھی؟
فرانسیسی جہازوں کو گرفتار کر کے اور جہازوں کو قید کر کے جو خود اُن کی بندرگاہوں
میں اور سمندروں میں اُن کے ہاتھ آسکے تھے۔ اعلانِ جنگ سے قبل اور اس سے
پیشتر کہ میں انگریزوں کو قید کروں۔ خود انھوں نے پہلے مثال دکھائی تھی۔ اس پر
میں نے بھی کہا کہ اگر تم میرے فرانسیسیوں کو سمندر میں جہاں تم کو سب اختیارات حاصل
ہیں قید کر دو گے تو میں تمہارے انگریزوں کو خشکی میں جہاں میں سب کچھ کر سکتا ہوں
قید کر دوں گا۔ مگر اس کے بعد میں یہ بات چاہی کہ اعلانِ جنگ سے قبل اس
شرط پر انگریزوں کو رہا کر دوں کہ برطانیہ سب فرانسیسیوں کو مع مال کے چھوڑ دے
اس بات سے تمہارے دُزر نے انکار کیا۔ تمہارے دُزر کی یہ عادت ہے کہ جب
اُن کا بس چلتا ہے کبھی پوری صداقت کا اظہار نہیں کرتے اور صداقت کا جب
ہی اعلان کرتے ہیں جبکہ معاملہ اُن کے اختیار سے باہر ہو جاتا ہے یا وہ جانتے
ہیں کہ یہ معاملہ دوسرے ذرائع سے پبلک کو صحیح صحیح معلوم ہو جائیگا اور نہیں تو
دوسری حالتوں میں وہ اپنے مفید مطلب معاملہ کو پھیرتے ہیں۔ دوسرے پر تو
سے ظاہر کرتے ہیں یا پوشیدہ کرتے ہیں۔“

اگر دو شاہستہ قوموں میں بھی جنگ ہو جیسی کہ فرانسیسی اور انگریزی قومیں ہیں تو بھی نتیجہ ویسے ہی ہونا کہ ہوتے ہیں جیسے اوپر بیان ہوئے۔ جنگ کی بدولت نہایت ہی شدید انتقام لئے جاتے ہیں اور جب جنگ کے درخت میں خوشے اور گلیاں آتی ہیں تو سب سے پہلے پکنے والے پھل بھی ہوتے ہیں کہ بے گناہوں کے سروں پر مصیبت نازل ہوتی ہے۔ پولین کو نہایت سخت صدمہ پہونچا گیا تھا اور اُس نے بھی بدلہ میں ویسا ہی سخت خوفناک انتقام لیا۔ اب دونوں قوموں کے غصہ کی کوئی حد باقی نہ رہی تھی۔ تمامی فرانس کی طاقت اور ذہن و فراست ایک شخص میں جس کو فرانسیسیوں نے یک زبان ہو کر اعلیٰ اختیارات سپرد کر دیئے تھے جمع تھی لہذا جنگ نے ایسا رنگ اختیار کیا کہ گویا انگلستان نے ایک شخص واحد پر حملہ کیا تھا۔ مگر ایسی اچانک اور غیر متوقع جنگ کے واسطے فرانس تیار نہ تھا۔ پولین کو فرانس کی اندرونی اصلاحوں کے لئے ملک کے کل محاصل کی حاجت تھی اور اُس نے فوجوں کا بہت بڑا حصہ بر فراست کر دیا تھا اور یہ سپاہی اب زندگی کے مفید صلح اور امن کے اشغال میں مصروف تھے۔

مگر پولین کے سپت غم و ثبات نے تمام فرانس کو جوش سے بھر دیا۔ منجملہ دیگر یورپی مقبوضات کے ہندوستان کا صوبہ بھی بادشاہ انگلستان کے قبضہ میں تھا اور انگلستان کے جہازوں کی توپوں کی پہلی بارش کو ابھی دس دن بھی نہ ہوئے تھے کہ فرانس کی بیس ہزار فوج نے ہندوستان پر حملہ کر کے اُس کی سولہ ہزار سپاہ کو قید کر لیا اور چار سو توپیں تیس ہزار بندوقیں۔ اور تین ہزار پانچ سو اعلیٰ درجہ کے گھوڑے چھین کر تمام صوبہ پر اپنا قبضہ دوخل کر لیا۔ یہ وحشت ناک خبر سن کر کہ اس کا مورد ثنی صوبہ فرانسیسیوں نے چھین لیا انگلستان کے بادشاہ کو بڑا جانکاہ صدمہ ہوا۔

اس کے بعد فرسٹ کانسٹل نے فوراً انگلستان کو پیغام صلح بھیج کر لکھا کہ پینولین فتح کر لینے سے میرا صرف اس قدر مشتاق ہے کہ تم مالٹا خالی کر دو اور ایمین کے صلحنامہ پر کار بند ہو۔ اس کا جواب برطانیہ کے وزیر نے درستی کے ساتھ یہ دیا کہ ہم جرمن کے فرماں روا سے اس کا اپیل کرینگے۔

پینولین اکثر کہا کرتا تھا کہ اگر کبھی بھی عام صلح ہوئی تو اس وقت میں ظاہر کر سکو لگا کہ میں اصل میں کیا ہوں۔ اور اس وقت میں یورپ کا صلح کھلاؤ لگا۔ فرانس جس میں خود سر حکومت کا مطلق خیال باقی نہیں ہے اپنی اعلیٰ شائستگی کی وجہ سے اس قابل ہے کہ دو انتہائی اصولوں کے دعوای کے درمیان جن سے دنیا دو حصوں میں تقسیم ہو رہی ہے حاصل ہو جاوے اور شعلہ جنگ کو فرو کر دے اور اس کے وہ وہ نیک نتائج پیدا ہونگے جو ابھی ہم میں سے کسی کو نظر بھی نہیں آتے ہیں لیکن اس کام کو انجام دینے کے لئے مجھے دس برس تک امن و چین کی حاجت ہے لیکن امنوس۔ برطانیہ کے وزیر ا بھلا مجھے اتنی کیوں مہلت دینے لگے۔

پینولین کو انگریزوں نے تنگ کر کے جنگ پر مجبور کیا تھا۔ چنانچہ یورپ کے متحدہ بادشاہ اس کی مخالفت پر آمادہ کئے گئے۔ اس بات نے فرانس کو مجبور کر دیا کہ وہ سب کا سب ایک لشکر گاہ ہو جاوے اور پینولین بالکل مختار مطلق بنایا جاوے۔ اگر وسیع بحر الاتلانتک بیچ میں نہ حاصل ہوتا تو یورپ کے متحدہ بادشاہ ممالک متحدہ امریکہ پر بھی اسی طرح چڑھائی کرتے جس طرح فرانس پر کی۔

پینولین کی مرغوب تباہی میں سے ایک تجویز یہ بھی تھی کہ نو آبادیوں کی تعداد میں ترقی دی جاوے تاکہ فرانس کی بحری خوش حالی بڑھے چنانچہ اسی نیت سے اس نے

صوبہ لوی سیٹیا اسپین سے خریدا تھا اور اُس کی بڑی تمنائی کہ دریائے سیسی کی زرخیز وادی میں فرانس کی ایک خوش حال نوآبادی قائم کی جاوے۔ یہ صوبہ جو فرانس کی نظروں میں ایسا قیمتی تھا اب انگریزوں کے اختیار میں تھا اور انگریز اُس کو اپنے قبضہ میں لا سکتے تھے۔ لیکن نپولین نے فوراً یہ صوبہ ممالک متحدہ امریکہ کے ہاتھ پہنچا دالا۔ اگرچہ اس کے پیچھے سے نپولین کے بڑے مددگار فون ہوا۔ لیکن کیا کیا جاسکتا تھا ضرورت ہی ایسی سخت آپڑی تھی۔

انگلستان کی بحری فوجوں کے حملہ سے فرانسیسی کسی مقام پر محفوظ دامن نہ تھے اور فرانس پر بڑی شدت کے ساتھ ضرب کے بعد ضرب پڑنا شروع ہوئی یعنی واپس کے شہرگوں سے اڑاے جانے لگے اُس کی نوآبادیوں پر انگریزوں کا قبضہ ہونا شروع ہو گیا اور اُس کی تجارت برباد ہونے لگی۔ انگریزوں کی بحری طاقت ایسی مسلم تھی کہ جہاں اُن کا پرچم لہاتا تھا اُن کی فتح میں شک نہوتا تھا۔ اور ساتھ ہی اس کے جزیرہ انگلستان خود اس طرح واقع ہوا تھا کہ اُس تک کسی کی رسائی نہ تھی۔ اُس کی بحری فوج اُس کی محافظ تھی اور انگریز بڑی حفاظت اور امن سے بیٹھے چین کر رہے تھے اور دے زمین پر خود ہر جگہ بربادی پھیل رہے تھے۔

نپولین خود برطانیہ کے سفیر سے کہ چکا تھا۔ جناب والا۔ انگلستان پر حملہ کرنے کا ارادہ کرنا نہایت ہی خطرناک فعل ہے۔

لیکن اگرچہ نپولین انگلستان پر حملہ کرنے کے فعل کو یا تو سناہ فعل کتا تھا۔ مگر اب سواے اس کے کہ انگلستان پر حملہ کرے اور دوسرا چارہ بھی کیا تھا چنانچہ اس ہم کے ہما میں وہ ایسے انوکھے عزم و ثبات اور ایسی دور اندیشی اور ایسی فراست

ملہ صوبہ شمالی امریکہ میں واقع ہے ۱۲ مترجم

لے یہ شمالی امریکا کا سب سے بڑا دریا ہے اور فلج ٹیکو میں گرتا ہے ۱۲ مترجم

سے سوار ہوا کہ دنیا کو اُس کی عظیم الشان تجویز پر حیرت ہو گئی اور تمام انگریزوں کے
 منہ پر ہوا بیاں چھوٹنے لگیں۔ انگلستان پر یورش کرنے کی غرض سے انجمنِ صلیب
 پر بڑی بڑی تیاریاں ہونے لگیں اور گویا بزورِ طلسم تین لاکھ فوج فوراً قائم ہو گئی
 تمام فرانس کام میں مصروف ہوا اور توپوں کی دو ہزار کشتیاں تیار ہو گئیں کہ وہیں
 سپاہ پیدل۔ دس ہزار سواروں۔ اور چار ہزار توپوں کو انگلستان کے ساحل پر جا
 آئیں۔ فرانس کے سب کارخانے رات دن مستعدی سے بڑی چھوٹی ہر قسم
 کی توپیں تیار کرنے لگے اور فرسٹ کانسٹل کی فوق العادت عزم و ہمت نے
 رپلیک کے تمامی صوبجات میں جوش کی روح پھونک دی۔

نپولین حملہ کار رویوں کی ذرا ذرا سی تفصیلی نگرانی خود کرنا تھا اور اگرچہ اُس کا
 اعتقاد تھا کہ سب معاملات تقدیر ہی سے ہوتے ہیں تاہم تقدیر کے لئے پورا کرنے
 کو وہ کوئی کام چھوڑ نہ دیتا تھا ہر ایک ممکن الوقوع ضرورت کا پہلے سے خیال کر لیا
 گیا تھا اور اُس کا انتظام کر دیا گیا تھا۔ قومی جوش کا وہ حامل تھا اور اس بات کا
 یقین بیاں تک واثق ہو گیا تھا کہ انگلستان کی دست درازی اب بزورِ شمشیر ہی
 روکی جاسکتی ہے کہ نپولین نے بڑے غرض سے صوبہ لاؤڈن کے انجمنِ باغی ہونے
 فریقِ شاہی کو جو چند ماہ قبل رپلیک کے خلاف جنگ کر چکے تھے ایک فوج میں
 ترتیب دیا اور انجمن لوگوں میں سے افسر مقرر کئے اور یہ اس بات کا بین ثبوت
 ہے کہ متحدہ فرانس کی محبت پر نپولین کو واثق یقین تھا۔

ایسی عظیم الشان جنگ کے لئے اس بات کی بڑی ضرورت تھی کہ رعایا پھیلا
 ٹیکس قایم کیا جاوے اور اس ٹیکس کو فرانسیسیوں نے صرف بڑی خوشی کے ساتھ
 ہی دینا منظور کیا بلکہ رپلیک کے ہر گوشے سے خزانہ میں نہایت گراں بہا ہتھیار
 اور عطیے آنا شروع ہو گئے اور اس سے ثابت ہوتا تھا کہ فرسٹ کانسٹل کے

ساتھ فرانسیسیوں کو بہت محبت تھی اور یہی ثابت ہوتا ہے کہ فرانسیسیوں کو یقین واثق تھا کہ وہ اس جنگ میں حق پہ جانب تھے۔ رپبلک کے ایک محکمہ میں جنگی جہاز تعمیر کیا گیا اور سامان جنگ سے پورا آراستہ کر کے مفت نذر کیا گیا۔ فرانس میں برقی تحریک پیدا ہوئی تھی تمام فرانس کے باشندے کھڑے ہو گئے تھے اور نیک نیتی میں ایک دوسرے سے بازی لیجانے کی کوشش کر رہے تھے۔ چھوٹے قصبوں نے چھٹھ پیادوں کے جہاز دیے اور زیادہ بڑے شہروں نے بڑے بڑے جنگی جہاز میا کئے۔ پیرس نے ایکسپس۔ لیاکن نے سو۔ بورڈو Bordeaux نے چوراسی اور لیون نے Marseilles نے پوٹر توپوں سے آراستہ جہاز دیے اور اٹلی کی رپبلک نے بھی بڑی شکرگزاری کے ساتھ پچاس لاکھ فرانک و جہازوں کی تیاری کے لئے بھیج کر درخواست کی کہ ایک جہاز کا نام رپبلکینٹ اور دوسرے کا اٹلی کی رپبلک نام رکھا جاوے۔ تمام تجارتی کارخانوں اور سرکاری جماعتوں نے بڑی کشادہ دلی سے رد پیہ دیا۔ سینٹ نے بھی ایک جہاز اسیادیا جس میں ایک سو بیس توپیں مع ساز و سامان کے موجود تھیں۔ خطیبوں کی تعداد پانچ کروڑ فرانک سے متجاوز ہو گئی تھی۔

نپولین نے بولون میں صدر مقام مقرر کیا جہاں وہ اپنا بہت سا وقت صرف کرتا تھا۔ بڑی ہوشیاری سے ساحل کی پرتال اور جانچ کرتا تھا۔ سمندر کا روزمرہ حال دیکھتا تھا اور اس تجویز کی تکمیل میں بدل مصروف تھا جس کا اس نے منصوبہ کیا تھا۔ ہر ایک ٹیکہ میں بڑی کفایت شعاری سے کام ہو رہا تھا اور قومی خزانہ کا رد پیہ بڑی احتیاط سے صرف ہوتا تھا لیکن یہ ممکن نہ تھا کہ فرانس اور انگلستان جیسی دو بڑی قوموں میں معرکہ آرائیوں کی یہ تیاریاں ہو رہی ہوں اور یورپ پر اس کا اثر نہ ہو۔ دیکھ کر شعلہ جنگ پھر مشتعل ہوا۔ اسکندر شاہنشاہ روس کو بڑی شکایت ہوئی اور اس نے یہ بات چاہی کہ دونوں قوموں میں نجایت کر دے۔

نپولین نے فوراً جواب دیا ”میں بخوشی نچایت پر راضی ہوں اور شاہنشاہ روس جیسا کچھ فیصلہ کر دیکھا مجھے منظور ہے۔“

لیکن برطانیہ نے انکار کیا اور کہا کہ یہ فیصلہ اُس کو منظور نہیں ہے۔ اس پر دزرائے روس نے فرانس اور انگلستان کی مخالفت کو ختم کر دینے کی نیت سے کچھ تجویزیں پیش کیں۔

نپولین کے جواب دیا ”میں اب بھی راضی ہوں کہ خود دزرائے روس فیصلہ کرے کیونکہ شاہنشاہ کو اپنی نیکنامی کا خیال ہے اور وہ انصاف کریگا۔ لیکن میں اس بات پر راضی نہیں ہوں کہ روس کے دزرائے ایسی تجویزوں کے متعلق خط و کتابت کریں جو فرانس کے حق میں ذرا بھی مفید نہوں۔“ اور اُس نے حسب ذیل مشہور الفاظ سے اس جواب کو ختم کیا ”فرسٹ کانسٹل سے جہاں تک ہو سکا اُس نے یہی چاہا کہ جنگ نہ ہو۔ لیکن اُس کی سعی سے کوئی نتیجہ نہ ہوا۔ اب وہ دیکھتا ہے کہ جنگ تقدیر ہی میں لکھی ہوئی ہے لہذا وہ جنگ کریگا۔ اور انگریزوں کی متکبر قوم کے سامنے سے نہ چھٹکے گا جو پچھلے بیس سال سے اس قابل ہو گئی ہے کہ تمام دنیا کی قوموں کا سراپنہ سامنے جھکانا چاہتی ہے۔“

اب نپولین نے بلجیم چلنے اور دیرین Rhine کے حکمات کے ملاحظہ کا غم کیا۔ جوزیفائن بھی اُس کے ہمراہ تھی۔ نپولین جہاں پہنچتا وہیں مقدم میں نمود سے آسمان سروں پر اٹھایا جاتا۔ اُس کے ساتھ شاہانہ عزت کا برتاؤ کیا گیا ہر مقام پر اسی قسم کا اٹھار مسرت ہوتا کہ جمہور کو گویا اُس سے غایت درجہ ذاتی مسرت تھی۔ اور انگریزوں سے نفرت تھی۔ اور یہ لوگ فرانس کے سخت جانی دشمن سے جنگ کرتے کو آمادہ تھے۔ لیکن نپولین جہاں جاتا جہازوں کی تعمیر کے کارخانوں کو بڑی احتیاط سے دیکھتا۔ میگزینوں اور سامانوں کو ملاحظہ کرتا۔ اور تحقیقات کرتا کہ یہ ملک کیا کیا سامان

میں کر سکتا تھا۔ ہر ساعت محنت کی ساعت تھی اور محنت اُس کی قلبی مسرت تھی۔ اور اُس
 مختصر دورہ سے پنولین بولون کو واپس آیا۔ کسکے *میں* کی آبنائے جسے
 پنولین باوجود برطانیہ کی بے شمار بحری افواج کے عبور کرنے کا ارادہ کر رہا تھا تیس میل
 عرض تھی۔ چار مہینے ایسے تھے جن سے توقع ہو سکتی تھی کہ آبنائے کا عبور کیا جانا غیر
 ممکن نہ تھا۔ موسم گرما میں اکثر اڑنا لیس اڑنا لیس گھنٹے طے مسند میں ہوا قطعی بند ہو جاتی تھی
 اور اس وقت برطانیہ کے بڑے بڑے جنگی جہاز مجبوراً غیر متحرک کھڑے رہتے تھے۔ اور
 اس وقت پنولین کی ہوا پر مینے کی بڑی جنگی کشتیاں ڈال ڈال کے زور سے آبنائے کے
 عبور کر سکتی تھیں اور انگریزی جہاز کچھ نہ کر سکتے تھے۔ دوسرے موسم سرما میں کثرت
 سے کہ گرتا تھا اور اُس کے ساتھ ہوا بھی بند ہو جاتی تھی اور کمر کے پر وہیں آبنائے
 عبور کی جاسکتی تھی۔ ایک اور قریب موقع تھا اور وہ ان دو سے بھی بہتر تھا یعنی اکثر
 اس شدت سے طوفان بھی چلتے تھے انگریزی جنگی جہاز مجبور ہو کر آبنائے چھوڑ پڑتے
 تھے۔ اور مسند میں جا کھڑے ہوتے تھے۔ اور طوفان کم ہوتے ہی شاید ممکن تھا کہ
 ہمازوں کی واپسی سے قبل پنولین کی کشتیاں آبنائے کو عبور کر لیتیں۔ ایک چوتھا موقع
 یہ بھی تھا کہ ایک مقررہ وقت پر سب فرانسیسی جہاز جمع ہو جاتے اور ان کی توپوں کی آڑ
 میں کشتیاں آبنائے عبور کر جاتیں۔ اس مہتمم بالشان مہم کی تکمیل کے لئے پنولین
 نے تین سال تنواڑ اپنی ان تھک عزم و ہمت سے کام لیا۔

تاہم پنولین کے سوا کسی دوسرے شخص کو ان خطرات سے پوری آگاہی بھی
 نہ تھی جو اس مہم کے ساتھ تھیں۔ اب کون کہہ سکتا ہے کہ انگلستان کے زبردست
 بیڑہ اور فرانس کی بے شمار کشتیوں کے باہم جن میں ڈیڑھ لاکھ جہاز سپاہ موجود ہوتی
 اگر جنگ واقع ہوتی تو کیا نتیجہ ہوتا کیونکہ یہ کشتیاں بڑے ہمازوں کو چاروں طرف سے
 سلے کیلے فرانس کے شمالی ساحل پر ایک بندرگاہ ہے ۱۲ مترم

بالکل گھیر لیتیں اور اپنی توپوں سے اُن کو چھلنی کر کے اپنی ہندو قوں سے اُن کے عرشوں کو صاف کر دیتیں اور گولیوں سے طوفان برپا کر دیتیں اور یہ بڑے جہاز بڑی تیزی سے اپنے سب پال کھولے ہوئے ان کشتیوں کے درمیان گھس پڑتے اور اپنی لگڑ سے کشتیوں کو غرق آب کر دیتے اور اپنی گولہ باری سے اُن کو برباد کر دیتے۔ ایڈمیرل ڈیکریز جس کی عادت تھی کہ شکلات کا بیان کرتے ہوئے ذرا بخل بھی شامل کر دیا کرتا تھا کہتا تھا کہ ”اپنے سوجھ بوجھ طے بچروں اور دس ہزار سپاہیوں کو قربان کر کے یہ غیر قرین قیاس نہیں ہے کہ دشمنوں کا حملہ رو کر دیا جائے اور اُنہیں بنائے عبور کر لی جائیں۔“

تھو لین کہتا تھا کہ ”اتنی فائدہ تو یومیہ لڑائیوں میں کام آتی ہے لیکن ایسی جنگ کو نسی ہوئی ہے جس سے اُن نتائج کی توقع ہو سکتی ہو جو انگلستان کی سرزمین پر پہونچکر ہم حاصل کرنے کی امید کر سکتے تھے۔“

تھو لین پر کثرت کار کا اب وہ ہجوم تھا کہ یقین نہیں کیا جاسکتا۔ تمامی یورپ کا ملکی طور پر جڑا تھا اور وہ تنہا دماغ سے اُس پر غور کر رہا تھا۔ اسپین بظاہر تو دوستانہ کا دم بھرتا تھا۔ لیکن درپردہ مخالفت کر رہا تھا۔ چارلس راج *Charles IV* جو تمامی دنیا کے تاجداروں میں ذلیل ترین تھا اس زمانہ میں اسپین کا بادشاہ تھا اور اس کی ملکہ بے شرم فاحشہ عورت تھی۔ اور اس ملکہ کے آشنا گوڈوے *Godoy* کی جو شاہ صلح پسند کے نام سے مشہور تھا اور ضعیف و ملغ۔ خود بین اور تھکا ہوا عیاش تھا اس ذلیل مملکت پر حکومت تھی۔ تھو لین اسپین کی دعا اور اُن ظلموں کی وجہ سے جو اسپین کے سبب سے فرانس پر ہوا کرتے تھے بڑا شک تھا۔ اور ذلیل گوڈوے کی طرف سے جو جواب آتے تھے وہ پر فریب۔ رکیک اور خوشامد ہوتے تھے۔ تھو لین بڑی ترستی سے اپنا سر مل کر کہتا تھا ”بادل کی ایک ہی گچ میں یہ سب ختم ہو جائیگا۔“

اگرچہ ہجوم کار کا یہ حال تھا کہ بیان سے باہر ہے۔ تاہم تھو لین اپنی فیاضانہ عادتاً

وصفات کا اُسی عالیٰ حوصلگی سے اظہار کر رہا تھا جس نے تمام دنیا کو جو اُس سے واقف تھی اُس کا شیفتہ بنا دیا تھا۔ اندرونِ فرانس سے ایک لوجوان انگریز ملاح قیصر سے فرار ہو کر بولون کے قریب سمندر کے کنارے چلا آیا اور اُس نے نہایت شاقہ محنت سے درختوں کی چھال اور شاخوں سے ایک ایسی کرڈر اور ٹکمی کشتی بنائی کہ وہ اُس کے بوجھ کو بھی زبرداشت کر سکتی تھی اور اس ملاح نے ارادہ کیا کہ اس کشتی میں سوار ہو کر آہٹکے کو عبور کر جائے۔ آہٹکے میں ہر وقت طوفان برپا رہتے تھے اور اس جوان کو توقع تھی کہ کوئی انگریزی جہاز اُس کو سمندریں دیکھ کر اپنے ہمراہ لے لیگا اور انگلستان پہنچا دیگا کسی نے اس ملاح کو دیکھ لیا اور پنولین سے کشتی ملاح اور اُس کے غم کا حال کہہ دیا۔ پنولین کو اس ملاح کے ایسے ڈر غم پر حیرت ہوئی اور اُس نے فوراً اس کو اپنے سامنے بلایا۔

پنولین۔ کیا اس ناکارہ کشتی میں آہٹکے عبور کرنے کا واقعی ارادہ تھا؟
ملاح۔ اب اجازت دیکر تماشہ دیکھ لیجئے۔

پنولین۔ وطن لوٹنے کی اس چاہ سے تو معلوم ہوتا ہے کہ تیرا کسی حسین محبوبہ دل لگا ہوا ہے۔

ملاح۔ نہیں۔ ایسا تو نہیں ہے۔ لیکن ہاں ایک غریب۔ ضعیف۔ اور بڑی ماں ضرور ہے۔ جس کے دیکھنے کو جی بے کل ہے۔

اس فقرہ پر پنولین کا دل گھل گیا اور اُس نے زور دیکر کہا۔ "ہاں۔ بے شک تم اپنی ماں کو بچھو گے۔ اور لوہے شریبیوں کی پھٹی ہوئی اور میری طرف سے اپنی ماں کو نذر دینا کیونکہ یہ ماں کوئی معمولی ماں نہیں۔ بہت جس نے ایسے ثابت واسے سنا مندر بیٹے کو تربیت کیا ہے۔"

اس کے بعد پنولین نے فوراً حکم دیا کہ ایک کشتی پر سٹ کا بیٹا وہ کھڑا کیا جاوے

اور وہ ملاح اس پر سوار کر کے سب سے پہلے ملنے والے انگریزی جہاز پر پہنچا دیا جا
ایسے حالات میں جب فرانسیسی اور انگریزی دو جہازوں کے ملنے کی اخلاقی عظمت
کا خیال کیا جاتا ہے جن پر صلح کے سینہ جھنڈے لہا رہے تھے تو ممکن نہیں ہے
کہ خوفناک جنگ کے دشتیانہ اور خالمانہ حالات پر نہایت سخت انہوس نہ کیا جاوے
ممکن ہے کہ اپنی دوسری ملاقات میں یہ دونوں جہاز گھنٹوں لڑے ہوں اور ایک
نے دوسروں پر گولوں اور گولیوں کی بوچھاڑ کی ہو اور کانپتے ہوئے جسموں کو پارہ
پارہ کر دیا ہو اور مجروحوں اور مقتولوں میں ایسے لوگ بھی ہوں جن کے بھائی بیویا
اور بیٹے موجود ہوں۔

ان دنوں دفتر میں پنولین کو اس قدر شامہ محنت کرنا ہوتی تھی اور فرانس کے
گماشتوں اور تمامی یورپ کے سفیروں کو اس قدر کثرت سے تحریرات لکھوانی پڑتی
تھیں کہ تین سکرٹری ہر وقت برابر لکھتے رہتے تھے۔ ان میں ایک نوجوان سکرٹری
بھی محتاجو فو محل میں رہتا تھا اور سرکاری سے کھانا پاتا تھا۔ چھ ہزار فرانک اس کی
تنخواہ تھی جو سالانہ مقرر تھی۔ لیکن بدتمتی سے یہ بہت مقروض تھا۔ اور قرض خواہوں
کے تھاظوں سے بے تنگ آگیا تھا۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ اس قسم کی بے عنوانیوں سے
پنولین سخت ناراض ہو کر رہتا تھا۔ لہذا اس کو خوف تھا کہ اگر یہ خبر پنولین کے کان
تک پہنچ گئی تو بس شامت ہی آجائیگی ایک شب افکار سے اس نوجوان کو تمام
رات نیند نہ آئی اور وہ ان فکروں سے سبکدوش ہونے کو نہایت ہی تڑکے
اٹھ کر دفتر میں اپنی میز کے سامنے آ بیٹھا۔ پنولین اس سے بہت پہلے سے اٹھا
ہوا کام کر رہا تھا اور اب وہ غسل کو جاتے ہوئے دفتر کے دروازہ پر سے گزرا۔ اور
اس نے اس جوان سکرٹری کو کچھ گنگناتے ہوئے سنا۔

پنولین نے دروازہ کھولا اور اس سکرٹری کی طرف دیکھ کر بڑی مسرت سے

تقسیم کیا اور کہنے لگا:-

نپولین- آٹا! اتنے سویرے سے تم کام پر آ گئے۔ واقعی یہ مستعدی قابلِ پروی
ہے۔ بھکاری محنت سے مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ بھکاری تنخواہ کیا ہے۔ ۹
سکرٹری- چھ ہزار فرانک سالانہ۔

نپولین- بھکاری عمر کے اعتبار سے یہ تنخواہ بہت معقول ہے۔ اور اس کے علاوہ
مجھے یقین ہے کہ تم کو مکان اور خوراک بھی ملتی ہے۔

سکرٹری- حضور والا۔ ان مجھے مکان بھی دیا گیا ہے اور خوراک بھی ملتی ہے۔

نپولین- تو پھر بھکاریاں کوئی تعجب کی بات نہیں۔ واقعی تم خوش نصیب ہو۔

سکرٹری- حضور والا۔ مجھے خوش نصیب ہونا چاہئے تھا لیکن انوس کرمیں خوش نصیب

نہیں ہوں۔

نپولین- ہیں! یہ کیوں۔

سکرٹری- میں اسلئے خوش نصیب نہیں ہوں کہ کثرت سے انگریزوں نے میری

جان کو عذاب میں ڈال دیا ہے۔ اس کے سوا میرا ایک باپ ہے جو قریب قریب نابینا ہے

اور ایک بہن ہے جس کی ابھی شادی نہیں ہوئی ہے اور ان کی مجھے کفالت کرنا پڑتی ہے

نپولین- اپنی بہن اور اپنے باپ کی خبر گیری میں تم کو صرف اوسیفدر کرنا ہوتا ہو گا

جیسے نیک بھائی اور سعادت مند بیٹے کیا کرتے ہیں۔ لیکن میں یہ بات نہیں سمجھتا کہ تم کو

انگریزوں سے کیا واسطہ ہے۔

سکرٹری- یہ لوگ وہ ہیں جن کا میں مقروض ہوں اور ان کا رویہ مجھ سے ادا

نہیں ہوتا اور سب مقروض فرانسیزی اپنے قرض خواہوں کو انگریزوں کی گرتے ہیں۔

نپولین- بس بس صاحب۔ میں سمجھ گیا۔ تو آپ مقروض ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے

کہ اتنی معقول تنخواہ کے باوجود تم قرض دار ہو میں اپنے قریب ایسے شخص کو رکھتا نہیں

چاہتا جو انگریزوں کے زور سے واسطہ رکھتا ہو۔ آپ اسی لمحہ سے درخواست کئے گئے اچھا صاحب سلام

یہ لکرنیولین وہاں سے چل دیا اور اپنے کمرہ میں چلا گیا اور اس نوجوان سکریٹری پر پاپوسی کی ایسی گھٹا چھائی کہ وہ اس جاتے رہے۔

لیکن چند ہی لمحوں کے بعد ایک مصاحب آیا اور اس سکریٹری کو یہ لکرا ایک لفافہ دیا کہ نیولین نے دیا ہے، یہ نوجوان ترو د سے کانپنے لگا اور اس کو یقین کامل ہو گیا کہ اس لفافہ میں برخاستگی کا پروانہ تھا۔ چنانچہ ڈرتے ڈرتے اس نے لفافہ کو کھولا تو حسب ذیل عبارت لکھی ہوئی تھی :-

”جی تو میرا یہی چاہتا تھا کہ تم کو اپنے دفتر سے نکال دوں۔ کیونکہ تم اسی کے مستوجب تھے لیکن تمھارے بوڑھے اور نابینا باپ اور جو ان کنواری بہن کا مجھے خیال آتا ہے اور صرف انھیں دونوں کی بدولت میں تم کو معاف کرتا ہوں۔ اور چونکہ تمھاری چرچنی سے تمھارے باپ اور تمھاری بہن ہی پر سب سے زیادہ اثر پڑ رہا ہے لہذا میں تم کو ایک دن کی رخصت دیتا ہوں اور دس ہزار فرانک بھیجتا ہوں۔ یہ رقم لو اور فوراً اپنے انگریزوں (قرض خواہوں) کا روپیہ ادا کر دو۔ جو تم کو ستاتے ہیں اور یکدہ ایسی روش اختیار کرو کہ پھر ان کے قبضہ میں نہ آنا اور اگر اس کے بعد میں نے تم کو متروک ہو تو برخاست ہی کر دوں گا۔“

بولون کی سرو پہاڑی پر جہاں باد و باران کے طوفان برپا رہتے تھے نیولین نے اپنے لئے ایک چھوٹا سا بنگلہ بنوایا تھا اور اکثر رات میں تنم و ن کی شادہ محنت کے بعد وہ سینٹ کلاؤڈ کے محل کو چھوڑ کر ۱۰ میل کا فاصلہ بڑی تیزی سے طے کر کے دوسرے دن دوپہر کو بولون جا پہنچتا اور ظاہر اُس پر نکان کے کوئی آثار نہ ملے۔ پہلے سب چیزوں کا معائنہ کرتا اور پھر چند لمحوں کے واسطے سو رہتا۔ انگریز جہاں تک

مکن تھا اس عظیم الشان مہم میں عاجز تھے۔ اُن کے گشتی جہاز ہر وقت آہٹسے میں پھرتے رہتے تھے۔ اور فرائس کی عمارتوں اور دوسروں پر گولے مارتے تھے۔ اور یہ گولے پہاڑی کو پار کر کے پراثر و نام لشکر گاہ میں پھٹتے تھے۔ تمام مزدور کار بیکر نیولین کی موجودگی پر خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے اور برابر کام میں مصروف تھے۔ یہ لوگ کام کرتے ہوتے تھے اور انگریزی جہازوں کے گولے اُن کے گرد ہوا میں سنساتے تھے جب یہ حال ہوا تو نیولین نے ان لوگوں کی حفاظت کے لئے بڑی بڑی ٹاپا تیاکیں جہاں سے چوبیس پونڈ کا گولہ تین میل تک برابر مارتا تھا اور اب انگریزی جہاز پر نہ آسکتے تھے۔ اگر لوگوں کی تیاریوں کی پوری تفصیل کی جائے تو پورا ایک دفتر درکار ہوگا۔ سپاہیوں کی صحت اور آسائش کے متعلق نیولین نے اس قدر محنت برداشت کی تھی کہ اندازہ سے باہر ہے۔ سب سپاہیوں کو معقول تنخواہیں دی جاتی تھیں۔ نہایت گرم و دریاں دی گئی تھیں اور نہایت مقوی غذا دی جاتی تھی۔ کپو کی بیچ میں سے ٹوپی چوڑی ٹیکس نکال دی گئی تھیں جن سے معلوم ہوتا تھا کہ نہایت نفیس صاف شہر ہے چنانچہ سپاہیوں کی تندرستی کی نہایت اچھی حالت تھی اور بڑے اطمینان سے اس مہم کی تیاریاں کر رہے تھے جلاب قریب پیش آنے والی تھی سپاہی جب اپنے محبوب سردار کو دیکھتے تھے تو خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے اور مسرت کے نعروں سے آسمان سروں پر اٹھالیتے تھے۔

اگر چہ لوگوں کا گھاٹ نہایت وسیع تھا تاہم سب جہازوں کے ایک قطار میں کھڑے ہونے کے لئے گنجائش نہ تھی۔ اسلئے جہاز نو قطاروں میں کھڑے کئے گئے تھے۔ جھولے کے ذریعہ سے گھوڑے ایک جہاز سے دوسرے میں پہنچائے جاتے تھے اور یہ کام دو منٹ میں پھماتا تھا۔ ہر موسم یعنی گرمی اور بارش میں اگر ہوا کا طوفان نہ چلتا ہوتا تھا۔ کشتیاں سمندر میں جاتیں اور دشمن کے سامنے فوجی مشق کرتیں۔ اور روزانہ کشتیوں سے ساحل پر آنے کی مشق کی جاتی۔ یعنی پہلے تو ان کشتیوں

میں سے ساحل پر خالی توپیں اور ہندو قیں فیر کی جاتیں کہ گویا ساحل کو دشمن سے صفا کر دیا گیا اور پھر ساحل کے قریب پہنچ کر کشتیوں سے سپاہی اور گھوڑے اور توپیں اتاری جاتی تھیں۔ اس کام میں ایسی کامل مشق پیدا کی گئی تھی کہ کسی قسم کے حادثہ کا شبہ بھی باقی نہ رہا تھا اور حملہ آوروں کو جو کچھ نقصان ہو سکتا تھا وہ غنیم کی باٹریوں سے ہو سکتا تھا اور اُس کی تدبیر یہی ہو سکتی تھی کہ فرانسیسی اپنے دشمن کی باٹریوں کو حملہ کر کے چھین لیں ان پر جوش و رز شوں میں پولین ہر موقع پر موجود رہتا تھا اور فرانسیسی سپاہ کبھی تو اسے گھوڑے کی پشت پر سوار پہاڑی پر کھڑا دیکھتی کہ وہ مسرت سے سپاہ کی جانفشانیوں کو دیکھ رہا ہے اور کبھی دیکھتی کہ وہ ساحل کی چکنی زمین پر گھوڑا خیر کئے ہوئے سر پٹ چلا جا رہا ہے۔ اور کبھی وہ ایک کشتی میں سوار تیز بڑھا چلا جاتا ہے کہ دشمن کی کشتی سے اس کی طاقت کو آزمائے۔

اگر پولین بہت سخت خطرناک موقعوں پر چلا جاتا اور کسی کا کمانہ مانتا۔ ایک مرتبہ طوفان کی حالت میں وہ لنگر انداز جہازوں کے معائنہ کو چلا گیا۔ لیکن اس کی کشتی اٹ گئی۔ یہ دیکھ کر ملاح فوراً سمندر میں کود پڑے اور اس کو بہ حفاظت کنارہ پر نکال لیا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے بادشاہان فرانس کی عیاشی اور ان کو اپنی نفس پرستیوں پر قوم کے خزانے اڑاتے دیکھا تھا اگر پولین کو دیکھتے اور اس کو کسی اور قوم کا سمجھتے۔

ایک دن مطلع بہت صاف تھا اور پولین نے افق میں بولون کی پہاڑی سے انگلستان کی پہاڑیوں کو دیکھا اور اس منظر سے جوش میں آکر اس نے کہے میرزا کو لکھا۔

”ایمبلیٹور *Ambletore* کے ٹیلہ سے آج میں نے انگلستان کے ساحل کو ایسا صاف دیکھا جیسے ٹوٹی لریز سے کیلوری *Calvary*“

کی بلندیاں نظر آتی ہیں۔ میں نے انگلستان کے مکانات اور لوگوں کے ازدحام دیکھے
یہ آبنائے تو ایک خندق ہے اور اگر کوئی ہمت کرے تو اُسے پھاڑ سکتا ہے۔
اگرچہ دنیا کے سب سے زیادہ دل چلے شخصوں میں سے پولین بھی ایک دل چلپا
شخص تھا لیکن اسی کے ساتھ وہ حدودِ چر کا مختا اور دور اندیش بھی تھا۔ اُس نے اپنے
دل کی تجویز پر کسی کو آگاہ نہ کیا تھا اور وہ تجویز یہ تھی کہ لوٹوں۔
فیروز۔ احمد مراد خان اور لارڈ رچیل *Rachelle* کے ہمارے جو پیار
اور سامانِ حرب سے آراستہ تھے ایک مرکزِ پروغٹا جمع کر کے اس غیر متوقع اٹھانے
کے ساتھ انگلستان کے بڑے بڑے سے جنگ کرے۔
اُس کا قول تھا کہ ذات کے اٹھ گھنٹے جو میرے موافق ہوں اب دنیا کی قسمت
کا فیصلہ کر دینگے۔

ایسی بڑی بڑی تیاریوں سے تیجہ ہو کر اب انگلستان نے گھبرانہ شروع کیا۔
اُس نے اپنے تئیں صرف اسی وجہ سے محفوظ و مامون خیال کیا تھا کہ وہ چاروں طرف
سے سمندر سے محصور تھا۔ لیکن اب اُس نے دیکھا کہ اُس کے ساحل سے ۳۰ میل
کے اندر ہی اعلیٰ درجہ کی قواعد و اڈے لاکھ سپاہیوں کی فوج تیار تھی اور اس
فوج کو آبنائے عبور کرانے کے لئے اور دس ہزار سواروں۔ چار ہزار توپوں۔
اور سامان کو انگلستان کے ساحل پر اتارنے کے لئے دو ہزار جنگی کشتیاں
جمع تھیں اور پولین جیسا شخص جو تمام زمانوں کے نبذون سے سبقت لیجا چکا تھا اس
فوج کا سردار تھا۔ کہ لندن پر حملہ آور ہو اور یہ خیال کہ ڈیڑھ لاکھ فوج کے ساتھ
بوناپارٹ آتا ہے۔ ایسا خیال تھا کہ دنیا کی زبردست سے زبردست قوتیں خوف
سے کانپنے لگتی تھیں۔ اور انگلستان کے بحری افروں نے صاف کہہ دیا تھا کہ ”مگر
یہ ہوا کے گریبانے کی حالت یا سرمائی طوفانی شب میں اگر فرانسیسی انگلستان کے

ساحل پر حملہ آور ہونگے تو اُن سے بچنا غیر ممکن ہے۔“

اس خطرہ سے بچنے اور اس کا مقابلہ کرنے کے متعلق جو جو تقریریں پارلیمنٹ میں ہوئیں وہ نہایت تیز و سے بھری ہوئی اور پر زور تھیں۔ ایک راسے یہ پاس ہوئی کہ ۷ سال سے لے کر ۵ سال تک کی عمر کے انگریزوں کو مسلح کرنے کا ذرا سا کوفہ اختیار دیدیا جاوے۔ ہر شہر میں دیکھا جاتا تھا کہ صبح سے سب آدمی قواعد میں مصروف ہوتے تھے۔ کئی سال بادشاہ جلیج سیوم ان خام سپاہیوں کی قواعد کو خود ملاحظہ کیا کرتا تھا۔ اور اُس کے ہمراہ جلاوطن بوروبون شاہزادے ہوتے تھے جو دوسری قوم کی مدد سے اُس تخت کو پھر حاصل کرنا چاہتے تھے جس سے فرانس کے جمہور نے انھیں اتار دیا تھا۔

جزیرہ وائٹ *Wight* سے لے کر دریائے ٹیمس *Thames* کے وائٹنگ خبر سانی کا ایک سلسلہ قائم کیا گیا تھا کہ ہر مقام پر خطرہ کی اطلاع دیدی جاوے اور یہ اہتمام ہو گیا تھا کہ خطرہ کی خفیہ سی اطلاع پر تمامی بلدیوں پر اطلاعی روشنیاں مشتعل کر دی جاویں۔ گاڑیاں تیار کی گئی تھیں کہ ہر سرعت تمام لوگوں کو اُن مقامات پر پہنچا دیں جہاں دشمن کا بہت زور ہو۔ خوبصورت اور بے غم انگلستان کے تیز و کا اب وہ حال ہو گیا تھا کہ رات کو عورتیں خواب میں اوجھل اوجھل پڑتی تھیں۔ کیونکہ جنگی شکاری شگفتے کھلے ہوئے تھے اور خود انگلستان نے اُن کو کھولا تھا۔ اپنی کردار کی پاداش میں انگلستان کو مزہ بھی خوب چکھنا پڑا یعنی انگلستانیوں پر اب تک نہایت سخت ٹیکس بندھا ہوا ہے جو اس خونریزی کے منہوس زمانہ نے انگلستان کی اولاد پر ترکہ میں چھوڑا ہے۔

واقعی ترکہ کا سبب بھی معقول تھا اسلئے کہ پولیس ورمل تنگ آگیا تھا اور اب اس کا قطعی غم تھا کہ جنگ کا پکا پتہ آدھر ہو جائے یا اُدھر ہو جائے اور اب وہ ایسی زیر دست تیار کیا

کر رہا تھا کہ دنیا میں کبھی پہلے نہ ہوئی تھیں پس انگلستان کے ساحل کی حفاظت کرنا بڑا ضروری کام تھا۔ ستمبر ۱۸۴۱ء میں ڈیوک آف ویلنگٹن نے کہا ہے:-

”میں نے انگلستان کے ساحل کو نارنچ فور لینڈ North Foreland سے لیکر سسلی بل Selsey Bill تک جو پورسٹمٹ Portsmouth کے قریب ہے اچھی طرح نگاہِ تحقیق سے دیکھا۔ اور میں کہتا ہوں کہ سوائے اُس مقام کے جو خاص طور پر دیکھا گیا ہے قلعہ کی بازیں ہیں۔ باقی تمام ساحل پھر ایک مقام بھی ایسا نہیں ہے کہ مدوجزر کے کسی وقت میں اور ہوا کی کسی حالت میں اور کسی موسم میں یہ سپاہ وہاں نہ اتاری جاسکے اور یہ پیدل سپاہ جو اس طرح ساحل پر اتاری گئی ہو ساحل سے پانچ ہی میل کے اندر۔ اندرون انگلستان کے لئے سرکس نہ بچا جائے اور اس ساحل پر سات چھوٹے چھوٹے بندر یعنی دریاؤں کے دہانے ہیں اور اگر ان کی پوری حفاظت نہ کی جاوے تو دشمن ساحل پر اپنی سپاہ سپاہ اتار کر ان پر قابض ہو جائیگا۔ اور۔ یہاں سے اپنی توپیں سامانِ حرب اور اپنے سوار اتار لائیگا۔ اور قایم ہو کر اپنی خط و کتابت اور تعلقاتِ فرانس سے جاری کر لیگا۔“

جب معاملات کا یہ حال تھا تو گورنمنٹ برطانیہ نے اُن شاہی سازش کرنے والوں کو جو سپہ سالاروں کی جان کے خواہاں تھے اور لندن میں موجود تھے خوب ہی جی کھول کھول کر مدد دی۔ برطانیہ کی وزارت سے اُن کو مددِ پیسہ کی امداد ملتی تھی اور برطانیہ عظمیٰ کے جہاز ہر وقت اُن کی خدمت میں موجود رہتے کہ ان کو فرانس کے ساحل پر جا کر اتاریں۔ لیون جارج کیڈوئل جو انٹیشن کل کی سازش میں شریک ہو چکا تھا ہنز لندن میں موجود تھا۔ فرانس کے ذاری اس کے برادر تھے اور وہ بڑی عیش سے لہر رہا تھا۔ کونٹ ڈی ایلوٹس جو بعد کو چارلس دیم ہوا اور اس کا بیٹا ڈیوک آف میری اور ان کا رشتہ دار ڈیوک ڈی انکین کا باپ اور بہت سے دوسرے اشتہار

جو بوربون خاندان کے خاص جانب دار تھے اس خوشوار جرج کیڈ وڈیل کے ہر طرح شریک تھے۔ کہ جس طرح ایمان داری یا بے ایمانی سے ہو سکے اُس شخص کا خاتمہ کر دیں جس نے جمہور کو اس بات کا مجاز سمجھا تھا کہ وہ اپنا فرماں ردِ خود منتخب کر سکتے تھے۔ انگریزی گورنمنٹ ان سازش کرنے والوں کو بڑی فیاضی سے مالی مدد دیتی تھی۔ اور یہ گورنمنٹ ایمان کی خاطر ان لوگوں کی تجویزوں کی تفصیل کے متعلق ان سے کچھ بھی نہ پوچھتی تھی۔

ڈیوک ڈی انگلین۔ ڈیوک آف بوربون کا بیٹا چونتیس برس کا جری سپاہی تھا۔ یہ شخص دریائے رین کے دہانے سے ذرا اوپر گرانڈ ڈیوک آف بے ڈین کے ملک میں اسٹین ہیم کے درمیان جو ایک موضع ہے مقیم تھا۔ اس مقام پر ڈیوک ڈی انگلین اسٹریس برگ سے جو فرانس کا اُس سمت میں سرحدی شہر ہے صرف تیرہ میل کے فاصلہ پر تھا۔ فرانس کی سرحدوں کے قریب دوسری ریاستوں میں انگلستان کے گماشتے صرف اس غرض سے موجود تھے کہ پولین کے زوال کی بے شمار تجویزوں میں معاون ہوں۔ چنانچہ ڈریک میوچ میں تھا۔ آئس اسٹہ سنٹ گارٹس تھا۔ ٹیلر۔ کاسل میں تھا۔ وک ہم۔ برن۔ میں تھا اور روم بولڈٹ۔ ہیمرگ میں تھا۔ برطانیہ کے ان گماشتوں کے پاس کثرت سے روپیہ موجود تھا کہ وہ فرانس کے فراریوں کو جو انگلستان سے بھاگے ہوئے تھے اور فرانس کی حدود پر منڈلائے منڈلائے پولین کے قتل کی گھاتوں میں پھریسے تھے مدد دیں۔

پولین کے قتل کے لئے ان ولیروں نے بے شمار سازشیں کیں منجملہ جن کے تیس پولیس نے دریافت کر لیں آخر میں پولین بہت غصہ سے بھر گیا اور اُس نے یقین کر لیا کہ انگلستان بڑی رذالت سے اُن لوگوں کی مدد کر رہا تھا جو اُس کے قتل کے متلاشی تھے اُسے اس بات پر سخت غصہ تھا کہ بوربون خاندان سے یہ چاہتے تھے کہ چونکہ جمہور نے اُس کو اعلیٰ اختیارات عطا کئے تھے

لہذا وہ حفاظت قانونی سے خارج خیال کیا جاوے اور قاتل اُس کا پچھا کرتے پھر یہ
چنانچہ اُس نے صاف کہہ دیا کہ ”میرا خون ایک خندق کا پانی نہیں ہے۔ میں ان بوربوں
کو ایسا مزہ پکھاؤں گا کہ انہیں بہت دنوں تک یاد رہے گا۔“ فقط

مسکندۂ لیبان

تہذیب

مترجم معین الدین
شاہجہاں پوری

اعلان

اس کتاب کا حق تالیف ایم اے او کالج بک ڈپو

نے ممبر جم سے خرید لیا ہے اور یہ کتاب جناب

میر ولایت حسین صاحب آنیری منیجر

بک ڈپو پونڈی کو راو منیجر صاحب احمدی ایس علی گڑھ

سے درخواست کرنے پر مل سکتی ہے۔

س ۱
DUE DATE
۱۳۳۱
۱
